Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا اور اہل بیت علیہم السلام

## آیۃ اللہ محمد مہدی آصفی

Presented By: www.jafrilibrary.com

مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

786/550

# بسم اللہ الرحمن الرحیم

"شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا رحم کرنے والا مہربان ہے"

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

قال رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم : "اِني تارک فیکم الثقلین، کتاب الله، وعترتي أهل بیتي ما ان تمسکتم بهما لن تضلّوا أبدا وانهما لن یفترقا حتّیٰ یردا عليّ الحوض".

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہارے درمیان دوگرانقدر چیزیں چھوڑے جاتا ہوں: (ایک) کتاب خدا اور (دوسری) میری عترت اہل بیت (علیہم السلام)، اگر تم انھیں اختیار کئے رہو تو کبھی گمراہ نہ ہوگے، یہ دونوں کبھی جدا نہ ہوں گے یہاں تک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہنچیں"۔

(صحیح مسلم: ۱۲۲/۷، سنن دارمی: ۴۳۲/۲، مسند احمد: ج۳، ۱۴، ۱۷، ۲۶، ۵۹.
۳۶۶/۴ و۳۷۱. ۱۸۲/۵، اور ۱۸۹، مستدرک حاکم: ۱۰۹/۳، ۱۴۸، ۵۳۳. وغیرہ.)

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا اور اہل بیت علیہم السلام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

10,007
Acc No. 11,081 Date 14/4/10
Section اخلاقیات Status
D.D. Class
NAJAFI BOOK LIBRARY

NAJAFI BOOK LIBRARY
Shop No. 11
M.L. Heights
Soldier Bazar No. 2
KARACHI

# دعا اور اہل بیت علیہم السلام

آیۃ اللہ محمد مہدی آصفی

مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی

مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

آصفی ، محمد مهدی
[الدعا عند اهل البیت (علیهم السلام) اردو]
دعااور اهل بیت علیهم السلام / مولف محمد مهدی آصفی ؛ مترجم ضرغام حیدر نقوی، -- قم: مجمع جهانی اهل بیت (ع)، ۲۰۰۶ م – ۱۳۸۵ .
۴۸۶ ص . ISBN 964-529-086-4
فهرستنویسی بر اساس اطلاعات فیپا .
۱. دعا. ۲. دعا -- فلسفه. الف. نقوی، ضرغام حیدر، مترجم، ب. مجمع جهانی اهل بیت (ع). ج. عنوان. د. عنوان: الدعا عند اهل البیت (علیهم السلام)، اردو.
BP ۲۶۶/۱۶د ۷.۴۶ ۲۹۷/۷۷۸
۱۳۸۵
کتابخانه ملی ایران ۸۴-۴۷۰۹۳م

نام کتاب: دعااوراہل بیت علیہم السلام
مؤلف: آیۃ اللہ شیخ محمد مہدی آصفی مدظلہ
مترجم: سید ضرغام حیدر نقوی
مصحح: سید مراد رضا رضوی
پیشکش: معاونت فرہنگی، ادارۂ ترجمہ
ناشر: مجمع جہانی اہل بیت (ع)
کمپوزنگ: سید حسن اصغر نقوی
طبع: اول
تاریخ نشر: ۱۴۲۷ھ - ۲۰۰۶ء
تعداد: ۳۰۰۰
مطبع: لیلا
ISBN: 964-529-086-4
WWW.ahl-ul-bayt.org
info@ahl-ul-bayt.org

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

﴿ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِيْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ
اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ
سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ ﴾

سورۂ مؤمن آیت/۶۰

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو
میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے
اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ
جہنم میں داخل ہوں گے"

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# حرف اول

جب آفتاب عالم تاب افق پر نمودار ہوتا ہے، کائنات کی ہر چیز اپنی صلاحیت وظرفیت کے مطابق اس سے فیضیاب ہوتی ہے حتی ننھے ننھے پودے اس کی کرنوں سے سبزی حاصل کرتے اور غنچہ وکلیاں رنگ ونکھار پیدا کرلیتی ہیں تاریکیاں کافور اور کوچہ وراہ اجالوں سے پرنور ہوجاتے ہیں، چنانچہ متمدن دنیا سے دور عرب کی سنگلاخ وادیوں میں قدرت کی فیاضیوں سے جس وقت اسلام کا سورج طلوع ہوا، دنیا کی ہر فرد اور ہر قوم نے قوت وقابلیت کے اعتبار سے فیض اٹھایا۔

اسلام مبلغ وموسس سرورکائنات حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غار حراء سے مشعل حق لے کر آئے اور علم وآگہی کی پیاسی اس دنیا کو چشمۂ حق وحقیقت سے سیراب کردیا، آپ کے تمام الٰہی پیغامات ایک ایک عقیدہ اور ایک ایک عمل فطرت انسانی سے ہم آہنگ ارتقائے بشریت کی ضرورت تھا اس لئے ۲۳ برس کے مختصر عرصے میں ہی اسلام کی عالمتاب شعاعیں ہر طرف پھیل گئیں اور اس وقت دنیا پر حکمراں ایران وروم کی تہذیبیں اسلامی قدروں کے سامنے ماند پڑ گئیں، وہ تہذیبی اصنام خود دیکھنے میں اچھے لگتے ہیں اگر حرکت وعمل سے عاری ہوں اور انسانیت کو سمت دینے کا حوصلہ، ولولہ اور شعور نہ رکھتے تو مذہب وعقل آگہی سے روبرو ہونے کی توانائی کھودیتے ہیں یہی وجہ ہے کہ ایک چوتھائی صدی سے بھی کم مدت میں اسلام نے تمام ادیان ومذاہب اور تہذیب وروایات پر غلبہ حاصل کرلیا۔

اگر چہ رسول اسلام کی یہ گرانبہا میراث کہ جس کی اہل بیت علیہم السلام اور ان کے پیرووں نے خود کو طوفانی خطرات سے گزار کر حفاظت وپاسبانی کی ہے، وقت کے ہاتھوں خود فرزندان اسلام کی بے توجہی اور ناقدری کے سبب ایک طویل عرصے کے لئے تنگنائیوں کا شکار ہوکر اپنی عمومی افادیت کو عام کرنے سے محروم کردی گئی تھی، پھر بھی حکومت وسیاست کے عتاب کی پروا کئے بغیر مکتب اہل بیت علیہم السلام نے اپنا چشمہ فیض جاری رکھا اور چودہ سو سال کے عرصے میں بہت سے ایسے جلیل القدر علماء ودانشور دنیائے اسلام کو تقدیم کئے جنھوں نے بیرونی افکار ونظریات سے متاثر اسلام وقرآن مخالف فکری ونظری موجوں کی زد پر اپنی حق آگین تحریروں اور تقریروں سے مکتب اسلام کی پشتپناہی کی ہے اور ہر دور اور ہر زمانہ میں ہر قسم کے شکوک وشبہات کا ازالہ کیا ہے، خاص طور پر عصر حاضر میں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اسلامی انقلاب کی کامیابی کے بعد ساری دنیا کی نگاہیں ایک بار پھر اسلام وقرآن اور مکتب اہل بیت علیہم السلام کی طرف اٹھی اور گڑی ہوئی ہیں دشمنان اسلام اس فکری ومعنوی قوت واقتدار کو توڑنے کے لئے اور دوستداران اسلام اس مذہبی اور ثقافتی موج کے ساتھ اپنا رشتہ جوڑنے اور کامیاب و کامران زندگی حاصل کرنے کیلئے بے چین و بے تاب ہیں، یہ زمانہ علمی اور فکری مقابلہ کا زمانہ ہے اور جو مکتب بھی تبلیغ اور نشر واشاعت کے بہتر طریقوں سے فائدہ اٹھا کر انسانی عقل وشعور کو جذب کرنے والے افکار ونظریات دنیا تک پہنچائے گا، وہ اس میدان میں آگے نکل جائیگا۔

(عالمی اہل بیتؑ کونسل) مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام نے بھی مسلمانوں خاص طور پر اہل بیت عصمت وطہارت کے پیرووں کے درمیان ہم فکری ویکجہتی کو فروغ دینا وقت کی ایک اہم ضرورت قرار دیتے ہوئے اس راہ میں قدم اٹھایا ہے کہ اس نورانی تحریک میں حصہ لے کر بہتر انداز سے اپنا فریضہ ادا کرے، تاکہ موجودہ دنیائے بشریت جو قرآن وعترت کے صاف وشفاف معارف کی پیاسی ہے زیادہ سے زیادہ عشق ومعنویت سے سرشار اسلام کے اس مکتب عرفان وولایت سے سیراب ہوسکے، ہمیں یقین ہے عقل وخرد پر استوار ماہرانہ انداز میں اگر اہل بیت عصمت وطہارت کی ثقافت کو عام کیا جائے اور حریت وبیداری کے علمبردار خاندان نبوت ورسالت کی جاوداں میراث اپنے صحیح خدوخال میں دنیا تک پہونچادی جائے تو اخلاق وانسانیت کے دشمن، انانیت کے شکار، سامراجی خوں خواروں کی نام نہاد تہذیب وثقافت اور عصر حاضر کی ترقی یافتہ جہالت سے تھکی ماندی آدمیت کو امن ونجات کی دعوتوں کے ذریعہ امام عصر (عج) کی عالمی حکومت کے استقبال کے لئے تیار کیا جاسکتا ہے۔

ہم اس راہ میں تمام علمی اور تحقیقی کوششوں کے لئے محققین ومصنفین کے شکر گزار ہیں اور خود کو مؤلفین ومترجمین کا ادنیٰ خدمتگار تصور کرتے ہیں، زیر نظر کتاب، مکتب اہل بیت علیہم السلام کی ترویج واشاعت کے اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، آیت اللہ شیخ محمد مہدی آصفی مدظلہ کی گرانقدر کتاب دعا اور اہل بیتؑ کو جناب مولانا سید ضرغام حیدر نقوی نے اردو زبان میں اپنے ترجمے سے آراستہ کیا ہے جس کے لئے ہم دونوں کے شکر گزار ہیں اور مزید توفیقات کے آرزومند ہیں، اسی منزل میں ہم اپنے تمام دوستوں اور معاونین کا بھی صمیم قلب سے شکریہ ادا کرتے ہیں کہ جنھوں نے اس کتاب کے منظر عام تک آنے میں کسی بھی عنوان سے زحمت اٹھائی ہے، خدا کرے کہ ثقافتی میدان میں یہ ادنیٰ جہاد رضائے مولیٰ کا باعث قرار پائے۔

والسلام مع الاکرام

مدیر ثقافت، مجمع جہانی اہل بیت علیہم السلام

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# فہرست کتاب

حرف اول ---------- ۹

## دعا کی تعریف

مدعو ---------- ۲۳
داعی: (دعا کرنے والا) ---------- ۲۳
دعا: (طلب، چاہت، مانگنا) ---------- ۲۳
مدعوّ لہ (جس کے لئے یا جو طلب کیا جائے؟) ---------- ۲۳
دعا کی قدر و قیمت ---------- ۲۷
قرآن کریم میں خدا کی بارگاہ میں حاضری کے چار مرحلے ---------- ۳۰
دعا، روح عبادت ہے ---------- ۳۲
دعا سے روگردانی خداوند عالم سے روگردانی ہے ---------- ۳۵
بیشک اللہ اپنے بندے کی دعا کا مشتاق ہے ---------- ۳۸

## استجابت دعا

دعا توفیق اور استجابت کے حصار میں ---------- ۴۷

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قبولیت دعا کی دو جزائیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۰
دعا اور استجابت دعا کا رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۳
دعا، رحمت کی کنجی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۴
عمل اور دعا اللہ کی رحمت کی دو کنجیاں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۵۷
دعا اور عمل کے درمیان رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۰
دعا اور استجابت دعا کے درمیان رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۶۵
حاجت سے باخبر ہونے سے پہلے اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے حاجت ۔۔ ۶۷
ضرورت ہونے سے پہلے دعا کرنا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۴
دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں تین قوانین ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۶
بارگاہ خدا میں احساس نیازمندی کی علامتیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۷۷
پہلی قسم کے موانع دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۲
موانع (رکاوٹوں) کی دوسری قسم ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۸۸
دعا کی قبولیت میں تاخیر یا تبدیلی ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۰
جب دعا عمل میں تبدیل ہوجاتی ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۳
دعا کی قبولیت اور دعا کے درمیان رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۹۵
رحمت نازل ہونے کی تین منزلیں ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۰۲

## دعا کے آداب اور اس کی شرطیں

۱۔ اللہ کی معرفت ۔۔۔۔۔۔۔۔ ۱۱۹

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



۲۔اللہ سے حسن ظن ۔۔۔ ۱۲۴
۳۔اللہ کی بارگاہ میں اضطرار ۔۔۔ ۱۲۹
۴۔خدا کے بتائے ہوئے راستوں سے جانا ۔۔۔ ۱۳۲
۵۔خداوند عالم کی طرف پوری قلبی توجہ ۔۔۔ ۱۳۲
۶۔دل پر خضوع اور رقت طاری کرنا ۔۔۔ ۱۳۶
۷۔مشکلات اور راحت و آرام میں ہمیشہ دعا کرنا ۔۔۔ ۱۴۱
۸۔عہد اللہ کو وفا کرے ۔۔۔ ۱۴۵
۹۔ دعا اور عمل کا ساتھ ۔۔۔ ۱۴۶
۱۰۔ سنت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی ۔۔۔ ۱۴۹
۱۱۔ گناہوں سے اجتناب ۔۔۔ ۱۵۰
۱۲۔ اجتماعی طور پر دعا کرنا اور مومنین کا آمین کہنا ۔۔۔ ۱۵۱
۱۳۔آزادانہ طور پر کسی تکلف کے بغیر دعا کرنا ۔۔۔ ۱۵۲
۱۴۔نفس کو دعا، حمد وثنائے الٰہی، استغفار اور صلوات پڑھنے کیلئے آمادہ کرنا ۔۔۔ ۱۵۳
۱۵۔خدا کے اسمائے حسنٰی کے ذریعہ دعا ۔۔۔ ۱۵۵
۱۶۔اپنی حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرو ۔۔۔ ۱۵۷
۱۷۔دعا میں اصرار کرنا ۔۔۔ ۱۵۸
۱۸۔ایک دوسرے کیلئے دعا ۔۔۔ ۱۶۱
۱۹۔رحمت الٰہی نازل ہوتے وقت دعا کرنا ۔۔۔ ۱۶۳
۲۰۔آدھی رات کے وقت دعا کرنا ۔۔۔ ۱۶۵

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



۲۱۔دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے اور سر پر پھیرنا ۔۔۔۔۔۔ ۱۷۰

## موانع اور رُکاوٹیں

کونسی چیزیں دعا کے اللہ تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہیں ۔۔۔۔۔۔ ۱۷۳
گناہ بارگاہ خدا کی راہ میں ایک رکاوٹ ۔۔۔۔۔۔ ۱۷۴
اخذ اور عطا میں دل کا دوہرا کردار ۔۔۔۔۔۔ ۱۷۴
دلوں کیلئے دوسرا مرحلہ تو سعہ اور عطا ۔۔۔۔۔۔ ۱۷۷
دلوں کے منجمد ہونے کے اسباب ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۰
گناہوں سے دل کا منصرف ہوجانا ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۲
گناہوں کے ذریعہ انسان کے دل سے حلاوت ذکر کا خاتمہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۳
دعاؤں کو روک دینے والے گناہ ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۴
قبولیت اعمال کے موانع ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۷
صعود اعمال کے موانع اسباب ۔۔۔۔۔۔ ۱۸۷
اعمال کو اللہ تک پہنچا نے والے اسباب ۔۔۔۔۔۔ ۱۹۴

## جن چیزوں کو اللہ سے دعا کرتے وقت انجام دینا چاہئے

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کرنا ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۳
دعائے کمیل کی رو سے اللہ تک رسائی کے وسائل ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۴
دعاء کمیل کی عام تقسیم ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۵
تقسیم دعا کی فکر ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۶
ا۔اللہ سے کوئی مفر نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔ ۲۰۷

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ب: اللہ کے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۰۸
دعائے کمیل کے چارو سیلے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱۶
پہلا وسیلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱۶
دوسرا وسیلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱۷
تیسرا وسیلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۱۹
چوتھا وسیلہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۲۲

## دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے اور کیا نہیں مانگنا چاہئے

ا۔ دعا میں محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۰
محمد و آل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کے چند نمونے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۲
۲۔ مومنین کیلئے دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۳
ا۔ عام مومنین کیلئے دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۴
عمومی دعا کے کچھ نمونے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۳۹
سرحدوں کے محافظوں کے حق میں دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۰
قرآن کریم میں دعا کے تین صیغے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۲
ا۔ اپنے لئے دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۲
دوسروں کیلئے دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۴
۳۔ اجتماعی دعا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۵
دعا کے تیسرے طریقہ کی تشریح وتفسیر ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۴۸
ب۔ صرف مومنین کیلئے دعا ! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵۲
ا۔ غائب مومنین کیلئے دعا ! ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۲۵۳

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com




ب:چالیس مومنوں کیلئے دعا! ۲۵۶

ج:دعا میں دوسروں کو ترجیح دینا ۲۵۶

۳۔والدین کیلئے دعا کرنا! ۲۶۳

۴۔انسان کا اپنی ذات کیلئے دعا ! ۲۶۵

الف۔ ہر لازم چیز کیلئے دعا ! ۲۶۵

ب۔بڑی حاجات چھوٹی حاجات پر پردہ نہ ڈال دیں ۲۷۰

ج: خداوندعالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہیے ۲۷۳

د۔دعا میں سب کچھ تدبیر الٰہی کے حوالہ کردینا ۲۷۷

ھ۔خداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا ۲۸۱

ب۔جو چیزیں دعا میں سزاوار نہیں ہیں ۲۸۳

ا۔کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا ۲۸۳

۲۔حل نہ ہونے والی چیزوں کے لئے دعا کرنا ۲۸۷

۳۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا ۲۸۸

۴۔ مصلحت کے خلاف دعا کرنا ۲۹۰

۵۔فتنہ سے پناہ مانگنا ۲۹۱

۶۔مومنین کے لئے بددعا کرنا ۲۹۳

محبت بھرے دلوں سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے ۲۹۷

مومنین کے ساتھ ملاوٹ کرنے سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے ۲۹۹

مومنین سے سوءظن، قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ ۳۰۰

خداوندعالم مومنین سے بغض رکھنے والوں پر اپنا کرم نہیں فرماتا ۳۰۰


Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں میں حبّ خدا


اللہ سے لو لگانا ۳۰۳

اللہ کی محبت ۳۰۵

ایمان اور محبت ۳۰۹

محبت کی لذت ۳۱۱

محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی ۳۱۴

محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے ۳۱۶

محبت کے درجات اور اسکے طریقے ۳۱۶

محبت میں انسیت اور شوق کی حالت ۳۲۸

دوسری صورت ۳۴۹

دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک ۳۵۶

اصل اختیار ۳۶۰

ہم پھر مناجات کی طرف رخ کرتے ہیں ۳۶۲

دعائے قاع اور قمہ یعنی اپنی اوقات کی صحیح معرفت اور صرف خدا سے امید ۳۶۴

تین وسیلے ۳۷۰

پہلا وسیلہ: حاجت ۳۷۰

دوسرا وسیلہ: دعا ہے ۳۷۸

تیسرا وسیلہ: محبت ۳۷۹

اللہ سے ملاقات کے شوق کی ایک اور حالت ۳۸۷

اللہ کیلئے خالص محبت ۳۹۱


Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بندے سے متعلق خداوند عالم کی حمیت ۳۹۵
اللہ کیلئے اور اللہ کے بارے میں محبت ۳۹۷
محبت کا پہلا سر چشمہ ۴۰۱
۱۔اللہ اپنے بندوں کو دوست رکھتا ہے ۴۰۲
۲۔ان کو اپنی محبت والفت عطا کرتا ہے ۴۰۲
۳۔بندوں سے خداوندعالم کا اظہاردوستی ۴۰۶

## اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں دعاؤں کے مصادر

اصحاب ائمہ علیہم السلام اور تدوین حدیث کا اہتمام ۴۱۱
حدیث کے سلسلہ میں (اصول اربعماۃ) چارسو اصول ۴۱۲
میراث اہل بیت علیہم السلام طغرل بیگ کی آتش زنی ۴۱۳
اہل بیت علیہم السلام کی محفوظ رہ جانے والی میراث ۴۱۴
دعاؤں کے کچھ مصادر کا تلف ہونے سے محفوظ رہنا ۴۱۴
کتاب مصباح المتہجد کے ذریعہ محفوظ رہنے والی دعائیں ۴۱۵
سید ابن طاووس تک پہنچنے والے دعاؤں کے کچھ مصادر ۴۱۵
سید ابن طاووسؒ کے پاس حدیث اور دعا کے پندرہ سو مصادر ۴۱۶
سید ابن طاؤس کی ادعیہ اور اذکار کے سلسلہ میں پندرہ کتابیں ۴۱۶
سید ابن طاووسؒ سے متأخر دعاؤں کے مصادر ۴۱۸

## دعا اور قضاوقدر

تاریخ اور کائنات میں قانون علیت ۴۲۳

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خدا وند عالم کے ارادہ کا قانون علیت سے رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۲۶
ارادۂ الٰہیہ قانون علیت پر بنفس نفیس قانون کی طرح حاکم ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۲۷
قانون تسبیب ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۲۸
قانون توفیق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۱
کائنات میں سلطان مطلق اللہ کا ارادہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۱
خداوند عالم کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین رابطہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۲
تکوین (موجودات) میں بداء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۴
محو اور اثبات ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۵
"بداء" پر ایمان کی تردید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۸
دعا اور بداء ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۳۹

## زیارت کے توحیدی اور سیاسی پہلو

تاریخ میں خاندان توحید ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۴۵
اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تسلسل ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۴۶
زیارت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۳
زیارتوں کی عبارات میں آنے والے معانی و مفاہیم کا جائزہ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۵
زیارتوں میں سیاسی اور انقلابی پہلو ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۶
ا۔زیارت کا عام سیاسی دائرہ سے تعلق ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۶
الف: شہادت ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۸
مقابلہ کے پہلے مرحلہ میں رسالت کی گواہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۸
مقابلہ کے دوسرے مرحلہ میں امام علیہ السلام کی گواہی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ۴۵۹

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دوسرے مرحلہ میں تاویل قرآن پر جنگ کرنے کی گواہی ____ ۴۶۱
وارثت کی گواہی ____ ۴۶۳
شاہد ومشہود ____ ۴۶۵
ب: الموقف ____ ۴۶۷
ولایت وبرائت (دوستی اور دشمنی) ____ ۴۷۰
رضا اور غضب ____ ۴۷۲
سلم اور تسلیم ____ ۴۷۳
انتقام کیلئے مدد کی دعا ____ ۴۷۷
انتقام اور خون خواہی کیلئے دعا ____ ۴۷۹
۱۔رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کیلئے دعا ____ ۴۸۰
۲۔رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے دعا ____ ۴۸۱

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا کی تعریف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا کی تعریف

دعا یعنی بندے کا خدا سے اپنی حاجتیں طلب کرنا۔

دعا کی اس تعریف کی اگر تحلیل کی جائے تو اس کے مندرجہ ذیل چار رکن ہیں:

۱۔ مدعو: خداوند تبارک وتعالیٰ۔

۲۔ داعی: بندہ۔

۳۔ دعا: بندے کا خدا سے مانگنا۔

۴۔ مدعولہ: وہ حاجت اور ضرورت جو بندہ خداوند قدوس سے طلب کرتا ہے۔

ہم ذیل میں ان چاروں ارکان کی وضاحت کر رہے ہیں:

۱۔ مدعو: یعنی دعا میں جس کو پکارا جاتا ہے وہ خداوند قدوس کی ذات ہے:

۱۔ خداوند قدوس غنی مطلق ہے جو آسمان اور زمین کا مالک ہے جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿أَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ لَهُ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ﴾(۱)

''کیا تم نہیں جانتے کہ آسمان وزمین کی حکومت صرف اللہ کیلئے ہے''

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت/۱۰۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿وَ لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَابَيْنَهُمَايَخْلُقُ مَايَشَاءُ﴾(۱)

''اوراللہ ہی کیلئے زمین وآسمان اوران کے درمیان کی کل حکومت ہے''

۲۔خداوندعالم کاخزانہ جودوعطاسے ختم نہیں ہوتا:

﴿إِنَّ هٰذَالَرِزْقُنَامَالَهُ مِنْ نَفَادٍ﴾(۲)

''یہ ہمارارزق ہے جوختم ہونے والانہیں ہے''سورۂ ص آیت۵۴۔

﴿كُلًّانُمِدُّ هٰؤُلَاءِ وَهٰؤُلَاءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّكَ وَمَاكَانَ عَطَاءُ رَبِّكَ مَحْظُوراً﴾(۳)

''ہم آپ کے پروردگار کی عطاوبخشش سے اِن کی اوراُن سب کی مددکرتے ہیں اورآپ کے پروردگار کی عطاکسی پر بندنہیں ہے''

اوردعائے افتتاح میں واردہواہے:''لَاتَزِيْدُهُ كَثْرَةُ الْعَطَاءِ إِلَّاجُوْداًوَكَرَماً''

''اورعطا کی کثرت سوائے جودوکرم کے اورکچھ زیادہ نہیں کرتی''

۳۔وہ اپنی ساحت وکبریائی میں کوئی بخل نہیں کرتا،کسی چیز کے عطاکرنے سے اس کی ملکیت کا دائرہ تنگ نہیں ہوتا،وہ اپنے بندوں پراپنی مرضی سے جوجودوکرم کرےاس سے اس کی ملکیت میں کوئی کمی نہیں آتی اوروہ بندوں کی حاجتوں کوقبول کرنے میں کوئی دریغ نہیں کرتا۔

اگرکوئی بندہ اس کوپکارےتووہ دعاکومستجاب کرنے میں کسی چھوٹے بڑے کالحاظ نہیں کرتاہے چونکہ خوداسی کافرمان ہے:﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾''مجھ سے دعاکرومیں قبول کرونگا''مگریہ کہ خودبندہ دعامستجاب کرانے کی صلاحیت نہ رکھتاہو۔چونکہ بندہ اس بات سے آگاہ نہیں ہوتاکہ کونسی دعا

---

(۱)سورۂ مائدہ آیت۱۷۔

(۲)سورۂ ص آیت۵۴۔

(۳)سورۂ اسراءآیت۲۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قبول ہونی چاہئے اور کونسی دعا قبول نہیں ہونی چاہئے فقط خداوند عالم اس چیز سے واقف ہے کہ بندے کیلئے کونسی دعا قبولیت کی صلاحیت رکھتی ہے اور کونسی قبولیت کی صلاحیت نہیں رکھتی جیسا کہ دعائے افتتاح میں آیا ہے:

﴿وَلَعَلَّ الَّذِیْ اَبْطَأَعَنِّیْ هُوَخَیْرٌلِیْ لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ،فَلَمْ اَرَمَوْلیً کَرِیْماًاَصْبِرَعَلیٰ عَبْدٍلَئِیْمٍ مِنْکَ عَلَیَّ﴾

”حالانکہ تو جانتا ہے کہ میرے لئے خیر اس تاخیر میں ہے اس لئے کہ تو امور کے انجام سے باخبر ہے میں نے تیرے جیسا کریم مولا نہیں دیکھا ہے جو مجھ جیسے ذلیل بندے کو برداشت کر سکے“

۲۔داعی:(دعا کرنے والا)

بندہ ہر چیز کا محتاج ہے یہاں تک کہ اپنی حفاظت کرنے میں بھی وہ اللہ کا محتاج ہے ارشاد ہوتا ہے:

﴿یَاَیُّهَاالنَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾(۱)

”انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دولت اور قابل حمد وثنا ہے“

﴿وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ﴾(۲)

”خدا سب سے بے نیاز ہے اور تم سب اس کے فقیر اور محتاج ہو“

انسان کے پاس اپنے فقر سے بہتر اور کوئی چیز نہیں ہے جو اس کی بارگاہ میں پیش کر سکے۔اور اللہ کی بارگاہ میں اپنے کو فقیر بنا کر پیش کرنے سے اس کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔

اور جتنا بھی انسان اللہ کی بارگاہ کا فقیر رہے گا اتنا ہی اللہ کی رحمت سے قریب رہے گا اور اگر وہ تکبر کرے گا اور اپنی حاجت وضرورت کو اس کے سامنے پیش نہیں کرے گا اتنا ہی وہ رحمت خدا سے

---

(۱)سورۂ فاطر آیت ۱۵

(۲)سورۂ محمد آیت ۳۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دور ہوتا جائے گا۔

### ۳۔دعا: (طلب، چاہت، مانگنا)

انسان جتنا بھی گڑگڑا کر دعا مانگے گا اتنا ہی وہ رحمت خدا سے قریب ہوتا جائے گا۔انسان کے مضطر ہونے کی سب سے ادنیٰ منزل یہ ہے کہ وہ اپنے تمام اختیارات کا مالک خدا کو سمجھے یعنی خدا کے علاوہ کوئی اس کی دعا قبول نہیں کرسکتا ہے اور مضطر کا مطلب یہ ہے کہ انسان کے پاس دوسرا کوئی اختیار نہ رہے یعنی اگر کوئی اختیار ہے تو وہ صرف اور صرف خدا کا اختیار ہے اور اس کے علاوہ کوئی اختیار نہیں ہے جب ایسا ہوگا تو انسان اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں نہایت مضطر محسوس کرے گا... اور اسی وقت انسان اللہ کی رحمت سے بہت زیادہ قریب ہوگا:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ (۱)

''بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کردیتا ہے''

مضطر کی دعا اور اللہ کی طرف سے اس کی قبولیت کے درمیان کوئی فاصلہ نہیں ہے اور دعا میں اس اضطرار اور چاہت کا مطلب خدا کے علاوہ دنیا اور مافیہا سے قطع تعلق کر لینا اور صرف اور صرف اسی سے لو لگانا ہے اس کے علاوہ غیر خدا سے طلب اور دعا نہیں ہوسکتی ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دعا انسان کو کوشش اور عمل کرنے سے بے نیاز کردیتی ہے، جس طرح کوشش اور عمل، دعا کرنے والے کو اللہ سے دعا کرنے سے بے نیاز نہیں کرتے ہیں۔

### ۴۔مدعوّ لہ (جس کے لئے یا جو طلب کیا جائے؟)

انسان کو خداوند قدوس سے اپنی چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی تمام حاجتیں طلب کرنا

---

(۱)سورۂ نمل آیت ۶۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



چاہئیں خدا اس کی حاجتوں کو پورا کرنے سے عاجز نہیں ہوتا اور نہ اس کے ملک و سلطنت میں کوئی کمی آتی ہے، اور نہ ہی بخل اس کی ساحتِ کبریائی سے سازگار ہے۔

انسان کیلئے خداوند عالم سے اپنی چھوٹی سے چھوٹی حاجت طلب کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے (یہاں تک کہ وہ اپنے لئے جوتی، جانوروں کیلئے چارا اور اپنے آٹے کیلئے نمک بھی مانگ سکتا ہے) جیسا کہ روایت میں وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم چھوٹی بڑی حاجتوں کو پورا کر کے اپنے بندے کو ہمیشہ اپنے سے لو لگانے کو دوست رکھتا ہے۔ نہ چھوٹی دعائیں، اور نہ ہی بڑی حاجتیں ہونے کی وجہ سے خداوند عالم اپنے اور بندوں کے درمیان پردہ ڈالتا ہے۔ خداوند عالم تو ہمیشہ اپنے بندوں کی چھوٹی اور بڑی تمام حاجتوں کو پورا کرتا ہے اور اپنے بندے کے دل کو ہر حال میں اپنی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہے۔

انسان اور خدا کے درمیان دعا اور حاجت کے مثل کوئی چیز واسطہ نہیں بن سکتی ہے۔ دعا کے یہی چار ارکان ہیں۔

## دعا کی قدر و قیمت

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(۱)

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے"

دعا یعنی بندے کا اپنے کو اللہ کے سامنے پیش کرنا اور یہی پیش کرنا ہی روح عبادت ہے اور عبادت انسان کی غرض خلقت ہے۔

یہی تینوں باتیں ہماری دعاؤں کی قدر و قیمت کو مجسم کرتی ہیں، دعا کی حقیقت کو واضح کرتی

(۱) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہیں، ہم اپنی بحث کا آغاز تیسری بات سے کرتے ہیں اس کے بعد دوسرے مطلب کو بیان کرنے کے بعد پھر پہلی بات بیان کریں گے۔

قرآن کریم نے صاف طور پر یہ بیان کیا ہے کہ انسان کی پیدائش کا مقصد عبادت ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ﴾(۱)

''اور میں نے جن وانس کو نہیں پیدا کیا مگر اپنی عبادت کے لئے''

اسی آخری نقطہ کی دین اسلام میں بڑی اہمیت ہے۔

اور عبادت کی قدر و قیمت یہ ہے کہ یہ انسان کو اسکے رب سے مربوط کر دیتی ہے۔

عبادت میں اللہ سے قصد قربت اس کے محقق ہونے کیلئے اصلی اور جوہری امر ہے اور بغیر جوہر کے عبادت، عبادت نہیں ہے، عبادت اصل میں اللہ کی طرف حرکت ہے، اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے۔

اور یہ دوسری حقیقت پہلی حقیقت کی وضاحت کرتی ہے۔

اور پہلی حقیقت انسان کا اللہ کی طرف متوجہ ہونا اللہ سے براہ راست مستحکم رابطہ ہے ..اور عبادات میں دعا کے علاوہ کوئی عبادت ایسی نہیں ہے جو اس سے زیادہ انسان کو اللہ سے قریب کر سکتی ہو سیف تمار سے مروی ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿عليكم بالدعاء فانكم لاتتقربون بمثله﴾(۱)

''تم دعا کیا کرو خدا سے قریب کرنے میں اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے''

جب بھی انسان کی حاجت اللہ کی طرف عظیم ہوگی اور وہ اللہ کا زیادہ محتاج ہوگا اور اس کی طرف وہ زیادہ مضطر ہوگا تو وہ اتنا ہی دعا کے ذریعہ اللہ کی طرف زیادہ متوجہ ہوگا۔

---

(۱) سورۂ ذاریات آیت ۵۶۔

(۲) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انسان کے اندر اللہ کی نسبت زیادہ محتاجی کا احساس اور اس کی طرف زیادہ مضطر ہونے اور دعا کے ذریعہ اس کی بارگاہ میں ہونے کے درمیان رابطہ طبیعی ہے۔ بیشک ضرورت اور اضطرار کے وقت انسان اللہ کی پناہ مانگتا ہے جتنی زیادہ ضرورت ہوگی اتنا ہی انسان اللہ کی طرف متوجہ ہوگا اور اس کے برعکس بھی ایسا ہی ہے یعنی جتنا انسان اپنے کو بے نیاز محسوس کرے گا خدا سے دور ہوتا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿کَلَّا اِنَّ الاِنْسَانَ لَیَطْغیٰ☆اَنْ رَّاٰہُ اسْتَغْنیٰ﴾(۱)

"بیشک انسان سرکشی کرتا ہے جب وہ اپنے کو بے نیاز خیال کرتا ہے"

بیشک انسان جتنا اپنے کو غنی سمجھتا ہے اتنا ہی وہ اللہ سے روگردانی کرتا ہے اور سرکشی کرتا ہے اور جتنا اپنے کو فقیر محسوس کرتا ہے اتنا ہی اللہ سے لولگاتا ہے۔ قرآن کی تعبیر بہت دقیق ہے:

﴿اَنْ رَاٰہُ اسْتَغْنیٰ﴾ انسان اللہ سے بے نیاز نہیں ہوسکتا بلکہ انسان اللہ کا محتاج ہے:

﴿یَااَیُّھاالنَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ اِلَی اللّٰہِ وَاللّٰہُ ھُوَالْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾(۲)

"انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دولت اور قابل حمد وثنا ہے"

لیکن انسان اپنے کو مستغنی سمجھتا ہے، انسان کا غرور صرف خیالی ہے۔

جب انسان اپنے کو اللہ سے بے نیاز دیکھتا ہے تو اس سے روگردانی کرتا ہے اور سرکش ہوجاتا ہے۔

جب اس کو نقصان پہنچتا ہے اور اللہ کی طرف اپنے مضطر ہونے کا احساس کرتا ہے تو پلٹ جاتا ہے اور خدا کے سامنے سر جھکا دیتا ہے۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے سامنے سر جھکا دینے کا نام حقیقت دعا ہے۔

---

(۱) سورۂ علق آیت ۶۔۷۔

(۲) سورۂ فاطر آیت ۱۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جواللہ سے دعا کرتا ہے اور اس کے سامنے گڑگڑاتا ہے تو اللہ بھی اس کی دعا قبول کرتا ہے۔

اللہ کی طرف متوجہ ہونا اور اس سے لو لگانا ہی دعا کی حقیقت، اسکا جوہر اور اس کی قیمت ہے۔

## قرآن کریم میں خدا کی بارگاہ میں حاضری کے چار مرحلے

خداوند عالم نے اپنی بارگاہ میں حاضری کیلئے اپنے بندوں کے سامنے چار راستے رکھے ہیں جن میں دعا سب سے اہم راستہ ہے ان چاروں راستوں کا قرآن وسنت میں تذکرہ ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے: انسان کے لئے چار چیزیں انجام دینا اس کے حق میں مفید ہے اور اس میں اس کا کوئی نقصان نہیں ہے: ایک ایمان اور دوسرے شکر، خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿مَا يَفْعَلُ اللهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَآمَنْتُمْ﴾(۱)

''خدا تم پر عذاب کر کے کیا کرے گا اگر تم اس کے شکر گزار اور صاحب ایمان بن جاؤ''

تیسرے استغفار خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾(۲)

''حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہیں کرے گا جب تک ''پیغمبر'' آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والے ہو جائیں''

چوتھے دعا، خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ﴾(۳)

''پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پرواہ بھی نہ کرتا''

معاویہ بن وہب نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا ہے:

---

(۱) سورۂ نساء آیت ۱۴۷۔

(۲) سورۂ انفال آیت ۳۳۔

(۳) سورۂ فرقان آیت ۷۷، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"یامعاویة !من أُعطیَ ثلاثة لم یُحرم ثلاثة: من أُعطی الدعاء أُعطی الاجابة، ومن أُعطی الشکر أُعطی الزیادة، ومن أُعطی التوکل أُعطی الکفایة: فانّ اللّٰه تعالیٰ یقول فی کتابه: ﴿وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾(۱)

ویقول: ﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾(۲)

ویقول: ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(۳)

"اے معاویہ! جس کو تین چیزیں عطا کی گئیں وہ تین چیزوں سے محروم نہیں ہوگا: جس کو دعا عطا کی گئی وہ قبول بھی کی جائیگی، جس کو شکر عطا کیا گیا اس کے رزق میں برکت بھی ہوگی اور جس کو توکل عطا کیا گیا وہ اس کے لئے کافی ہوگا اس لئے کہ خداوند عالم قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَمَنْ یَّتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ﴾

"اور جو خدا پر بھروسہ کرے گا خدا اس کے لئے کافی ہے"

﴿لَئِنْ شَکَرْتُمْ لَاَزِیْدَنَّکُمْ﴾

"اگر تم ہمارا شکریہ ادا کروگے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے"

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا"

عبداللہ بن ولید وصافی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کا فرمان ہے:

"ثلاث لا یضر معهن شیٔ: الدعاء عند الکربات، والاستغفار عند الذنب، و

---

(۱) سورۂ طلاق آیت ۳۔

(۲) سورۂ ابراہیم آیت ۷۔

(۳) سورۂ غافر آیت ۶۰، خصال صدوق جلد ۱ صفحہ ۵۰، المحاسن للبرقی صفحہ ۳، الکافی جلد ۲ صفحہ ۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الشکر عندالنعمة"(۱)

"تین چیزوں کے ساتھ کوئی چیز ضرر نہیں پہنچا سکتی ہے: بے چینی میں دعا کرنا، گناہ کے وقت استغفار کرنا اور نعمت کے وقت خدا کا شکر ادا کرنا"

اللہ سے لو لگانے کے یہی ذرائع ہیں اور اللہ سے لو لگانے کے بہت زیادہ ذرائع ہیں جیسے توبہ، خوف و خشیت، اللہ سے محبت اور شوق، امید، شکر اور استغفار وغیرہ۔

انسان پر اللہ سے لو لگانے کے لئے اس طرح کے مختلف راستوں کا اختیار کرنا ضروری ہے اور اسلام خدا سے رابطہ رکھنے کے لئے صرف ایک راستہ ہی کو کافی نہیں جانتا ہے۔

خدا سے رابطہ کرنے اور اس کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کرنے کا سب سے اہم وسیلہ دعا ہے کیونکہ فقر اور نیازمندوں سے زیادہ اور کوئی چیز انسان کو خدا کی طرف نہیں پہونچا سکتی ہے پس دعا خداوند عالم سے رابطے اور لو لگانے کا سب سے وسیع باب ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿الحمد للّٰہ الذی أنادیه کلماشئت لحاجتي واخلوبه حیث شئت لسّري بغیر شفیع فیقضي لي حاجتي﴾

"تمام تعریفیں اس خدا کیلئے ہیں جس کو میں آواز دیتا ہوں جب اپنی حاجتیں چاہتا ہوں اور جس کے ساتھ خلوت کرتا ہوں جب جب اپنے لئے کوئی راز دار چاہتا ہوں یعنی سفارش کرنے والے کی حاجت کو پوری کرتا ہے"

## دعا، روح عبادت ہے

دعا عبادت کی روح ہے؛ انسان کی خلقت کی غرض عبادت ہے؛ اور عبادت کرنے کی غرض

---

(۱) امالی شیخ طوسی صفحہ ۱۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خداوند عالم سے شدید رابطہ کرنا ہے؛ اور یہ رابطہ دعا کے ذریعہ ہی محقق ہوتا ہے اور اس کے وسائل وسیع اور قوی ہوتے ہیں:

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿الدعاء مخ العبادة ؛ولا یهلک مع الدعاء احد ﴾(۱)

دعا عبادت کی روح ہے اور دعا کرنے سے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوتا ہے''

اور یہ بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی کا فرمان ہے:

﴿افزعوا الی اللّٰه فی حوائجکم، والجأوا الیه فی ملمّاتکم، وتضرّعوا الیه، وادعوه؛ فإنّ الدعاء مخ العبادة ومامن مؤمن یدعو اللّٰه الّا استجاب، فإمّا ان یُعجّله له فی الدنیا أو یؤجّل له فی الآخرة، وإمّا أن یُکفّر عنه من ذنوبه بقدر مادعا؛ ما لم یدع بمأثم ﴾(۲)

تم خدا کی بارگاہ میں اپنی حاجتوں کو نالہ وفریاد کے ذریعہ پیش کرو، مشکلوں میں اسی کی پناہ مانگو، اس کے سامنے گڑگڑاؤ، اسی سے دعا کرو، بیشک دعا عبادت کی روح ہے اور کسی مومن نے دعا نہیں کی مگر یہ کہ اس کی دعا ضرور قبول ہوئی، یا تو اسکی دنیا ہی میں جلدی دعا قبول کر لیتا ہے یا اس کو آخرت میں قبول کرے گا، یا بندہ جتنی دعا کرتا ہے اتنی مقدار میں ہی اسکے گناہوں کو ختم کر دیتا ہے۔

گویا روایت ہم کو خداوند عالم سے دعا کرنے اور ہم کو اس کی بارگاہ میں پیش ہونے کا طریقہ سکھاتی ہیں۔

ان فقرات: ﴿افزعوا الی اللّٰه فی حوائجکم ﴾ ''اپنی حاجتیں خدا کی بارگاہ میں پیش کرو'' ﴿والجأوا الیه فی ملمّاتکم ﴾ ''مشکلوں میں اسی کی پناہ مانگو'' ﴿وتضرّعوا الیه ﴾ ''اسی

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۰۔

(۲) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کی بارگاہ میں گڑگڑاؤ‘‘ کے سلسلہ میں غوروفکر کریں۔

اوردوسری روایت میں حضرت رسول خدافرماتے ہیں:

﴿الدعاء سلاح المؤمن وعمادالدین﴾(۱)

’’دعامومن کاہتھیاراوردین کاستون ہے‘‘

بیشک دعادین کاستون ہےاوراس کامطلب اللہ کی طرف حرکت کرناہےاوراللہ کی بارگاہ میں اپنےکوپیش کرنےکانام دعاہے۔

اورجب اپنےکوخداوندعالم کی بارگاہ میں پیش کرنےکانام دعاہےتودعاخداوندعالم کے نزدیک سب سےمحبوب اورسب سےاکرم چیزہے۔

حضرت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿مامن شی ء اکرم علیٰ اللّٰہ تعالیٰ من الدعاء﴾(۲)

’’خداوندعالم کےنزدیک سب سےاکرم چیزدعاہے‘‘

حنان بن سدیراپنےپدربزرگوارسےنقل کرتےہیں کہ میں نےحضرت امام محمدباقرؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

’’ای العبادۃافضل؟فقال:’’مامن شیئ أحبّ الیٰ اللّٰہ من أن یُسأل ویُطلب مماعندہ،وماأحدابغض الیٰ اللّٰہ عزّوجلّ ممن یستکبرعن عبادتہ ولایسأل مما عندہ‘‘ (۳)

’’کونسی عبادت سب سےافضل ہے؟توآپ(امامؑ)نےفرمایا:خداوندعالم کےنزدیک سب سےاہم چیزیہ ہےکہ اس سےسوال کیاجائےاورخداوندعالم کےنزدیک سب سےمبغوض ترین

---

(۱)بحارالانوارجلد۹۳صفحہ۲۸۸۔

(۲)مکارم الاخلاق صفحہ/۳۱۱۔

(۳)مکارم الاخلاق صفحہ۳۱۱۔اورمحاسن برقی صفحہ۲۹۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شخص وہ ہے جو عبادت کرنے پر غرور کرتا ہے اور خداوند عالم سے کچھ طلب نہیں کرتا"

بدھ کے دن پڑھی جانے والی دعا میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿الحمدللہ الذی مرضاته فی الطلب الیه، والتماس مالدیه وسخطه فی ترک الالحاح فی المسألة علیه﴾(۱)

دعاء کمیل میں فرماتے ہیں:

"فَاِنَّکَ قَضَیْتَ عَلٰی عِبَادِکَ بِعِبَادَتِکَ وَاَمَرْتَهُمْ بِدُعَائِکَ وَضَمِنْتَ لَهُمُ الاِجَابَةَ، فَاِلَیْکَ یَارَبِّ نَصَبْتُ وَجْهِیْ وَاِلَیْکَ یَارَبِّ مَدَدْتُ یَدِیْ..."

"اس لئے کہ تو نے اپنے بندوں کے بارے میں طے کیا ہے کہ وہ تیری عبادت کریں اور تو نے اپنے سے دعا کرنے کا حکم دیا ہے اور تو اس کے قبول کرنے کا ضامن ہے پس اے خدا! میں نے تیری ہی طرف لو لگائی ہے اور اے پروردگار تیری ہی جانب اپنے ہاتھ پھیلائے ہیں"

## دعا سے روگردانی، خداوند عالم سے روگردانی ہے

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾(۲)

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے"

اس آیۂ کریمہ میں عبادت سے استکبار کرنا دعا سے روگردانی کرنا ہے، پس سیاق آیت دعا

---

(۱) دعا یوم الاربعاء۔

(۲) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرنے کی دعوت دے رہا ہے۔خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾

''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا''

اوراس کے بعد فوراً فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾(۱)

''اور یقیناً جولوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے''۔

اس آیۂ کریمہ میں دعا سے اعراض کرنا عبادت نہ کرنے کے مترادف ہے اس لئے کہ یہ اللہ سے روگردانی کرنا ہے۔

اوراس آیت کی تفسیر میں یہی معنی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کئے گئے ہیں:

﴿هی والله العبادة،هی والله العبادة﴾

''خدا کی قسم یہی عبادت ہے،خدا کی قسم یہی عبادت ہے''۔

حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

''انّ الدعاء هو العبادة؛انّ اللّٰه عزّوجلّ یقول:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾(۲)

''بیشک دعا سے مراد عبادت ہے اور خداوند عالم فرماتا ہے:﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾

''اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جولوگ میری

---

(۱)سورۂ مومن آیت ۶۰۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ۱۰۸۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے"

اور اللہ کے نزدیک دعا اور دعا کی مقدار کے علاوہ انسان کی کوئی قیمت وارزش نہیں ہے اور خداوند عالم اپنے بندے کی اتنی ہی پرواہ کرتا ہے جتنی وہ دعا کرتا ہے اور اس کو قبول کرتا ہے:

﴿قُلْ مَایَعْبَؤُابِکُمْ رَبِّیْ لَوْلَادُعَاؤُکُمْ﴾(۱)

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پروا بھی نہ کرتا"

بیشک دعا خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنے کو پیش کرنے کے مساوی ہے جیسا کہ دعا سے اعراض (منھ موڑنا) کرنا اللہ سے اعراض کرنا ہے۔

اور جو اللہ سے منھ موڑتا ہے تو خداوند عالم بھی اس کی پرواہ نہیں کرتا، اور نہ ہی اللہ کے نزدیک اس کی کوئی قدر وقیمت ہے۔

حضرت امام باقر علیہ السلام ایک حدیث میں فرماتے ہیں:

﴿وماا حد ابغض الی اللّٰہ عزّوجلّ ممن یستکبر عن عبادتہ، ولایسأل ما عندہ﴾(۲)

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿لتسألنّ اللہ أو لیغضبنّ علیکم، انّ للہ عبادا یعملون فیعطیھم، وآخرین یسألونہ صادقین فیعطیھم ثم یجمعھم فی الجنۃ، فیقول الذین عملوا: ربنا عملنا فاعطیتنا، فبما اعطیت ھؤلاء؟ فیقول: ھؤلاء عبادي اعطیتکم اجورکم ولم التکم من اعمالکم شیئا، وسألني ھؤلاء فاعطیتھم واغنیتھم، وھو فضلي اوتیہ مَنْ أشاء﴾(۳)

---

(۱) سورۂ فرقان آیت/۶۰

(۲) وسائل الشیعہ جلد۴: صفحہ ۱۰۸۴، حدیث ۸۶۰۴۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد۴: صفحہ ۱۰۸۴ حدیث ۸۶۰۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



# بیشک اللہ اپنے بندے کی دعا کا مشتاق ہے

جب بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کیلئے حاضر ہوتا ہے تو اللہ اس سے محبت کرتا ہے۔

اور جب بندہ اللہ سے روگردانی کرتا ہے تو خدا بھی اسے پسند نہیں کرتا ہے۔

کبھی کبھی خداوند عالم اپنے مومن بندے کی دعا مستجاب کرنے میں اس لئے دیر لگا دیتا ہے تا کہ وہ دیر تک اس کی بارگاہ میں کھڑا رہے اور اس سے دعا کر کے گڑگڑاتا رہے۔ کیونکہ اسے اپنے بندے کا گڑگڑانا بھی پسند ہے اسی لئے وہ دعا اور مناجات کا مشتاق رہتا ہے۔

عالم آل محمد یعنی امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ اللّٰہ عزّوجلّ لیؤخّر اجابة المؤمن شوقاًالیٰ دعائه ویقول: صوتاً احبّ أن اسمعه. ویعجّل إجابة دعاء المنافق، ویقول: صوتاً اکره سماعه﴾(۱)

''خداوند عالم مومن کی دعا کے شوق میں اس کی دعا کو دیر سے مستجاب کرتا ہے اور کہتا ہے: مجھے یہ آواز پسند ہے اور منافق کی دعا جلد قبول کرتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھے اس کی آواز پسند نہیں''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿أکثروا من أن تدعوا اللّٰہ، فإنّ اللّٰہ یحبّ من عباده المؤمنین أن یدعوه، وقد وعد عباده المؤمنین الاستجابة﴾(۲)

''تم خداوند عالم سے بہت زیادہ دعائیں کرو بیشک اللہ کو یہ پسند ہے کہ اس کے مومن بندے اس سے دعائیں کریں اور اس نے اپنے مومن بندوں کی دعا قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۷ صفحہ ۲۹۶۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد ۴: صفحہ ۱۰۸۶، حدیث ۸۶۱۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿احبّ الأعمال إلیٰ اللّٰه عزّوجلّ فی الأرض: الدعاء﴾(۱)

"زمین پر اللہ کا سب سے پسندیدہ عمل: دعا ہے"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿إنّ المؤمن یسأل اللّٰه عزّوجلّ حاجة فیؤخرعنه تعجیل اجابته حبّاً لصوته واستماع نحیبه﴾(۲)

"بیشک جب کوئی مومن اللہ عزوجل سے کوئی سوال کرتا ہے تو خداوند عالم اس مومن کی دعا کی قبولیت میں اس کی آواز کو دوست رکھنے اور سننے کی خاطر تاخیر کرتا ہے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ العبد لیدعو فیقول اللّٰه عزّوجلّ للملکین: قداستجبت له، ولکن احبسوه بحاجته، فانّی اُحبّ ان اسمع صوته، وانّ العبدلیدعو فیقول اللّٰه تبارک وتعالیٰ: عجلوا له حاجته فانی ابغض صوته﴾(۳)

"جب ایک بندہ خداوند عزوجل سے دعا مانگتا ہے تو خداوند عالم دو فرشتوں سے کہتا ہے: میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے لیکن تم اس کو اس کی حاجت کے ساتھ قید کرلو، چونکہ مجھے اس کی آواز پسند ہے، اور جب ایک بندہ دعا کرتا ہے تو خداوند عالم کہتا ہے: اس کی حاجت روائی میں جلدی کرو چونکہ مجھے اس کی آواز پسند نہیں ہے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ العبد الولی للّٰه لیدعو اللّٰه عزّوجلّ فی الامرینوبه، فیُقال للملک

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۹، حدیث ۸۶۳۹۔

(۲) قرب الاسناد صفحہ ۱۷۱، اصول کافی صفحہ ۵۲۶۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۱۲، حدیث ۸۷۳۱، اصول کافی جلد ۲، صفحہ ۵۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الموکل بہ: اقض لعبدي حاجته، ولا تُعجّلها فانّي اشتهي ان اسمع صوته ونداء ه وانّ العبد العدو لله عزّوجلّ یدعو الله عزّوجلّ في الامر ینوبه، فیُقال للملک الموکل بہ: اقض حاجته، وعجّلها فانّي اکره ان اسمع صوته وندائه ﴾(۱)

"اللہ کو دوست رکھنے والا بندہ دعا کرتے وقت اللہ کو اپنے امر میں اپنا نائب بنا دیتا ہے تو خداوندعالم اس بندے پر موکل فرشتوں سے کہتا ہے: میرے اس بندے کی حاجت قبول کرلو مگر اسے پوری کرنے میں ابھی جلدی نہ کرنا چونکہ میں اس کی آواز سننے کو دوست رکھتا ہوں اور جب اللہ کا دشمن بندہ اللہ سے دعا کرتے وقت اس کو اپنے کسی کام میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہے تو خداوندعالم اس بندے پر موکل فرشتوں سے کہتا ہے اس کی حاجت کو پورا کرنے میں جلدی کرو اس لئے کہ میں اس کی آواز سننا پسند نہیں کرتا ہوں"

خداوندعالم کو ہرگز یہ پسند نہیں ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے سے سوال کریں بلکہ اگر وہ اپنی عزت نفس کا خیال رکھتے ہوئے دوسروں کے سامنے ہاتھ نہ پھیلائیں تو اس کو یہی پسند ہے لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ اپنی بارگاہ میں مومنین کے سوال کو پسند کرتا ہے اور اپنے سامنے ان کے گریہ و زاری اور دعا کرنے کو پسند کرتا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

﴿انّ الله احبّ شیئاً لنفسه وابغضه لخلقه، ابغض لخلقه المسألة، واحبّ لنفسه ان یُسأل، ولیس شيء احبّ الیٰ الله عزّوجلّ من ان یُسأل، فلا یستحي احدکم من ان یسأل الله من فضله، ولو شسع نعل ﴾(۲)

---

(۱) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۷، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۱۲، حدیث ۸۷۳۲۔

(۲) فروع الکافی جلد ۱ صفحہ ۱۹۶، من لا یحضرہ الفقیہ جلد ۱ صفحہ ۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خداوند عالم ایک چیز اپنے لئے پسند کرتا ہے لیکن اس کو مخلوق کیلئے پسند نہیں کرتا، وہ اپنے لئے اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے اور اللہ کے نزدیک اس سے سوال کرنے کے علاوہ کوئی چیز محبوب نہیں ہے پس تم میں سے کوئی اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرنے میں شرم نہ کرے اگر چہ وہ جوتے کے تسمے کے بارے میں ہی کیوں نہ ہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ اللّٰہ یحبّ العبد أن یطلب الیه في الجرم العظیم،ویبغض العبد أن یستخفّ بالجرم الیسیر﴾(۱)

"اللہ بندے کی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ وہ اس کو بڑے جرم میں پکارے اور اس بات سے ناراض ہوتا ہے کہ وہ اس کو چھوٹے جرم میں نہ پکارے"

محمد بن عجلان سے مروی ہے کہ: ﴿اصابتني فاقة شدیدة واضاقة،ولاصدیق لمضیق ولزمني دینٌ ثقیل وعظیم ،یلحّ في المطالبة،فتوجّهت نحو دار الحسن بن زید.وهو یومئذ أمیر المدینة.لمعرفة کانت بیني وبینه،وشعر بذلک من حالي محمد بن عبد اللّٰه بن علي بن الحسین علیه السلام،وکان بیني وبینه قدیم معرفة،فلقیني في الطریق فأخذ بیدي وقال:قد بلغني ماأنت بسبیله،فمن تؤمّل لکشف مانزل بک؟

قلت:الحسن بن زید.فقال اذن لایقضي حاجتک،ولاتسعف بطلبتک، فعلیک بمن یقدر علی ذلک،وهو اجود الاجودین،فالتمس ماتؤمّله من قبله،فإنّي سمعت ابن عمي جعفر بن محمد یُحدّث عن ابیه،عن جده،عن ابیه الحسین بن

---

(۱) المحاسن للبرقی صفحہ ۲۹۳، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علي،عن ابيه علي بن ابيطالب عليه السلام عن النبي صلى الله عليه وآله وسلم قال: اوحىٰ الله الىٰ بعض انبيائه في بعض وحيه: وعزّتي وجلالي لأقطعن أمل كل آمل امّل غيري بالإياس،ولأكسونّه ثوب المذلّة في الناس،ولأبعدنّه من فَرَجي وفضلي،أيأمل عبدي في الشدائدغيري والشدائدبيدي؟ويرجو سواي واناالغني الجواد؟بيدي مفاتيح الابواب وهي مغلقة،وبابي مفتوح لمن دعاني.

الم تعلموااِنّ من دهاه نائبة لم يملك كشفهاعنه غيرى،فمالي أراه يأمله معرضا عني وقد اعطيته بجودي وكرمي مالم يسألني؟

فأعْرَضَ عني،ولم يسألني،وسأل في نائبته غيري،وأنااللّه ابتدئ بالعطية قبل المسألة.

أفأُسأل فلا أجُوَد؟كلّا.أليس الجود والكرم لي ؟أليس الدنياوالآخرة بيدي؟فلوانّ اهل سبع سماوات وارضين سألوني جميعاواعطيت كل واحد منهم مسألته مانقص ذلك من ملكي مثل جناح البعوضة،وكيف ينقص مُلك أناقيّمه فيابؤسا لمن عصاني،ولم يراقبني.

فقلت له:يابن رسول اللّه،أعدعليّ هذاالحديث،فأعاده ثلاثاً،فقلت: لا واللّه ماسألت احدا بعدهاحاجة .فمالبث أن جاءَ ني اللّه برزق من عنده﴾(۱)

''میں شدید فقر وفاقہ کی زندگی گزار رہا تھا،میری تنگدستی کو دور کرنے والا بھی کوئی میرا ساتھی نہیں تھا اور مجھ پر دین کی اطاعت بڑی مشکل ہوگئی تھی اور میں اپنی ضروریات زندگی کیلئے چیخ اور چلا رہا

---

(۱)بحارالانوار جلد۹۳صفحہ۳۰۳۔۳۰۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تھا تو میں نے اس وقت اپنا وظیفہ معلوم کرنے کے لئے حسن بن زید (جو اس وقت مدینہ کے امیر و حاکم تھے) کے گھر کا رخ کیا اور ان تک میرے حالات کی خبر میرے قدیمی ہمنشین محمد بن عبداللہ بن علی بن الحسین علیہ السلام نے پہنچائی، میری ان سے راستہ میں ملاقات ہوئی تو انھوں نے میرا ہاتھ پکڑ کر کہا: مجھ کو تمہارے حالات کے بارے میں خبر ملی ہے میں تمہارے بارے میں نازل ہونے والی مشکلات کے بارے میں سوچ رہا ہوں؟

میں نے کہا: حسن بن زید، اس نے کہا تمہاری حاجت پوری نہیں ہوگی اور تم اپنے مقصد تک نہیں پہنچ سکتے تم ایسے شخص کے پاس جاؤ جو تمہاری حاجت روائی کی قدرت رکھتا ہے اور تمام سخاوت کرنے والوں سے زیادہ سخی ہے اپنی مشکلات کیلئے ان کے پاس جاؤ اس لئے کہ میں نے سنا ہے کہ میرے چچازاد بھائی جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے والد کے ذریعہ اپنے جد سے پھر ان کے والد سے حسین بن علی علیہما السلام سے انھوں نے اپنے والد علی بن ابی طالب علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے: خداوند عالم نے اپنے بعض انبیاء علیہم السلام کی طرف وحی نازل کی کہ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم ہے میں ہر اس شخص کی امید مایوسی میں بدل دونگا جو میرے علاوہ کسی اور سے امید لگائے گا، اسے ذلت کا لباس پہناؤں گا اور اسے اپنے فضل و کرم سے دور کردونگا۔ کیا میرا بندہ مشکلات میں میرے علاوہ کسی اور سے امید کرتا ہے حالانکہ میں غنی جواد ہوں؟ تمام ابواب کی کنجی میرے ہاتھ میں ہے حالانکہ تمام دروازے بند ہیں اور مجھ سے دعا کرنے والے کیلئے میرا دروازہ کھلا ہوا ہے۔

کیا تم نہیں جانتے کہ جس کو کوئی مشکل پیش آئے اس کی مشکل کو میرے علاوہ کوئی اور دور نہیں کرسکتا تو میں اس کو غیر سے امید رکھتے ہوئے اور خود سے روگردانی کرتے ہوئے دیکھتا ہوں جبکہ میں نے اپنی سخاوت اور کرم کے ذریعہ وہ چیزیں عطا کی ہیں جن کا اس نے مجھ سے مطالبہ نہیں کیا ہے؟ لیکن اس نے مجھ سے روگردانی کی اور طلب نہیں کیا بلکہ اپنی مشکل میں دوسروں سے مانگا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جبکہ میں ایسا خدا ہوں جو مانگنے سے پہلے ہی دیدیتا ہوں۔

تو کیا ایسا ہوسکتا ہے کہ مجھ سے سوال کیا جائے اور میں جود و کرم نہ کروں؟ ایسا ہرگز نہیں ہوسکتا۔ کیا جود و کرم میرے نہیں ہیں؟ کیا دنیا اور آخرت میرے ہاتھ میں نہیں ہیں؟ اگر سات زمین اور آسمان کے لوگ سب مل کر مجھ سے سوال کریں اور میں ہر ایک کی ضرورت کے مطابق اس کو عطا کردوں تو بھی میری ملکیت میں ایک مچھر کے پَر کے برابر بھی کمی نہیں آئیگی اور کیسے کمی آ بھی سکتی ہے جس کا ذمہ دار میں ہوں، لہٰذا میری مخالفت کرنے والے اور مجھ سے نہ ڈرنے والے پر افسوس ہے۔

راوی کہتا ہے کہ میں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: اے فرزند رسول اس حدیث کی میرے لئے تکرار فرمادیجئے تو آپ نے اس حدیث کی تین مرتبہ تکرار فرمائی۔

میں نے عرض کیا: خدا کی قسم آج کے بعد کسی سے کوئی سوال نہیں کروں گا تو کچھ ہی دیر گذری تھی کہ خداوند عالم نے مجھ کو اپنی جانب سے رزق عطا فرمایا''

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# استجابت دعا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا توفیق اور استجابت کے حصار میں

دعا دو طرف سے اللہ کی رحمت سے گھری ہوئی ہوتی ہے: اللہ کی طرف سے توفیق اور دعا کی قبولیت۔ بندے کی دعا اللہ کی دی ہوئی توفیق کے علاوہ قبول نہیں ہوتی ہے اللہ اپنے بندہ کو دعا کرنے کی توفیق کا رزق عطا کرتا ہے چونکہ بندہ اس توفیق کے بغیر اللہ کی بارگاہ میں دعا پیش کرنے میں کامیاب نہیں ہوسکتا لہٰذا دعا سے پہلے اس توفیق کا ہونا ضروری ہے اور جب بندہ خدا سے دعا کرتا ہے تو اللہ اس کی دعا قبول کرتا ہے:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾

''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا''

تو پہلے اللہ سے دعا کرنے کی توفیق لازم ہوتی ہے اور پھر دعا بارگاہ معبود میں قبول ہوتی ہے۔ یہ دونوں چیزیں دعا کا احاطہ کئے ہوئے ہیں، یہ دونوں اللہ کی رحمت کے دروازے ہیں جو بندے کیلئے اس کے دعا کرنے سے پہلے اور دعا کرنے کے بعد کھلے رہتے ہیں۔ حضرت رسول خداؐ سے مروی ہے:

---

(۱) سورۂ مومن آیت/۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿مَنْ فُتح له منكم باب الدعاء فتحت له أبواب الرحمة﴾(۱)

''تم میں سے جس شخص کیلئے دعا کا دروازہ کھل جائے اس کیلئے ابواب رحمت کھل جاتے ہیں''

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿فذکروک بمنّک وشکروک﴾

جب بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے تو یہ اللہ کی عصمت اور اس کے فضل کی وجہ سے ہے جس کی وجہ سے وہ (خدا) بندہ کے شکر کا مستحق ہے اور امام زین العابدین علیہ السلام ہی مناجات خمس عشرہ میں فرماتے ہیں:

﴿فَاَنَابِکَ وَلَکَ وَلَاوَسِیْلَةَ لَنَااِلَیْکَ اِلَّا اَنْتَ﴾

''ہم تیری وجہ سے ہیں اور تیرے لئے ہیں اور ہمارے پاس تیرے علاوہ تیرے پاس آنے کا کوئی ذریعہ نہیں ہے''

بندہ اپنے پروردگار کو اس کے احسان و فضل کی بنا پر ہی یاد کرتا ہے (پہلے خداوند عالم کا فضل و کرم ہوتا ہے پھر بندہ خدا کو یاد کرتا ہے)، بندے کیلئے اللہ تک پہنچنے کیلئے اس کے فضل اور رحمت کا ہی وسیلہ ہے، جب بندہ اپنے پروردگار کو یاد کرتا ہے تو اس کے فضل سے ہی یاد کرتا ہے، جب دعا کرتا ہے تو یہ اس کی دی ہوئی توفیق ہی سے دعا کرتا ہے اور جب اس کا شکر ادا کرتا ہے تو یہ اسی کی دی ہوئی رحمت کی وجہ سے ہی اس کا شکر ادا کرتا ہے۔ حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

﴿لَمْ یَمْنَعْکَ جَهْلِيْ وَجُرْاَتِيْ عَلَیْکَ اَنْ دَلَلْتَنِيْ اِلیٰ مَایُقَرِّبُنِيْ اِلَیْکَ وَوَفَّقْتَنِيْ لِمَایُزْلِفُنِيْ لَدَیْکَ﴾

''تو میری جہالت اور میری جرأت نے تجھ کو میری رہنمائی کرنے سے نہیں روکا، اس چیز کی

---

(۱) درمنثور کے نقل کے مطابق المیزان جلد ۲ صفحہ ۳۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



طرف جو مجھ کو تجھ سے قریب کر دے اور تو نے مجھ کو توفیق دی اس امر کی جانب کہ جو مجھ کو تجھ سے قرب عطا کرے"

دعا کیلئے سب سے نازک چیز دعا کی توفیق ہونا ہے، بندہ کو خداوند عالم سے یہ دعا کرنا چاہئے کہ خداوند عالم اس کو دعا کرنے کی توفیق عطا کرے۔ صحیفۂ سجادیہ کی دعاؤں میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿وَاَعْمُرْ لَيْلِي بِاَيْقَاضِي فِيْهِ لِعِبَادَتِکَ ،وَاِنْزَالِ حَوَائِجِي بِکَ﴾(۱)

"اور میری راتوں کو عبادت کیلئے شب بیداری اور تنہائی میں تہجد اور سب سے الگ ہو کر تجھ سے لو لگانے اور اپنی حاجتوں کو تیرے سامنے پیش کرنے کیلئے آباد رکھنا"

حضرت امام جعفر صادقؑ ،اللہ سے دعا کی توفیق طلب کرتے ہوئے عرض کرتے ہیں:

﴿فَاَعِنِّي عَلٰى طَاعَتِکَ وَوَفِّقْنِي لِمَا اَوْجَبْتَ عَلَيَّ مِنْ کُلِّ مَا يُرْضِيکَ فَاِنِّي لَمْ اَرَ اَحَداً بَلَغَ شَيْئاً مِنْ طَاعَتِکَ اِلَّا بِنِعْمَتِکَ عَلَيْهِ قَبْلَ طَاعَتِهِ،فَاَنْعِمْ عَلَيَّ بِنِعْمَةٍ اَنَالُ بِهَا رِضْوَانَکَ﴾(۲)

"پس اپنی اطاعت پر میری مدد کر اور مجھے اپنی ادائیگی کی توفیق دے اس طرح کہ تو مجھ سے راضی ہو جائے میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو تیری اطاعت تک پہونچا ہو مگر اطاعت سے پہلے تیری ہی نعمت توفیق کے ذریعہ لہٰذا مجھ پر نعمت نازل کر جن کے ذریعہ میں تیری خوشنودی حاصل کر سکوں"

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِي اَصُولُ بِکَ عِنْدَ الضَّرُورَةِ وَاَسْاَلُکَ عِنْدَ الْحَاجَةِ وَاَتَضَرَّعُ اِلَيْکَ عِنْدَ الْمَسْکَنَةِ وَلَا تَفْتِنِّي بِالْاِسْتِعَانَةِ بِغَيْرِکَ اِذَا اضْطُرِرْتُ﴾(۳)

---

(۱) صحیفۂ سجادیہ دعا ر ۴۷۔ (۲) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۰۔

(۳) صحیفۂ سجادیہ دعا ر ۲۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''پروردگار! مجھے ایسا بنا دے کہ ضرورت کے وقت تیرے ذریعہ حملہ کروں اور حاجت کے موقع پر تجھ سے سوال کروں، مسکینی میں تیری بارگاہ میں گڑگڑاؤں اور مجھے ایسی آزمائش میں نہ ڈال دینا کہ مجبوری میں تیرے غیر سے مدد مانگنے لگوں''

## قبولیت دعا کی دو جزائیں

بندہ کی دعا قبول ہونے کی اہمیت خداوند عالم کے یہاں دو جہتوں سے ہے ایک جہت سے نہیں ہے اور ان میں سے ایک جہت دوسری جہت سے زیادہ عظیم ہے۔

کم اہمیت کا مطلب یہ ہے کہ انسان سوال کے ذریعہ اس مطلب کا اظہار کرے جس کے ذریعہ انسان اللہ سے صرف دنیا یا صرف آخرت یا ان دونوں کو ایک ساتھ طلب کرتا ہے۔

بیش قیمت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ خداوند عالم بنفس نفیس بندہ کی دعا کا جواب دے تو اس کا مطلب خداوند عالم کا اپنے بندہ کی دعا قبول کرنا ہی ہے کیونکہ جتنی مرتبہ بھی خداوند عالم قبول کرے گا اتنی ہی مرتبہ گویا بندہ کی طرف توجہ کرے گا۔

دنیا کی ہر چیز کی قیمت اور حد ہوتی ہے لیکن خداوند قدوس کا اپنے بندہ کی طرف متوجہ ہونے کے لئے نہ کوئی حساب ہے اور نہ کوئی حد ہے۔

لیکن جب بندہ پر خدا کی خاص عنایت ہوتی ہے تو اس وقت بندہ کی سعادت کی کوئی حد نہیں ہوتی اور اس سعادت سے بلند کوئی اور سعادت نہیں ہوتی جس کو اللہ اپنے بندوں میں سے بعض بندوں سے مخصوص کر دیتا ہے اور اسکی دعا قبول کر کے یہ نشاندہی کراتا ہے کہ جس چیز کا بندہ نے خدا سے سوال کیا ہے وہ کتنی قیمتی اور اہم ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے:

''لقد دعوت اللّٰہ مرۃ فأستجاب، ونسیت الحاجۃ، لأنّ استجابتہ بإقبالہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علیٰ عبدہ عند دعوتہ اعظم واجل مما یرید منہ العبد،ولو کانت الجنۃ ونعیمھاالأبد ولکن لایعقل ذلک الّاالعالمون،المحبون،العابدون،العارفون، صفوۃ اللّٰہ وخاصتہ"(۱)

"میں نے ایک مرتبہ خداوند عالم سے دعا کی اور اس نے قبول کر لی تو میں اپنی حاجت ہی کو بھول گیا اس لئے کہ اس کا دعا کی قبولیت کے ذریعہ بندہ کی طرف توجہ کرنا بندہ کی حاجت کے مقابلہ میں بہت عظیم ہے چاہے وہ صاحب حاجت اور اس کی ابدی نعمتوں سے متعلق ہی کیوں نہ ہو لیکن اس بات کو صرف خداوند عالم کے علماء، محبین، عابدین، عرفاء اور اس کے مخصوص بندے ہی سمجھ سکتے ہیں"

پس دعا اور استجابت دونوں اللہ اور بندہ کے مابین ایک تعلق ولگاؤ ہے یعنی سب سے افضل و اشرف تعلق ہے۔اللہ اور اسکے بندوں کے درمیان اس سے افضل کونسا تعلق ولگاؤ ہوسکتا ہے کہ بندہ اپنے پروردگار کے حضور میں اپنی حاجت پیش کرے اللہ اس کو قبول کرے اور اس سے مخصوص قرار دے۔

اس تعلق کی لذت اور نشو ونما اور بندہ پر خداوند عالم کی توفیق وعنایات میں اسی وقت مزہ ہے جب انسان اپنی مناجات، ذکر اور دعا کو خدا سے مخصوص کر دے۔

ہم (مولف) کہتے ہیں اللہ سے اس تعلق ولگاؤ کی لذت یہ بندہ پر اللہ کی عنایت ہے کہ بندہ اس طرح خداوند عالم کی یاد میں غرق ہو جاتا ہے کہ انسان خدا کی بارگاہ میں اپنی حاجتیں پیش کرنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔

اور کون لذت اس لذت کے مقابل ہوسکتی ہے؟اور کونسی دولت خداوند عالم کے حضور میں پیش ہونے،اس سے ملاقات،مناجات اور اسکا تذکرہ کرنے اور اسکے جلال وجمال میں منہمک ہونے کے مانند ہوسکتی ہے اور دعا کرنے کیلئے اللہ کے سامنے کھڑے ہونا یہ خدا کے سامنے حاضر

---

(۱) مصباح الشریعۃ صفحہ۱۴؍۱۵:بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہونے اس سے ملاقات، مناجات اور اسکو یاد کرنے کا ایک طریقہ ہے۔

ایک عارف کا کہنا ہے: اللہ کے حضور میں اللہ کے علاوہ کسی اور سے کوئی سوال کرنا اللہ کے نزدیک بہت برا ہے اور خدا کے علاوہ اس کے جلال اور جمال میں منہمک ہو جانا ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

''من شغله ذكري عن مسألتي اعطيته افضل مااعطى السائلين''(۱)

جو شخص مجھ سے کوئی سوال کرے گا تو میں اس کو سوال سے زیادہ عطا کرونگا''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

''وانّ العبد لتكون له الحاجة الى الله فيبدأبالثناء على الله والصلاة على محمد وآله حتّى ينسىٰ حاجته فيقضيهامن غيران يسأله اياها''(۲)

''اگر بندہ، خدا سے کوئی حاجت رکھتا ہو اور وہ خداوند عالم سے اپنی حاجت کی ابتداء اس کی حمد و ثنا اور محمد و آل محمد پر صلوات بھیج کر کرے اور اسی دوران وہ اپنی حاجت بھول جائے تو اس سے پہلے کہ وہ خداوند عالم سے حاجت کا سوال کرے وہ اس کی حاجت پوری کر دے گا''

مناجات محبین میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿...اِجْعَلْنَامِمَّنْ هَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِاِرَادَتِکَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِکَ ،وَاَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَکَ وَفَرَّغْتَ فُؤَادَهُ لِحُبِّکَ وَرَغَّبْتَهُ فِيْمَاعِنْدَکَ ...وَقَطَعْتَ عَنْهُ كُلَّ شَيْءٍ يَقْطَعُهُ عَنْکَ﴾(۳)

''ہم کو ان میں سے قرار دے کہ جن کے دلوں کو اپنی چاہت کے لئے گرویدہ کر لیا ہے اور

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۳۔

(۲) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۱۲۔

(۳) مناجات محبین۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنے مشاہدے کیلئے انھیں چن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کے لئے ان کے دلوں کو خالی کر لیا ہے اور اپنے ثواب کے لئے راغب بنایا ہے...اور ہر اس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کر سکے"

## دعا اور استجابت دعا کا رابطہ

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ﴾(۱)

"اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے"

دعا قبول ہونے کے درمیان کیا رابطہ ہے؟

استجابت کیسے تمام ہوتی ہے؟

ہم اس فصل میں ان ہی دو سوالات سے متعلق بحث کریں گے۔

بیشک خداوند عالم کی طرف سے دعا استجابت کے الٰہی سنتوں اور قوانین کے ذریعہ انجام پاتی ہے جیسا کہ تمام افعال میں خدا کا یہی طریقہ رائج ہے۔

منفعل ہونا خدا کی ذات میں نہیں ہے جیسا کہ ہم انسانوں کی فطرت ہے کہ کبھی ہم غصہ ہوتے ہیں، کبھی خوشحال ہوتے ہیں، کبھی غصہ ہوتے ہیں، کبھی خوش ہوتے ہیں، کبھی چست رہتے ہیں اور کبھی ملول ورنجیدہ رہتے ہیں۔

اور خداوند عالم کے افعال ایک طرح کے قانون اور سنت ہیں ان میں خوشی یا غصہ کا کوئی دخل

---

(۱)سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



نہیں ہوتا تمام سنتیں اور قوانین الٰہیہ اپنی جگہ پر ثابت ہیں۔ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم خوش ہوگا تو دعا قبول کرے گا اور ناراض ہوگا تو دعا قبول نہیں کرے گا۔

یہ تمام الٰہی سنتیں افق غیب (مٹافیزیکی) میں اس طرح جاری ہوتی ہیں جس طرح فیزیکس، کیمیا، اور میکانیک میں بغیر کسی فرق کے جاری ہوتی ہیں۔

﴿لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا﴾(۱)

''تم خدا کی سنت میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤگے''

﴿لَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا﴾(۲)

''ہرگز خدا کے طریقہ کار میں کوئی تغیر نہیں ہوسکتا ہے''

دعا قبول ہونے میں اللہ کی سنت کیا ہے؟

## دعا، رحمت کی کنجی ہے

دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں نصوص اسلامیہ میں دعا اجابت کی کلید کے عنوان سے تعبیر کی گئی ہے اور یہی کلمہ دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کی نوعیت کو معین و مشخص کرتا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الدعاء مفتاح الرحمة﴾(۳)

''دعا کلید رحمت ہے''

---

(۱)سورۂ احزاب (۶۲)

(۲)سورۂ فاطر آیت/۴۳۔

(۳)بحار جلد۹۳صفحہ۳۰۰

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن علیہ السلام کو وصیت فرمائی:

﴿ثم جعل فی یدک مفاتیح خزائنه بمااذن فیه من مسألته فمتیٰ شئت استفتحت بالدعاء ابواب خزائنه﴾(۱)

''تمہارے ہاتھوں میں اپنے خزانوں کی کلید قرار دی پس جب تم چاہو تو اس دعا کے ذریعہ خزانوں کے دروازے کھول سکتے ہو''

دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کی واضح وروشن تعبیر ''فمتی شئت استفتحت بالدعاء ابواب خزائنه'' ہے۔

پس معلوم ہوا کہ جس کلید سے ہم اللہ کی رحمت کے خزانوں کو کھول سکتے ہیں وہ دعا ہے۔

اور اللہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے لیکن ایسا بھی نہیں ہے کہ تمام لوگ اللہ کی رحمت کے خزانوں کے مالک بن جائیں اور ایسا بھی نہیں ہے کہ تمام لوگ آسانی سے اللہ کی رحمت کے خزانوں کو حاصل کر سکیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے خداوند عالم کے قول:

﴿مَایَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَةٍ فَلَامُمْسِکَ لَهَا﴾(۲)

''اللہ انسانوں کیلئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے'' کے بارے میں روایت کی گئی ہے کہ آپؑ نے فرمایا: وہ دعا ہے۔(۳)

بیشک دعا وہ کلید ہے جس کے ذریعہ خداوند عالم لوگوں کیلئے اپنی رحمت کے دروازوں کو کھول

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۹

(۲) سورۂ فاطر آیت ۲۔

(۳) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دیتا ہے اور اس کلید کو خداوند عالم نے اپنے بندوں کے ہاتھوں میں قرار دیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ: "من فتح لہ من الدعاء منکم فتحت لہ ابواب الاجابة"(۱)

"تم میں سے جس شخص کیلئے باب دعا کھل جائے تو اس کے لئے اجابت کے دروازے کھل جاتے ہیں"

اللہ تبارک وتعالیٰ جو دعا کے ذریعہ بندے کے لئے دروازے کھول دیتا ہے وہ اس کے لئے ابواب اجابت بھی کھول دیتا ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"من قرع باب اللّٰہ سبحانہ فتح لہ"(۲)

"جو اللہ کے دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے تو اللہ اس کیلئے دروازہ کھول دیتا ہے"

اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

"اکثر من الدعاء،فانہ مفتاح کل رحمة،ونجاح کل حاجة،ولاینال ماعند اللّٰہ الابالدعاء،ولیس باب یکثر قرعہ الایوشک انْ یُفتح لصاحبہ"(۳)

"زیادہ دعا کرو اس لئے کہ دعا ہر رحمت کی کنجی ہے۔ ہر حاجت کی کامیابی ہے اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے اس کو دعا کے علاوہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا اور ایسا کوئی دروازہ نہیں جس کو بہت زیادہ کھٹکھٹایا جائے اور وہ کھٹکھٹانے والے کے لئے نہ کھلے"

---

(۱) کنز العمال حدیث نمبر/۳۱۵۶۔

(۲) غرر الحکم حدیث/۸۲۹۲۔

(۳) بحار الانوار جلد۹۳ صفحہ۲۹۵،وسائل الشیعہ جلد۴ صفحہ ۱۰۸۶ حدیث/۸۶۱۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"الدعاء مفاتیح النجاح، ومقالید الفلاح، وخیر الدعاء ماصدر عن صدر نقيّ وقلب تقي"(۱)

"دعا کامیابی کی کلید اور رستگاری کے ہار ہیں اور سب سے اچھی دعا وہ ہوتی ہے جو پاک وصاف اور پرہیزگار دل سے کی جاتی ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

"الا ادلّکم علی سلاح ینجیکم من اعدائکم، ویدرّ ارزاقکم ؟ قالوا: بلیٰ، قال: تدعون ربّکم باللیل والنهار، فانّ سلاح المؤمن الدعاء"(۲)

"آگاہ ہو جاؤ کیا میں تمہاری اس اسلحہ کی طرف راہنمائی کروں جو تم کو تمہارے دشمنوں سے محفوظ رکھے اور تمہارا رزق چلتا رہے؟ تو انھوں نے کہا: ہاں آپ نے فرمایا: خداوند عالم کو رات دن پکارو اس لئے کہ دعا مومن کا اسلحہ ہے"

## عمل اور دعا اللہ کی رحمت کی دو کنجیاں

اللہ نے ہمارے ہاتھوں میں کنجیاں قرار دی ہیں جن کے ذریعہ ہم اللہ کی رحمت کے خزانوں کے دروازے کھول سکتے ہیں اور ان کے ذریعہ ہم اللہ کا رزق اور اس کا فضل طلب کر سکتے ہیں اور وہ دونوں کنجیاں عمل اور دعا ہیں اور ان میں سے ایک دوسرے سے بے نیاز نہیں ہو سکتی۔

عمل، دعا سے بے نیاز نہیں ہے یعنی انسان کیلئے عمل کے بغیر دعا پر اکتفا کر لینا کافی نہیں ہے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذر سے وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۹۴ حدیث ۸۶۵۷، اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۱۷۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۹۵، حدیث ۸۶۵۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



”یاأباذر مَثَلُ الذي یدعو بغیر عمل کمثل الذي یرمي بغیر وتر “(۱)

”اے ابوذر بغیر عمل کے دعا کرنے والا اسی طرح ہے جس طرح ایک انسان بغیر کمان کے تیر پھینکے“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

”ثلاثة ترو د علیهم دعوتهم: رجل جلس فی بیته وقال: یاربِّ ارزقني، فیُقال له: ألم اجعل لک السبیل الیٰ طلب الرزق ؟...“(۲)

”تین آدمیوں کی دعائیں واپس پلٹادی جاتی ہیں: ان میں سے ایک وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے اور یہ کہے: اے پروردگار مجھے رزق عطا کر تو اس کو جواب دیا جاتا ہے: کیا میں نے تمہارے لئے طلب رزق کا راستہ مقرر نہیں کیا؟...“

اور انسان کیلئے دعا کے بغیر عمل پر اکتفا کر لینا بھی صحیح نہیں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

”إنّ للہ عباداً یعملون فیعطیهم، وآخرین یسألونه صادقین فیعطیهم، ثم یجمعهم فی الجنة. فیقول الذین عملوا: ربّنا، عملنا فأعطیتنا، فبما اعطیت هؤلاء؟ فیقول: هؤلاء عبادي، أعطیتکم اجورکم ولم ألتکم من أعمالکم شیئاً، وسألني هؤلاء فأعطیتهم واغنیتهم، وهو فضلي اُوتیه مَنْ أشاء“(۳)

”بیشک اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو عمل کرتے ہیں اور خدا انکو عطا کرتا ہے اور دوسرے

---

(۱) وسائل شیعہ ابواب دعا باب ۳۲ حدیث ۳۔

(۲) وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب ۵۰ ح ۳۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۴ حدیث ۸۶۰۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بندے ہیں جو صدق دل سے سوال کرتے ہیں اور خداوند عالم ان کو بھی عطا کرتا ہے پھر جب ان کو جنت میں جمع کیا جائیگا تو عمل کرنے والے بندے کہیں گے: اے ہمارے پالنے والے ہم نے عمل کیا تو تو نے ہم کو عطا کیا لیکن ان کو کیوں عطا کیا گیا جواب ملے گا یہ میرے بندے ہیں میں نے تم کو تمہارا اجر دیا ہے اور تمہارے اعمال میں سے کچھ کم نہیں کیا ہے اور ان لوگوں نے مجھ سے سوال کیا میں نے ان کو دیا اور ان کو بے نیاز کر دیا اور یہ میرا فضل ہے میں جس کو چاہتا ہوں عطا کرتا ہوں''

اگر انسان عمل کرنے سے عاجز ہو تو اللہ نے اس کی تلافی کیلئے دعا قرار دی تاکہ انسان اپنے نفس پر اعتماد کرے، جو کچھ حول وقوۂ الٰہی کے ذریعہ عطا کیا گیا ہے اور جو کچھ اس نے عمل کے ذریعہ قائم کیا ہے اس کے فریب میں نہ آئے۔

معلوم ہوا کہ عمل اور دعا دونوں سب سے عظیم دو کنجیاں ہیں جن دونوں کے ذریعہ انسان پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں۔

اب ہم عمل اور اس کے رحمت سے رابطہ کے مابین اور اس کے بالمقابل دعا اور اللہ کی رحمت کے خزانوں کے مابین رابطہ اور عمل سے دعا کے رابطہ کے بارے میں بحث کریں گے چونکہ یہ روابط ہی اسلام کے ابتدائی اور اصلی مسائل ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو ''عمل اور دعا'' دونوں چیزیں ایک ساتھ عطا کی ہیں۔ اسکا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو وہی سب کچھ عطا کیا ''جو ان کے پاس ہے''۔ ''وہ سب کچھ نہیں جو ان کے پاس نہیں ہے'' اور ان کے پاس ان کی کوششیں اور ان کے اعمال ہیں۔ وہ اپنی کوشش سے جو کچھ اللہ کے سامنے پیش کرتے ہیں اور اپنے نفوس اور اموال سے خرچ کرتے ہیں وہ عمل ہے، اور جو کچھ ان کے پاس نہیں ہے وہ ان کا فقر، اور اللہ کا محتاج ہونا ہے اور اللہ کے سامنے اپنے فقیر اور محتاج ہونے کا اقرار کرنا ہے۔

انسانی حیات میں یہ دونوں اللہ کی رحمت کو نازل کرنے کی کنجیاں ہیں، جسے وہ اپنی کوشش

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عمل، نفس اور مال کے ذریعہ اللہ سے حاصل کرتا ہے اور اللہ کے حضور میں اپنی حاجت، فقر اور مجبوری کو دکھلاتا ہے۔

## دعا اور عمل کے درمیان رابطہ

ہمارا دعا کو اللہ کی سنتوں سے جدا سمجھنا صحیح نہیں ہے بیشک اللہ نے کائنات میں اپنے بندوں کے لئے ان کی حاجتوں کی خاطر سنتوں کو قرار دیا ہے۔ اور لوگوں کا اپنی تمام حاجتوں اور متعلقات میں ان سنتوں کو مہمل شمار کرنا حرمت نہیں ہے۔

دعا ان سنتوں کا بدل قرار نہیں دی جا سکتی یہ الٰہی سنتیں انسان کو دعا سے بے نیاز نہیں کرتی ہیں (یعنی ان سنتوں کو دعاؤں کا بدل قرار نہیں دیا جا سکتا ہے۔)

یہ نکتہ اسلامی ربانی ثقافت میں ایک بہت لطیف نکتہ ہے، لہٰذا فلاّح (کاشتکار) کیلئے زمین کھودنا اس میں پانی دینا، زمین کی فصل میں رکاوٹ بننے والی اضافی چیزوں کو دور کرنا، زراعت کی حفاظت کرنا اور مزرعہ سے نقصان دہ چیزوں کو دور کرنے کیلئے دعا کر دینا ہی کافی نہیں ہے۔

بیشک ایسی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور ایسی دعائیں امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس قول کا مصداق ہیں:

﴿الداعي بلاعمل كالرامي بلاوتر﴾

"عمل کے بغیر دعا کرنے والا بغیر کمان کے تیر پھینکنے والے کے مانند ہے۔

جس طرح بیمار اگر حکیم اور دوا کو بیکار سمجھنے لگے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوتی ہے اور یہ دعا قبول ہی کیسے ہو جس میں انسان اللہ کی سنتوں سے منھ موڑ لے۔ لہٰذا الٰہی سنتوں کے بغیر دعا قبول نہیں ہو سکتی ہے۔ بیشک اپنے بندوں کی دعاؤں کو قبول کرنے والا فطری طور پر ان سنتوں کا خالق ہے وہ وہی خدا ہے جس نے اپنے بندوں کو ان سنتوں کو جاری کرنے کا حکم دیا ہے اور ان سے کہا ہے کہ تم اپنا رزق اور اپنی حاجتیں ان سنتوں کے ذریعہ حاصل کرو اور خداوند عالم فرماتا ہے:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿هُوَ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ ذَلُوْلاً فَامْشُوْا فِیْ مَنَاكِبِهَا وَكُلُوْا مِنْ رِزْقِهِ ...﴾(۱)

''اسی نے تمہارے لئے زمین کو نرم بنادیا ہے کہ اس کے اطراف میں چلو اور رزق خدا تلاش کرو...''

اور خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

﴿فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ﴾(۲)

''پس زمین میں منتشر ہو جاؤ اور فضل خدا کو تلاش کرو''

جس طرح دعا عمل کا قائم مقام نہیں ہوسکتی اسی طرح عمل دعا کا قائم مقام نہیں ہوسکتا بیشک اس کائنات کی کنجی اللہ کے پاس ہے،دعا کے ذریعہ اللہ اپنے بندوں کو وہ رزق عطا کرتا ہے جس کو وہ عمل کے ذریعہ حاصل نہیں کرسکتے اور دعا کے ذریعہ فطری اسباب سے اپنے بندوں کو وہ کامیابی عطا کرتا ہے جس پر وہ عمل کے ذریعہ قادر نہیں ہوسکتے ہیں۔

انسان کیلئے رزق کی خاطر فطری اسباب کے مہیا کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان فطری اسباب کے ذریعہ اللہ سے دعا،سوال اور مانگنے سے بے نیاز ہوجائے۔

بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ باسط،قابض،معطی ،نافع ،ضار، محیی ومہلک،معزّ ومذل،رافع اور واضع (یعنی بلندی اور پستی عطا کرنے والا ) ہے،دنیائے ہستی کی کنجیاں اسی کے ہاتھ میں ہیں کوئی چیز اس کے امر میں مانع نہیں ہوسکتی ،اس دنیا کی کوئی بھی چیز اس کے امر وسلطنت سے باہر نہیں ہوسکتی اس دنیائے ہستی کی ہر طاقت وقوت ،سلطنت ،نفع پہنچانے والی اور نقصان دہ چیز اس کے امر،

---

(۱)سورۂ ملک آیت/۱۵۔

(۲)سورۂ جمعہ آیت/۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حکم اور سلطنت کے تابع ہے اور خدا کی سلطنت وارادہ کے علاوہ اس دنیا میں کسی چیز کا وجود مستقل نہیں ہے یہاں تک کہ انسان بھی اللہ سے دعا، طلب اور سوال کے ذریعہ معاملہ کرنے سے بے نیاز نہیں ہے

ہم اللہ کی تسبیح کرتے ہیں اور یہودیوں کے اس قول:

﴿ید اللہ مغلولۃ﴾(۱)

''خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں'' سے اس کو منزہ قرار دیتے ہیں اور وہ کہتے ہیں جو قرآن کہتا ہے:

﴿بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾(۲)

''بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں''

ہم اپنے تمام معاملات خدا سے وابستہ قرار دیتے ہیں ہم خدا کے ساتھ معاملہ کرنے اور جن سنتوں کو اللہ نے بندوں کے لئے رزق کا وسیلہ قرار دیا ہے ان کے مابین جدائی کے قائل نہیں ہیں اور ہمارا یہ بھی عقیدہ ہے کہ یہ تمام طاقتیں اور روشیں خداوند عالم کے ارادہ مشیت اور سلطنت کے طول میں ہم کو فائدہ یا نقصان پہنچاتی ہیں یہ خداوند عالم کے ارادہ اور سلطان کے عرض میں نہیں ہیں اور نہ ارادہ و سلطان سے جدا ہیں۔

ہم اپنے چھوٹے بڑے تمام امور میں اللہ کی رحمت، فضل اور حکمت سے یہی لو لگاتے ہیں اور ہم اپنی زندگی میں اللہ کے ارادے اسکی توفیق اور اسکے فضل سے ہی لو لگاتے ہیں ہم اپنی زندگی کے ہر لحہ میں اللہ کے محتاج ہیں اور پوری زندگی میں اسکے فضل و رحمت، حمایت، توفیق اور ہدایت کے محتاج ہیں اور ہم دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمارے امور کا استحکام ان کی ، تائید، ہدایت، توفیق کا سرپرست

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

(۲) سورۂ مائدہ آیت ۶۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے۔ہم خداوند عالم کی ذات کریمہ سے اس بات کی پناہ چاہتے ہیں کہ وہ ایک لمحہ کیلئے بھی ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دے خدا سے ہم یہ چاہتے ہیں کہ وہ خود ہی ہماری حاجتیں پوری کرے اور ہم کو کسی غیر کا محتاج نہ بنائے۔

اس دعا کا یہ مطلب نہیں ہے کہ انسان اپنی حاجتوں کو لوگوں سے مخفی رکھے جبکہ اس کائنات میں فطری اسباب موجود ہیں بشرطیکہ انسان خداوند عالم سے دعا کرے بلکہ اس دعا کا مطلب یہ ہے کہ انسان خداوند عالم سے یہ دعا کرے کہ خداوند عالم غیر سے اس کی حاجت کو، اپنی حاجت کے طول میں قرار دے۔غیر پر اس کے اعتماد کو اپنے اعتماد کے طول میں قرار دے غیر سے معاملہ کرنے کو خود سے معاملہ کرنے کے طول میں قرار نہ دے اور نہ جدا قرار دے چنانچہ یہ کائنات تمام کی تمام ایسے اسباب پر مشتمل ہے جو خداوند عالم کے تابع ہیں اور خداوند عالم نے ان کو مخلوق کا تابع قرار دیا ہے۔

ان اسباب کے ساتھ معاملہ کرنا ان کو اخذ کرنا، ان پر اعتماد کرنا خداوند عالم کے ساتھ معاملہ کرنے، خدا سے اخذ کرنے، خدا پر اعتماد کرنے کے طول میں ہے نیز اس توحید کا جزء ہے جس کی طرف قرآن دعوت دیتا ہے وہ نہ خدا کے ساتھ ہے اور نہ خداوند عالم سے جدا ہے۔

اس روش کی بناء پر ہم کہتے ہیں کہ انسان کا فریضہ ہے کہ ہر چیز میں خداوند عالم کو پکارے، ہر چیز کو خداوند عالم سے طلب کرے چاہے چھوٹی ہو یا بڑی، روٹی (کھانا)، آٹے کے نمک اور جانوروں کی گھاس سے لیکر جنگ کے میدانوں میں دشمنوں پر کامیابی تک ہر چیز خداوند عالم سے مانگے۔اپنی حاجتوں اور دعاؤں میں سے کسی چیز میں غیر خدا کا سہارا نہ لے اور اس بات سے خداوند عالم کی پناہ مانگے کہ وہ اس کو کسی چھوٹی یا بڑی چیز میں اس کے حال پر چھوڑ دے۔

فعلی طور پر ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہم اس عام فضاء میں ہر چیز کے سلسلہ میں اللہ سے لو لگائیں، ہر چیز اللہ سے طلب کریں ... یہ بات اس چیز سے کوئی منافات نہیں رکھتی کہ انسان جس کو اللہ نے پیدا کیا اور اس دنیا میں کچھ چیزیں اسکے لئے مسخر کر دی ہیں اور وہ اس سے مدد طلب کرتا ہے۔مریض

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہونے کی حالت میں اللہ سے شفا مانگتا ہے پھر ان اسباب شفاء اور علاج کو علم طب اور دوا میں ڈھونڈ ھتا جو اس نے اِن میں قرار دئے ہیں۔

بلکہ ہم تو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اگر انسان تمام چیزوں کو چھوڑ کر اور اس دنیا میں اللہ کی سنتوں کو بروئے کار نہ لاکر اللہ سے دعا کرتا ہے تو اسکی دعا قبول نہیں ہوتی اور وہ اس تیر چلانے والے کے مانند ہے جو بغیر کمان کے تیر پھینکتا ہے۔

یہ دقیق، پاک وصاف اسلامی ثقافت ہم کو اللہ سے رابطہ رکھنے اور اس کائنات میں اللہ کی سنتوں کے ساتھ ہماہنگی رکھنے کی دعوت دیتی ہے۔

ہم اس بات سے یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ ائمہ علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعائیں اللہ سے طلب کرنے کا ذخیرہ ہیں اور بندہ خدا کے علاوہ کسی اور سے کوئی حاجت نہ رکھے، اپنے نفس پر اعتماد نہ کرے، اپنی رسی کو اللہ کی ریسمان سے ملادے اور ہر اس چیز سے منقطع ہو جائے جو اس کو خدا سے منقطع کر دیتی ہے۔

امام زین العابدین علیہ السلام دعا میں فرماتے ہیں:

﴿وَ لَاتَکِلْنِیْ اِلیٰ خَلْقِکَ بَلْ تَفَرَّدْ بِحَاجَتِي،وَتَوَلَّ کِفَایَتِي،وَانْظُرْ اِلَيَّ، وَانْظُرْ لِي فِیْ جَمِیْعِ اُمُوْرِي﴾(۱)

''اور مجھے اپنی مخلوقات کے حوالہ نہ کر دینا تو تن تنہا میری حاجت روا کرنا، اور میرے لئے کافی ہو جانا، اور میری طرف نگاہ رکھنا، اور میرے تمام امور پر اپنی نظریں رکھنا''

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

---

(۱) صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا نمبر۲۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اللّٰهُمَّ مَااَخَافُ فَاكْفِنِي وَمَااَحْذَرُ فَقِنِي،وَفِي نَفْسِي وَدِيْنِي فَاحْرُسْنِي،وَفِي سَفَرِي فَاحْفَظْنِي،وَفِي اَهْلِي وَمَالِي فَاخْلُفْنِي،وَفِيمَارَزَقْتَنِي فَبَارِكْ لِي وَفِي نَفْسِي فَذَلِّلْنِي،وَفِي اَعْيُنِ النَّاسِ فَعَظِّمْنِي وَمِنْ شَرِّالْجِنِّ وَالْاِنْسِ فَسَلِّمْنِي،وَبِذُنُوبِي فَلَاتَفْضَحْنِي،وَبِسَرِيْرَتِي فَلَا تُخْزِنِي،وَبِعَمَلِي فَلَاتَبْتَلِنِي،وَنِعَمِكَ فَلَاتَسْلُبْنِي وَاِلٰى غَيْرِكَ فَلَا تَكِلْنِي﴾(۱)

”خدایا جس چیز کا مجھے خوف ہے اس کیلئے کفایت فرما اور جس چیز سے پرہیز کرتا ہوں اس سے بچالے اور میرے نفس اور میرے دین میں میری حراست فرما اور میرے سفر میں میری حفاظت فرما اور میرے اہل اور مال کی کمی پوری فرما اور جو رزق مجھ کو دیا ہے اس میں برکت عطا فرما مجھے خود میرے نزدیک ذلیل بنادے اور مجھ کو لوگوں کی نگاہ میں صاحب عزت قرار دے اور جن وانس کے شر سے محفوظ رکھنا اور گناہوں کی وجہ سے مجھے رسوانہ کرنا میرے اسرار کو بے نقاب نہ فرمانا اور میرے اعمال میں مجھے مبتلانہ کرنا اور جو نعمتیں دیدی ہیں انھیں واپس نہ لینا اور مجھ کو اپنے علاوہ کسی اور کے حوالہ نہ کرنا“

اب ہم دعا اور دعا قبول ہونے کے درمیان رابطہ کو بیان کرتے ہیں۔

## دعا اور استجابت دعا کے درمیان رابطہ

حاجت اور فقر کی طرف متوجہ ہونا ایک راز ہے جسکے ذریعہ ہم دعا اور استجابت دعا کے درمیان رابطہ کو کشف کرتے ہیں، اور یہ سمجھتے ہیں کہ دعا رحمت کی کنجی کیسے ہے اور دعا سے اللہ کی رحمت کیسے نازل ہوتی ہے۔

بیشک ہر دعا فقر کی طرف متوجہ ہونے کے درجہ کو مجسم کردیتی ہے اور اللہ کی طرف حاجت کے مرتبہ کو معین و مشخص کرتی ہے۔

---

(۱) دعا عرفہ امام حسین علیہ السلام۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انسان جتنا زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرے گا اتنی ہی اس کی دعا قبولیت سے زیادہ قریب ہوگی اور اللہ کی رحمت انسان سے بہت زیادہ قریب ہو جائیگی ۔اللہ اپنی رحمت کے نازل کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتا بلکہ اللہ کی رحمت بندوں کی سرشت وطینت کے اعتبار سے مختلف طریقوں سے نازل ہوتی ہے۔

یہ تعجب خیز بات ہے کہ حاجت اور فقر،اور حاجت اور فقر کی طرف متوجہ ہونا یہ انسان کا ظرف ہے جسکے ذریعہ وہ اللہ کی رحمت کو حاصل کرتا ہے۔

اور جتنا زیادہ انسان اپنے فقر کی طرف متوجہ اور اللہ کی بارگاہ میں دادوفریاد کرے گا اتنا ہی زیادہ اس کا ظرف اللہ کی رحمت حاصل کرنے کیلئے وسیع ہوجائیگا۔

اللہ تعالیٰ انسان کو اس کی ضرورت کے مطابق عطا کرتا ہے اور ہر انسان اپنے ظرف کے مطابق ہی اللہ کی رحمت کو پاتا ہے اور جس کا ظرف زیادہ وسیع ہوگا اللہ کی رحمت کا حصہ بھی اس کے لئے اتنا ہی زیادہ ہوگا اب ہم دعا کو مختصر تین کلموں میں بیان کرتے ہیں:

۱۔فقر کی ضرورت۔

۲۔فقر سے آگاہی۔

۳۔حاجت طلب کرنا،اس کو وسیع کرنا اور اللہ کے حضور میں پیش کرنا۔

تیسرا کلمہ دوسرے کلمہ سے جدا ہے اور دوسرا کلمہ پہلے کلمہ سے جدا ہے۔

بیشک ضرورت اور ہے اور ضرورت سے باخبر ہونا اور ہے۔کبھی انسان ہر چیز کا اللہ سے اظہار نہیں کرتا۔

اور کبھی انسان ضرورت سے متعلق اللہ کا محتاج ہوتا ہے لیکن وہ اپنی ضرورت کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اچھا نہیں سمجھتا اور اللہ سے مانگنے،سوال کرنے اور دعا کرنے کو اچھا نہیں سمجھتا ہے۔

لیکن جب تک یہ تینوں کلمے ایک ساتھ جمع نہیں ہوں گے اس وقت تک دعا متحقق نہیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوسکتی۔ یہاں پر ضرورت، فلسفی اعتبار سے ہے صرف حادث ہونے کے اعتبار سے ضرورت نہیں ہے جیسے ایک عمارت کی تعمیر کے لئے انجینئر اور معماروں کی ضرورت ہوتی ہے عمارت حادث اور باقی رہنے کی محتاج ہے جس طرح جب تک بجلی کا سوئچ آن رہیگا اس وقت تک بلب روشن رہے گا اور جیسے ہی سوئچ آف ہوگا ویسے ہی بلب کی روشنی بھی ختم ہوجائیگی۔

حدوث اور بقاء کے اعتبار سے انسان بھی اسی طرح اللہ کا محتاج ہے، انسان کا وجود، اسکا چلنا پھرنا اور اسکی زندگی سب اللہ سے مربوط ہیں ہر صورت میں ہر حال میں وہ اللہ کا محتاج ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿یاأَیُّهَا النَّاسُ أَنْتُمُ الْفُقَرَاءُ إِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِیُّ الْحَمِیْدُ﴾(۱)

''انسانوں تم سب اللہ کی بارگاہ کے فقیر ہو اور اللہ صاحب دولت اور قابل حمد وثنا ہے''

ضرورت اور فقر دونوں ہی سے انسان پر اسکے ظرف کے اعتبار سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

خواہ انسان ان دونوں کو اللہ کے حضور میں پیش کرے یا پیش نہ کرے لیکن ضرورت وفقر کا اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اور اس سے کھل کر مانگنا اللہ کی رحمت کو جذب کرنے کیلئے زیادہ قوی ہے۔

اب ہم فقر اور فقر کے اللہ کی رحمت سے رابطہ، فقر سے آگاہی اور اسکو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے اور اس سے آگاہی اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے بعد کے متعلق گفتگو کرتے ہیں:

## حاجت سے باخبر ہونے سے پہلے اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے

### حاجت:

اللہ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنا حاجت کی ضرورت کے مطابق رحمت نازل کرتا ہے یہاں تک کہ اگرچہ حاجت سے باخبر ہونے اور اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے سے پہلے ہی کیوں نہ ہو

---

(۱) سورۂ فاطر آیت ۱۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اسکی مثال اس سوکھی زمین کے مانند ہے جو پانی کو جذب کرلیتی ہے اور چوس لیتی ہے۔

جس طرح اللہ سے غرور وتکبر کرنا اس سخت زمین کے مانند ہے جس پر پانی ڈالا جائے تو وہ اس کو اپنے سے دور کردیتی ہے۔یعنی اپنے اندر جذب نہیں کرتی ہے۔اسی طرح اللہ کی عبادت اور دعا نہ کرنے والوں پر اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور ان کو کچھ نہیں ملتا ہے۔

بیشک فقر اور رحمت کے درمیان تکوینی تعلق ہے ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے، اللہ سے فقر انسان کو اسکی رحمت سے قریب کرتا ہے اور اللہ کی رحمت ضرورت اور فقر کے مقامات کو تلاش کرتی ہے جس طرح بچہ کی کمزوری اور اسکی ضرورت کے درمیان مہربان ماں اور اسکی عطوفت کا رابطہ ہے ان میں سے ہر ایک،ایک دوسرے کو چاہتا ہے بچہ کی کمزوری، مہربان ماں کو تلاش کرتی ہے اور مہربان ماں اور اسکی رحمت وعطوفت دونوں بچہ کی کمزوریوں کو تلاش کرتی ہیں۔

بلکہ ممکنات کے دائرہ حدود میں ان دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی ضرورت ہے بچہ کی کمزوری کی رعایت کرنے میں ماں کی ضرورت بچہ کو مہربان ماں کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

اسی طرح عالم تعلیم دینے کی خاطر جاہل کو ڈھونڈھتا ہے جس طرح جاہل کچھ سیکھنے کی خاطر عالم کی تلاش میں رہتا ہے۔عالم کی جاہل کو تعلیم دینے کی ضرورت جاہل کی عالم سے تعلیم حاصل کرنے کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

حکیم مریضوں کا علاج کرنا چاہتا ہے اور مریضوں کا علاج کرنے کی خاطر وہ اپنی ڈگری کا اعلان کرتا ہے جس طرح مریض حکیم کی تلاش میں رہتا ہے حکیم کو مریض کی ضرورت مریض کو حکیم کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

طاقتور، کمزور کی مدد کرنے کی تلاش میں رہتا ہے جس طرح کمزور اس تلاش میں رہتا ہے کہ طاقتور میری مدد کرے، بیشک طاقتور کی کمزور کی مدد کرنے کی ضرورت، کمزور کی طاقتور سے اپنی حمایت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ومدد کی ضرورت سے کم نہیں ہے۔

بیشک تمام چیزوں میں یہ اللہ کی سنت ہے۔

یہی حال اللہ کی رحمت اور بندوں کی ضرورت کا ہے جس طرح ضرورت و حاجت رحمت طلب کرتی ہے اسی طرح رحمت، فقر اور ضرورت کی تلاش میں رہتی ہے اور خداوند سبحان حاجت و ضرورت سے منزہ ہے اور وہ محتاج نہیں ہے لیکن اللہ کی رحمت حاجت وضرورت کے مقامات کی تلاش میں رہتی ہے۔

بخل سے کام لینا اللہ کے شایان شان نہیں ہے اور اس کی رحمت کے مرتبوں میں اختلاف بندے کی ضرورت وحاجت کے اختلاف کی وجہ سے ہے۔

زمین سے اگنے والے دانہ کو گرمی، روشنی، پانی اور ہوا کی ضرورت ہے تو اللہ نے اسکے لئے حرارت، نور، پانی اور ہوا کی مقدار معین فرمائی لیکن تکوین کی زبان میں اس حاجت وضرورت کو طلب اور سوال کہا جاتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿یَسْأَلُهُ مَنْ فِیْ السَّمٰوَاتِ وَالاَرْضِ کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَأنٍ﴾(۱)

"آسمان وزمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی سے سوال کرتے ہیں اور وہ ہر روز ایک نئی شان والا ہے"

بیشک جب شیر خوار بچہ کو سخت پیاس لگتی ہے اور وہ بذات خود کسی چیز کے ذریعہ اسکا اظہار کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتا تو خداوند عالم نے اسکو رونے اور چیخنے کی تعلیم دی اور اسکے ماں باپ کے دل کو اس کے لئے مہربان کردیا تاکہ وہ اس کی دیکھ بھال کریں اور اس کو سیراب کریں۔

---

(۱)سورۂ رحمٰن آیت/۲۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شیر خوار بچہ کی بھوک و پیاس اللہ کی رحمت اور اسکی مہربانی کو بغیر کسی طلب و دعا کے نازل کرتی ہیں۔ مریض جب اپنے درد والم کا احساس کرتا ہے تو اسکے ذریعہ بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

جب ہم اللہ کی معصیت و نافرمانی کرتے ہیں اور گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں تو ہم اللہ سے اپنے گناہوں اور نافرمانیوں کی بخشش ومغفرت اپنے سوال اور دعا کے ذریعہ چاہتے ہیں اور کبھی کبھی بغیر سوال اور دعا کے بھی مغفرت حاصل ہوجاتی ہے، جب بندہ اپنے مولا کی سرکشی نہ کرے، قسی القلب نہ ہواور رحمت خدا سے دور نہ کیا گیا ہو خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿قُلْ يَاعِبَادِيَ الَّذِيْنَ أَسْرَفُوْا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَاتَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ جَمِيْعاً اِنَّهُ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ﴾(۱)

''پیغمبر آپ پیغام پہنچا دیجئے کہ اے میرے بندو جنھوں نے اپنے نفس پر زیادتی کی ہے رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا اللہ تمام گناہوں کا معاف کرنے والا ہے اور وہ یقیناً بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے''

کتنے ایسے بھوکے فقیر ہیں جن کو خداوند عالم بغیر سوال اور دعا کے رزق عطا کرتا ہے۔

کتنے ایسے مجبور و ناچار ہیں جو سمندر کی لہروں میں آجاتے ہیں یا غرق ہونے والے ہوتے ہیں یا تلوار کی دھار کے نیچے آجاتے ہیں یا آگ کے اندر گھر جاتے ہیں اور بغیر سوال و دعا کے خدا ان کو بچا لیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے۔

کتنے ایسے پیاسے ہیں جو اپنی جان دینے کے قریب ہوتے ہیں لیکن اللہ کی رحمت بغیر کسی سوال وطلب کے ان کو موت سے نجات دیتی ہے۔

---

(۱) سورۂ زمر آیت ۵۳

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کتنے ایسے انسان ہیں جن کو خطروں کا سامنا کرنا پڑا اور وہ خطروں سے دو کمان کے فاصلہ پر تھے جبکہ ان کو کبھی معلوم تھا اور کبھی نہیں معلوم تھا اس وقت خداوند عالم کی پردہ پوشی نے آ کر ان کو نجات دی۔

کتنے ایسے انسان ہیں جن پر زندگی کے راستے بند ہو جاتے ہیں لیکن خداوند عالم ان کے لئے ہزار راستے کھول دیتا ہے اور یہ سب کچھ بغیر کسی سوال و دعا اور طلب کے ہوتا ہے۔

کتنے ایسے شیر خوار بچے ہیں جن کے شامل حال خداوند عالم کی رحمت ہوتی ہے جبکہ وہ اللہ سے نہ کوئی سوال کرتے ہیں اور نہ دعا کرتے ہیں۔(۱)

دعاء افتتاح میں وارد ہوا ہے:

**﴿فکم یا الهي من کربة قد فرّجتها، وهموم قد کشفتها، وعثرة قد اقلتها، ورحمة قد نشرتها وحلقة بلاء قد فککتها﴾**

''اے میرے خدا تو نے کتنے ہی غموں کو دور کیا ہے کتنے ہی مصیبتوں کو ختم کیا ہے اور کتنی ہی لغزشوں کو معاف کر دیا ہے اور رحمت کو پھیلا دیا ہے اور بلاؤں کی زنجیروں کو کھول دیا ہے''

ایام رجب کی دعاؤں میں وارد ہوا ہے:

---

(۱) اس کا مطلب یہ نہیں کہ لوگ زلزلہ میں عمارتوں کے نیچے نہیں مرتے یا آگ لگنے کی صورت میں نہیں جلتے، سمندروں کی گہرائیوں میں نہیں مرتے، کوئی انسان بیماری اور درد سے نہیں مرتا، کوئی شیر خوار بچہ نہیں مرتا چنانچہ خداوند عالم نے اپنی رحمت و حکمت کی وجہ سے اس کائنات کو بہرا کر دیا ہے تو جب حکمت الٰہی انسان یا حیوان یا نباتات میں کسی اہم چیز کے وقوع کا تقاضا کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ ہم خداوند عالم کے فضل اور صفات حسنیٰ کے دوسرے رخ یعنی رحمت کا انکار کر دیں۔ کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو بلا اور پریشانی میں حکمت اور روش خدا کے تابع ہوتے ہیں وہ آسانی اور مشکل نیز زندگی کے سخت لحات میں رحمت الٰہی کا احساس نہیں کرتے، کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنی زندگی کے سخت اضطراری لحات میں خداوند عالم کی رحمت واسعہ سے آشنا نہیں ہوتے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿یامن یعطي مَن سأله،یامَن یعطي مَن لم یسأله ومَن لم یعرفه تحننا منه ورحمة﴾

''اے وہ خدا جو اسے عطا کرتا ہے جو اس سے سوال کرتا ہے اے وہ جو اسے عطا کرتا ہے جو اس سے سوال نہ کرے اور جو اس کو نہ پہچانے اپنی رحمت ولطف سے مجھ کو عطا کر''

اور مناجات رجبیہ میں آیا ہے:

﴿ولکن عفوک قبل عملنا﴾

''اور لیکن تیرا عفو ہمارے عمل سے پہلے سے ہے''

بیشک اللہ کی بخشش کو ہمارے گناہوں کی ضرورت ہے۔

حاجت اور فقر کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

ہم اس سلسلہ میں ایک مشہور و معروف رومی عارف کے اشعار میں سے ایک شعر کا ترجمہ ذکر کرتے ہیں:

رومی عارف کا کہنا ہے: پانی نہ مانگو اور اتنی پیاس مانگو کہ تمہارے چاروں طرف پانی کے چشمے پھوٹ جائیں۔

اللہ کی رحمت اور اللہ کے بندوں کی حاجت و ضرورت کے مابین رابطہ کی طرف حضرت علی علیہ السلام کی مناجات میں اشارہ کیا گیا ہے:

مولیِ ی یامولاي،انت المولیٰ واناالعبد،وهل یرحم العبدَ اِلّاالْمَوْلیٰ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَاي اَنْتَ الْمَالِکُ وَاَنَاالْمَمْلُوکُ وَهَلْ یَرْحَمُ الْمَمْلُوکَ اِلَّا الْمَالِکُ؟

مَوْلَايَ یَامَوْلَاي اَنْتَ الْعَزِیْزُ وَاَنَا الذَّلِیْلُ وَهَلْ یَرْحَمُ الذَّلِیْلَ اِلَّاالْعَزِیْزُ؟

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مَوْلَايَ يَامَوْلَايَ اَنْتَ الْخَالِقُ وَاَنَا الْمَخْلُوقُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَخْلُوقَ اِلَّا الْخَالِقُ؟

مَوْلَايَ يَامَوْلَايَ اَنْتَ الْقَوِيُّ وَاَنَا الضَّعِيفُ وَهَلْ يَرْحَمُ الضَّعِيفَ اِلَّا الْقَوِيُّ؟

مَوْلَايَ يَامَوْلَايَ اَنْتَ الْغَنِيُّ وَاَنَا الْفَقِيرُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْفَقِيرَ اِلَّا الْغَنِيُّ ؟

مَوْلَايَ يَامَوْلَايَ اَنْتَ الْمُعْطِي وَاَنَا السَّائِلُ وَهَلْ يَرْحَمُ السَّائِلَ اِلَّا الْمُعْطِي؟

مَوْلَايَ يَامَوْلَايَ اَنْتَ الْحَيُّ وَاَنَا الْمَيِّتُ وَهَلْ يَرْحَمُ الْمَيِّتَ اِلَّا الْحَيُّ؟

”اے میرے مولا اے میرے مولا تو مولا ہے اور میں بندہ ہوں اور بندے پر مولا کے علاوہ اور کون رحم کرے گا؟

اے میرے مولا اے میرے مولا تو مالک ہے اور میں مملوک ہوں اور مملوک پر مالک کے سوا کون رحم کرے گا؟

مولا اے میرے مولا تو عزت واقتدار والا ہے اور میں ذلت ورسوائی والا اور ذلیل پر عزت والے کے علاوہ اور کون رحم کرے گا؟

اے میرے مولا اے میرے مولا تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں اور مخلوق پر خالق کے سوا کون رحم کرے گا؟

اے میرے مولا اے میرے مولا تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں اور حقیر پر سوائے عظیم کے کون رحم کرے گا؟

مولا اے میرے مولا تو طاقتور ہے اور میں کمزور ہوں اور کمزور پر طاقتور کے علاوہ اور کون رحم کرے گا؟

مولا اے میرے مولا تو مالدار ہے اور میں محتاج ہوں اور محتاج پر مالدار کے علاوہ اور کون رحم کرے گا؟

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مولا اے میرے مولا تو عطا کرنے والا ہے اور میں سائل ہوں اور سائل پر سوائے عطا کرنے والے کے اور کون رحم کرے گا؟

میرے مولا اے میرے مولا تو زندہ ہے اور میں مردہ ہوں اور مردہ پر سوائے زندہ کے اور کون رحم کرے گا؟

## ضرورت سے پہلے دعا کرنا

جس حاجت وفقر کی طرف انسان متوجہ ہوتا ہے اور اس کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے، اس سے دعا کرتا ہے اور اس سے طلب کرتا ہے (وہ فقر کی طرف متوجہ ہونے کے بعد دعا کرنا ہے)۔

ضرورت سے باخبر ہونے اور طلب سے متصل ضرورت کے ذریعہ اللہ کی رحمت زیادہ نازل ہوتی ہے اس حاجت وضرورت کی نسبت جو دعا سے متصل نہیں ہوتی ہے۔

دونوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے لیکن حاجت جب طلب اور دعا سے متصل ہوتی ہے تو اللہ کی رحمت کو زیادہ جذب کرتی ہے اور اللہ کی رحمت غیر کی نسبت اس کو زیادہ جواب دیتی ہے۔

اور اسی حاجت کی طرف سورۂ نمل کی اس آیت کریمہ میں اشارہ کیا گیا ہے:

﴿أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ﴾ (۱)

"بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی آواز کو سنتا ہے جب وہ آواز دیتا ہے اور اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے"

آیہ کریمہ میں دو باتوں پر زیادہ توجہ دی گئی ہے اضطرار اور دعا ﴿الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ﴾ (۲) اور ان دونوں یعنی اضطرار اور دعا میں سے ہر ایک رحمت کو جذب کرتا ہے جب اضطرار اور

---

(۱) سورۂ نمل آیت/۶۲۔

(۲) سورۂ نمل آیت/۶۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعا دونوں جمع ہوجائیں تو رحمت کا نازل ہونا ضروری ہے۔

اسلام میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا اور سوال کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور اس کی رحمت کو حاصل کرنے کیلئے اس کی بارگاہ میں اپنی حاجتوں کو پیش کرنے اور اس کے سامنے اپنی حاجت کی تشریح کرنے پر بھی زور دیا گیا ہے۔

اسلامی نصوص میں حاجت برآوری کو دعا سے مربوط قرار دیا گیا ہے:

﴿وَقَالَ رَبّكم اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(۱)

''اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا''

اور قرآن نے اس بات پر زور دیا ہے کہ اللہ کے نزدیک اس کے بندے کی قدر و قیمت اس بندے کی دعا کے ذریعہ ہی ہے:

﴿قُلْ مَايَعْبَؤُابِكُمْ رَبِّي لَوْلاَدُعَاؤُكُمْ﴾(۲)

''پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پروا بھی نہ کرتا''

قرآن کریم نے تو اس بات پر زور دیا ہے کہ اگر کوئی دعا سے منحرف ہوتا ہے تو وہ اللہ کی عبادت کرنے سے اکڑنے والا قرار دیا جاتا ہے:

﴿ اُدْعوني اَسْتَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ﴾

''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے''

---

(۱) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

(۲) سورۂ فرقان آیت ۷۷۔

(۳) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## دعا اور استجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں تین قوانین

اب ہمارا سوال یہ ہے کہ جب حاجت وضرورت دعا کے ساتھ ہوتی ہے تو رحمت کے نزول میں تیزی کیسے آجاتی ہے اور دعا واستجابت کے درمیان رابطہ کی شدت اور اس پر زیادہ زور دینے کی کیا وجہ ہے؟ درحقیقت ہم نے اس فصل کا آغاز اسی سوال کا جواب دینے اور دعا واستجابت کے درمیان رابطہ کی تحلیل کرنے کیلئے کیا ہے۔

اس سوال کا جواب یہ ہے: دعا کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہونے کے تین قوانین ہیں:

۱۔اللہ کی رحمت اور فقر و حاجت کے درمیان رابطہ؛ ہم اس قانون کو پہلے وضاحت کے ساتھ بیان کر چکے ہیں لہٰذا اب اس کو دوبارہ نہیں دُہرائیں گے اور دعا کی ہر حالت، حاجت اور فقر میں اللہ کی رحمت کی متضمن ہوتی ہے اور یہ اللہ کی رحمتوں کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے۔

۲۔فقر اور حاجت میں اللہ کی رحمت سے آگاہ ہوجانے کے بعد رابطہ۔

آگاہ ہوجانے کے بعد ضرورت اور آگاہ ہونے سے پہلے ضرورت کے مابین فرق ہے۔

ان میں سے ہر ایک حاجت وضرورت ہے اور ہر ایک سے اللہ کی رحمت مجذوب ہوتی ہے اور نازل ہوتی ہے لیکن ان میں سے ایک باخبر ہونے سے پہلے اور ایک فقر وحاجت سے باخبر ہوجانے کے بعد ہے۔

جس حاجت وضرورت سے انسان باخبر نہیں ہوتا اس میں وہ اللہ کا محتاج ہوتا ہے اور وہ اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا بلکہ کبھی کبھی تو وہ اللہ کو پہچانتا بھی نہیں۔

لیکن فقر وضرورت سے آگاہ انسان اپنی ضرورتوں اور حاجتوں کو اللہ بارگاہ میں پیش کرتا ہے اور یہ باخبر ہونا ہی اس کے اللہ سے محتاجی کو تاریکی سے نکال کر باخبر ہونے تک پہنچا دیتا ہے حالانکہ حاجت وضرورت سے ناسمجھ و بے خبر انسان تاریکی میں گھر جاتا ہے اور وہ اس کو سمجھ بھی نہیں پاتا۔

لیکن وہ فقیر ومحتاج جو اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ اللہ کی رحمت اور اس کا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فضل چاہتا ہے حالانکہ اپنی ضرورتوں سے ناآگاہ فقیر اپنی حاجتوں کواللہ کی بارگاہ میں پیش نہیں کرتا ہے
گویا حاجتوں سے باخبر انسان حاجت وضرورت کی حالت سے صحیح معنوں میں دوچار ہوتا ہے اور ضرورت جتنی زیادہ ہوگی اتنا ہی اللہ کی رحمت کو قبول کرنے کیلئے نفس وسیع ہوگا اور ہم پہلے یہ بیان کر چکے ہیں کہ اللہ کی رحمت کے خزانوں میں نہ بخل ہے اور نہ مجبوری۔ ہاں اللہ کی رحمت کو قبول کرنے کیلئے لوگوں کے ظروف مختلف ہوتے ہیں۔ جس انسان کا ظرف بہت زیادہ بڑا ہوگا اللہ کی رحمت میں اس کا حصہ اتنا ہی زیادہ ہوگا اور ظرف سے مراد یہاں پر ضرورت ہے یعنی جس ضرورت کی کوئی اہمیت ہو اور انسان اپنی ضرورت کواللہ کی بارگاہ میں پیش کرے۔

ایک خطا کار مجرم کیلئے جب سولی کا حکم صادر کیا جاتا ہے تو وہ اس سے باخبر ہوتا ہے۔ وہ عوام الناس اور حکام کے دلوں کو اپنی طرف اس جرم سے زیادہ معطوف کرتا ہے جو اپنے لئے سولی کا حکم نافذ کرانا چاہتا ہے اور اس کو یہ بھی نہیں معلوم کہ اسے کہاں جانا ہے۔ سولی کا حکم صادر ہونے کے متعلق دونوں برابر کا علم رکھتے ہیں۔ ہاں وہ مجرم جو اپنے جرم کا معترف اور اپنی سزا سے واقف ہے وہ دوسروں کے مقابلہ میں لوگوں سے زیادہ رحمت کا خواستگار ہوتا ہے کیونکہ ایسا شخص جرم اور سزا کی طرف پوری طرح متوجہ ہوتا ہے جبکہ دوسرے افراد جرم اور سزا کی طرف اتنا متوجہ نہیں ہوتے۔

## بارگاہ خدا میں احساس نیازمندی کی علامتیں

باخبر ضرورت کو دعاؤں کے ذریعہ اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کی چند نشانیاں اور علامتیں ہیں۔ جتنا زیادہ انسان اپنی ضرورتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اتنا ہی یہ نشانیاں اسکی دعاؤں میں واضح ہوتی ہیں۔

ان نشانیوں میں سے اہم نشانیاں: دعا میں خشوع، خضوع، رونا گڑگڑانا، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور اپنی مجبوری کا اظہار کرنا ہیں۔

اسلامی نصوص میں دعاؤں میں ان تمام حالتوں اور نشانیوں پر زور دیا گیا ہے، اور دعاء کی قبولیت میں ان باتوں پر زور دیا گیا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حقیقت میں یہ علامتیں دعا میں دوسرے اور تیسرے سبب پر توجہ دینے کو کشف کرتی ہیں۔ وہ دونوں سبب ضرورتوں کی اطلاع ہونا اور سوال کرنا ہے اور جتنا ہی انسان دعا میں خضوع وخشوع کرے گا اتنی ہی اسکی طلب وچاہت میں شدّت ہوگی اور انسان اپنی حاجتوں کواللہ کی بارگاہ میں پیش کرے گا۔

ان حالتوں میں دعا قبول ہونے کے یہی دو اسباب ہیں ان حالات اور ان کی طرف رغبت کوقرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے جن میں سے کچھ اسباب کو ہم ذیل میں بیان کررہے ہیں:

خداوندعالم کاارشاد ہے:۱:﴿تَدْعُوْنَهُ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً﴾(۱)

''جسے تم گڑگڑا کراور خفیہ طریقہ سے آواز دیتے ہو''

۲:﴿ وَادْعُوْهُ خَوْفاًوَطَمَعاًاِنَّ رَحْمَةَ اللهِ قَرِيْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴾(۲)

''اور خدا سے ڈرتے ڈرتے اور امیدوار بن کر دعا کرو کہ اس کی رحمت صاحبان حسن عمل سے قریب تر ہے''

تضرع اور خوف یہ دونوں حالتیں انسان کواللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کو پیش کرنے کے بارے میں زور دیتی ہیں۔

اور طمع وہ حالت ہے جو انسان کو اس چیز کی رغبت دلاتی ہے کہ جو کچھ اللہ کے پاس ہے بندہ اس کو حاصل کرے۔

خفیہ (رازدارانہ) طور پر دعا کرنا انسان کواللہ کی بارگاہ میں حاضری دینے پر آمادہ کرتا ہے

۳۔﴿وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَهَبَ مُغَاضِباًفَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَعَلَيْهِ فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّيْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَالَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَکَذٰلِکَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۳)

---

(۱) سورۂ انعام آیت ۶۳۔ (۲) سورۂ اعراف آیت ۵۶۔

(۳) سورۂ انبیاء آیت ۸۷۔۸۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور یونس کو یاد کرو جب وہ غصہ میں آ کر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا۔ تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انھیں غم سے نجات دلادی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں''

اس آیت میں بندہ کی طرف سے خداوند عالم کی بارگاہ میں ظلم کا اعتراف اور اقرار ہے:

﴿سُبْحَانَکَ اِنِّي کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِیْنَ.﴾(۱)

''پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا''

ظلم کا اقرار کرنا ظلم سے باخبر ہونا ہے اور اس سے گناہگار انسان اپنے نفس میں استغفار کا بہت زیادہ احساس کرتا ہے اور جتنا ہی انسان اپنے ظلم اور گناہ سے باخبر ہوگا اتنا ہی وہ اللہ سے استغفار کرنے کے لئے زیادہ مضطر و بے چین ہوگا۔

۴:﴿وَیَدْعُوْنَنَارَغَباًوَرَھَباًوَکَانُوْالَنَاخَاشِعِیْنَ﴾(۲)

''اور رغبت اور خوف کے عالم میں ہم کو پکارنے والے تھے''

رغبت، خوف اور خشوع وہ نفسانی حالات ہیں جو اپنی حاجتوں سے باخبر انسان کو اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے پر زور دیتی ہیں۔ انسان اللہ کے عذاب سے خوف کھاتا ہے اور اللہ کے رزق اور ثواب سے اس کو رغبت ہوتی ہے۔

۵:﴿اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاهُ وَ یَکْشِفُ السُّوْءَ﴾(۳)

---

(۱) سورۂ انبیاء آیت ۸۷۔ (۲) سورۂ انبیاء آیت ۹۰۔

(۳) سورۂ نمل آیت ۶۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اضطرار وہ نفسانی حالت ہے جو انسان کے اپنی حاجتیں اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے پر زور دیتی ہے اور انسان کا اپنی ضرورتوں سے باخبر ہونا اللہ کے علاوہ دوسرے تمام وسیلوں سے دور کرتا ہے (یعنی صرف اللہ ہی نجات دے سکتا ہے)۔

۲۔ ﴿یَدْعُوْنَ رَبَّھُمْ خَوْفاً وَّ طَمَعاً﴾(۱)

''اور وہ اپنے پروردگار کو خوف اور طمع کی بنیاد پر پکارتے رہتے ہیں''

اپنی حاجتوں سے باخبر انسان جتنا زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی مجبوری و لاچاری کا اظہار کرے گا خداوند عالم اسی سوال اور حاجت کے مطابق اس کو عطا کرے گا خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَادْعُوْہُ خَوْفاً وَّ طَمَعاً اِنَّ رَحْمَةَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِنَ الْمُحْسِنِیْنَ﴾(۲)

''اور خدا سے ڈرتے ڈرتے اور امیدوار بن کر دعا کرو کہ اس کی رحمت صاحبان حسن عمل سے قریب تر ہے''

اللہ کی رحمت بندے سے اتنی ہی قریب ہوگی جتنا وہ اپنے نفس میں اللہ کے عذاب سے خوف کھائے گا اور اللہ کے احسان کی طمع کرے گا۔

انسان کے نفس میں جتنا زیادہ خوف ہوگا اتنی ہی اس کے نفس میں تڑپ پیدا ہوگی، اللہ کی بارگاہ میں اس کی دعا استجابت سے زیادہ قریب ہوگی اور اللہ کے رزق و ثواب کے لئے جتنی طمع انسان کے اندر ہوگی تو اتنی ہی زیادہ اللہ کی بارگاہ میں اس کی دعا قبول ہونے کے نزدیک ہوگی۔

۳۔ دعا اور استجابت دعا کے درمیان رابطہ اور یہ بالکل واضح و روشن قانون ہے جس کو انسان

---

(۱) سورۂ سجدہ آیت ۱۶۔

(۲) سورۂ اعراف آیت ۵۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بذات خود فطری طور پر سمجھ سکتا ہے اور آیہ کریمہ اسی چیز کو بیان کرتی ہے:

﴿اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾(۱)

بیشک ہر دعا قبول ہوتی ہے اور خداوند عالم اس فرمان کا یہی مطلب ہے: ﴿اُدْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَكُمْ﴾ اور یہ فطری و واضح قانون ہے جس کو انسان کی فطرت تسلیم کرتی ہے اور یہ عام قانون ہے لیکن اگر کوئی دعا قبول ہونے کے درمیان رکاوٹ پیدا ہو جائے تو دوسری بات ہے۔

دو طرح کی چیزیں دعا قبول ہونے میں رکاوٹ ڈالتی ہیں:

۱۔ مسئول عنہ جس سے سوال کیا جائے اس کی طرف سے کچھ رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

۲۔ سائل (سوال کرنے والے) کی طرف سے کچھ رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں۔

مسئول (جس سے سوال کیا جائے) کی طرف سے آڑے آنے والی رکاوٹیں جیسے دعا قبول کرنے سے عاجز ہو جائے، دعا قبول کرنے میں بخل کرنے لگے۔

کبھی بذات خود سائل کی طرف سے رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں جیسے دعا قبول کرنا بندہ کے مفاد میں نہ ہو اور بندہ اس سے جاہل ہو اور اللہ اسکو جانتا ہے۔

پہلی قسم کی رکاوٹیں اللہ کی سلطنت کے شایان شان نہیں ہیں چونکہ خداوند عالم بادشاہ مطلق ہے وہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہے اور نہ ہی کوئی چیز اس سے فوت ہوتی ہے، نہ ہی کوئی چیز اسکی سلطنت و قدرت سے باہر ہو سکتی ہے، نہ ہی اسکے جود و کرم کی کوئی انتہا ہے، نہ اسکے خزانہ میں کوئی کمی آتی ہے اور کثرت عطا اس کے جود و کرم سے ہی ہوتی ہے۔

پس معلوم ہوا کہ دعا کے قبول ہونے میں پہلی قسم کی رکاوٹوں کے تصور کرنے کا امکان ہی نہیں ہے۔

---

(۱) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لیکن سائل کی طرف سے دعا قبول نہ ہونے دینے والی رکاوٹوں کا امکان پایا جاتا ہے اور سب کا اس بات پر اتفاق ہے کہ خداوند عالم بہت سے بندوں کی دعا کو قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے لیکن وہ ایسا اپنے عاجز ہوجانے یا بخیل ہوجانے کی وجہ سے نہیں کرتا بلکہ وہ اپنے علم کی بناء پر یہ جانتا ہے کہ اس بندے کے لئے دعا کا دیر سے قبول کرنا بہتر ہے اور سب اس بات پر بھی متفق ہیں کہ اس صورت میں دعا کا قبول ہونا بندے کیلئے مضر ہے اور خدا بندے کی دعا قبول نہیں کرتا لیکن اس دعا کے بدلہ میں اسکو دنیا میں بہت زیادہ خیر عطا کر دیتا ہے اور اسکے گناہوں کو بخش دیتا ہے یا اسکے درجات بلند کر دیتا ہے۔ یا اسکو یہ سب چیزیں عطا کر دیتا ہے۔

پہلے ہم پہلی قسم کے موانع سے متعلق بحث کریں گے، اسکے بعد دوسری قسم کے موانع کے سلسلہ میں بحث کریں اسکے بعد دعا اور اجابت کے درمیان رابطہ کے سلسلہ پر روشنی ڈالیں گے۔

## پہلی قسم کے موانع دعا

پہلی قسم کے موانع (رکاوٹوں) کا کوئی وجود ہی نہیں ہے جیسا کہ ہم اللہ کی سلطنت کے متعلق عرض کر چکے ہیں کہ خدا کی سلطنت مطلق ہے وہ کسی چیز سے عاجز نہیں ہوتا، کوئی چیز اس سے چھوٹ نہیں سکتی، اسکی سلطنت اور قدرت کی کوئی حد نہیں ہے، کائنات میں ہر چیز اسکی سلطنت اور قدرت کیلئے خاضع ہے اور جب وہ کہہ دیتا ہے تو کوئی چیز اسکے ارادے اور امر سے سرپیچی نہیں کرسکتی ہے:

﴿وَاِذَاقَضٰیٓ اَمْراً فَاِنَّمَایَقُوْلُ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾(۱)

''اور جب کسی امر کا فیصلہ کرلیتا ہے تو صرف کن کہتا ہے اور وہ چیز ہوجاتی ہے''

﴿اِنَّمَاقَوْلُنَالِشَیْءٍ اِذَااَرَدْنَاهُ اَنْ نَقُوْلَ لَهٗ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾(۲)

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۱۱۷۔

(۲) سورۂ نحل آیت ۴۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''ہم جس چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا اور وہ ہو جاتی ہے''

﴿اِنَّمَا اَمْرُهُ اِذَا اَرَادَ شَیْئًا اَنْ یَقُوْلَ لَهُ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾ (۱)

''اس کا امر صرف یہ ہے کہ کسی شئی کے بارے میں یہ کہنے کا ارادہ کرلے کہ ہو جا اور وہ شئی ہو جاتی ہے''

کائنات میں کوئی بھی چیز اسکی سلطنت اور قدرت سے باہر نہیں ہو سکتی ہے:

﴿وَالْاَرْضُ جَمِیْعًا قَبْضَتُهُ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِیَّاتٌ بِیَمِیْنِهِ﴾ (۲)

''جبکہ روز قیامت تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور سارے آسمان اسی کے ہاتھ میں لپٹے ہوئے ہوں گے''

﴿اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (۳)

''اور یقیناً اللہ ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہے''

خداوند عالم کا امر (حکم) کسی چیز پر موقوف نہیں ہے، نہ ہی کسی چیز پر متعلق ہے۔

﴿وَمَا اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا کَلَمْحِ الْبَصَرِ اَوْ هُوَ اَقْرَبُ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾ (۴)

''اور قیامت کا حکم تو صرف ایک پلک جھپکنے کے برابر یا اس سے بھی قریب تر ہے اور یقیناً اللہ ہر شئی پر قدرت رکھنے والا ہے''

یہ آیت خداوند عالم کی سلطنت و قدرت کے وسیع ہونے اور اسکے حکم اور امر کے نافذ ہونے کو بیان کرتی ہے۔

---

(۱) سورۂ یس آیت ۸۲۔

(۲) سورۂ زمر آیت ۶۷۔

(۳) سورۂ آل عمران آیت ۱۶۵۔

(۴) سورۂ نحل آیت ۷۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بخل اسکی ساحت کبریائی کے شایان شان نہیں ہے خداوند عالم ایسا جواد وسخی ہے جسکی سخاوت اور کرم کی کوئی حد نہیں ہے۔

﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ کُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً﴾(۱)

''خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شئی پر محیط ہے''

﴿فَاِنْ کَذَّبُوکَ فَقُلْ رَبُّکُمْ ذُوْرَحْمَةٍوَاسِعَةٍ﴾(۲)

''پھر اگر یہ لوگ آپ کو جھٹلائیں تو کہہ دیجئے کہ تمہارا پروردگار بڑی وسیع رحمت والا ہے''

خداوند عالم کی عطاو بخشش دائمی ہے منقطع ہونے والی نہیں ہے۔

﴿کُلاًّ نُمِدُّ هٰؤُلاَءِ وَهٰؤُلاَءِ مِنْ عَطَاءِ رَبِّکَ وَمَاکَانَ عَطَاءُ رَبِّکَ مَحْظُوْراً﴾(۳)

''ہم آپ کے پروردگار کی عطا و بخشش سے اِن کی اور اُن کی سب کی مدد کرتے ہیں اور آپ کے پروردگار کی عطا کسی پر بند نہیں ہے''

﴿وَاَمَّاالَّذِیْنَ سُعِدُوْافَفِی الْجَنَّةِ...عَطَاءً غَیْرَمَجْذُوْذٍ﴾(۴)

''اور جو لوگ نیک بخت ہیں وہ جنت میں ہوں گے ...یہ خدا کی ایک عطا ہے جو ختم ہونے والی نہیں ہے''

جب خداوند عالم رحمت نازل کرنے کا ارادہ کرلیتا ہے تو اس میں کوئی رکاوٹ نہیں آسکتی ہے:

﴿مَایَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَامُمْسِکَ لَهَاوَمَایُمْسِکْ فَلَامُرْسِلَ لَهُ مِنْ بَعْدِهِ﴾(۵)

---

(۱)سورۂ غافر آیت ۷۔ (۲)سورۂ انعام آیت ۱۴۷۔

(۳)سورۂ اسراء آیت ۲۰۔

(۴)سورۂ ہود آیت ۱۰۸۔

(۵)سورۂ فاطر آیت ۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



’’اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے‘‘

اللہ کی رحمت کے خزانے کبھی ختم نہیں ہوتے:

﴿وَلِلّٰہِ خَزَائِنُ السَّمٰاوَاتِ وَالْاَرْضِ﴾(۱)

’’حالانکہ آسمان وزمین کے تمام خزانے اللہ ہی کے لئے ہیں‘‘

﴿وَاِنْ مِنْ شَیْ ءٍ اِلَّاعِنْدَنَاخَزَائِنُہُ وَمَانُنَزِّلُہُ اِلَّابِقَدَرٍمَعْلُوْمٍ﴾(۲)

’’اور کوئی شے ایسی نہیں ہے جس کے ہمارے پاس خزانے نہ ہوں اور ہم ہر شے کو ایک معین مقدار میں ہی نازل کرتے ہیں‘‘

خداوند عالم جو رزق اپنے بندوں کو عطا کردیتا ہے اس سے اللہ کی رحمت کے خزانے ختم نہیں ہوتے وہ اپنے جود وکرم سے زیادہ عطا نہیں کرتا۔

دعا افتتاح میں آیا ہے:

﴿اَلْحَمْدُلِلّٰہِ الْفَاشِيْ فِیْ الْخَلْقِ اَمْرُہُ وَحَمْدُہُ...اَلْبَاسِطِ بِالْجُوْدِ یَدَہُ الَّذِيْ لَا تَنْقُصُ خَزَائِنُہُ وَلَاتَزِیْدُہُ کَثْرَۃُالْعَطَاءِ اِلَّاجُوْداً وَکَرَماً﴾

’’حمد اس خدا کے لئے ہے جس کا امر اور حمد مخلوق میں نافذ ہے...اور جس کا ہاتھ بخشش کے لئے کشادہ ہے جس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں ہوتی اور عطا کی کثرت اس میں سوائے جود وکرم کے اور کچھ زیادہ نہیں کرتی‘‘

علامہ شریف رضی کی روایت کے مطابق حضرت علی علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسن سے یہ وصیت فرمائی:

---

(۱)سورۂ منافقون آیت ۷۔

(۲)سورۂ حجر آیت ۲۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿إعلَمْ انّ الذي بيده خزائن السماوات والارض قد اذن لک في الدعاء وتكفّل لک بالاجابة، وامرک انْ تسأله ليعطيک، وتسترحمه ليرحمک، ولم يجعل بينک وبينه من يحجبک عنه، ولم يلجئک الى مَن يشفع لک اليه، ولم يمنعک ان اسات من التوبة، ولم يعاجلک بالنقمة، ولم يفضحک حيث الفضيحة، ولم يشدد عليک فى قبول الانابة، ولم يناقشک بالجريمة، ولم يؤيسک من الرحمة، بل جعل نزوعک عن الذنب حسنة، وحسب سيئتک واحدة، وحسب حسنتک عشرا، وفتح لک باب المتاب وب الاستعتاب.

فاذاناديته سمع نداءک واذا ناجيته علم نجواک، فافضيت اليه بحاجتک، وابثثته ذات نفسک، وشكوت اليه همومک، واستكشفته كروبک، واستعنته على امورک، وسالته من خزائن رحمته مالايقدرعلى اعطائهاغيره، من زيادة الاعماروصحة الابدان، وسعةالارزاق.

ثم جعل فى يدک مفاتيح خزائنه بمااذن لک فيه من مسالته، فمتى شئت استفتحت بالدعاء ابواب النعمة، واستمطرت شآبيب رحمته، فلا يقنطنّک ابطاء اجابته، فان العطيه على قدر النيه﴾ (۱)

''جان لو! جس کے قبضۂ قدرت میں آسمان وزمین کے خزانے ہیں اس نے تمھیں سوال کرنے کی اجازت دے رکھی ہے، اورقبول کرنے کی ذمہ داری لی ہےاورتم کو مانگنے کاحکم دیا ہے تاکہ وہ دے، اس سے رحم کی درخواست کروتاکہ وہ تم پر رحم کرے، اس نے اپنے اورتمہارے درمیان دربان نہیں کھڑے کئے جو تمھیں روکتے ہوں، نہ تمھیں اس پر مجبورکیا ہے کہ تم کسی کواس کے یہاں

---

(۱) نہج البلاغہ، قسم الرسائل والکتب، الکتاب: ۳۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سفارش کے لئے لاؤ تب ہی کام لو اور تم نے گناہ کئے ہوں، اس نے تمہارے لئے توبہ کی گنجائش ختم نہیں کی ہے، نہ سزا دینے میں جلدی کی ہے اور نہ توبہ وانابت کے بعد وہ کبھی طعنہ دیتا ہے (کہ تم نے پہلے یہ کیا تھا، وہ کیا تھا) نہ اس نے تمھیں ایسے موقعوں پر رسوا کیا جہاں تمھیں رسوا ہی ہونا چاہئے تھا اور نہ ہی اس نے توبہ قبول کرنے میں (سخت شرطیں لگا کر) تمہارے ساتھ سخت گیری کی ہے نہ ہی گناہ کے بارے میں تم سے سختی کے ساتھ جرح کرتا ہے اور نہ اپنی رحمت سے مایوس کرتا ہے بلکہ اس نے گناہ سے کنارہ کشی کو بھی ایک نیکی قرار دیا ہے اور برائی ایک ہو تو اسے ایک (برائی) اور نیکی ایک ہو تو اسے دس نیکیوں کے برابر قرار دیا ہے اس نے توبہ کے دروازہ کھول رکھا ہے۔

جب بھی تم اس کو پکارتے ہو وہ تمہاری سنتا ہے اور جب بھی راز و نیاز کرتے ہوئے اس سے کچھ کہو تو وہ جان لیتا ہے، تم اسی سے مرادیں مانگتے ہو، اور اسی کے سامنے دل کے راز و بھید کھولتے ہو، اسی سے اپنے دکھ درد کا رونا روتے ہو اور مصیبتوں سے نکالنے کی التجا کرتے ہو اور اپنے کاموں میں مدد کے خواستگار رہو اور اس کی رحمت کے خزانوں سے وہ چیزیں طلب کرتے ہو جن کے دینے پر اور کوئی قدرت نہیں رکھتا جیسے عمروں میں درازی، جسمانی صحت و توانائی اور رزق میں وسعت۔

اور اس نے تمہارے ہاتھ میں اپنے خزانوں کو کھولنے والی کنجیاں دیدی ہیں اس طرح کے تمھیں اپنی بارگاہ میں سوال کرنے کا طریقہ بتایا اس طرح جب تم چاہو اس کی رحمت کے دروازوں کو کھلوالو، اس کی رحمت کے جھالوں کو برسالو، ہاں بعض اوقات اگر دعا قبول ہونے میں دیر ہو جائے تو اس سے ناامید نہ ہو جاؤ اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے"

اور حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿ یاعبادي کلکم ضال الّامَن هدیته،فاسألوني الهدی اهدکم و کلکم فقیر الامَن اغنیته ،فاسألوني الغنیٰ ارزقکم و کلکم مُذنِب اِلّا مَنْ عَافَیْتَهُ،فَاسْاَلُوْنِي الْمَغْفِرَةَ أغفرلکم...ولوانّ اولکم وآخرکم وحیّکم ومیتکم اجتمعوا فیتمنّیٰ کل

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



واحد مابلغت امنیته، فاعطیته لم یتبین ذلک فی ملکي ...فاذاأردت شیئافانّما اقول له کن فیکون﴾(۱)

''بندو تم سب بھٹکے ہوئے ہو مگر جس کو میں راستہ دکھادوں لہٰذا مجھ سے ہدایت طلب کرو تا کہ میں تمہاری ہدایت کردوں اور تم سب فقیر ہو مگر جس کو میں بے نیاز کردوں لہٰذا مجھ سے بے نیازی طلب کرو تا کہ میں تم کو روزی عطا کروں تم سب گناہگار ہو مگر جس کو میں عافیت عطا کروں لہٰذا مجھ سے بخشش طلب کرو تا کہ میں تمھیں بخش دوں اگر تمہارا پہلا، آخری، زندہ، مردہ سب اکٹھے ہو کر مجھ سے اپنی مرادیں مانگیں اور میں ان کی مرادیں پوری کردوں تو اس سے میری حکومت کو کوئی ضرر نہ پہنچے گا اس لئے کہ جب میں کسی چیز کا ارادہ کرتا ہوں تو میں اس سے کہتا ہوں ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے''

## موانع (رکاوٹوں) کی دوسری قسم

دعا قبول ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والے دوسری قسم کے موانع بہت زیادہ ہیں۔

کبھی کبھی دعا کا قبول ہونا سائل کے لئے مضر ہوتا ہے لیکن سائل کو اس کا علم نہیں ہوتا ہے اور اللہ اس کے حق میں اس دعا کے مفید یا مضر ہونے سے واقف ہے۔

کبھی کبھی دعا کا جلدی قبول ہونا بھی مضر ہوتا ہے اور خداوند عالم جانتا ہے کہ بندہ کیلئے اس دعا کو قبول کرنے میں تاخیر کرنا اس کے حق میں بہتر اور بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ لہٰذا خداوند عالم اس کی دعا کو قبول کرنے میں تاخیر کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم دعا افتتاح میں پڑھتے ہیں:

﴿فَصِرْتُ اَدْعُوکَ اٰمِناًوَاَسْأَلُکَ مُسْتَاْنِساًلَاخَائِفاًوَلَاوَجِلاًمُدِلًّاعَلَیْکَ فِیْمَاقَصَدْتُ فِیْهِ اِلَیْکَ فَاِنْ اَبْطَاَعَنِّیْ عَتَبْتُ بِجَهْلِيْ عَلَیْکَ وَلَعَلَّ الَّذِیْ اَبْطَأَعَنِّيْ

---

(۱) تفسیر امام ۱۹۔۲۰، بحار الانوار جلد ۹۲ صفحہ ۲۹۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



هُوَ خَيْرٌ لِي لِعِلْمِكَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ﴾

''تو میں مطمئن ہوکر تجھ کو پکارنے لگا اور انس ورغبت کے ساتھ بلاخوف وخطر اور ہیبت کے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا بھی میں نے تیری جانب ارادہ کیا ہے اگر تو نے میری حاجت کے پورا کرنے میں دیر کی تو میں نے جہالت سے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تاخیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیونکہ تو امور کے انجام کا جاننے والا ہے''

کبھی خداوند عالم بندے کی دعا قبول کرنے میں اس لئے تاخیر کرتا ہے تاکہ وہ مسلسل اللہ کے سامنے گریہ وزاری کرتا رہے کیونکہ خداوند عالم اپنے سامنے بندے کے گریہ وزاری کرنے کو پسند کرتا ہے، حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿یاموسیٰ انی لست بغافل عن خلقي ولكن احّ ان تسمع ملا ئكتي ضجيج الدعاء من عبادي﴾(۱)

''اے موسیٰ میں اپنی مخلوق سے غافل نہیں ہوں لیکن میں یہ دوست رکھتا ہوں کہ میرے ملائکہ میرے بندوں کی گڑگڑا کر دعا کرنے کی آواز کو سنتے رہیں''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ان العبد ليدعو فيقول الله عزّ وجل للملكين قداستجبت له،ولكن احبسوه بحاجته فاني احبّ ان اسمع صوته وانّ العبد ليدعو فيقول الله تبارك و تعالیٰ:عجّلوا له حاجته فاني ابغض صوته﴾(۲)

''انسان دعا کرتا ہے تو خدا دو فرشتوں سے کہتا ہے کہ میں نے اس کی دعا قبول کرلی لیکن ابھی اس کی حاجت پوری مت کرو کیونکہ میں اس کی آواز سننا ہوں تو وہ مجھے اچھی لگتی ہے اور کبھی کوئی

---

(۱)عدۃ الداعی

(۲)وسائل الشیعہ کتاب الصلوۃ ابواب الدعا باب ۲۱ حدیث ۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انسان دعا کرتا ہے تو خدا کہتا ہے کہ اس کی مراد جلدی پوری کرو کیونکہ مجھے اس کی آواز اچھی نہیں لگتی ہے“

اگر دعا کی قبولیت بندے کے حق میں مضر ہوتی ہے تو خداوند عالم مطلق طور پر اس کی دعا کو لغو نہیں قرار دیتا بلکہ اس کو بندے کے گناہوں کے کفارہ میں بدل دیتا ہے، اس کی بخشش کرتا ہے یا کچھ وقفہ کے بعد اس کو دنیا میں جلد ہی رزق عطا کرتا رہتا ہے یا جنت میں اس کے درجات بلند کر دیتا ہے۔

اور ہم مذکورہ دونوں حالتوں، تبدیل اور تاخیر کے متعلق رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر المومنین علیہ السلام سے مروی تین حدیثیں ذیل میں نقل کر رہے ہیں۔

## دعا کی قبولیت میں تاخیر یا تبدیلی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مامِن مسلم دعاالله سبحانه دعوة ليس فيهاقطيعة رحم و لااثم ،الّا اعطاه اللّٰه احدیٰ خصال ثلا ثة: امّاان يُعجّل دعوته، واماان يؤخّرله، وامّاان يدفع عنه من السوء مثلها ﴾قالوا: يارسول الله ،اذن نُكثِر. قال:"اكثروا ". (۱)

”جو مسلمان بھی خداوند عالم سے ایسی دعا مانگتا ہے جس میں رشتہ داروں سے رابطہ ختم کرنے یا کسی گناہ کا مطالبہ نہیں ہوتا تو خداوند عالم اس کو تین صفات میں سے کوئی ایک صفت عطا کر دیتا ہے یا اس کی دعا جلد قبول کر لیتا ہے یا تاخیر سے قبول کرتا ہے یا اس سے کوئی بلا دور کر دیتا ہے لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پھر تو ہم بہت زیادہ دعا کریں گے۔

آپ نے فرمایا: ہاں بہت زیادہ دعا کیا کرو۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿الـدعـاء مخ العبادة، ومامِن مؤمن يدعوالله الّااستجاب له، اِمّاأن يعجّل

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۶ حدیث ۸۶۱۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



له فی الدنیا،اویؤجّل له فی الآخرة،واماان یُکفّرمن ذنوبه بقدرمادعا مالم یدع بمائم﴾(۱)

''دعا عبادت کی روح وجان ہے اور کوئی ایسا مومن نہیں ہے جسکی دعا اللہ قبول نہ کرتا ہو یا تو اس دعا کو دنیا میں جلدی قبول کر لیتا ہے یا اس کے مستجاب ہونے میں آخرت تک تاخیر کر دیتا ہے یا جتنی وہ دعا کرتا ہے خدا اس کو اس بندے کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے فرزند امام حسنؑ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا:

﴿فَلایُقَنِّطَنَّکَ اِبْطاءُ اِجابَتِهِ فَاِنَّ الْعَطِیَّةَ عَلیٰ قَدْرِ النِّیَّةِ وَرُبَمااُخِّرَتْ عَنْکَ الاِجابَةُ لِیَکُوْنَ ذٰلِکَ اَعْظَمَ لِاَجْرِالسَّائِلِ وَاَجْزَلَ لِعَطاءِ الآمِلِ وَرُبَماسَأَلْتَ الشَّيْءَ فَلاتُؤتَاهُ وَاُوْتِیتَ خَیْراً مِنْهُ عَاجِلاً اَوْآجِلاً اَوْصُرِفَ عَنْکَ لِمَاهُوَخَیْرٌلَکَ فَلَرُبَّ اَمْرٍقَدْ طَلَبْتَهُ فِیْهِ هَلاکُ دِیْنِکَ لَوْاُوْتِیْتَهُ فَلْتَکُنْ مَسْأَلَتُکَ فِیْمَایَبْقیٰ لَکَ جَمالُهُ وَیَنْفیٰ عَنْکَ وَبَالُهُ وَالْمَالُ لَایَبْقیٰ لَکَ وَلَاتَبْقیٰ لَهُ﴾(۲)

''ہاں بعض اوقات قبولیت میں دیر ہو تو،اس سے ناامید نہ ہو اس لئے کہ عطیہ نیت کے مطابق ہوتا ہے اور اکثر قبولیت میں اس لئے دیر کی جاتی ہے کہ سائل کے اجر میں اور اضافہ ہو اور امیدوار کو عطیے اور زیادہ ملیں اور کبھی یہ بھی ہوتا ہے کہ تم ایک چیز مانگتے ہو اور وہ حاصل نہیں ہوتی مگر دنیا یا آخرت میں اس سے بہتر چیز تمھیں مل جاتی ہے یا تمہارے کسی مفاد کے پیش نظر تمھیں اس سے محروم کر دیا جاتا ہے اس لئے کہ تم کبھی ایسی چیزیں بھی طلب کر لیتے ہو کہ اگر تمھیں دیدی جائیں،تو تمہارا دین تباہ ہو جائے لہٰذا تمھیں بس وہ چیزیں طلب کرنا چاہئے جس کا جمال پائیدار

---

(۱)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ،ابواب الدعا باب ۱۵۔جلد ۴ صفحہ ۱۰۸۶ حدیث ۸۶۱۸۔

(۲) نہج البلاغہ قسم الرسائل والکتب،الکتاب ۳۱/۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہو اور جسکا وبال تمہارے سر نہ پڑنے والا ہو رہا دنیا کا مال، تو یہ نہ تمہارے لئے رہے گا اور نہ تم اس کیلئے رہو گے"

ہم ان تینوں روایات کو جمع کرنے کے بعد دعا مستجاب ہونے کی پانچ حالتوں کا مشاہدہ کرتے ہیں:

۱۔(عجلت) خداوند عالم کی بارگاہ میں بندے کی دعا کا جلدی مستجاب ہونا۔

۲۔(مدت) جس حاجت کیلئے بندے نے اللہ سے دعا کی ہے اس کو مستجاب کرنے میں وقت لگانا۔

۳۔(عوض)(تبدیلی) دعا کو تبدیل کر کے مستجاب کرنا اس کا مطلب یہ ہے کہ دعا کرنے والے سے اس دعا کے بدلہ برائیوں کو دور کرتا ہے جس کے قبول ہونے میں فی الحال کوئی مصلحت نہیں ہوتی ہے۔

۴۔جس دعا کو قبول کرنے میں کوئی مصلحت نہ ہو اللہ اس کے بدلے دعا کرنے والے کو آخرت میں بلند درجات عطا کرتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

**﴿و اللہ مصیّر دعاء المؤمنین یوم القیامۃ لھم عملا یزیدھم فی الجنۃ﴾**(۱)

"خداوند عالم بروز قیامت مومنین کی دعا کو ان کے حق میں ایسے عمل میں بدل دیگا جس سے جنت میں ان کا مرتبہ بلند ہوتا رہے گا"

دوسری حدیث میں امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں:

**﴿واللّٰہ ما اخّر اللہ عزّ و جلّ عن المؤمنین ما یطلبون من ھٰذہ الدنیا خیر لھم عمّا عجّل لھم منھا﴾**(۲)

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۰۸۶، حدیث/۸۶۱۵۔ (۲) قرب الاسناد صفحہ ۱۷۱۔ اصول کافی صفحہ ۵۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خدا کی قسم مومنین جو کچھ اس دنیا میں خدا سے طلب کرتے ہیں اُس میں اِس دنیا میں عطا کردینے سے ان کیلئے تاخیر کرنا بہتر ہے"

۵۔(تبدیل) جب دعا کو قبول کرنا بندے کی مصلحت کے خلاف ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا مستجاب کرتے وقت اس کی دعا کو اس کے گناہوں اور برائیوں کا کفارہ قرار دیتا ہے۔(۱)

اور کبھی کبھی ان کو تبدیل نہ کرنا اور مدّت معین کرنا دو حالتوں میں دعا مستجاب ہونے میں وقت درکار ہونا اور اس کو معین قرار دینے کے وقت دعا کرنے والے کی مصلحت کیلئے ہوتا ہے۔کبھی کبھی یہ نظام کی مصلحت کیلئے ہوتا ہے جو سائل اور دوسرے افراد کو بھی شامل ہوتا ہے دعا مستجاب ہونے یا جلدی دعا مستجاب ہوجانے سے نظام میں خلل واقع ہوتا ہے جس کو اللہ نے خاص انسان یا عام دنیا کیلئے معین فرمایا ہے۔

## جب دعا عمل میں تبدیل ہوجاتی ہے

دعا اور عمل دونوں الگ الگ مقولہ ہیں اور ان میں سے ہر ایک رحمت کے نازل ہونے کا سبب ہے بیشک عمل سے اللہ کی رحمت اسی طرح نازل ہوتی ہے جس طرح دعا سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَقُلِ اعْمَلُوْا فَسَيَرَى اللّٰهُ عَمَلَكُمْ وَرَسُوْلُهُ﴾(۲)

"اور پیغمبر کہہ دیجئے کہ تم لوگ عمل کرتے رہو کہ تمہارے عمل کو اللہ، رسول اور صاحبان ایمان دیکھ رہے ہیں"

---

(۱)ان پانچوں باتوں میں سے آخری تین باتیں صرف بندے کی دعا کو ملغی قرار دینے سے مخصوص ہیں خداوند عالم اپنے بندے کی دعا قبول کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی دعا کو اس کے گناہوں کا کفارہ قرار دیتا ہے اس سے برائیاں دور کردیتا ہے اور آخرت میں بلند درجات عطا کرتا ہے۔

(۲)۔سورۂ توبہ آیت ۱۰۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿فَمَنْ یَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْراً یَرَهُ﴾(۱)

''پھر جس شخص نے ذرہ برابر نیکی کی ہے وہ اسے دیکھے گا''

اسی طرح دعا رحمت کی کنجی ہے: ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(۲)

لیکن ایسا نہیں ہے کہ انسان جو کچھ سوال کرے وہ اِس دنیا کے عام نظام میں ممکن بھی ہو، بلکہ کبھی کبھی انسان اللہ سے ایسی دعا کرتا ہے جو اس دنیا کے عام نظام (قضا و قدر) میں ممکن نہیں ہوتی لہٰذا اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی۔

کبھی کبھی دعا کے مستجاب ہونے یا دعا کے جلدی مستجاب ہونے میں صاحب دعا کیلئے کوئی مصلحت نہیں ہوتی، تو انسان دعا میں اتنی جدو جہد و کوشش کیوں کرتا ہے؟

جواب: بیشک دعا بذات خود عمل اور عبادت میں تبدیل ہو جاتی ہے جس سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

لہٰذا (قضا و قدر) مصلحت دعا کے موانع میں سے نہیں ہیں۔ بیشک اللہ تبارک و تعالیٰ اگر چہ اپنے بندے کی دعا قبول نہیں کرتا ہے بلکہ بندے کی دعا تو خود اسی کے عمل اور عبادت پر موقوف ہے اور اسی کے مطابق اس کو دنیا اور آخرت میں جزا یا سزا دی جائیگی۔

اسلامی روایات میں اس دقیق معنی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ دعا عمل میں تبدیل ہو جاتی ہے۔

حماد بن عیسیٰ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿سمعته یقول: ادع، و لاتقل قدفرغ من الامر (۳) فان الدعاء هو العبادة﴾(۴)

---

(۱) سورۂ الزلزلہ آیت ۷۔ (۲) سورۂ مومن آیت ۶۰۔

(۳) یعنی یہ امر خداوند عالم کے قضاء و قدر میں ہے جس سے تجاوز کرنا ممکن نہیں ہے اور دعا کے ذریعہ اس کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا ہے''

(۴) وسائل الشیعہ صفحہ ۹۲۔ حدیث ۸۶۴۳، اصول کافی صفحہ ۵۱۶)

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں نے آپؑ کو یہ فرماتے سنا ہے: دعا کرو اور یہ نہ کہو کہ خدا کا حکم تمام ہو گیا ہے بیشک دعا عبادت ہے ''یعنی یہ امر اللہ کے قضا وقدر میں ہے اور دعا کے ذریعہ اسکو آگے پیچھے کر دینا ممکن نہیں ہے۔

اور دوسری حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

''ادعہ، ولا تقل قد فرغ من الأمر، فانّ الدعاء هو العبادة انّ اللّٰه عزّ وجلّ یقول: ﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ (۱)﴾ (۲)

''خدا کو پکارو یہ نہ کہو کہ خدا کا امر (حکم) تمام ہو گیا ہے بیشک دعا عبادت ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾

''اور یقیناً جو لوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے''

## دعا کی قبولیت اور دعا کے درمیان رابطہ

ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ مطلق طور پر پہلی قسم کے موانع خداوند عالم کی کبریائی کے شایان شان نہیں ہیں لیکن دوسری قسم کے موانع حقیقی ہیں اور بندوں کی زندگی اور دعاؤں میں پائے جاتے ہیں اسی لئے کبھی کبھی خداوند عالم دعا مستجاب کرنے میں مدت معین کر دیتا ہے اور کبھی مستجاب کر کے اس کو دوسری چیز سے بدل دیتا ہے۔

اور ان دونوں حالتوں (حالت تاخیر اور حالت تبدیل) کے علاوہ دعا کا مستجاب ہونا ضروری ہے اس کا منبع قطعی فطری حکم ہے اور یہ اس وقت ہوتا ہے جب سائل، مسئول (جس سے

---

(۲) سورۂ مؤمن آیت ۶۰۔

(۳) وسائل الشیعہ ۴: ۱۰۹۲ حدیث ۸۶۴۰، اصول کافی: فروع کافی جلد ۱ سطر ۹۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سوال کیا جارہا ہے) کامحتاج ہوتا ہےاور مسئول سائل کی حاجت قبول کرنے پر قادر ہوتا ہےاور اپنی مخلوق کے ساتھ بخل سے کام نہیں لیتا ہے۔(۱)

۱۔﴿ اَمَّنْ یُجِیْبُ الْمُضْطَرَّاِذَادَعَاهُ وَیَکْشِفُ السُّوْءِ﴾(۲)

''بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کوسنتا ہے جب وہ اس کوآواز دیتا ہےاور اس کی مصیبت کو دور کردیتا ہے''

لہٰذا جو شخص مجبور ہواور اپنی بلا دور ہونے کے سلسلہ میں دعا کے قبول ہونے کا شدید محتاج ہو اس کو فقط دعا کرنے کی ضرورت ہوتی ہے جب وہ خداوند عالم کو پکارتا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا قبول کرکے اس سے بلا کو دور فرمادیتا ہے۔

جب وہ خدا سے دعا کرتا ہے تو خدااس کی دعا مستجاب کرتا ہےاور اس کے لئے برائیوں کو واضح کردیتا ہے۔

۲۔:﴿ وَقَالَ رَبُّکُمُ ادْعُوْنِي اَسْتَجِبْ لَکُمْ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَکْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِی سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِیْنَ﴾(۳)

''اور تمہارے پروردگار کاارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگااور یقیناً جولوگ میری عبادت سے اکڑتے ہیں وہ عنقریب ذلت کے ساتھ جہنم میں داخل ہوں گے''

---

(۱)اس رابطہ کے ضروری ہونے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اللہ پر یہ امر واجب ہوگیا ہے بلکہ خود قرآن کریم اس یقینی اور ضروری رابطہ پر اس طرح زور دیتا ہے:

اس نے اپنے اوپر رحمت لکھ لی ہے:

﴿فقُلْ سَلَامٌ عَلَیْکُمْ کَتَبَ رَبُّکُمْ عَلٰی نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ﴾(سورۂ انعام آیت ۵۴)

''پس ان سے سلام علیکم کہئے تمہارے پروردگار نے اپنے اوپر رحمت لازم قرار دے لی ہے''

(۲)سورۂ نمل آیت ۶۲۔

(۳)سورۂ مومن آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ آیتِ کریمہ دعا اور استجابتِ دعا کے درمیان رابطہ کو صاف طور پر واضح کر رہی ہے:

﴿ اُدْعُوْنِیْ أَسْتَجِبْ لَکُمْ ﴾(۱)"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"

﴿وَاُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ﴾(۲)

"پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے"

ان آیات میں دعا اور اس کے مستجاب ہونے کا رابطہ صاف اور واضح ہے، اور اس میں کوئی شک وشبہہ ہی نہیں ہے کہ خداوند عالم ہر دعا کو قبول کرتا ہے لیکن اگر دعا قبول کرنا بندہ کے حق میں مضر ہو یا اس عام نظام کے خلاف ہو جس کا بندہ خود جزء شمار ہوتا ہے، اور ان آیات میں دعا کے مستجاب ہونے کی کوئی شرط نہیں ہے اور نہ ہی کسی چیز پر معلّق ہے۔

جن شرطوں کو ہم عنقریب بیان کریں گے وہ حقیقت میں دعا کے محقق ہونے کیلئے ضروری ہوتی ہیں یا بذات خود دعا کرنے والے کی مصلحت کیلئے ہوتے ہیں اور اگر یہ دونوں نہ ہوں تو پھر یا تو دعا کا اثر کم ہو جاتا ہے یا ختم ہو جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ دعا اور استجابت کے درمیان ایسا رابطہ ہے جس کے بدلنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے اور ایسا مطلق تعلق ہے جو کسی سے متعلق نہیں ہوتا مگر کوئی ایسی شرط ہو جس کی تاکید کی گئی ہو یا وہ دعا کی حالت کا اثبات کرتی ہو جیسے خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِذَادَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْءَ﴾(۳)

"جب وہ اس کو آواز دیتا ہے تو وہ اس کی مصیبت کو دور کر دیتا ہے"

شریعت اسلامیہ میں احادیث نبی اور احادیث اہل بیت علیہم السلام میں دعا اور دعا کے مستجاب ہونے کے درمیان اس رابطہ پر زور دیا گیا ہے۔ حدیث قدسی میں آیا ہے:

---

(۱) سورۂ مومن آیت/۶۰۔

(۲) سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶۔

(۳) سورۂ نمل آیت ۶۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿یاعیسیٰ إني اسمع السامعین استجیب للداعین اذادعونی﴾(۱)

''اے عیسیٰ میں اسمع السامعین (سننے والوں میں سب سے زیادہ سننے والا) ہوں دعا کرنے والے جب دعا کرتے ہیں تو میں ان کی دعا مستجاب کرتا ہوں''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مامن عبدیسلک وادیافیبسط کفّیه فیذکر اللہ ویدعو الّا ملأاللہ ذلک الوادي حسنات فلیعظم ذلک الوادي اولیصغر﴾(۲)

''جو بندہ بھی کسی وادی کو طے کرتا ہے اور دونوں ہاتھوں کو پھیلا کر خداوند عالم کو یاد کرتا ہے اوردعا کرتا ہے تو خداوند عالم اس وادی کو نیکیوں سے بھر دیتا ہے چاہے وہ وادی بڑی ہو یا چھوٹی''

اورامام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿لو أنّ عبداًسدَّ فاهُ،لم یسأل لم یعط شیئاًفسل تعط﴾(۳)

''اگر بندہ اپنا منھ بند رکھے اور وہ خدا سے سوال نہ کرے تو اس کو کچھ عطا نہیں کیا جا ئیگا،لہٰذا سوال کرو خدا عطا کرے گا''

''میسر بن عبدالعزیز نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"یامیسر إنّه لیس من باب یُقرع إلّایُوشک انْ یُفتح لصاحبه﴾(۴)

''اے میسر! اگر کسی دروازے کو کھٹکھٹایا جائے تو وہ عنقریب کھٹکھٹانے والے کیلئے کھل جاتا ہے۔

---

(۱)اصول کافی۔

(۲)ثواب الاعمال صفحہ ۱۳۷۔

(۳)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ ۱۰۸۴،حدیث ۸۶۰۶۔

(۴)وسائل الشیعہ ۴:صفحہ ۱۰۸۵ح ۸۶۱۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿متیٰ تُکثر قرع البابُ یفتح لک﴾(۱)

”جب دروازہ پہ زیادہ دستک دی جائیگی تو کھل جائیگا“

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا:

﴿یاعلي أُوصیک بالدعاء فانّ معه الاجابة﴾(۲)

”اے علیؑ میں تم کو دعا کرنے کی سفارش کرتا ہوں بیشک اگر دعا کی جائے تو ضرور مستجاب ہوگی“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿اذاأُلهم احدکم الدعاء عند البلاء فاعلموا أَنّ البلاء قصیر﴾(۳)

”جب تم میں سے کسی کو مصیبت کے وقت دعا کرنے کا الہام ہو جائے تو جان لو کہ مصیبت چھوٹی ہے“

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿لا واللّٰه لایلحّ عبدٌعلیٰ اللّٰه عزّوجلّ الّااستجاب اللّٰه له﴾(۴)

”خدا کی قسم بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں نہیں گڑگڑاتا مگر یہ کہ خدا اسکی دعا مستجاب کرتا ہے“

اسلامی روایات میں دعا اور دعا کی مقبولیت کے درمیان رابطہ کے یقینی اور مطلق ہونے پر

---

(۱)وسائل الشیعہ ۴: صفحہ ۱۰۸۵ ح ۸۶۱۳۔

(۲)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب ۲ حدیث ۱۸۔

(۳)وسائل الشیعہ جلد ۴ ص ۱۰۸۷ حدیث ۸۶۲۴۔

(۴)اصول کافی کتاب الدعا باب الالحاح فی الدعاء حدیث ۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



زور دیا گیا ہے اور یہ واضح ہے کہ جب بندہ خداوند عالم سے دعا کرتا ہے تو خدا کو اسکی دعا رد کرنے سے حیا آتی ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿ماانصفني عبدي،يدعوني فاستحيي انْ اردّه،ويعصيني ولايستحيي مني﴾(۱)

''میرے بندے نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا چونکہ جب وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو مجھے اسکی دعا رد کرنے میں حیا آتی ہے لیکن جب وہ میری معصیت کرتا ہے تو مجھ سے کوئی حیا نہیں کرتا''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ماابرزعبديده الى اللّٰه العزيزالجبارالّااستحييٰ اللّٰه عزّوجلّ أنْ يردّها﴾(۲)

''بندہ خداوند عالم کی بارگاہ میں ہاتھوں کو بلند کرتا ہے تو خدا کو اسکی دعا رد کرنے سے حیا آتی ہے''

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿من احدث وَتوضأوصلّٰى ودعاني فلم أُجبه فيما يسأل عن امردينه ودنياه فقدجفوته ولست بربٍّ جافٍ﴾(۳)

''جس شخص سے حدث صادر ہو اور وہ وضو کرکے نماز پڑھے پھر مجھ سے دعا مانگے لیکن میں اس کی دینی اور دنیاوی حاجت پوری نہ کروں تو میں نے اس پر جفا کی جبکہ میں جفا کرنے والا پروردگار نہیں ہوں''

---

(۱)ارشادالقلوب للدیلمی۔

(۲)عدۃ الداعی وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب ۳ حدیث ا۔

(۳)ارشادالقلوب للدیلمی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ماكان الله ليفتح باب الدعاء،ويغلق عليه باب الاجابة﴾(۱)

''ایسا نہیں ہے کہ خداوند عالم بندہ پر باب دعا تو کھول دے اور اس پر باب اجابت کو بند رکھے''

اور امیر المومنین علیہ السلام سے ہی مروی ہے:

﴿من أُعطي الدعاء لم يُحرم الاجابة﴾(۲)

''جس کو دعا عطا کی گئی اسکو دعا کے مستجاب ہونے سے محروم نہیں کیا گیا''

آخری دو روایتوں میں اہم اور بلند درجہ کی طرف متوجہ کیا گیا ہے بیشک اللہ تعالیٰ کریم اور وفی ہے جب اس نے دعا کا دروازہ کھول دیا تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ دعا مستجاب ہونے کے دروازہ کو بند کردے۔ جب خداوند عالم نے بندہ کو دعا کرنے کی توفیق عطا کردی تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ اس کی دعا مستجاب نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مافُتح لأحد باب دعاء الّافتح الله له فيه باب اجابة،فاذافُتح لأحدكم باب دعاء فليجهد فانّ الله لايمل﴾(۳)

''خداوند عالم نے کسی کیلئے دعا کا دروازہ نہیں کھولا ہے مگر یہ کہ اسکے لئے اسکی دعا کے قبول ہونے کا دروازہ بھی کھول دیا ہے۔ جب تم میں سے کسی ایک کیلئے باب اجابت کھل جائے تو اسکو کوشش کرنا چاہئے بیشک خدا کسی کو ملول نہیں کرتا''

---

(۱)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب۲ حدیث۱۲اور۴:۱۰۸۷۔حدیث ۸۶۲۴۔

(۲)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ ابواب الدعا باب۲اور۴صفحہ۱۰۸۶۔حدیث۸۶۲۲۔

(۳)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۰۸۷حدیث/۸۶۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ اللہ کی رحمت نازل ہونے کی تیسری منزل ہے۔

اللھم سمعنا و شھدنا و آمنّا

"خدایا ہم نے سنا اور گواہی دی اور ایمان لائے"

## رحمت نازل ہونے کی تین منزلیں

جناب ہاجرہ اور اسمعیل علیہما السلام اور ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کے قصہ میں ہم تینوں منزلوں کا یکجا طور پر مشاہدہ کر سکتے ہیں:

۱۔ فقر و حاجت

۲۔ دعا اور سوال

۳۔ سعی اور کوشش

جب ابو الانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خداوند عالم نے ان کی زوجہ جناب ہاجرہ کے ساتھ بے آب و گیاہ وادی (چٹیل میدان) میں بھیجا اور انھوں نے وہاں ہاجرہ کے ساتھ ان کے فرزند شیر خوار جناب اسمعیل کو چھوڑا تو یہ دعا کی:

﴿رَبَّنَا اِنِّی اَسْکَنْتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیْمُوا الصَّلاَۃَ فَاجْعَلْ اَفْئِدَۃً مِنَ النَّاسِ تَھْوِیْ اِلَیْھِمْ وَارْزُقْھُمْ مِنَ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّھُمْ یَشْکُرُوْنَ﴾(۱)

"پروردگار میں نے اپنی ذریت میں سے بعض کو تیرے محترم مکان کے قریب بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا ہے تاکہ نمازیں قائم کریں اب تو لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف موڑ دے اور انھیں پھلوں کا رزق عطا فرما تاکہ وہ تیرے شکر گزار بندے بن جائیں"

---

۱۔ سورۂ ابراہیم آیت ۳۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اسکے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام خداوند قدوس کے حکم کی تعمیل کیلیئے گئے۔ جناب ہاجرہ اور طفل شیر خوار کو اس بے آب و گیاہ وادی میں چھوڑ دیا اور ان کے پاس پانی کا ذخیرہ ختم ہوگیا، بچہ پر پیاس کا غلبہ ہوا، جناب ہاجرہ نے چاروں طرف پانی ڈھونڈھا لیکن پانی کا کوئی نام ونشان نہ ملا، بچہ چیخنے، چلانے اور ہاتھ پیر مارنے لگا۔ آپ کی والدہ ادھر ادھر دوڑ لگانے لگیں، کبھی صفا پہاڑی پر جاتیں اور دور دراز تک پانی دیکھتیں اسکے بعد نیچے اتر آتیں اور دوڑتی ہوئیں مروہ پہاڑی پر پانی کی تلاش میں جاتیں، اور خداوند عالم سے اپنے اور بچہ کیلیئے اس بے آب و گیاہ وادی میں پانی کا سوال کرتیں اور بچہ بیت حرام کے نزدیک چیختا چلاتا اور ہاتھ پیر مار رہا تھا۔

اللہ نے بچہ کے قدموں کے نیچے پانی کا چشمہ جاری کیا، ماں پانی کی طرف دوڑی تاکہ اپنے شیر خوار بچہ کو سیراب کر سکے اور پانی کو ضائع ہونے سے بچا سکے لہٰذا انھوں نے پانی سے کہا زم زم یعنی ٹھہر ٹھہر کہ وہ اس کیلیئے ایک حوض بنا رہی تھیں۔

یہ عجیب و غریب منظر رحمت کے نازل ہونے کا سبب بنا، خداوند عالم نے بے آب و گیاہ وادی میں چشمہ زم زم جاری کیا اور اسکو اس مبارک زمین پر متعدد برکتوں کا مصدر قرار دیا۔

خداوند عالم نے اس عمل کو اعمال حج کا جزء قرار دیا اور اسکو سب سے اشرف فرائض میں قرار دیا۔

اس منظر کا کیا راز ہے؟ اور اسکو اصل دین میں داخل کرنے اور حج کے احکام میں ثبت کرنے کا اتنا اہتمام کیوں کیا گیا؟ وہ موثر اور طاقت ور سبب کیا ہے جسکی وجہ سے خداوند عالم نے اس منظر کی قوت سے رحمت نازل کی اور تاریخ میں آنے والے تمام موحدوں کیلیئے بہت زیادہ برکتوں کا مبدأ قرار دیا؟

پس اس منظر میں ایک خاص راز ہے جس کیلیئے اس بے آب و گیاہ وادی میں اللہ کی رحمت نازل ہونے کی استدعا کی گئی ہے، اس رحمت کے ہمیشہ باقی رہنے کی استدعا کی گئی ہے، اس کو متعدد

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



برکتوں کیلئے مصدر اور مبدأ قرار دیا گیا ہے اور یہ استدعا کی گئی ہے کہ خداوند عالم اس کو اپنے بیت حرام کے نزدیک موحدین کی آنے والی نسلوں کے لئے اسی طرح قائم ودائم رکھے۔

ہمارا (مؤلف) عقیدہ ہے کہ (خداوند عالم اس منظر کے تمام اسرار کو جانتا ہے) ایسے منظر شاذ و نادر ہی ہوتے ہیں جن میں اللہ کی رحمت نازل ہونے کے تینوں پہلو جمع ہوجاتے ہیں اور ہر ایک سے رحمت نازل ہوتی ہے۔

پہلی منزل: حاجت وضرورت ہے جو یہاں پر پیاس ہے جو شیر خوار بچہ کیلئے نقصان دہ تھی اور حاجت وضرورت کا اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اللہ کی رحمت نازل ہونے کا ایک پہلو ہے۔

جب ضرورت صاحب ضرورت کیلئے زیادہ نقصان دہ ہوگی تو وہ اللہ کی رحمت سے زیادہ قریب ہوگا۔اسی لئے ہم یہ مشاہدہ کرتے ہیں کہ جب شیر خوار بچوں کیلئے دکھ درد، یا بھوک یا پیاس یا سردی یا گرمی بہت زیادہ مضر ہوجاتی ہے جسکو وہ برداشت نہیں کرسکتے تو وہ ان بزرگوں کے ذریعہ جو ان تمام چیزوں کو برداشت کرسکتے ہیں اللہ کی رحمت سے قریب ہوجاتے ہیں۔چونکہ دوسروں کے مقابلہ میں ان کیلئے اس حاجت کا نقصان زیادہ ہے۔

معلوم ہوا کہ حاجت ان کے غیروں کے علاوہ خود ان کیلئے بہت زیادہ مضر ہے۔

دعا میں وارد ہوا ہے: ''اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِي لِفَقْرِيْ ''صرف اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور جب بھی اللہ کی بارگاہ میں پیش ہونے والی حاجت جتنی عظیم ہوگی اتنا ہی وہ اللہ کی رحمت کے نزول کا باعث ہوگی۔

بیشک اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا انسان کو اللہ کی رحمت سے قریب کردیتا ہے چاہے انسان اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت سے باخبر ہوکر پیش کرے یا نہ کرے اگر انسان اپنی حاجتوں سے باخبر ہوکر ان کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے تو اللہ کی رحمت نازل کرانے میں اسکی قدر و قیمت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بڑھ جاتی ہے۔جس کو ہم بیان کر چکے ہیں۔

لیکن اس میں یہ شرط پائی جاتی ہے کہ انسان اپنی حاجت میں تحریف نہ کرے یعنی انسان یہ تصور کرے کہ اسکو مال کی ضرورت ہے یا حطام دنیا (دنیوی چیزیں) کی ضرورت ہے لہٰذا بندگان خدا کی طرف حاجت پیش نہ کرے۔

نیز یہ شرط بھی ہے کہ انسان اپنی ضرورت کو اس کی جگہ سے نہ ہٹائے اور یہ تصور نہ کرنے لگے کہ یہ دولت یا سرمایۂ دنیا کی ضرورت خداوند عالم کے کچھ بندوں کی ضرورت کی بنا پر ہے اس کے بجائے کہ وہ فقر کو خداوند عالم کی طرف نیاز مندی پر حمل کرے۔

اِس حاجت اور اُس حاجت میں فرق ہے۔جس حاجت سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں حاجت پیش کرنا ہے اور جب انسان اس ضرورت کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنے کے بجائے اللہ کے بندوں کی خدمت میں پیش کرتا ہے تو اسکے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہونے کی قدر و قیمت ختم ہو جاتی ہے اور لوگوں کی اکثر حاجتیں اسی قسم کی ہیں۔

اس منظر میں بچہ کا پیاس کی شدت سے چیخنا چلانا گریہ وزاری کرنا اللہ کی رحمت نازل کرنے میں بڑا موثر ہے۔

خداوند عالم کی طرف نیاز مندی کے مناظر میں خداوند عالم کی رحمت کا سبب بننے والا اثر اور رقت آور منظر اس بچہ کے منظر سے زیادہ نہیں جو پیاس سے جھلس رہا ہو اور اس کی ماں کو اس کیلئے پانی نہ مل رہا ہو۔

اللہ کی رحمت کا اس منظر میں دوسرا پہلو سعی ہے، یہ رزق کیلئے شرط ہے، بغیر سعی و کوشش کے رزق نہیں ہے اور اللہ تعالی نے سعی اور حرکت کو انسان کی زندگی میں رزق کی کنجی قرار دیا ہے۔

جب فقر کا سبب انسان سے عزم، قوت، ارادہ، حرکت اور نشاط چاہتا ہے اور جتنی انسان میں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حرکت وسعی اور عزم ہوگا اتنا ہی اللہ اس کو اپنی رحمت سے رزق عطا کریگا۔

جب جناب ہاجرہ کے پاس پانی ختم ہو گیا اور حضرت اسماعیل پر پیاس کا غلبہ ہوا تو جناب ہاجرہ نے پانی تلاش کیا اور اسی پانی کی تلاش میں آپ کبھی صفا پہاڑی پر جاتیں اور دور تک نظر دوڑاتیں اور پھر صفا سے اتر کر مروہ پہاڑی پر جاتیں اور دور تک نظر دوڑاتیں اسی طرح آپ جب صفا اور مروہ دونوں پہاڑیوں پر گئیں تو آپ کو کہیں پانی کا نام ونشان نہیں دکھائی دیا تو آپ مایوس نہیں ہوئیں اور اس عمل کی تکرار کرتی رہیں اور صفا ومروہ کے درمیان دوڑ لگاتی رہیں یہاں تک کہ آپ نے ان کے درمیان سات چکر لگائے۔

اگر یہ آرزو اور امید نہ ہوتی تو ان کی سعی پہلے ہی چکر میں ختم ہو جاتی لیکن پانی کی امید نے ان دونوں کے دلوں کو زندہ رکھا اور اسی شوق میں وہ سعی کی تکرار کرتی رہیں یہاں تک کہ اللہ نے ان کے اس امر کو آسان کیا اور جناب اسماعیلؑ کے قدموں کے نیچے چشمہ جاری فرمادیا لیکن اس مقام پر آرزو اور امید اللہ کی ذات سے ہے ان کی سعی میں نہیں ہے اگر آرزو وامید ان کی سعی میں ہوتی تو ان کی یہ آرزو وامید پہلے یا دوسرے چکر میں ہی ختم ہو جاتی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس سعی اور اس حرکت کو رزق کے لئے شرط قرار دیا، انسان پر اپنی رحمت کا نزول قرار دیا اور اللہ اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے اور ان پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے لیکن خداوندعالم نے انسان کی سعی اور حرکت کو اپنے رزق اور رحمت کی کنجی قرار دیا ہے۔

اللہ کی رحمت کیلئے اس منظر میں تیسرا پہلو جناب اسمٰعیل کی والدہ کی دعا ہے ان کا اللہ سے لو لگانا اور اس بے آب وگیاہ وادی میں پانی کی تلاش میں اللہ سے گڑگڑا کر دعا کرنا ہے۔

جتنا انسان اللہ سے دعا کرتے وقت اپنے کو اس کی یاد میں غرق کردیگا اتنا ہی وہ اللہ کی رحمت سے قریب ہوگا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہمیں نہیں معلوم کہ اس نیک و صالح خاتون نے اس وقت اور اس وادی میں اللہ کی یاد میں منہمک ہونے والی کس حالت کا انتخاب کیا جبکہ ان کے پاس نہ کوئی انسان تھا اور نہ حیوان، صرف ایک پیاسا شیر خوار اپنی پیاس سے تڑپ رہا تھا گویا وہ اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا۔

اس وقت اس خاتون نے خداوند عالم سے اس طرح دعا کی کہ ملائکہ نے ان کیلئے گڑگڑا کر دعا کرنا شروع کر دی اور اپنی آوازوں کو ان کی آواز، اور اپنی دعاؤں کو ان کی دعاؤں سے ملا دیا۔

اگر تمام انسان اللہ کی یاد میں اسی طرح منہمک ہو جائیں اور خدا کے علاوہ سب سے ہٹ کر صرف اس کی بارگاہ سے لو لگائیں تو اُن پر زمین و آسمان سے رزق کی بارش ہوگی۔

﴿لَاَكَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ﴾(۱)

''تو وہ ہر طرح سے اللہ کی رحمت سے مالا مال ہوں گے''

اگر تمام لوگ خداوند عالم کی طرف اس طرح متوجہ ہو جاتے تو وہ آسمان و زمین کی نعمتوں سے بہرہ مند ہوتے اور رحمت الٰہی ان کے شامل حال ہوتی۔

اے مادر گرامی آپ پر اللہ کا سلام! اے اسماعیل کی مادر گرامی آپ پر اسماعیل کی اولاد کا سلام جس کو اللہ نے نور، ہدایت، ایمان، نبوت عطا کی ہے اور ان کی ہدایت اور نور سے ہدایت پانے والے ہیں۔ اگر آپ اس حجاز کی سخت گرمی میں اس بے آب و گیاہ وادی میں تنہا نہ ہوتیں، اور صفا و مروہ کی پہاڑیوں کے درمیان اس مشکل موقع پر آپ خداوند قدوس سے اس طرح لو نہ لگاتیں اور آپ دونوں پر خداوند عالم کی رحمت نازل نہ ہوتی اور اگر وہ رحمت نہ ہوتی تو آپ اللہ سے اس طرح لو نہ لگاتیں تو آپ کی صفا و مروہ کے درمیان سعی حج میں شعائر اللہ میں قرار نہ دی جاتی۔

﴿اِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللهِ فَمَنْ حَجَّ الْبَيْتَ اَوِ اعْتَمَرَ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِ

---

۱۔ سورۂ مائدہ آیت/۶۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اَنْ يَطَّوَّفَ بِهِمَا وَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْراً فَإِنَّ اللّٰهَ شَاكِرٌ عَلِيْمٌ﴾(۱)

"بیشک صفا و مروہ دونوں پہاڑیاں اللہ کی نشانیوں میں ہیں لہٰذا جو شخص بھی حج یا عمرہ کرے اس کیلئے کوئی حرج نہیں ہے کہ ان دونوں پہاڑیوں کا چکر لگائے اور جو مزید خیر کرے گا خدا اس کے عمل کا قدردان اور اس سے خوب واقف ہے"

اے مادر گرامی! اللہ نے اپنی یاد میں اس وقت آپ کے انہماک کو دامن تاریخ میں ثبت کر دیا پانی کی تلاش میں آپ کی سعی اور آپ کے بچہ اسماعیل کی چیخ و پکار کے تذکرہ کو تاریخ میں لکھ دیا تاکہ آپ کے بعد آنے والی نسلوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ اللہ کی رحمت کیسے نازل ہوتی ہے اور اللہ کی رحمت کیلئے کیسے خشوع و خضوع کیا جاتا ہے؟

اللہ کی رحمت وسیع ہے اس میں نہ کسی طرح کا بخل ہے نہ نقص اور نہ ہی وہ عاجز ہے لیکن لوگ اس کی رحمت کے نازل ہونے کے مقامات کو نہیں جانتے نہ ہی اس سے اچھی طرح پیش آتے ہیں اور نہ ہی اس سے استفادہ کرتے ہیں۔

آپ نے ہم کو یہ تعلیم دی کہ اللہ کی رحمت کو کیسے نازل کرائیں اور اللہ کی رحمت کے ساتھ کیسے پیش آئیں اور اے بی بی ہم نے آپ سے رحمت کی کنجیاں حاصل کی ہیں۔

اگر ہم نے آپ کی ان کنجیوں کی حفاظت نہ کی جن کو آپ نے اپنے فرزند ارجمند جناب اسمٰعیل کے سپرد کیا، اسمٰعیل کے بعد یہ کنجیاں اسمٰعیل کی اولاد کو وراثت میں ملیں اور ہم کو آپ کے بیٹے حضرت محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ میراث میں ملیں تو ہم آپ سے معذرت خواہ ہیں کہ ہم نے انبیاء علیہم السلام کی میراث اور ان کی وراثت کو ضائع و برباد کر دیا ہے۔

ہم نے اپنے جد ابراہیم سے اللہ کی وحدانیت کا اقرار کرنے کی تعلیم حاصل کی اور ہم نے

---

۱۔ سورۂ بقرہ آیت/۱۵۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنی ماں جناب ہاجرہ سے اللہ سے سوال کرنے کا طریقہ سیکھا ہے۔

اگر ہم خواہشات نفسانی اور طاغوت وسرکشی میں پھنس گئے تو ہم نے اِس کو بھی ضائع کیا اور اُس کو بھی ضائع وبرباد کردیا ہے۔

اے اللہ ہم نے اپنے جد ابراہیم اور اپنی جدہ جناب ہاجرہ کی جس میراث کو ضائع وبرباد کردیا اس پر تجھ سے مدد چاہتے ہیں۔ہم کو ان کے خاندان میں قرار دے لہٰذا اے پروردگار اس میراث کی بازیابی کے سلسلہ میں ہماری مدد فرما،جو ہم نے ضائع کردی ہے اور ہم کو ان کے پیروؤں میں قرار دے اور پروردگارا ہم کو اس گھر سے اولاد ابراہیم اور اولاد عمران سے مت نکالنا۔

﴿إِنَّ اللهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحاً وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَامِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(۱)

''اللہ نے آدم نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کرلیا ہے یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے''

﴿رَبَّنَاوَاجْعَلْنَامُسْلِمَيْنِ لَکَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَاأُمَّةً مُسْلِمَةً وَأَرِنَامَنَاسِکَنَاوَتُبْ عَلَيْنَاإِنَّکَ أَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيمُ﴾(۲)

''پروردگار ہم دونوں کو اپنا مسلمان اور فرماں بردار قرار دیدے اور ہماری اولاد میں بھی ایک فرمانبردار پیدا کر۔ہمیں ہمارے مناسک دکھلا دے اور ہماری توبہ قبول فرما کہ تو بہترین توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے''

جناب اسماعیل کی مادر گرامی نے اس دن اور اس وادی میں تمام اسباب خیر اخذ کئے

---

۱۔سورۂ آل عمران آیت ۳۳،۳۴۔

۲۔سورۂ بقرہ آیت ۱۲۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جن کو سعی، دعا اور حاجت کہا جاتا ہے۔

بیشک ہماری اس مادر گرامی نے پانی کی تلاش میں سعی کی کبھی آپ صفا پہاڑی پر پانی کی تلاش میں جاتیں اور مروہ پہاڑی پر پانی کی تلاش میں جاتیں خداوند عالم اپنے بندوں کی سعی اور عمل کو دوست رکھتا ہے اور اس نے انھیں رزق کی اہم شرطیں قرار دیا ہے۔

لیکن شرط یہ ہے کہ اس طرح سعی کرے کہ خدا کی یاد میں منہک ہو جائے اور اسی حالت میں خدا سے لو لگائے، دعا کرے، تاریخ انسانیت میں ایسی مثالیں بہت ہی کم نظر آتی ہیں۔

سعی و کوشش خداوند عالم کی راہ میں رکاوٹ نہیں بنتی اور انسان کو اس سے الگ نہیں کر دیتی اور صرف خداوند عالم سے وابستگی بھی انسان کی سعی و کوشش کی راہ میں حائل نہیں ہوتی جناب ہاجرہ کی پانی کیلئے کوشش ایک عورت کی قوت امکان کی آخری منزل تھی۔

آج یہ ہمارے حج کے مناسک میں سے ہے اور ہم ان دونوں پہاڑوں کے درمیان بغیر کسی زحمت، تکلیف غم اور رنج کے سات چکر لگاتے ہیں سعی کرتے ہیں جس کی بنا پر ہم تھک جاتے ہیں مشقت میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

اس بزرگ بی بی نے اس سعی کی اس بے آب و گیاہ وادی میں بنیاد رکھی جب بچہ کی پیاس پورے عروج پر تھی اور پیاسا شیر خوار اپنی آخری سانسیں لے رہا تھا لیکن اس کے باوجود پانی کی تلاش میں اس سعی کو بڑی ہمت اور عزم وارادہ کے ساتھ قائم کیا۔

اس کے باوجود اس سعی کے دوران ایک منٹ بھی آپ خدا کی یاد سے غافل نہ ہوئیں یہ پوری سعی یاد الٰہی کے ساتھ تھی نہ یہ یاد خدا میں رکاوٹ تھی اور نہ سعی و کوشش میں مانع! گویا کوشش صرف خداوند عالم سے وابستہ تھی اور خداوند عالم سے وابستگی سعی و کوشش کے ساتھ تھی ہم میں سے اس پر کون قدرت رکھ سکتا ہے؟

ملائکہ اس روز اس منظر کو دیکھتے رہے اور تعجب کرتے رہے کہ آپ نے اللہ سے کیسے لو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لگائی ؟ اور آپ نے پانی کی تلاش میں اس طرح کیسے سعی کی ہے؟ اور آپ نے سعی اور اللہ سے اس طرح لو لگانے کو ایک ساتھ کیسے جمع کر دیا؟ اللہ کی بارگاہ میں کیسے تضرع کیا کہ وہ آپ کی دعا اور سعی مستجاب کرے اور آپ کی سعی اور دعا سے اللہ رحمت نازل کرے اور اللہ کی رحمت اتنی قریب ہو جائے کہ آسمان کے طبق زمین پر اتر جائیں۔

اس دن دعا اور عمل صالح زمین سے آسمان پر پہونچے اور رحمت کے ستون آسمان سے زمین پر نازل ہوئے اور ملائکہ نے اس بے مثال واحد منظر کا نظارہ کیا تو اللہ کی بارگاہ میں تضرع کرنے لگے اور وہ چیز رونما ہوئی جوان کے دل ودماغ میں بھی نہیں آئی تھی کہ شیرخوار بچہ کے قدموں کے نیچے سے صاف وشفاف اور گوارا پانی کا چشمہ ابل پڑا۔

پاک وپاکیزہ ہے خداوند عالم اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں اس نے ہاجرہ کی سعی اور دعا کو قبول فرمایا لیکن سعی کی بنا پر نہیں بلکہ اس شیرخوار بچے کے قدموں تلے جو اپنے ہاتھ پیروں کو اس دن کی پیاس کی بنا پر پٹخ رہا تھا تا کہ خداوند عالم ہاجرہ کو بتا سکے کہ خدا ہی نے ان کو یہ ٹھنڈا اور گوارا پانی اس تپتی دھوپ میں عنایت فرمایا ہے خود ہاجرہ نے اپنی سعی کے ذریعہ اس کو پیدا نہیں کیا ہے اگر چہ ہاجرہ کیلئے سعی وکوشش کرنا ضروری تھا تا کہ خداوند عالم ان کو زمزم عطا فرماتا۔

اللہ نے (زمزم) کو شیرخوار بچہ کے قدموں کے نیچے جاری کیا۔ اپنے بیت حرام کو اسی وادی میں قائم کیا، زمزم میں برکت عطا کی اور ہمیشہ آنے والی نسلوں کے تمام حاجیوں کیلئے اسے سیرابی کا ذریعہ قرار دیا۔ اس دعا اور سعی کا تاریخ میں تذکرہ ثبت کر دیا اس کو مناسک حج کی ایک نشانی قرار دیا جس کو حجاج ہر سال انجام دیا کرتے ہیں جس کو مدت سے ان کی والدہ محترم جناب ہاجرہ اور ان (انسانوں) کے پدر بزرگوار ابراہیم واسماعیل نے ان کے لئے مہیا کیا۔

اس وادی میں اس دن اللہ کی رحمت نازل ہونے کے تین اسباب، حاجت، سعی اور دعا جمع ہوئے۔ حاجت یعنی ضعف اور فاقہ کا انتہائی درجہ، سعی اپنے آخری حوصلہ کے مطابق اور دعا انقطاع

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اوراضطرار کے اعتبار سے ہے۔

ہم ہر سال حج میں اس منظر کی یاد کو تازہ وزندہ کرتے ہیں جس کی حضرت اسماعیلؑ کی والدہ نے ہم کو تعلیم دی ہے کہ ہم اللہ کی رحمت کیسے طلب کریں، کیسے اس کے فضل ورحمت کو نازل کرائیں اورہم اس کی معرفت کیسے حاصل کریں اوراس کی بارگاہ میں کیسے پیش آئیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا کے آداب اور اس کی شرطیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا کے آداب اور اس کی شرطیں

ہمارے بعض علماء نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: راوی کہتا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا؟ اللہ کی کتاب میں دو ایسی آیات ہیں جن کی میں تاویل نہیں جانتا؟ آپ نے فرمایا وہ کونسی دو آیات ہیں؟ میں نے عرض کیا:

﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾ (۱) ''مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا''

میں دعا کرتا ہوں لیکن مستجاب نہیں ہوتی۔ آپ نے مجھ سے فرمایا: تم نے اللہ پر بہتان باندھا، کیا اللہ نے جو وعدہ کیا ہے وہ اس کی مخالفت کرے گا؟

میں نے عرض کیا: نہیں

آپ نے فرمایا: پھر کیا مطلب ہے؟

میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا ہوں۔

آپ نے فرمایا دوسری آیت کونسی ہے؟

میں نے عرض کیا اللہ کا یہ قول: ﴿وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِنْ شَیءٍ فَھُوَ یُخْلِفُهُ﴾ (۲)

---

۱۔ سورۂ مومن آیت ۶۰۔

۲۔ سورۂ سبأ آیت ۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"میں انفاق کرتا ہوں لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں دیکھتا ہوں"

آپ نے فرمایا: کیا ہونا چاہئے؟

میں نے عرض کیا: میں نہیں جانتا۔

آپ نے فرمایا: لیکن میں تم کو باخبر کرونگا انشاء اللہ، آگاہ ہو جاؤ جو کچھ خداوند عالم نے تم کو حکم دیا ہے اگر تم اس کی اطاعت کرو گے اور اس کے بعد اس سے دعا کرو گے تو وہ تمہاری دعا مستجاب کرے گا لیکن اگر تم اس کے حکم کی مخالفت کرو گے اور اس کی معصیت (نافرمانی) کرو گے تو وہ تمہارا کوئی جواب نہیں دے گا۔

لیکن رہی تمہاری یہ بات کہ تم انفاق کرتے ہو اور اس کا کوئی نتیجہ تمہارے سامنے نہیں آتا تو آگاہ ہو جاؤ کہ اگر تم نے مال اس کے حلال طریقہ سے کسب کیا پھر اس کو اسی کے حق میں خرچ کر دیا ہے تو کسی بندے نے کوئی درہم خرچ نہیں کیا مگر یہ کہ اللہ نے اس کو اس کا بدلہ عطا کیا اگر تم اس کو دعا کے ذریعہ پکارو گے تو وہ تمہاری دعا ضرور مستجاب کریگا اگر چہ تم نے گناہ ہی کیوں نہ کیا ہو۔

میں نے عرض کیا: جہت دعا سے کیا مراد ہے؟ آپ نے فرمایا: جب تم نے فریضہ ادا کیا تو تم نے اللہ کی تمجید و تعریف و تعظیم کی اور جتنی تم میں قدرت تھی تم نے اس کی مدح کی اور جتنا ممکن ہو نبی پر زیادہ صلوات بھیجتے رہو، ان کی تبلیغ رسالت کی گواہی دو، اپنے اوپر نازل ہونے والی مصیبتوں اور ملنے والی نعمتوں کی بنا پر نبی پر درود بھیجو، اپنے پاس اس کی نعمتوں کا تذکرہ کیا، اور جتنا تم سے ہو سکا تم نے اس پر اللہ کی حمد و ثنا کی اور اس کا شکر ادا کیا، پھر ایک ایک کر کے اپنے تمام گناہوں کا اعترف واقرار کیا، یا ان میں سے جو گناہ تمہارے یاد آ گئے اس کا اقرار کیا، اور جو مخفی رہ گئے ان کا مجمل طور پر اقرار کیا، پس تم نے تمام گناہوں کی اللہ سے توبہ کی اور یہ نیت کی کہ اسکے بعد پھر گناہ نہیں کرونگا، اور میں اللہ سے ندامت، صدق نیت اور خوف و رجاء سے استغفار کرتا ہوں، اور اس طرح کہو:

﴿اللّهمّ انّي اعتذر اليک مِن ذنوبي واستغفرک واتوب اليک فاعني

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علیٰ طاعتک ووفقنی لماوجبت عليّ من کلّ مایُرضیک،فاني لم أرأحداًبلغ شیئاًمِن طاعتک الابنعمتک علیه قبل طاعتک،فانعم عليّ بنعمة انال بها رضوانک والجنّة﴾ (۱)

''پروردگار میں اپنے گناہوں کی تجھ سے معذرت چاہتا ہوں،تجھ سے استغفار کرتا ہوں اور توبہ کرتا ہوں،اپنی طاعت پر میری مدد کر،جن چیزوں سے تو راضی ہوتا ہے اور وہ تو نے مجھ پر واجب کی ہیں مجھے ان کے ادا کرنے کی توفیق عطا کر،میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس کے اطاعت کرنے سے پہلے تیری نعمتیں اس کو عطا ہو گئیں پس مجھ پر وہ نعمتیں نازل کر جن کے ذریعہ میں تیری رضا اور جنت تک پہنچ جاؤں،،

اس کے بعد سوال کرو ہم امید کرتے ہیں تم نامراد نہیں رہو گے انشاء اللہ۔

آداب دعا کے سلسلہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی گئی ہے:

﴿احفظ آداب الدعاء،وانظرمَن تدعو،وکیف تدعو،ولماذا تدعو،وحقق عظمةالله وکبریائه،وعاین فی قلبک علمه بمافي ضمیرک واطّلاعه علیٰ سرّک،ومایکن فیه من الحق والباطل،واعرف طرق نجاتک وهلاکک کی لاتدعواللهبشي ء فیه هلاکک وأنت تظن فیه نجاتک﴾

قال اللهعزوجل:﴿وَیَدْعُ الاِنْسَانُ بِالشَّرِّدُعاءَهُ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الاِنْسَانُ عَجُولاً﴾(۲)

وتفکّرماذاتسأل،ولماذاتسأل.

والدعاء استجابةالکل منک للحق،وتذویب المهجةفي مشاهدةالربّ،وترک الاختیار جمیعاً،وتسلیم الاُمور کلهاظاهراًوباطناًالی الله.

---

۱۔بحارالانوار جلد۹۳صفحہ۳۱۹،فلاح السائل صفحہ۳۸۔۳۹،عدۃ الداعی صفحہ۱۶۔

۲۔سورۂ اسراء آیت ۱۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فان لم تأت بشروط الدعاء فلاتنتظر الاجابة،فانّه يعلم السرّ وأخفىٰ،فلعلک تدعو بشيء قد علم من سرّک خلاف ذلک﴾(۱)

آداب دعا کی حفاظت کرو، یہ دیکھو کہ کس سے مانگ رہے ہو، کس طرح مانگ رہے ہو اور کیوں مانگ رہے ہو، خداوند عالم کی عظمت و بزرگی پر نظر رکھو جو کچھ تمہارے دلوں میں علم ہے اور جن رازوں سے تم واقف ہو اسکے ذریعہ اپنے دل کا معائنہ کرو اور یہ دیکھو کہ کس میں ہلاکت ہے اور کس میں نجات ہے تا کہ ہلاکت کا مطالبہ نہ کر بیٹھو، اپنی نجات اور ہلاکت کے راستوں کو پہچانو کہ کہیں تم ایسی دعا نہ کر بیٹھو جس میں تمہاری ہلاکت ہو رہی ہو اور تم اس سے اپنی نجات کا گمان کر رہے ہو۔

اور خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿ وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً ﴾(۲)

''اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے کہ انسان بہت جلد باز واقع ہوا ہے''

جو کچھ مانگ رہے ہو اس کے متعلق اور کیوں مانگ رہے ہو اس کے سلسلہ میں فکر کرو۔

دعا یعنی تمہارا حق کو مکمل طور پر قبول کرنا، تمہارا اپنے پروردگار کے دیدار میں اپنے کو پگھلا دینا اپنے تمام اختیارات خداوند عالم کے حوالے کر دینا اور اپنے تمام ظاہری اور باطنی امور اسی کے حوالے کر دینا۔

اگر تم دعا کو اس کی تمام شرطوں کے ساتھ انجام نہیں دو گے تو اس کے مستجاب ہونے کا بھی انتظار نہ کرنا بیشک خداوند عالم تمام رازوں اور پوشیدہ چیزوں سے آگاہ ہے، شاید تم ایسی چیز کے بارے میں دعا کر بیٹھو جسکو وہ تمہاری بھلائی کے خلاف جانتا ہو''

---

(۱) بحار الانوار جلد: ۹۰ صفحہ ۳۲۲۔ (۲) سورۂ اسراء آیت ۱۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ روایت دعا کے مستجاب ہونے اور دعا کے آداب کی شرطوں کی طرف اشارہ کرتی ہے ہم اس فصل میں سب سے پہلے دعا کے مستجاب ہونے کی شرطوں کو بیان کریں گے اس کے بعد اگر شروط و آداب کی تقسیم میں بعض مشکلات سامنے نہ آئیں تو آداب دعا کے متعلق بحث کریں گے۔

ہم اس فصل میں سب سے پہلے دعا قبول ہونے کی شرطوں کے سلسلہ میں بحث کرنا چاہتے ہیں پھر آداب دعا کے سلسلہ میں گفتگو کریں گے اگر چہ شرطوں کو آداب دعا سے جدا کرنا ہمارے لئے مشکل ہے لہٰذا ہم نے شرائط و آداب کو ایک ساتھ بیان کرنا بہتر سمجھا ہے۔

ہم ذیل میں سرسری طور پر شریعت اسلامیہ کی روشنی میں دعا کے آداب اور اس کی شرطوں کو بیان کررہے ہیں۔

## ۱۔اللہ کی معرفت

دعا مستجاب ہونے کی شرطوں میں سے سب سے اہم شرط اللہ کی معرفت ہے اور اس کی مطلق قدرت وسلطنت پر ایمان رکھنا کہ اس کا بندہ جو کچھ اس سے چاہتا ہے وہ ضرور حاصل ہوگا۔

درمنثور میں معاذ بن جبل نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ راویت نقل کی ہے:

﴿لو عرفتم اللہ حق معرفته،لزالت لدعائکم الجبا ل﴾(۱)

''اگر تم اللہ کی معرفت اس کے حق کے ساتھ حاصل کرو تو تمہاری دعائیں پہاڑوں کو بھی ان کی جگہ سے ہٹادیں گی''

تفسیر عیاشی میں خداوندعالم کے اس فرمان:﴿فلیستجیبوا الی ولیؤمنوا بی﴾(۲)

''لہٰذا مجھ سے طلب قبولیت کریں اور مجھ ہی پر اعتماد رکھیں'' کے متعلق امام جعفر صادق سے

---

(۱)المیزان جلد۲صفحہ۴۳۔ (۲)سورۂ بقرہ آیت/۱۸۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



روایت کی گئی ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿یعلمون انی اقدران اعطیھم مایسألونی﴾(۱)

''وہ (بندے) جانتے ہیں کہ جو کچھ وہ مجھ سے سوال کریں گے میں ان کووہ عطا کردونگا''

طبرسیؒ نے مجمع البیان میں مندرجہ بالا آیت کی تفسیر میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ: ﴿ولیومنوا بی﴾(۲)

''اور مجھ ہی پر اعتماد رکھیں''

یعنی یہ بات بالکل متحقق ہے کہ جو کچھ وہ سوال کریں گے میں وہ ان کو عطا کرنے پر قادر ہوں:

﴿لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُونَ﴾(۳)

''شاید اس طرح راہ راست پر آجائیں''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی گئی ہے کہ آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿اَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ﴾(۴)

''بھلا وہ کون ہے جو مضطر کی فریاد کو سنتا ہے جب وہ اس کو آواز دیتا ہے''

فسئل مالناندعو،ولایستجاب لنا؟فقال لأنکم تدعون مالاتعرفون و تسألون مالاتفھمون(۵)

---

(۱)المیزان جلد۲صفحہ۴۳۔

(۲)سورۂ بقرہ آیت/۱۸۶۔

(۳)سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶۔

(۴)سورۂ نمل آیت/۶۲۔

(۵)الصافی صفحہ۵۷(طبع حجریہ۔ایران)سورۂ بقرہ آیت نمبر۸۶ کی تفسیر میں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آپ سے سوال کیا گیا: ہم دعا کرتے ہیں لیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہوتی، آپ نے فرمایا: تم ان چیزوں کی دعا کرتے ہو جن کی تمھیں معرفت نہیں ہے اور وہ سوالات کرتے ہو جن کو تم سمجھتے نہیں ہو۔

اس حدیث میں دعا مستجاب ہونے کے باب میں اس بات پر زور دیا گیا ہے کہ سائل کو اپنے سوال اور جس سے سوال کررہا ہے ان سے باخبر ہونا چاہئے۔

امام جعفر صادقؑ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: جس نے مجھ سے سوال کیا اور وہ یہ جانتا ہے کہ نفع ونقصان میری طرف سے ہے تو میں اس کی دعا قبول کرونگا

امام علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں آیا ہے:

﴿تمدّحت بالغناء عن خلقک وانت اهل الغنیٰ عنهم،ونسبتهم الی الفقروهم اهل الفقرالیک،فمن حاول سدّ خلّته من عندک،ورام صرف الفقر عن نفسه بک،فقدطلب حاجته فی مظانهاواتیٰ طلبته من وجهها﴾(۱)

''تو نے اپنی تعریف یہ کی ہے کہ تو مخلوقات سے بے نیاز ہے اور اس بے نیازی کا اہل ہے اور تو نے مخلوقات کو فقر کی طرف نسبت دی ہے کہ وہ واقعاً تیرے محتاج ہیں لہٰذا جو شخص بھی اپنی حاجت کو تیری بارگاہ سے پورا کرانا چاہتا ہے اور اپنے نفس سے فقر کو تیرے ذریعہ دور کرنا چاہتا ہے اُس نے حاجت کو اس کی منزل سے طلب کیا ہے اور مقصد تک صحیح رخ سے آیا ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام مناجات میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سبحان الذی یتوکّل کلّ مؤمن علیه ویضطر کلّ جاحدالیه،ولایستغنی احدٌ الابفضل مالدیه﴾(۲)

---

(۱) صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا:۱۳۔ (۲) بلد امین صفحہ ۹۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جس پر ہر مومن توکل کرتا ہے اور جس کے سامنے ہر انکار کرنے والا اپنے کو مضطر محسوس کرتا ہے اور کوئی بھی اس کے فضل کے بغیر بے نیاز نہیں ہوسکتا ہے''

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صحیفہ کاملہ سجادیہ کی دعا نمبر ۷ میں فرماتے ہیں:

﴿أَصْبَحْنَا فِيْ قَبْضَتِکَ يَحْوِيْنَا مُلْکُکَ وَسُلْطَانُکَ وَتَضُمُّنَا مَشِيَّتُکَ وَنَتَصَرَّفُ عَنْ اَمْرِکَ وَنَتَقَلَّبُ فِيْ تَدْبِيْرِکَ لَيْسَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ اِلَّا مَا قَضَيْتَ وَمِنَ الْخَيْرِ اِلَّا مَا اَعْطَيْتَ﴾

''اور ہم بھی تیرے ہی قبضہ میں ہیں تیرا اقتدار تیری ساری سلطنت ہمارے سارے وجود پر حاوی ہے اور تیری مشیت ہمیں اپنے دامن میں لئے ہوئے ہے۔ ہم تیرے ہی حکم سے تصرف کرتے ہیں اور تیری ہی تدبیر سے کروٹیں بدلتے ہیں ہمارا حصہ معاملات میں اتنا ہی ہے جس کا تو نے فیصلہ کردیا ہے اور خیر بھی وہی ہے جو تو نے عطا کردیا ہے''

اور صحیفۂ علویہ میں ہے: ''مَن ذالذی یضارک ویغالبک أو یمتنع منک أو ینجو مِنْ قدرک'' ''کون تم کو نقصان پہنچاتا ہے اور کون تمہارا مقابلہ کرتا ہے یا وہ تم سے اجتناب کرتا ہے یا تیری قدر و قضا سے فرار کرتا ہے''

یہ معرفت ہی تو ہے کہ دعا کرنے والا یہ جانتا ہے کہ اللہ اس سے قریب ہے اور ہر شئے اس سے بہت قریب ہے، وہ اس (بندے) کے نفس میں ہونے والے وسواس سے بھی باخبر ہے وہ اس کے نفس سے اس کی شہ رگ حیات سے بھی زیادہ قریب ہے وہ اس کے اور اس کے نفس کے درمیان حائل ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِيْبٌ﴾(۱)

''اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت/۱۸۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قریب ہوں''

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيْدِ﴾(۱)

''اور ہم تو اس کی شہرگ سے بھی زیادہ قریب ہیں''

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَحُوْلُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ﴾(۲)

''بیشک خدا انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعا میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اتقرب اليک بسعة رحمتک التي وسعت کلّ شيء وقد تریٰ یاربّ مکاني و تطلع علیٰ ضمیري وتعلم سري ولایخفیٰ علیک امري وانت اقرب اليَّ من حبل الورید﴾(۳)

''میں تیری اس وسیع رحمت سے قریب ہونا چاہتا ہوں جو ہر چیز کا احاطہ کئے ہوئے ہے، تو میرے مکان سے بخوبی آگاہ ہے، میرے ضمیر سے باخبر ہے، میرے رازوں کو جانتا ہے، میرا کوئی امر تجھ سے پوشیدہ نہیں اور تو میری شہ رگ حیات سے زیادہ مجھ سے قریب ہے''

جمعہ کے دن کی دعا میں آپ ارشاد فرماتے ہیں:

﴿لااله الاالله المجیب لمن ناداه بأخفض صوته،السمیع لمن ناجاه لأغمض سرّه،الرؤوف بمن رجاه لتفریج همّه القریب ممّن دعاه لتنفیس کربه وغمّه﴾(۴)

''کوئی خدا نہیں ہے سوائے اللہ کے جو اپنے بندے کی ہلکی سی آواز کا بھی جواب دیتا ہے وہ

---

(۱)سورۂ ق آیت/۱۶۔

(۲)سورۂ انفال آیت/۲۴۔

(۳)البلد الامین صفحہ ۹۶۔

(۴)البلد الامین صفحہ ۹۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس کی آواز کو بھی سنتا ہے جواس کو اپنے راز کو پوشیدہ رکھ کر اسے پکارتا ہے اس شخص پر مہربان ہے جو اپنی مشکل دور کرنے میں خداوند عالم سے لو لگاتا ہے اس شخص سے قریب ہے جو اپنے غم کے دور ہونے کے سلسلہ میں اس سے دعا کرتا ہے"

امام علیہ السلام ایک خطبہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿سبق في العلوّ فلاشي ءٍ أعلامنه،وقرب فی الدنو فلا شئی اقرب منه،فلا استعلا ؤه باعده عن شي ءٍ من خلقه و لاقربه ساواهم فی المکان به﴾(۱)

"وہ اتنا بلند و برتر ہے کہ کوئی چیز اس سے بلند نہیں ہوسکتی اور اتنا قریب سے قریب تر ہے کہ کوئی شے اس سے قریب نہیں ہے اور نہ اس کی بلندی نے اسے مخلوقات سے دور کردیا ہے اور نہ اس کے قرب نے اُسے دوسروں کی سطح پر لاکراُن کے برابر کردیا ہے"

## ۲۔اللہ سے حسن ظن

اللہ سے حسن ظن رکھنا اللہ کی معرفت کے پہلوؤں میں سے ایک پہلو ہے،اللہ اپنے بندوں کو اتنا ہی عطا کرتا ہے جتنا وہ اللہ سے حسن ظن رکھتے ہیں اور اس کی رحمت اور کرم کی وسعت کا یقین رکھتے ہیں۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿اناعند ظن عبدي بيّ ،فلايظُنَّ بِيّ الا خيراً﴾(۲)

"میں اپنے سلسلہ میں اپنے بندے کے ظن وگمان کے مطابق اس کی حاجت پوری کرتا ہوں اس سے قریب ہوں لہٰذا وہ میرے بارے میں خیر کے علاوہ کوئی ظن وگمان نہ رکھے"

---

(۱) نہج البلاغہ خطبہ ۴۹

(۲) المیزان جلد ۲ صفحہ ۳۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿ادعوا اللہ و انتم موقنون بالاجابۃ﴾

"اللہ سے دعا مستجاب ہونے کے یقین کے ساتھ دعا کرو"

اللہ تبارک وتعالیٰ نے جناب موسیٰؑ کو وحی کی:

﴿مادعوتني ورجوتني فاني سامع لک﴾(۱)

"اے موسیٰ جو کچھ مجھ سے دعا کرتے ہو اور مجھ سے امید رکھتے ہو میں اس کو تمہاری خاطر سنتا ہوں"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿اذا دعوت فأقبل بقلبک وظنّ حاجتک بالباب﴾(۲)

"جب دعا کرو تو اپنے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو اور اپنی حاجت کو قبولیت کے دروازے پر سمجھو"

اور یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے:

﴿فاذا دعوت فاقبل بقلبک ثم استَیْقِن الاجابۃ﴾(۳)

"جب دعا کرو تو اپنے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو اور اجابت کا یقین رکھو"

اس کے بالمقابل اللہ کی رحمت اور دعا کے مستجاب ہونے سے مایوس ہو جانا ہے یہ اللہ کی رحمت سے دور ہو جانے کا ایک سبب ہے کبھی کبھی انسان اللہ سے دعا کرتا ہے تو خداوند عالم اس کی دعا مستجاب کرنے میں تاخیر کرتا ہے اور اس وقت تک تاخیر کرتا ہے جب تک وہ اس کی مصلحت کے مطابق

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۰۵، حدیث ۸۷۰۳۔

(۲) اصول کافی صفحہ ۵۱۹، اور وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۰۵ حدیث ۸۷۰۰۔

(۳) اصول کافی باب الاقبال علی الدعا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



نہ ہو جائے لیکن انسان اس کی معرفت نہیں رکھتا اور اللہ اس کو جانتا ہے لہٰذا انسان اللہ سے سوءظن کر بیٹھتا ہے اور اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جاتا ہے یہی ناامیدی اللہ کی رحمت میں مانع ہوتی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

''لایزال العبد بخیر و رجاء ورحمة من اللّٰہ عزّوجلّ،مالم یستعجل، فیقنط،ویترک الدعاء،وقیل له: کیف یستعجل ؟قال:یقول:قد دعوت منذ کذا و کذاوماأریٰ الاجابة''(۱)

''انسان اس وقت تک نیکی کی امید اور رحمت الٰہی میں رہتا ہے جب تک وہ جلدی بازی نہ کرے اور بندہ جلد بازی کرنے کے نتیجہ میں مایوس ہو جاتا ہے اور دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے۔امامؑ سے سوال کیا گیا بندہ کی جلد بازی کرنے کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا وہ کہتا ہے: میں یہ دعا مانگ رہا ہوں لیکن قبول نہیں ہو رہی ہے''

احمد بن محمد بن ابی نصر سے مروی ہے کہ میں نے ابوالحسنؑ کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

''جُعلت فداک إني قد سألت اللّٰہ الحاجة منذ کذا و کذا سنة،وقددخل قلبي من ابطائهاشيٌ،فقال:یاأحمد،ایاک و الشیطان ان یکون له علیک سبیل حتّیٰ یقنطک.اخبرني عنک لوأنّي قلت لک قولاً کنت تثق به مني.فقلت له :جعلت فداک،اذالم اثق بقولک فبمن أثق،وانت حجة اللّٰہ علیٰ خلقه؟قال فکن باللّٰه اوثق،فإنّک علیٰ موعد من اللّٰہ عزّوجلّ.ألیس اللّٰہ یقول ﴿وَإِذَاسَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّی فَإِنِّیْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ﴾(۲)وقال:﴿لاتَقْنَطُوا مِنْ

---

(۱)اصول کافی صفحہ ۵۲۷)اور وسائل الشیعہ جلد۴ صفحہ ۱۱۰۷ حدیث ۸۷۱۱۔

(۲)سورۂ بقرہ آیت/۱۸۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رَّحْمَةِاللهِ﴾(۱) وقال: ﴿وَاللهُ يَعِدُكُم مَغْفِرَةً مِنهُ وَفَضْلاً﴾ (۲)فكن بالله أوثق منك بغيره ولاتجعلوا في انفسكم الاخيراًفانه لغفور لكم "(۳)

"میری جان آپ پر فدا ہو میں پروردگار سے ایک سال تک اپنی فلاں فلاں حاجتیں مانگتا رہا اب میرے دل میں ان کے قبول نہ ہونے کے سلسلہ میں خدشہ آ گیا ہے: آپ نے فرمایا: اے احمد شیطان سے بچو! اس لئے کہ وہ تمہیں مایوسی کے راستہ پر لگا دے گا: مجھے ثبوت دو کہ اگر میں تمہیں کچھ بتاؤں تو تم اس پر اعتماد کروگے: میں نے عرض کیا: میری جان آپ پر فدا ہو اگر میں آپ کے فرمان پر اعتماد نہیں کرونگا تو پھر کس کے فرمان پر اعتماد پر کرونگا اور آپ تو مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ پر سب سے زیادہ اعتماد رکھو چونکہ خداوند عالم نے تم سے وعدہ کیا ہے" کیا پروردگار عالم نے نہیں فرمایا:

﴿وَاِذَاسَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ﴾

"اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں پکارنے والے کی آواز سنتا ہوں جب بھی پکارتا ہے"

اور یہ فرمان: ﴿لَاتَقْنَطُوْامِنْ رَّحْمَةِ اللهِ﴾ "رحمت خدا سے مایوس نہ ہونا"

اور یہ فرمان: ﴿وَاللهُ يَعِدُكُم مَغْفِرَةً مِنهُ وَفَضْلاً﴾

"اور خدا مغفرت اور فضل واحسان کا وعدہ کرتا ہے"

لہٰذا تم سب سے زیادہ اللہ پر اعتماد کرو اور اپنے نفس میں خیر کے علاوہ اور کچھ نہ قرار دو بیشک اللہ تمہارے لئے غفور ہے۔

---

(۱)سورۂ زمر آیت/۵۳۔

(۲)سورۂ بقرہ آیت/۲۶۸۔

(۳)قرب الاسناد صفحہ/۱۷۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ العبد اذا عجل فقام لحاجته (يعني انصرف عن الدعاء ولم يطل في الدعاء، والوقوف بين يدي الله طالباًللحاجة) يقول الله عزّوجلّ: أمايعلم عبدي أنّي أناالله الّذي اقضي الحوائج﴾(۱)

"بندہ جب جلد بازی کرتا ہے تو وہ اپنی حاجت کیلئے قیام (یعنی دعا کرنے سے منصرف ہو جاتا ہے زیادہ دیر تک دعا نہیں مانگتا اور اللہ کی بارگاہ میں حاجت روائی کیلئے کھڑا ہو جاتا ہے) کر لیتا ہے۔ پروردگار فرماتا ہے: کیا میرا بندہ نہیں جانتا بیشک میں خدا ہوں جو حاجتوں کو پورا کرنے والا ہوں؟"

ہشام بن سالم نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿كان بين قول الله عزّوجلّ: ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾(۲)

خداوند عالم کے قول: ﴿قَدْ اُجِيْبَتْ دَعْوَتُكُمَا﴾ اور فرعون کی تنبیہ کے درمیان چالیس سال کا فاصلہ ہے"(۳)

اسحاق بن عمار سے مروی ہے:

﴿قلت لابي عبدالله عليه السلام: يستجاب للرجل الدعاء ثم يؤخّر؟

قال: نعم، عشرين سنة﴾(۴)

"میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میری جان آپ پر فدا ہو کیا بندے کی دعا مستجاب ہونے میں تاخیر ہو سکتی ہے؟

---

(۱) وسائل الشیعہ صفحہ/۱۱۰۶ حدیث ۸۷۰۹۔

(۲) سورۂ یونس آیت/۸۸۔

(۳) اصول کافی جلد۲ صفحہ/۵۶۲۔

(۴) اصول کافی جلد۲ صفحہ/۵۶۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آپ نے فرمایا: ہاں بیس سال تاخیر ہو سکتی ہے"

## ۳۔ اللہ کی بارگاہ میں اضطرار

دعا میں انسان کیلئے اللہ کی پناہ مانگنا ضروری ہے چونکہ مضطر خداوند عالم کے علاوہ کسی کو اس لائق نہیں پاتا جس سے امید لگائے اور اپنی حاجتوں کیلئے اس پر بھروسہ رکھے۔

جب انسان اللہ اور اللہ کے علاوہ اس کے بندوں میں سے کسی سے اپنی امید لگائے رہتا ہے تو اس کو خداوند عالم سے جس طرح لولگانی چاہئے تھی اس نے اس کا حق ادا نہیں کیا اور اپنے نفس میں اللہ سے مضطر ہونے کی حالت نہیں پیدا کی حالانکہ دعا کے مستجاب ہونے کی بنیادی شرط وہی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے محمد بن حنفیہ کو وصیت کرتے وقت فرمایا:

﴿وبالإخلاص يكون الخلاص فاذااشتدّالفزع فالی اللہ المفزع﴾(۱)

"انسان اخلاص کے ذریعہ ہی چھٹکارا حاصل کرتا ہے جب زیادہ شدت و اضطراب و گھبراہٹ ہوگی تو انسان اللہ سے خوف کھائے گا"

مجبوری کی حالت میں انسان کی تمام امیدیں ہر ایک سے منقطع ہو جاتی ہیں اور صرف اللہ کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے اور خدا کے علاوہ وہ کسی اور سے امید نہیں رکھتا

روایت کی گئی ہے کہ اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل کی:

﴿ادعني دعاء الحزين الغريق ليس له مغيث،ياعيسیٰ!اسلني ولا تسأل غيري،فيحسن منک الدعاء،ومنّي الاجابة﴾(۲)

"اے عیسیٰ جس کا کوئی فریادرس نہ ہو اس کی طرح گڑگڑا کر محزون ورنجیدہ ہو کر مجھ سے دعا

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۱/حدیث ۸۷۶۴۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد ۴: صفحہ نمبر ۱۱۷۴ حدیث ۸۹۵۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مانگو، میرے علاوہ کسی اور سے دعا نہ مانگو جو مجھ سے اچھی دعا مانگے گا تو میں ضرور مستجاب کرونگا“

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اللہ سے مناجات کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿الٰهي ليس تشبه مسألتي مسألة السائلين لانّ السائل اذا مُنع امتنع عن السؤال، وأنا لاغناء بي عمّاسألتک علیٰ کل حال، الٰهي اِرضَ عني، فان لم ترضِ فاعف عني، فقديعفوالسيدعن عبده وهوعنه غيرراضٍ الٰهي كيف أدعوک وأنا أنا؟ وكيف أيأس منک وأنت أنت ؟﴾(۱)

”پروردگار میرا مسئلہ سائلوں کے سوالوں جیسا کب ہوسکتا ہے چونکہ سائل کو جب منع کر دیا جاتا ہے تو وہ سوال کرنے سے رک جاتا ہے اور میں تجھ سے بے نیاز نہیں ہوں مجھے تو ہر حال میں تجھ سے سوال کرنا ہی ہے، خدایا مجھ سے راضی ہو جا، اگر تو مجھ سے راضی نہیں ہوتا تو مجھ کو معاف فرمادے، کیونکہ آقا اپنے غلام کو راضی نہ ہونے کی صورت میں بھی معاف کر دیتا ہے، پروردگار میں تجھ سے کیسے دعا کروں حالانکہ میں میں ہوں؟ اور تجھ سے کیسے مایوس ہوں حالانکہ تو تو ہے؟“

اسی کو حالت اضطرار کہا جاتا ہے جس میں بندہ اللہ کے علاوہ کسی اور کو پناہ گاہ نہیں سمجھتا اور اپنی حاجتوں کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے۔

جیسا کہ ہم یہ بیان کر چکے ہیں کہ حالت اضطرار اللہ کی یاد میں غرق ہو جانا ہے جب بندہ اس بات سے باخبر ہوتا ہے کہ وہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنے پر مضطر ہے اور اللہ کے علاوہ اس کا کوئی اور نہیں ہے جس کی بارگاہ میں وہ اپنی حاجت پیش کر سکے تو وہ اسی کی یاد میں غرق ہو جاتا ہے اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لو نہیں لگاتا وہ اللہ کی ہی یاد میں منہمک رہتا ہے اور اس کے علاوہ کسی کی یاد میں منہمک نہیں ہوتا ہے۔

---

(۱) البلد الامین صفحہ ۳۱۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعا میں فرماتے ہیں:

﴿وَاجْعَلْنِیْ مِمَّنْ یَدْعُوکَ مُخْلِصاً فِیْ الرَّخَاءِ دُعَاءَ الْمُضْطَرِّیْنَ لَکَ﴾(۱)

''مجھے ان لوگوں میں قرار دے جو سکون کے لمحات میں اس خلوص سے دعا کرتے ہیں جس طرح پریشانی کے اوقات میں مضطر لوگ دعا کرتے ہیں''

ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَخْلَصْتُ بِانْقِطَاعِيْ اِلَیْکَ وَاَقْبَلْتُ بِکُلِّيْ عَلَیْکَ وَصَرَفْتُ وَجْهِيْ عَمَّنْ یَّحْتَاجُ اِلیٰ رِفْدِکَ وَقَلَبْتُ مَسْأَلَتِيْ عَمَّنْ لَمْ یَسْتَغْنِ عَنْ فَضْلِکَ وَرَأَیْتُ اَنَّ طَلَبَ الْمُحْتَاجِ اِلیٰ الْمُحْتَاجِ سَفَهٌ مِنْ رَأْیِهِ وَضَلَّةٌ مِنْ عَقْلِهِ﴾(۲)

''خدایا میں مکمل اخلاص کے ساتھ تیری طرف آرہا ہوں اور پورے وجود کے ساتھ تیری طرف متوجہ ہوں میں نے اپنا رخ ان تمام لوگوں سے موڑ لیا ہے جو خود ہی تیری عطا کے محتاج ہیں اور اپنے سوال کو ان کی طرف سے ہٹا لیا ہے جو خود بھی تیرے فضل و کرم سے بے نیاز نہیں ہیں اور میں نے یہ اندازہ کرلیا ہے کہ محتاج کا محتاج سے مانگنا فکر کی نادانی اور عقل کی گمراہی ہے''

ان باتوں پر زور دینے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ انسان وہ مادی وسائل و اسباب جن کو اللہ نے لوگوں کی حاجتوں کو پورا کرنے کا وسیلہ قرار دیا ہے ان کا سہارا نہ لے جبکہ اللہ نے ان کا سہارا لینے کا حکم دیا ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ نے ان اسباب کو اپنی مشیت و ارادہ میں دائمی قرار دیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿واذا أراد احدکم ان لایسأل ربّه شیئاالّا اعطاه فلییأس من الناس کلهم،

---

(۱) صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا ۲۲۔

(۲) صحیفہ کاملہ سجادیہ دعا ۲۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ولا یکون لہ رجاء الّا عنداللہ عزّوجلّ،فاِذاعلِمَ اللہ ذٰلک من قلبہ لم یسألہ شیئاالّا اعطاہ﴾(۱)

''جب تم میں سے کوئی ایک یہ ارادہ کرے کہ ان کا پروردگار ان کو عطا کرنے کے علاوہ ان سے کسی چیز کا سوال نہیں کرتا ہے اور وہ اللہ کے علاوہ کسی اور سے کوئی امید و آرزو نہیں رکھتا ہے، جب پروردگار عالم اس کے دل کی اس حالت سے آگاہ ہو جاتا ہے تو وہ (خدا) اس (بندہ) کو عطا کرنے کے علاوہ کوئی سوال نہیں کرتا ہے''

## ۴۔انھیں راستوں سے جانا جو خدا نے بتائے ہیں

اللہ کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت فروتنی کرنا اور یہ فروتنی اُن ہی طریقوں سے کی جائے جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔

روایت کی گئی ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے چالیس رات اللہ کی عبادت کی اور پھر اللہ سے دعا کی اور وہ مستجاب نہ ہو سکی تو اس نے عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے گلہ شکوہ کیا۔

حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام نے خداوند عالم سے اس کے متعلق سوال کیا تو پروردگار عالم نے فرمایا:

''یاعیسیٰ !انّہ دعانی،وفی قلبہ شک منک ''(۲)

''اے عیسیٰ اس نے مجھ سے دعا کی لیکن اس کے دل میں تمہارے متعلق شک تھا''

## ۵۔خداوند عالم کی طرف پوری قلبی توجہ

دعا قبول ہونے کی سب سے اہم شرط یہی ہے بیشک دعا کی حقیقت یہی ہے کہ انسان اپنے

---

(۱)تفسیر صافی:۵۸،طبع الحجریۃ۔ایران،اصول کافی:۲:۳۸۲،وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۷۲،حدیث ۸۹۵۶۔

(۲)کلمۃ اللہ حدیث ۳۷۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دل کو خدا کے سامنے جھکا دے اگر انسان کا دل اللہ کے علاوہ دنیا کے مشاغل میں سے کسی ایک کی طرف لگا ہوا ہو تو انسان دعا کی حقیقت کو محقق نہیں کرسکتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ اللہ عزوجلّ لایقبل دعاءً بظھر قلب ساہٍ﴾(۱)

''بیشک خداوند عالم بھلا دینے والے دل کی دعا قبول نہیں کرتا''

آپ کا ہی فرمان ہے:

﴿فاذادعوت أقبِل بقلبک ثم استیقن الاجابۃ﴾(۲)

''جب تم دعا کرو تو پہلے دل کو خداوند عالم کی طرف متوجہ کرو پھر اس کے مستجاب ہونے کا یقین کرو''

اور یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ (امیرالمومنین علیہ السلام) نے فرمایا:

﴿لایقبل اللّٰہ عزّوجلّ دعاء قلب لاہٍ﴾(۳)

''خدا لہو ولعب میں مشغول دل کی دعا قبول نہیں کرتا ہے''

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿یاموسیٰ ادعني بالقلب النقي واللسان الصادق﴾(۴)

''اے موسیٰ مجھ سے پاک وصاف دل اور سچی زبان سے دعا کرو''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام سے وصیت میں فرمایا:

---

(۱) اصول کافی باب الاقبال علی الدعاء۔

(۲) اصول کافی باب الاقبال علی الدعاء حدیث ۱۔

(۳) اصول کافی باب الاقبال علی الدعاح ۲۔

(۴) بحارلانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۴۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿لا یقبل اللّٰہ دُعاء قلب ساہٍ﴾(۱)''اللہ سہو کرنے والے دل کی دعا قبول نہیں کرتا''

سلیمان بن عمرو سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿انّ اللہ عزوجلّ لایستجیب دعاء بظہر قلب ساہ فاذا دعوت أقبِل بقلبک ثم استیقن الاجابۃ﴾(۲)

''خداوند عالم ظاہری طور پر فراموش کار قلب کی دعا قبول نہیں کرتا، پہلے دعا کو اپنے دل کے سامنے پیش کرو پھر اس کے قبول ہونے کا یقین کرو''

اور یہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿انّ اللّٰہ عزّوجلّ لَایستجیب دعاء بظہر قلب قاس﴾(۳)

''بیشک خداوند عالم قسی القلب کی دعا قبول نہیں کرتا''

دعا میں اللہ کے سامنے اپنے دل کا جھکانا ضروری ہے اور اپنے کو اللہ کے حضور میں پیش کرنا ہے لہوولعب، سہو اور قساوت یہ تینوں چیزیں انسان کو اللہ کے سامنے دل جھکانے سے روک دیتی ہیں ہم ماثورہ دعاؤں میں پڑھتے ہیں کہ دعا کرنے والا خدا کے سامنے دعا کی حالت میں آئے اور ایسا نہ ہو کہ اس کے دل اور زبان الگ الگ چیزوں میں مشغول ہوں وہ زبان سے تو دعا کر رہا ہو لیکن اس آدمی کا دل دنیاوی کاموں میں مشغول ہو۔

عارف فقیہ شیخ جوادملکی تبریزی اپنی کتاب (المراقبات) میں تحریر کرتے ہیں: جان لو جب تک تمہاری روح اور تمہارا دل صفات دعا سے متصف نہ ہو اس وقت تک تمہاری دعا قبول نہیں ہوسکتی

---

(۱)من لایحضرہ الفقیہ جلد۲صفحہ۳۳۹۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۱۰۵،حدیث۸۷۰۵۔

(۳)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۱۰۶،حدیث۸۷۰۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور صفات دعا سے متصف ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دعا تمہارے راز، روح اور دل سے جاری ہو، مثال کے طور پر جب تم یہ کہو" ارجوک لکل خیر "میں تجھ سے ہر خیر و اچھائی کی امید رکھتا ہوں۔ تو تم کو اپنے باطن، روح اور دل سے اللہ سے امید کرنا چاہئے اور ان میں سے ہر ایک کے کچھ آثار ہوتے ہیں اور ان آثار کا تمہارے اعمال سے اظہار ہونا چاہئے تو جس کے باطن اور حقیقت میں آرزو محقق ہو جائے تو گویا وہ مجسم آرزو ہو جائے گا اور یہ جس کی روح میں ہو تو گویا اس کی زندگی آرزو کے ذریعہ ہو گی، جو اپنے قلب کے ذریعہ آرزومند ہو گا تو قصد و اختیار سے صادر ہونے والے اس کے اعمال آرزو کے ہمراہ ہوں گے لہٰذا اس بات سے ڈرو کہ تمہارے معاملات میں کچھ آرزو نہ پائی جائے اس کو اپنے اعمال میں آزماؤ۔ یہ دیکھو کہ کیا تم کو اپنی حرکات میں آرزو کا اثر یعنی طلب نظر آ رہا ہے یا نہیں؟ کیا تم نے معصوم علیہ السلام کا قول نہیں سنا: "مَنْ رَجَا شَيْئاً طَلَبَهُ" "جو شخص کسی چیز کی آرزو رکھتا ہے اس کو طلب کرتا ہے" اور یہ حقیقت بھی ہے کیونکہ تم دنیوی امور میں آرزومند اہل دنیا کے حالات میں اس مطلب کو دیکھو گے کہ جب وہ کسی شخص یا شئے سے کسی خیر کی امید کرتے ہیں تو وہ اپنی امید کی مقدار بھر اس شخص سے اس کو طلب کرتے ہیں کیا آپ نہیں دیکھتے کہ تاجر اپنی تجارت سے جدا نہیں ہوتا، ہنرمند اپنے ہنر سے چپکا رہتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تجارت اور پیشہ میں بھلائی کی امید کرتے ہیں اسی طرح ہر جماعت اپنی مراد کو اس چیز میں تلاش کرتی ہے جس میں ان کو امید ہوتی ہے اور جب تک ان کو مل نہیں جاتا جدا نہیں ہوتے، مگر جنت اور آخرت کا امیدوار اور فضل و کرامت الٰہی کا امیدوار۔ صفات کے یہ آثار ایسے نہیں ہیں جن کا خداوند عالم نے حکم لگایا ہو اور آپ روش الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں دیکھیں گے لیکن گڑ بڑی دعوے کی حقیقت سے مشتبہ ہونے میں پیش آتی ہے ورنہ جب ذرّہ برابر امید نظر آتی ہے تو اس کے پاس اتنی ہی طلب ہوتی ہے اور اسی طرح الیٰ آخر اس مطلب کو اخذ کر لیجئے۔

آرزو ہی کی طرح تسبیح، تہلیل، تحمید، تضرع، استکانت، خوف، استغفار اور توبہ جیسے مطالب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعا ہیں کیونکہ ان میں سے ہر ایک کی کچھ حقیقتیں اور دعوے ہیں چنانچہ حقیقت کا اثر تخلف پذیر نہیں ہوتا ہے۔

## ۶۔ دل پر خضوع اور رقت طاری کرنا

جب انسان اپنی دعا مستجاب کرانے کا ارادہ کرے تو اس کیلئے قلب پر رقت طاری کرنا ضروری ہے اور انسان اپنے دل پر رقت طاری کرنے کی کوشش کرے اس لئے کہ جب دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے تو وہ صاف وشفاف ہو جاتا ہے، اللہ اور اس بندے کے درمیان سے مانع ہونے والی چیزیں ہٹ جاتی ہیں اور بندہ اللہ سے قریب ہو جاتا ہے۔

دعا اور سوال کرنے کے طریقوں میں دل پر رقت طاری ہونا مؤثر ہے اور روایات میں دعا کرتے وقت اپنے کو اسکی بارگاہ میں ذلیل وخوار کر کے پیش کرنا وارد ہوا ہے۔

احمد بن فہد حلی نے کتاب (عدۃ الداعی) میں نقل کیا ہے:

﴿انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم اذاابتھل ودعا کان کمایستطعم المسکین﴾(۱)

"جب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گریہ وزاری فرماتے تھے تو آپ کی وہی حالت ہوتی تھی جو مسکین کی کھانا طلب کرتے وقت ہوتی ہے"

روایت کی گئی ہے کہ جب اللہ نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل فرمائی:

﴿ألق کفیک ذُلّابین یديّ کفعل العُبیدالمستصرخ الی سیّدہ،فاذا فعلت ذالک رحمت،وأناا کرم الأکرمین القادرین﴾(۲)

---

(۱) عدۃ الداعی صفحہ/۱۳۹، والمجالس للمفید صفحہ/۲۲۔

(۲) عدۃ الداعی صفحہ/۱۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''میرے سامنے تم اُس ذلیل وخوار غلام کی طرح آؤ جو اپنے آقا کے سامنے بالکل ذلیل وخوار ہوتا ہے اس لئے کہ جب وہ غلام ایسا کرتا ہے تو آقا اس پر رحم کرتا ہے اور میں سب سے زیادہ اکرام کرنے اور قدرت رکھنے والا ہوں''

محمد بن مسلم سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس فرمان:

﴿فَمَااسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَايَتَضَرَّعُونَ﴾(۱)

''پس وہ اپنی سرکشی پر اڑے رہیں گے اور گمراہ ہی ہوتے جائیں گے'' کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا:

﴿سألت اباجعفر عليه السلام عن قول الله عزّ وجلّ: ﴿فَمَااسْتَكَانُوا لِرَبِّهِمْ وَمَايَتَضَرَّعُونَ﴾ فقال عليه السلام: الاستكانة هي الخضوع، والتضرع، هو رفع اليدين والتضرع بهما﴾(۲)

''استکانت سے مراد خضوع اور تضرع سے مراد دونوں ہاتھوں کو بلند کرکے خدا کی بارگاہ میں گڑگڑانا''

دعا میں اس طرح کے طریقوں کا مقصد لوگوں کیلئے واضح نہیں ہے، شک کرنے والے لوگ، لوگوں کو دعا کے طریقوں میں شک کرنے والا بنا دیتے ہیں۔ ہم دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر کیوں دعا کریں؟ کیا اللہ آسمان کی طرف ہے جو ہم آسمان کی طرف ہاتھوں کو بلند کریں؟ ائمہ اہل بیت علیہم السلام نے ان کیلئے یہ بیان فرمادیا ہے کہ اللہ ہر جگہ ہے لیکن دعا کے اس طریقہ کو ہم نے اللہ کے سامنے خضوع وخشوع کرنے سے اخذ کیا ہے اور یہ علامت ونشانی دل پر رقت طاری ہونے اور سختی کو دور کرنے اور اللہ کے سامنے خضوع وخشوع پیش آنے میں مؤثر ہے۔

---

(۱) سورہ مومنون آیت/۷۶۔

(۲) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۳۴۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



طبرسی نے کتاب احتجاج میں ابا قرہ سے نقل کیا ہے کہ میں نے امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

﴿ما بالکم اذا دعوتم رفعتم ایدیکم الیٰ السماء؟قال ابو الحسن علیه السلام:إِنّ اللّٰه استعبد خلقه بضروب من العبادة...واستعبد خلقه عندالدعاء والطلب والتضرع ببسط الایدي ورفعها الیٰ السماء لحال الاستکانة،علامة العبودیة و التذلل له﴾(۱)

"کیا وجہ ہے کہ آپ دعا کرتے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کرتے ہیں؟ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا:خداوند عالم نے بندوں کو عبادت کے کئی طریقہ بتلائے ہیں اور اس نے اپنی مخلوق کو دعا،تضرع اور طلب کرتے وقت ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے خشوع کی حالت کی تعلیم دی ہے اور یہ خدا کی عبودیت اور خشوع و خضوع کی علامت ہے"

رقت طاری ہونے کے اوقات میں رحمت نازل ہوتی ہے۔انسان اللہ سے دعا کرتے وقت اس وقت کو غنیمت شمار کرے اس لئے کہ ان اوقات میں خداوند عالم کی بے حساب رحمت نازل ہوتی ہے،نہ یہ کہ خدا کی رحمت نازل ہونے کا کوئی وقت محدود اور مخصوص ہے بلکہ اللہ کی رحمت کے استقبال کرنے کا وقت محدود اور اس کی خاص حالت ہے اور وہ حالت رقت کا طاری ہونا ہے جب انسان کے دل پر رقت طاری ہوتی ہے تو اس کیلئے رحمت کا استقبال کرنا ممکن ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿اغتنموا الدعاء عند الرقة فإنّها رحمة﴾(۲)

"رقت طاری ہونے کے وقت کو اپنے لئے غنیمت سمجھو اس لئے کہ یہ رحمت ہے"

---

(۱)اصول کافی صفحہ ۵۲۲۔وسائل الشیعہ جلد ۴:۱۱۰۱حدیث ۸۶۸۷۔

(۲)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۱۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا:

﴿اذا رقّ احدکم فلیدع؛فاِنّ القلب لایرق حتیٰ یخلص﴾(۱)

"جب تم میں سے کسی ایک پر رقت طاری ہو جائے تو اسے دعا کرنا چاہئے اس لئے کہ جب تک دل میں اخلاص نہ ہو اس وقت تک اس پر رقت طاری نہیں ہو سکتی"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اذا اقشعرّ جلدک ودمعت عیناک،فدونک دونک فقد قصد قصدک﴾(۲)

"جب تمہاری جلد کے رونگٹے کھڑے ہو جائیں اور تمہاری آنکھوں سے آنسو جاری ہو جائیں تو اس حالت کو ضرور غنیمت سمجھو کیونکہ تمہاری یاد کی بر آوری نزدیک ہو چکی ہے"

حدیث بہت دقیق ہے، بیشک دعا مستجاب ہونے کیلئے دعا کرنے والے کی حالت کا براہ راست رابطہ ہے، جب دل پر رقت طاری ہو جاتی ہے اور اس میں خشوع آجاتا ہے تو دعا کرنے والا دعا کے مستجاب ہونے کے بہت قریب ہو جاتا ہے اس کے برخلاف جب دعا کرنے والا قسی القلب ہو جاتا ہے تو اس کی دعا مستجاب ہونے سے بہت دور ہو جاتی ہے۔

اسلامی نصوص میں وارد ہوا ہے کہ نفس کے انکسار اور دل پر رقت طاری ہونے کے وقت سے استفادہ کرنا چاہئے اس لئے کہ انسان اس دنیا کے مصائب کو اللہ سے دعا اور سوال کر کے آسان کر لیتا ہے۔

یہی اوقات انسان کو اللہ کی بارگاہ میں جھکنے اور اس کی رحمت کا استقبال کرنے کیلئے زیادہ آمادہ کرتے ہیں،اس کا راز یہ ہے کہ انسان خود پر طاری ہونے والی رقت کے بغیر خدا کے سامنے جھکنے اور رحمت کا استقبال کرنے کیلئے متمکن نہیں ہوتا ہے، جو انسان اللہ کی بارگاہ میں جھکنا اور دعا کرنا چاہتا

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد۴:۱۱۲۰۔حدیث صفحہ ۸۷۶۱،اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۱۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ۱۱۴۱،حدیث/۸۷۶۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے اس کیلئے دعا میں رقت کا طاری کرنا ضروری ہے۔

اسحاق بن عمار سے مروی ہے: میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا:

﴿ادعو فاشتهي البكاء، ولا يجيئني، وربّما ذكرت بعض مَنْ مات مِنْ أهلي فأرقّ وابكي، فهل يجوز ذالك؟ فقال: نعم، فتذكّر فاذا رققت فابكِ، وادع ربك تبارك وتعالىٰ﴾(۱)

''میں دعا کرتا ہوں اور رونا چاہتا ہوں لیکن مجھے رونا نہیں آتا لیکن جب اپنے مرنے والے رشتہ داروں کو یاد کرتا ہوں تو گریہ کرنے لگتا ہوں کیا یہ جائز ہے امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں تم ان کو یاد کرو اور جب رقت پیدا ہو جائے تو گریہ کرو اور خداوند عالم سے دعا کرو''

سعد بن یسار سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

﴿إنّي اتباكي في الدعاء، وليس لي بكاء. قال: نعم﴾(۲)

''میں دعا کرتے وقت دوسروں کو رُلا دیتا ہوں لیکن خود نہیں روتا۔

تو آپ نے فرمایا: ہاں یعنی بہت اچھی بات ہے''

ابوحمزہ سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو بصیر سے فرمایا:

﴿إنْ خفت امراً يكون أو حاجة تريدها، فأبدأبالله فمجّده، واثن عليه كما هو اهله، وصلّ علىٰ النبيّ وسل حاجتك، وتباك.. إنَّ ابي كان يقول:

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۳۔وسائل الشیعہ جلد۴ صفحہ ۱۱۲۱حدیث ۸۷۶۷۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ۱۱۲۲حدیث ۸۷۶۱۔اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



إنّ اقرب مايكون العبد من الربّ عزّوجلّ وهو ساجد باكٍ ﴾(۱)

"اگر تم پر کوئی امر (بات) مخفی ہو یا تمہاری کوئی حاجت ہو اور تم حاجت روائی چاہتے ہو تو تم اس کی ابتداء اللہ کی تمجید سے کرو، خدا کی ایسی حمد وثنا کرو جس کا وہ اہل ہے، نبی پر صلوات بھیجو اور حاجت پیش کرو اور گریہ وزاری کرو... بیشک میرے والد بزرگوار فرمایا کرتے تھے: بیشک پروردگار عالم کے سب سے زیادہ نزدیک وہ شخص ہے جو گریہ وزاری کی حالت میں سجدہ ریز ہو"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سجدوں میں یہ ذکر فرماتے تھے:

سجد وجهي الذليل لوجهك العزيز، سجد وجهي البالي لوجهك الدائم الباقي، سجد وجهي الفقير لوجهك الغني سجد وجهي وسمعي وبصري ولحمي ودمي وجلدي وعظمي وما اقلت الارض مني لله ربّ العالمين ﴾(۲)

"میں اپنے حقیر چہرہ کے ذریعہ تیری مقتدر ذات کے سامنے سجدہ ریز ہوا میں نے اپنے بوسیدہ چہرہ کے ذریعہ تیری بے نیاز ذات کے سامنے سجدہ کیا میں نے اپنے چہرے، کان، آنکھ، گوشت، خون، کھال، ہڈی اور ان چیزوں کے ذریعہ تمام جہان کے پالنے والے خدا کے سامنے سجدہ کیا جن کا بار زمین پر ہے"

## ۷۔ مشکلات اور راحت وآرام میں ہمیشہ دعا کرنا

اسلامی روایات میں ہمیشہ آسانی کے وقت دعا کرنے کو پریشانی کے وقت دعا کرنے پر مقدم رکھنے پر زور دیا گیا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

---

(۱) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۴، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۲۲، حدیث ۸۷۷۰۔

(۲) البلد الامین صفحہ ۳۳۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿تعرّف الی اللہ في الرخاء یعرفک في الشدّة﴾(۱)

''تم آسانی کے وقت اللہ کو پہچانو (اللہ کا تعارف کراؤ) وہ تمہاری سختی کے وقت خیال رکھے گا (یعنی تمہاری مشکل آسان کردیگا)''

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿مَنْ تقدّم في الدعاء استجیب له اذا نزل البلاء،وقیل:صوت معروف، ولم یحجب عن السماء،ومن لم یتقدم فی الدعاء لم یستجیب له اذانزل البلاء، وقالت الملا ئکة :ذاالصوت لانعرفه﴾(۲)

''جس شخص پر مصیبتیں پڑ رہی ہوں اور پھر بھی دعا کو مقدم رکھے یعنی دعا کرتا رہے تو اسکی دعا مستجاب ہوتی ہے،اور کہا گیا ہے کہ اسکی ایک مشخص و معین آواز ہوتی ہے جس میں آسمان بھی مانع نہیں ہوتے ہیں اور جو آسانی کے وقت دعا مقدم نہیں کرتا تو بلائیں نازل ہوتے وقت اس کی دعا قبول نہیں ہوتی اور ملائکہ کہتے ہیں: ہم اس آواز سے آشنا نہیں ہیں''

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿إنّ الدعاء في الرخاء یستخرج الحوائج في البلاء﴾(۳)

''آسانی کے وقت دعا کرنا مصیبتوں میں حاجتوں کو روا کرتا ہے''

امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہی فرمان ہے:

﴿مَنْ سرّہ ان یُستجاب له في الشدّة فلیکثر الدعاء فی الرخاء﴾(۴)

''اگر کوئی سختیوں میں اپنی دعا قبول کرانا چاہتا ہے تو اس کو آسانی کے اوقات میں بہت زیادہ

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد۴:۱۰۹۷حدیث ۸۶۷۲۔ (۲)وسائل اشیعہ جلد۴/۱۰۹۶،حدیث/۸۶۶۴۔

(۳)وسائل الشیعہ جلد۴:۱۰۹۶،حدیث/۸۶۶۵۔

(۴)وسائل الشیعہ جلد۴۔۱۰۹۶،حدیث/۸۶۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعائیں کرنا چاہئے“

اور آپ ہی کا فرمان ہے:

﴿كان جدي يقول:تقدموا في الدعاء،فإنّ العبد اذا كان دعّاءً فنزل به البلاء فدعا،قيل:صوت معروف.واذالم يكن دعّاءً،يقول:فنزل به البلاء،قيل:أين كنت قبل اليوم ؟﴾(۱)

”میرے جد فرمایا کرتے تھے: دعا میں پیش قدمی کرو بیشک جب بندہ بہت زیادہ دعا کرتا ہے اور اس پر مصیبتیں ٹوٹ پڑتی ہیں تو بھی دعا کرتا ہے، تو اس کو ندا دی جاتی ہے یہ جانی پہچانی آواز ہے اور جب وہ زیادہ دعا نہیں کرتا اور اس پر بلائیں نازل ہونے لگیں تو اس سے کہا جاتا ہے: اس سے پہلے تم کہاں تھے؟“

یہ روایات بہت ہی دقیق ولطیف معنی کی طرف اشارہ کرتی ہیں بیشک دعا کا مطلب اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں جھکا دینا دعا کا پُر معنی اور دعا کو مستجاب ہونے کے نزدیک کرتا ہے اور جتنا زیادہ انسان اللہ کی بارگاہ میں جھکتا ہے اتنا ہی اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔

جب انسان مکمل طور سے خدا کی بارگاہ میں خلوص دل سے اپنے کو جھکا دے اور بالکل خدا ہی سے لو لگائے تو اس وقت دعا اور دعا مستجاب ہونے کے درمیان کوئی رکاوٹ نہیں رہتی اور جتنا خدا کی بارگاہ میں جھکے گا اتنا ہی اس کی دعا مستجاب ہوگی، خدا کی بارگاہ میں جھکنا اور اس کے سامنے خشوع وخضوع سے پیش آنا انسان کو زیادہ دعا کرنے کیلئے آمادہ کرتا ہے۔

انسان کی زندگی کا کوئی بھی عمل ہو اس کی شان یہی ہونی چاہئے اور انسان جتنی زیادہ دعا کرے گا اتنا ہی اس کا دل اللہ کی بارگاہ میں جھکے گا اور اس کا دل اللہ کی اطاعت کرنے کیلئے آمادہ ہوگا۔

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد۴۔ ۱۰۹۶، حدیث/۸۶۶۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پس جب انسان پر مصیبت پڑے گی اور اس کا دل مصیبت نازل ہوتے وقت اللہ کا مطیع ہوگا اور فوری طور پر خدا کی طرف متوجہ ہوگا تو اسکی دعا استجابت کے قریب ہوگی اور اس دن اسکی دعا اور استجابت کے درمیان کوئی چیز حائل نہیں ہوگی۔

فضل بن عباس سے مروی ہے:

﴿قال لي رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: احفظ اللّٰه يحفظك. احفظ الله تجده امامک. تعرّف الی اللّٰه في الرخاء يعرفک في الشدّة﴾(۱)

"مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ کو یاد کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا، اللہ کو یاد کرو وہ تمہاری حفاظت کرے گا، اللہ کو یاد کرو تو تم اس کو اپنے سامنے پاؤ گے تم آسانیوں میں خدا کا تعارف کراؤ وہ تمہارا سختیوں میں تعارف کرائیگا"

حضرت علی بن الحسین علیہما السلام سے مروی ہے:

﴿لم أرَ مثل التقدم في الدعاء، فانّ العبد ليس تحضره الاجابة في كلّ ساعة﴾(۲)

"دعا کو مقدم کرنے سے زیادہ میں کسی چیز کو نہیں سمجھتا اس لئے کہ بندہ کی دعا ہر وقت قبول نہیں ہوتی ہے"

جناب ابوذرؓ سے مروی ہے:

﴿قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: يا أباذر تعرّف الیٰ اللّٰه فی الرخاء يعرفک في الشّدة، فإذا سألت فاسأل اللّٰه، واذا استعنت فاستعن باللّٰه﴾(۳)

---

(۱) من لایحضرہ الفقیہ جلد ۲۔ صفحہ/۳۵۸۔ (۲) ارشاد مفید صفحہ/۲۷۷۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ/۱۰۹۸، عدۃ الداعی لابن فہد حلی صفحہ/۱۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ سے فرمایا: اے ابوذر تم آسانیوں میں اللہ کی معرفت حاصل کرو تو وہ تمہارا سختیوں میں تعارف کرائیگا اور جب تمھیں کوئی سوال درپیش ہو تو اللہ سے سوال کرو اور جب کسی مدد کی ضرورت پڑے تو اللہ سے مدد مانگو''

حضرت ابوجعفر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ینبغي للمؤمن أنْ یکون دعائه في الرخاء نحواً من دعائه في الشدّة، لیس اذااعطی فتر،فلا تملّ الدعاء فإنّه من الله عزّوجل بمکان﴾(۱)

''مومن کو سختی اور آسانی دونوں میں ایک ہی طریقہ سے دعا کرنا چاہئے ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ نعمت ملنے کی صورت میں دعا میں سستی پیدا ہو جائے لہٰذا دعا کرنے سے مت تھکو کیونکہ دعا کا خداوند عالم کے نزدیک درجہ ہے''

## ۸۔عہد خدا کو وفا کرے

تفسیر قمی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿إن الله تعالیٰ یقول: اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ(۲) وإنّ ندعوه فلایستجاب لنا فقال:﴿لأنکم لاتوفون بعهد الله وإن الله یقول:﴾أفوا بعهدی أوفِ بعهدکم﴾(۳) والله لو وفیتم لله لوفیٰ لکم﴾(۴)

آپ سے سوال کیا گیا کہ خداوند عالم فرماتا ہے:﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾''تم مجھ

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ۱۱۱۱حدیث۸۷۲۹۔

(۲)سورۂ مومن آیت ۶۰۔

(۳)سورۂ بقرہ آیت ۴۰۔

(۴)تفسیر الصافی:ص۵۷(طحجریۃ)تفسیر آیت ۱۸۶ازسورۂ بقرہ۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے دعا کرو میں پوری کرونگا'' ہم دعا کرتے ہیں لیکن قبول نہیں ہوتی ہے۔آپؑ نے فرمایا: تم اللہ کے عہد کو پورا نہیں کرتے ہو اور اللہ فرماتا ہے:

﴿اَوْفُوْا بِعَهْدِیْ اُوْفِ بِعَهْدِكُمْ﴾

''تم میرے عہد کو پورا کرو میں تمہارے عہد کو پورا کرونگا''

## ۹۔دعااور عمل کا ساتھ

دعا قبول ہونے کی شرطوں میں سے ایک شرط یہ ہے کہ دعا عمل سے متصل ہونی چاہئے،بغیر عمل کے دعا کسی کو فائدہ نہیں پہنچاتی ہے اور عمل دعا سے بے نیاز نہیں کرسکتا ہے۔

اس میں دو باتیں ہیں: پہلی بات یہ ہے کہ: دعا عمل کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ابوذرؓ سے فرمایا:

﴿یاأباذر مثل الّذي یدعو بغیر عمل کمثل الذي یرمي بغیر وتر﴾(۱)

''اے ابوذر عمل کے بغیر دعا کرنے والا اس تیر چلانے والے شخص کے مانند ہے جو بغیر کمان کے تیر پھینک رہا ہو''

عمر بن یزید سے مروی ہے: میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ ایک شخص کہتا ہے:

﴿لأقعدنّ فی بیتي،و لأصلینّ و لأصومنّ،و لأعبدنّ ربّي،فأمّا رزقي فسیأتیني،فقال:هذا احد الثلاثة الّذین لایستجاب لهم﴾(۲)

''میں اپنے گھر میں بیٹھوں گا،نماز پڑھونگا،روزے رکھوں گا اور اپنے پروردگار کی عبادت

---

(۱)وسائل الشیعہ کتاب الصلاۃ۔ابواب دعا باب۳۲ ح۳۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴:۱۱۶۰۔حدیث/۸۹۱۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرونگا اور مجھے بغیر کام کئے رزق بھی ملے گا''

آپؑ نے فرمایا: یہ ان تین افراد میں سے ہے جن کی دعا قبول نہیں ہوتی''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الداعي بلاعمل كالرامي بلا وتر﴾(۱)

''بغیر عمل دعا کرنے والا اس تیر چلانے والے کے مثل ہے جو بغیر کمان کے تیر چلا رہا ہے''

آپؑ ہی کا فرمان ہے:

﴿ثلاثة ترد عليهم دعوتهم :

رجل جلس في بيته وقال:يارب ارزقني،فيُقال له :الم اجعل لک سبيلاً الیٰ طلب الرزق ...﴾(۲)

''تین طرح کے لوگوں کی دعا رد کر دی جاتی ہے:

ایک وہ شخص ہے جو اپنے گھر میں بیٹھ کر کہے: اے پروردگار مجھے رزق عطا کر تو اس کو جواب دیا جاتا ہے: کیا میں نے تمہارے رزق طلب کرنے کیلئے کوئی راستہ معین نہیں کیا ہے...''

اگر کوئی باپ اپنے بیٹے کی اصلاح اور ہدایت کیلئے خدا سے دعا کرے لیکن وہ اس کی تربیت کا کوئی اہتمام نہ کرے تو اس کی دعا قبول نہیں ہوگی، اور یہ دعا ان چیزوں میں سے ہے جو اس کے مستجاب ہونے میں رکاوٹ ڈالتی ہے اسی طرح اگر کوئی مریض ڈاکٹر سے مراجعہ کئے بغیر اپنے مرض سے چھٹکارے کی خاطر خدا سے دعا کرتا ہے اور دوا نہیں کھاتا ہے اور شفاء کیلئے دوسری لازمی چیزوں کو بروئے کار نہیں لاتا ہے تو یہ دعا کے مستجاب ہونے میں مانع ہے۔

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد۴: ۱۱۷۵۔حدیث ۸۹۶۵۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد۴/ ۱۱۷۵، حدیث۔۸۹۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دوسری بات یہ ہے کہ عمل دعا سے بے نیاز نہیں ہے عمل کے بغیر دعا نہیں ہوسکتی۔

حضرت رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿یدخل الجنة رجلان کانایعملان عملاًواحداً،فیریٰ احدهماصاحبه فوقه فیقول:یارب بم اعطیته و کان عملناواحداً ؟

فیقول اللّٰه تعالیٰ:سألني ولم تسألني.

ثم قال:اسألوا اللّٰه من فضله،واجزلوا فانّه لایتعاظمه شي ء﴾(۱)

''جنت میں ایسے دومرد داخل ہوں گے جن کا عمل ایک ہی ہوگا لیکن ان میں ایک اپنے کو دوسرے سے برتر دیکھے گا تو ایک کہے گا:

پروردگار اس کو مجھ سے زیادہ کیوں عطا کیا جبکہ ہم دونوں نے ایک ہی عمل انجام دیا تھا۔

پروردگار عالم جواب دیگا: اس نے مجھ سے سوال کیا،لیکن تم نے سوال نہیں کیا۔

پھر فرمایا:اللہ کے فضل سے سوال کرو اور اسکے علاوہ کوئی اور چیز اسکے نزدیک بڑی نہیں ہے''

یہ بھی رسول خداصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی فرمان ہے:

﴿إنّ للّٰه تعالیٰ عباداً یعملون فیعطیهم،وآخرین یسألون صادقین فیعطیهم ثم یجمعهم في الجنة،فیقول الذین عملوا:ربّنا عملنا فأعطیتنا،فبمااعطیت هٰؤلاء؟ فیقول:هٰؤلاء عبادي .اعطیتکم اجورکم ولم ألتکم من اعمالکم شیئاً،و سألني هٰؤلاء فأعطیتهم واغنیتهم،وهو فضلي اوتیه مَنْ اشاء﴾(۲)

''بیشک جن بندوں نے اس کی عبادت عمل کے ساتھ کی خداوند عالم نے ان کو عطا کیا،اور

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ نمبر۱۰۸۴۔حدیث/۸۶۰۸۔

(۲)وسائل الشیعہ ۴:۱۰۸۴۔حدیث/۸۶۰۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دوسروں نے صدق دل سے سوال کیا تو ان کو بھی عطا کیا پھر ان سب کو اس نے جنت میں داخل کر دیا تو عمل کرنے والے کہیں گے: پروردگار ہم نے عمل کیا تو تو نے ہم کو عطا کیا لیکن تو نے ان کو کیوں عطا کیا، جبکہ انھوں نے عمل نہیں کیا؟

پروردگار کہے گا: اے میرے بندو! میں نے تم کو تمہارے عمل کی اجرت عطا کی، لیکن رہا تمہارا یہ سوال کہ ان کو کیوں عطا کیا ان کو غنی کیوں کیا؟ وہ تو میرا فضل ہے جس پر ہو جائے''

## ۱۰۔ سنت الٰہی میں کوئی تبدیلی نہیں ہوتی

دعا کا مطلب فطرت، کائنات، معاشرہ اور تاریخ میں شگاف ڈالنا نہیں ہے اور اللہ کی سنتوں میں کوئی تغیر و تبدل نہیں ہوسکتا۔

دعا کرنے والے کو دعا میں ان چیزوں کا سوال نہیں کرنا چاہیے جو معاشرے، تاریخ اور یا عالم فطرت و کائنات یا شریعت الٰہیہ کے خلاف ہوں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے سوال کیا گیا:

﴿ايّ دعوة اضلّ ؟

قال: الداعي بما لا يكون﴾(۱)

''کون سی دعا سب سے زیادہ گمراہ کرنے والی ہے؟

آپ نے فرمایا: نہ ہونے والی چیز کے بارے میں سوال کرنا''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ويا صاحب الدعا لا تسأل ما لا يكون وما لا يحل﴾

''اے دعا کرنے والے جو چیز نہ ہونے والی ہو اور جو چیز محال ہو اس کے بارے میں سوال نہ کر۔

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳۔ صفحہ ۳۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور ﴿ مالایکون ﴾ جو چیز نہ ہونے والی ہو یعنی معاشرے، تاریخ یا فطرت، کائنات میں سنت الٰہی میں تغیر وتبدل کی دعا کرنا۔

اور ﴿ مالایحل ﴾ حلال نہ ہوں، یعنی انسانی حیات میں اللہ کے نظام شریعت کی مخالفت کرنا۔اس سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿اِنْ تَسْتَغْفِرْلَهُمْ سَبْعِيْنَ مَرَّةً فَلَنْ يَّغْفِرَاللّٰهُ لَهُمْ ﴾(۱)

''اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انھیں بخشنے والا نہیں ہے''

## ۱۱۔گناہوں سے اجتناب

دعا مستجاب ہونے کی ایک شرط گناہوں سے اجتناب اور ان کی طرف توجہ کرنا ہے، بیشک دعا کا جوہر اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے، کیسے انسان اللہ کی معصیت کرنے کی تمرین کرتا ہے اس کے امر اور حکم سے روگردانی کرتا ہے، اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہیں کرتا اور اپنے کو اللہ کی بارگاہ میں کیسے پیش کرے؟

محمد بن مسلم امام محمد باقر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں:

﴿انّ العبد يسأل اللّٰه تعالیٰ الحاجة ،فيكون من شأنه قضاؤُهاالیٰ اجلٍ قريب،أوالیٰ وقت بطي ءٍ،فيذنب العبد ذنباً،فيقول اللّٰه تعالیٰ للملک : لاتقض حاجته،واحرمه ايّاها،فانّه تعرّض لسخطي واستوجب الحرمان منّي﴾(۲)

''جب بندہ اللہ سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے تو پروردگار عالم کی شان یہ ہے کہ اس کی حاجت کو کچھ مدت کے بعد پورا کرے یا کچھ تاخیر سے پورا کرے تو بندہ گناہ کرنے لگتا ہے پروردگار عالم فرشتہ سے کہتا ہے: اس کی حاجت پوری نہ کرنا، اس کو محروم اور دور رکھنا وہ مجھ سے سختی کے ساتھ پیش

---

(۱)سورۂ توبہ آیت ۸۰۔

(۲)اصول کافی جلد۲ صفحہ ۴۴۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آیا لہٰذا وہ مجھ سے محروم ہونے کا سبب بنا"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مرّ موسیٰ برجل وھو ساجد،فانصرف من حاجته وھو ساجد،فقال علیه السلام :لو کانت حاجتک بیدي لقضیتھا لک،فأوحیٰ اللہ الیه،یاموسیٰ لو سجد حتی ینقطع عنقه ماقبلته (مااستجبت له)حتیٰ یتحوّل عمّا أکرہ الیٰ ماأُحبّ﴾(۱)

"ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام ایک سجدہ کرنے والے کے پاس سے گزرے، وہ جب سجدہ میں اپنی حاجت طلب کر کے اٹھا تو جناب موسیٰؑ نے فرمایا: تم اپنی حاجت مجھ سے بیان کرو میں پورا کرونگا، اللہ نے وحی نازل کی اے موسیٰ یہ بندہ اگر اتنے سجدے کرے کہ اسکی گردن بھی سجدہ کی حالت میں کٹ جائے تو بھی اس کی دعا مستجاب نہیں ہوگی جب تک وہ اس ناپسند گناہ کو ترک نہ کرے"

## ۱۲۔اجتماعی طور پر دعا کرنا اور مومنین کا آمین کہنا

اسلامی روایات میں مومنین کے ایک ساتھ جمع ہو کر دعا کرنے پر بہت زور دیا گیا ہے:

مومنین کے اللہ کی بارگاہ میں ایک ساتھ جمع ہونے پر اللہ نے ہمیشہ ان پر رحمت نازل کی ہے۔ مومنین نے اجتماع نہیں کیا اور اللہ ان کے اس اجتماع سے راضی نہیں ہوا مگر یہ کہ ان کا اجتماع اللہ کی رحمت سے بہت زیادہ قریب ہے اور ان پر اللہ کی رحمت اور فضل کی منازل میں سے ہے۔

ابن خالد سے مروی ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا:

﴿مامِنْ رھط اربعین رجلاً اجتمعوا ودعوااللہ عزّوجلّ فی امرٍ الّا استجاب لھم،فان لم یکونوا اربعین فأربعة یدعون اللہ عزّوجلّ عشر مرّات الّا استجاب اللہ لھم فانّ لم یکونوا اربعة فواحد یدعوا اللہ اربعین مرّۃ،فیستجیب اللہ العزیز الجبّار

---

(۱)عدۃ الداعی صفحہ/۱۲۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لھم ﴾(۱)

''کوئی ایسا گروہ نہیں ہے کہ اگر چالیس آدمی جمع ہوکر اللہ سے دعا کریں تو خدا ان کی دعا قبول کرے گا اگر چالیس آدمی جمع نہ ہوسکیں تو چار آدمی جمع ہوکر دس مرتبہ دعا کریں تو خدا ان کی دعا مستجاب کرے گا، اور اگر چار آدمی جمع نہ ہوسکیں تو ایک آدمی چالیس مرتبہ دعا کرے تو خداوند عزیز و جبار اس کی دعا قبول کرے گا''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿كان أبي اذا حزنه أمر دعاالنساء والصبيان ثمّ دعا وأمّنوا﴾(۲)

''میرے پدر بزرگوار جب محزون ہوتے تو مجھے اور عورتوں کو جمع کرتے پھر دعا کرتے اور ان سے آمین کہلواتے''

## ۱۳۔ آزادانہ طور پر، کسی تکلف کے بغیر دعا

انسان کیلئے خداوند عالم سے آزادانہ اور کسی تکلف کے بغیر دعا کرنا سب سے بہترین چیز ہے بیشک دعا کی حقیقت بھی یہی ہے کہ وہ اللہ سے سوال کرتے وقت گریہ وزاری کرے گڑگڑا کر دعا مانگے کسی طرح کا کوئی تکلف نہ کرے روایات میں وارد ہونے والی دعائیں پڑھے اور دعا کرنے والا کسی طرح بھی دعا کرتے وقت اس حالت کو نہ چھوڑے اس لئے کہ انسان اللہ سے گڑ اگڑا کر دعا کرتے وقت اپنے نفس میں اس چیز کا احساس کرتا ہے جس کا وہ روایات میں وارد ہونے والی دعاؤں کو پڑھتے وقت احساس نہیں کرتے ہیں۔

اس لئے دعا کرتے وقت انسان کو اپنے نفس میں اس حالت کا خیال رکھنا چاہئے کہ اللہ سے گڑ اگڑا کر اور گریہ وزاری کرکے دعا مانگنے میں کسی تکلف سے کام نہ لے۔ کبھی کبھی ائمہ معصومین ؑ

---

(۱) اصول کافی جلد۲ صفحہ ۵۲۵۔

(۲) اصول کافی جلد۲ صفحہ ۵۳۵، وسائل الشیعہ جلد۴: ۱۱۴۴ حدیث ۸۸۶۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعا کرنے والے کو بے تکلف ہو کر دعا کرنے کی تلقین فرماتے تھے روایات میں وارد ہونے والی دعاؤں کے ذریعہ نہیں، اسلئے کہ کہیں ماثورہ دعاؤں کے ذریعہ دل کی یہ بے تکلفی ختم نہ ہو جائے۔

زرارہ سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا:

﴿علّمنی دعاءً .فقال :انّ أفضل الدعاء ماجریٰ علیٰ لسانک﴾(۱)

''مجھ کو دعا کی تعلیم دیجئے۔

آپ نے فرمایا: سب سے افضل وہ دعا ہے جو تمہاری زبان پر جاری ہوتی ہے''

## ۱۴۔ نفس کو دعا، حمد و ثنائے الٰہی، استغفار اور صلوات پڑھنے کیلئے آمادہ کرنا

دعا یعنی خود کو اللہ کی بارگاہ میں پیش کرنا اور خود کو اس کی بارگاہ میں پیش کرنے کیلئے حضور نفس کا ہونا ضروری ہے۔ حضور نفس کی ابتداء حمد و ثنائے الٰہی سے کرے، اس کی نعمتوں اور فضل و کرم کا شکر ادا کرے، اللہ کے حضور میں اپنے گناہوں سے استغفار کرے، رسول اور اہل بیت رسول پر صلوات بھیجے دعا کیلئے حضور نفس کے یہی طریقے ہیں اور انسان اپنے خدا کی بارگاہ میں حاضر کرنے اور اس سے سوال کرنے کیلئے اپنے نفس کو آمادہ کرے، اکثر دعاؤں کے مقدمہ میں حمد و ثنائے الٰہی، شکر، استغفار اور محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنا وارد ہوا ہے۔

عیص بن قاسم سے مروی ہے کہ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی تم میں سے کوئی ایک خدا سے حاجت طلب کرنا چاہے تو اس کو سب سے پہلے اپنے پروردگار کی حمد و ثنا کرنا چاہئے جب تم اپنی حاجتیں خدا سے طلب کرو تو اللہ کی تعریف و تمجید کرو، اور اس کی حمد و ثنا کرتے ہوئے اس طرح کہو: یـا أجـود مَنْ اعـطـیٰ، ویـا خیـر مـن سُئـل ویـا أرحـم مَنْ استـرحـم، یـا احد،

---

(۱) الامان من الاخطار لا بن طاؤس صفحہ ۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یا صمد، یامن لم یلد ولم یولد، ولم یکن له کفوا احد، یامن لم یتخذ صاحبة ولا ولداً یامن یفعل مایشاء، ویُحکم مایریدُ ویقضي ماأحب، یامن یحول بین المرء وقلبه، یامن هو بالمنظر الاعلیٰ، یامن لیس کمثله شيء یاسمیع یابصیر"

اور اللہ عزوجل کے اسماء کی زیادہ تکرار کرو چونکہ خدا کے اسماء بہت ہیں اور محمد آل محمد پر صلوات بھیجو اور کہو﴿اللّهم اوسع عليّ من رزقک الحلا ل ما اکفّ به وجهي، واودي به عني (عن) امانتي، واصل به رحمي، ویکون عونا لي في الحج والعمرة﴾

اور یہ بھی نقل کیا ہے کہ:

"انّ رجلاً دخل المسجد فصلّی رکعتین ثم سأل اللّٰه عزّوجلّ وصلّی علی النبی صلی الله علیه وآله وسلم فقال رسول اللّٰه عجّل العبد ربه، وجاء آخر فصلّیٰ رکعتین، ثم اثنیٰ علی اللّٰه عزّوجلّ، وصلّیٰ علیٰ النبي صلی الله علیه وآله وسلم، فقال رسول اللّٰه صلی الله علیه وآله وسلم سل تعط﴾(۱)

"ایک شخص مسجد میں آیا اور اس نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد خدا سے اپنی حاجت طلب کی، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس نے اپنے رب کی عبادت کرنے میں جلدی کی ہے: اور دوسرا شخص مسجد میں آیا اس نے دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد خدا کی حمد وثنا کی، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سوال کرو تا کہ تم کو عطا کیا جائے"

ابو کہمس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿دخل رجل المسجد فابتدأ قبل الثناء علی اللّٰه والصّلاة علی النبي ؐ فقال النبي عجّل العبد ربّه ثمّ دخل آخر فصلّیٰ، واثنیٰ علی اللّٰه عزّوجلّ،

---

(۱) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۴۔ وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۶ حدیث ۸۶۷/ ۸۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فصلّیٰ علیٰ رسول اللہ ﷺ،فقال رسول اللہ سل تعطه ﴾(۱)

''ایک شخص مسجد میں داخل ہوا تو اس نے اللہ کی حمد وثنا اور نبی پر صلوات بھیجنے سے پہلے نماز پڑھنا شروع کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اس بندے نے اپنے رب کی عبادت کرنے میں جلد بازی سے کام لیا ہے، پھر دوسرا شخص مسجد میں داخل ہوا اس نے نماز پڑھی اور خدا کی حمد وثنا کی اور رسول ﷺ پر صلوات بھیجی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: سوال کرتا کہ تجھکو عطا کیا جائے''

صفوان جمال نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ نے فرمایا:

﴿کلّ دعاء یُدعیٰ اللہ عزّوجلّ به محجوب عن السماء حتّی یصلیٰ علی محمّد و آل محمّد﴾(۲)

''اللہ سے کی جانے والی دعا اس وقت تک آسمان کے پردوں سے اوپر نہیں جاتی جب تک محمد وآل محمد پر صلوات نہ بھیجی جائے''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿لایزال الدعاء محجوباً عن السماء حتّی یصلیٰ علی محمّد و آل محمّد﴾(۳)

''جب تک محمد وآل محمد پر صلوات نہ بھیجی جائے دعا آسمان کے پردوں سے اوپر نہیں جاسکتی ہے''

## ۱۵۔خدا سے اس کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنا

بیشک اللہ تبارک وتعالی اس بات کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے اس کو اس کے

---

(۱)وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۲۷ حدیث ۸۷۸۸۔اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۵۔

(۲)اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۲۸،وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۳۵ حدیث ۸۸۲۶۔

(۳)مجالس مفید صفحہ ۶۰،وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۳۷ حدیث ۸۸۳۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ پکاریں:

﴿قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى﴾(۱)

''آپ کہہ دیجئے کہ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر پکارو جس طرح بھی پکارو گے اس کے تمام نام بہترین ہیں''

اللہ کے اسمائے حسنیٰ میں سے ہر ایک اسم اسکی رحمت اور فضل کے ابواب میں سے ایک باب کی کنجی ہے۔

شریعت اسلامیہ کی متعدد روایات میں پروردگار عالم کو اس کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دعا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے، اور متعدد روایات میں وارد ہوا ہے جب مومن اللہ کو اس کے اسمائے حسنیٰ کے ذریعہ دس مرتبہ پکارتا ہے تو اللہ اس کی آواز پر لبیک کہتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿من قال یااللّٰه عشر مرّات قیل له: لبیک ماحاجتک﴾(۲)

''جس نے دس مرتبہ یا اللہ کہا تو اس کو ندا دی جاتی ہے بولو تمہاری کیا حاجت ہے؟''

ابوبصیر نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿من قال یااللّٰه عشر مرّات قیل له: لبیک ماحاجتک؟﴾(۳)

''جب بندہ سجدے کی حالت میں دس مرتبہ یا اللہ، یا ربّاہُ، یا سیداہُ، کہتا ہے تو پروردگار اس کی دعا کو قبول کرتے ہوئے کہتا ہے: لبیک اے میرے بندے بتا تیری کیا حاجت ہے؟''

عبداللہ بن جعفر نے قرب الاسناد میں مسعدہ بن صدقہ سے نقل کیا ہے:

---

(۱) سورۂ اسراء آیت ۱۱۰۔

(۲) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۵۴۱۔ وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۳۰، حدیث/۸۷۹۸۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۳۱۔ حدیث/۸۸۰۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿قل عشر مرّات یاالله یاالله فانّه لم یقله احدٌ مِنَ المؤمنین قط الّاقال له الربّ تبارک وتعالیٰ: لبیک یاعبدي سل حاجتک﴾(۱)

"دس مرتبہ یا اللہ یا اللہ کہو، جب بھی کوئی مومن اللہ کو دس مرتبہ پکارتا ہے تو خداوند عالم اس سے کہتا ہے: لبیک میرے بندے بتا تیری کیا حاجت ہے؟"

حضرت علی ابن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے: رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو یاارحم الراحمین کہتے سنا تو آپ نے اس شخص کا شانہ پکڑ کر فرمایا: هٰذا ارحم الراحمین قد استقبلک بوجهه سل حاجتک "یہ ارحم الراحمین ہے جس نے مکمل طور پر تمہاری طرف توجہ کی ہے"(۲)

## ۱۶۔اپنی حاجتیں اللہ کے سامنے پیش کرو

پروردگار عالم جانتا ہے کہ ہم کیا چاہتے ہیں اور ہمارا کیا ارادہ ہے، وہ ہمارے سوال سے بے نیاز ہے لیکن خداوند عالم اپنی بارگاہ میں ہماری حاجتیں پیش کرنے کو پسند کرتا ہے۔

کبھی کبھی کوئی بندہ ایسا ہوتا ہے جو اپنے کو خدا سے بے نیاز سمجھتا ہے یہاں تک کہ نہ اس سے سوال کرتا ہے اور نہ ہی اس کی بارگاہ میں ہاتھ بلند کرتا ہے۔

بیشک جب انسان خدا کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا ہے تو وہ بندہ اس سے قریب ہوتا ہے، اس سے لولگاتا ہے، اس سے مانوس ہوتا ہے، وہ اپنے کو خدا کا محتاج ہونے کا احساس کرتا ہے اور خداوند عالم ان تمام چیزوں کو دوست رکھتا ہے۔

جب ہم اپنے تمام امور میں اللہ سے دعا کرتے ہیں تو خداوند عالم کو یہ اچھا لگتا ہے کہ ہم اس

---

(۱) قرب الاسناد جلد۲، وسائل الشیعہ جلد۴: ۱۱۳۲، حدیث/۸۸۰۹۔

(۲) محاسبۃ النفس: ۱۴۸، وسائل الشیعہ جلد۴/۱۱۳۲، حدیث/۸۸۱۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے تفصیل کے ساتھ دعا کریں اختصار کے ساتھ دعا نہ کریں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ اللّٰہ تعالیٰ یعلم مایرید العبد اذا دعاہ،ولکن یُحبّ ان یبث الیہ الحوائج،فاذادعوت فسمّ حاجاتک﴾(۱)

''بیشک جب بندہ خداوند عالم سے دعا کرتا ہے تو خدا جانتا ہے کہ بندہ کیا چاہتا ہے لیکن وہ یہ چاہتا ہے کہ بندہ اس کے سامنے نام بنام اپنی حاجتیں بیان کرے پس جب تم اس سے دعا کرو تو نام بنام اپنی حاجتیں بیان کرو''

## ۱۷۔دعا میں اصرار

دعا میں بہت زیادہ اصرار کرنے سے بندے کے خدا پر گہرے اعتماد اور خدا سے اپنی امیدیں رکھنے اور گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے،انسان کا جتنا زیادہ اللہ پر اعتماد ہوگا اتنا ہی وہ دعا میں اصرار کرے گا،اسکے برعکس جب انسان کا اللہ پر کم اعتماد ہوتا ہے تو جب اسکی دعا قبول نہیں ہوتی تو وہ دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے اور مایوس ہوجاتا ہے۔

جس طرح دعا میں اصرار کرنے سے اللہ پر اعتماد اور اس سے گہرے تعلقات کا پتہ چلتا ہے اسی طرح دعا میں اصرار کرنے سے اللہ پر زیادہ اعتماد اور اس سے گہرا لگاؤ پیدا ہوجاتا ہے۔

جتنا انسان کا اللہ پر اعتماد اور اس سے لگاؤ ہوگا اتنا ہی وہ اللہ سے قریب ہوگا۔

اسلامی روایات میں متعدد مرتبہ دعا میں اصرار کرنے اور کسی بھی حال میں دعا کے مستجاب نہ ہونے سے مایوس نہ ہونے پر زور دیا گیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۰،وسائل الشیعہ جلد۴،ص۱۰۹۱حدیث۸۶۴۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿انّ اللّٰہ یُحبّ الملحّینَ في الدعاء﴾(۱)

''خداوند عالم دعا میں بہت زیادہ اصرار کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے''

یہ بھی آپ ہی کا فرمان ہے کہ:

﴿انّ اللّٰہ یُحبّ السائل اللحوح﴾(۲)

''خداوند عالم زیادہ اصرار کرنے والے سائل کو دوست رکھتا ہے''

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الدعاء ترس المؤمن ومتیٰ تکثر قرع الباب یُفتح لک﴾(۳)

''دعا مومن کی سپر ہے اور جب بھی وہ بہت زیادہ دروازہ کھٹکھٹائے گا تو وہ کھل جائیگا''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الدعاء یردّ القضاء بعد ماأُبرم ابراماً فاکثر من الدعاء فانّہ مفتاح کلّ رحمة ونجاح کلّ حاجة ولاینال ماعند اللّٰہ عزّوجل ّا لاّبالدعاء وانّہ لیس باب یُکثرقرعہ ا لا اوشک انْ یفتح لصاحبہ﴾(۴)

''محکم و مضبوط دعا سے قضا ٹل جاتی ہے، دعائیں بہت زیادہ کرو یہ ہر رحمت کی کنجی ہے۔ ہر حاجت وضرورت کی کامیابی کا سرچشمہ ہیں اور اللہ کے پاس جو کچھ ہے وہ دعا کے علاوہ کسی اور چیز سے حاصل نہیں کیا جاسکتا ہے، اور جب بھی کسی دروازے کو زیادہ کھٹکھٹایا جاتا ہے تو وہ کھٹکھٹانے والے کیلئے کھل جاتا ہے''

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۰۔

(۲) بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۷۴۔

(۳) وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۰۸۵ حدیث/ ۸۶۱۲۔

(۴) وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۰۸۶ حدیث/ ۸۶۱۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ اللہ کرہ الحاح الناس بعضهم علیٰ بعض فی المسألة وأحبَّ ذلک لنفسه﴾(۱)

''خداوندعالم بعض بندوں کو بعض دوسرے بندوں کے سامنے گڑگڑانے اور خوشامد کرنے کو ناپسند کرتا ہے اور اپنی بارگاہ میں اصرار کرنے کو دوست رکھتا ہے''

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿فالحح علیه في المسألة یفتح لک ابواب الرحمة﴾(۲)

''تم کسی مسئلہ میں اس (اللہ) سے اصرار کروتو وہ تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیگا''

ولید بن عقبہ ہجری سے مروی ہے میں نے امام محمد باقر علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿واللّٰہ لایلحّ عبد مؤمن علیٰ اللّٰہ فی حاجته الّاقضاها له﴾(۳)

''خدا کی قسم کوئی بندہ اپنی دعا میں خدا سے خوشامد نہیں کرتا مگر یہ کہ خدا اسکی دعا مستجاب کرتا ہے''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام حضرت امام رضا علیہ السلام سے نقل فرماتے ہیں:

﴿رحم اللہ عبداً طلب من اللہ عزّ وجلّ حاجة فألحّ في الدعاء استجیب له أو لم یستجب ثم تلا هذه الآیة﴿وَادْعُوا رَبِّیْ عَسیٰ اَنْ لَااَکُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّیْ شَقِیّاً﴾

''خداوند عالم رحم کرے اس بندے پر جو اپنی دعا میں اصرار اور خوشامد کرتا ہے، اسکی دعا مستجاب کرے یا مستجاب نہ کرے پھر اس آیت کی تلاوت فرمائی:

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۴ ص ۳۷۴۔

(۲) بحار الانوار جلد ۷۷ صفحہ ۲۰۵۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۵۲۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿وَادْعُوا رَبِّیْ عَسیٰ اَنْ لَا اَکُوْنَ بِدُعَاءِ رَبِّیْ شَقِیًّا﴾۔(۱)

"اور اپنے رب کو آواز دونگا کہ اس طرح میں اپنے پروردگار کی عبادت سے محروم نہیں رہونگا"

حضرت امام باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿سل حاجتک والح في الطلب فانّ الله يحبّ إلحاح الملحّين من عباده المؤمنين﴾(۲)

حضرت امام صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ:

﴿سل حاجتک وألحّ فی الطلب فإنّ الله يُحبّ إلحاح الملحّين من عباده المؤمنين﴾(۳)

"خدا کی قسم کسی بندے نے اللہ سے دعا کرنے میں خوشامد نہیں کی مگر یہ کہ خدا نے اسکی دعا مستجاب فرمائی"

## ۱۸۔ایک دوسرے کے لئے دعا کرنا

اس سلسلہ میں عنقریب اس کتاب کی آئندہ آنے والی بحث "دعا کے سلسلہ میں کونسی چیزیں سزاوار ہیں اور کونسی چیزیں سزاوار نہیں ہیں" بیان کریں گے،اب ہم یہاں پر صرف اتنی ہی بحث کریں گے جو دعا کے آداب اور اس کی شرطوں سے متعلق ہے۔پس جب انسان اللہ سے دوسروں کیلئے دعا مانگتا ہے اور اپنے اور اس دوست کے درمیان سے کینہ ونفرت دور کر دیتا ہے تو خداوند عالم اس کیلئے دروازہ کھول دیتا ہے۔بیشک مومنین کا ایک دوسرے سے محبت ،عطوفت اور مہربانی کرنا دعا کرنے

---

(۱)سورۂ مریم آیت/۴۸۔

(۲)اصول کافی جلد۲ص۵۲۰۔

(۳)قرب الاسنادص۵۲۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



والے اور جس کیلئے دعا کی جا رہی ہے اس کیلئے اللہ کی رحمت کی کنجیوں میں سے ہے۔

دعا کرنے والے کے سلسلہ میں معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿الدعاء لاخیک بظھر الغیب یسوق الی الداعي الرزق ویصرف عنه البلاء ویقول الملک ولک مثل ذلک﴾(۱)

''تمہاری نظروں سے پوشیدہ بھائی کیلئے تمہارے دعا کرنے سے تمہارے رزق میں برکت ہوتی ہے، دعا کرنے والے سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے جو تم نے دوسروں کیلئے دعا کی ہے (یعنی خداوند عالم تمہارے رزق میں بھی برکت کر دے گا''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مَنْ دعا لمؤمن بظھر الغیب قال الملک فلک مثل ذلک﴾(۲)

''جو نظروں سے پوشیدہ مومن کیلئے دعا کرے تو فرشتہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے اس لئے کہ تم نے دوسرے کیلئے دعا کی ہے''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿دعاء المرء لأخیه بظھر الغیب یدرّ الرزق ویدفع المکروه﴾(۳)

''انسان کا اپنے غائب مومن بھائی کیلئے دعا کرنے سے اس کے رزق میں برکت ہوتی ہے اور اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں''

ابن خالد قمّاط سے مروی ہے کہ حضرت امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

﴿اسرع الدعاء نجحاً للإجابة دعاء الاخ لاخیه بظھر الغیب یبدأ بالدعاء

---

(۱) امالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷۔

(۲) امالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۲۹۰، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۴۔

(۳) اصول کافی جلد ۲ صفحہ ۴۳۵، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۴۵، حدیث ۸۸۶۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لأخيه فيقول له ملک موکّل به آمين ولک مثلاه ﴾(۱)

''سب سے جلدی وہ دعا مستجاب ہوتی ہے جو کسی بھائی کیلئے اس کی غیر موجودگی میں کی جاتی ہے دعا کی ابتدا میں پہلے دوسرے کیلئے دعا کرنا شروع کرو تو اس کا موکل فرشتہ آمین کہتا ہے اور تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے''

اور جس کیلئے دعا کی جارہی ہے اس کے سلسلہ میں روایت نقل کی گئی ہے کہ:

﴿ادعني علیٰ لسان لم تعصني به .

قال: یارب، انّیٰ لی بذلک ؟قال: اُدعني علیٰ لسان غیرک ﴾(۲)

اللہ تعالیٰ نے موسیٰ بن عمران سے کہا: مجھے اس زبان سے پکارو جس زبان سے تم نے گناہ نہ کئے ہوں۔ موسیٰ بن عمران نے عرض کیا: پالنے والے کیا میں ایسا کرسکتا ہوں؟ پروردگار نے فرمایا: مجھ سے کسی دوسرے کیلئے دعا کرو''

## ۱۹۔رحمت الٰہی نازل ہوتے وقت دعا

انسان پر دعا کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے:

دعا کے سب سے بہترین اوقات وہ اوقات ہیں جن میں رحمت نازل ہوتی ہے، انسان اللہ کی رحمت سے قریب ہوجاتا ہے۔

رحمت نازل ہونے کے بہت زیادہ اوقات ہیں:

قرآن کی تلاوت کرتے وقت، اذان کے وقت، بارش کے وقت، جنگ کے دوران شہید ہوتے وقت۔ یہ آخری وقت سب سے افضل وقت ہے چونکہ اس میں زمین والوں کیلئے اللہ کی رحمت کے

---

(۱) اصول کافی صفحہ ۴۳۵، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۴۵، حدیث ۸۸۶۷۔

(۲) بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۴۲، عدۃ الداعی صفحہ ۱۲۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دروازے کھل جاتے ہیں۔

سکونی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا:

﴿اغتنموا الدعاء عند اربع :عند قراءة القرآن،وعند الأذان،وعند نزول الغيث،وعند التقاء الصفين للشهادة﴾(۱)

''چار موقعوں پر دعا کرنا غنیمت شمار کرو: قرآن کی تلاوت کرتے وقت، اذان کے وقت، بارش ہوتے وقت اور جنگ کے دوران شہید ہوتے وقت''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿اغتنموا الدعاء عند خمسة مواطن:عند قراءة القرآن،وعند الأذان، وعند نزول الغيث،وعند التقاء الصفين للشهادة ،وعند دعوة المظلوم ،فإنّهاليس لهاحجاب دون العرش﴾(۲)

''پانچ مقامات پر دعا کرنا غنیمت سمجھو: تلاوت قرآن کے وقت، بارش ہوتے وقت، جنگ میں شہادت کیلئے لڑتے وقت اور مظلوم کیلئے دعا کرتے وقت ان پانچوں وقتوں میں دعا کرنے میں عرش الٰہی کے علاوہ کوئی حجاب نہیں ہے''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا ہی فرمان ہے:

﴿مَنْ قرأ مائة آية من القرآن،من ايّ القرآن شاء ثم قال:ياالله سبع مرات فلودعا على الصخرة لقلعهاإنْ شاء الله﴾(۳)

''اگر کوئی شخص کسی جگہ سے بھی قرآن کی سو آیات کی تلاوت کرنے کے بعد سو مرتبہ یا اللہ

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۱،وسائل الشیعہ جلد۴صفحہ۱۱۱۴،حدیث/۸۷۳۹۔

(۲)وسائل الشیعہ جلد۴:۱۱۱۵،حدیث/۸۷۴۲۔

(۳)ثواب الاعمال الصدوق صفحہ۵۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہے اور وہ پہاڑ کیلئے دعا کرے تو پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹ جائے انشاء اللہ"

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿کان أبی اذا طلب الحاجة طلبها عند زوال الشمس،فاذا اراد ذلک قدّم شیئاًفتصدق به وشم شیئاًمن طیب،وراح الی المسجدودعا في حاجته بما شاء الله﴾(۱)

"میرے والد بزرگوار زوال کے وقت اپنی حاجت طلب کرتے تھے، جب آپ حاجت طلب کرنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے صدقہ دیتے خوشبو لگاتے مسجد جاتے اور اللہ سے اپنی حاجتیں طلب فرماتے"

## ۲۰۔آدھی رات کے وقت دعا

رات میں تنہائی میں اپنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے کا عظیم اثر ہے، اللہ کی رحمت انسان کی طرف متوجہ ہوتی ہے، انسان رات کے آخری حصہ میں اپنے نفس کو خدا کی طرف متوجہ ہونے کے علاوہ اور کچھ نہیں پاتا، رات کے آخری حصہ میں انسان خدا کی رحمت کا استقبال کرنے کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے اور خداوند عالم نے رات کے آخری حصہ میں وہ رحمتیں اور برکتیں قرار دی ہیں جو دن اور رات کے دوسرے حصوں میں نہیں قرار دی ہیں۔

اور اسلامی روایات میں غور وفکر کرنے والے کیلئے اس میں کوئی شک کی گنجائش ہی نہیں ہے کہ تمام وقت برابر نہیں ہیں۔اس کے علاوہ بھی بہت زیادہ اوقات ہیں جن میں انسان پر اللہ کی رحمت کے دروازے کھلتے ہیں، بہت سے اوقات ہیں جن میں انسان پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے البتہ یہ اوقات بہت ہی افضل ہیں اور رات کے آخری حصہ میں اللہ کی رحمت زیادہ نازل ہوتی ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿یَا اَیُّهَا الْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّا قَلِیْلاً نِصْفَهُ اَوِنْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً اَوْزِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۵۲۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الْقُرآنَ تَرْتِيلاًاِنَّاسَنُلْقِي عَلَيْكَ قَوْلاًثَقِيلاً اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطأً وَاَقْوَمُ قِيلاً﴾(۱)

''اے میرے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھومگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کردو یا کچھ زیادہ کرو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر با قاعدہ پڑھو ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کیلئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے''

مفضل بن عمرو نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

''كان فيماناجىٰ الله به موسىٰ بن عمران أنْ قال له:يابن عمران،كذّب مَنْ زعم أنّه يحبني،فاذاجنّة الليل نام عنّي،اليس كل محبّ يحبّ خلوةحبيبه ؟هاانا يابن عمران مطّلع علىٰ احبائي،اذاجنّهم الليل حوّلت ابصارهم في قلوبهم ومثلت عقوبتي بين أعينهم ،يخاطبوني عن المشاهدة،ويكلموني عن الحضور.

يابن عمران،هبّ لي من قلبك الخشوع،ومن بدنك الخضوع،ومن عينيك الدموع،وادعني في الظلمات فانّك تجدني قريباًمجيباً''(۲)

''جب موسیٰ بن عمران نے اللہ سے مناجات کی تو اللہ نے فرمایا: اے موسیٰ جو شخص یہ گمان کرے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے تو تم اس کی تکذیب کرو، جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو وہ سو جاتا ہے کیا ہر محبوب اپنے حبیب سے تنہائی میں ملنا نہیں چاہتا؟ آگاہ ہو جاؤ اے ابن عمران میں اپنے دوستوں کو بخوبی جانتا ہوں جب رات کی تاریکی چھا جاتی ہے تو میں ان کی آنکھوں کو ان کے دلوں کی طرف پھیر دیتا ہوں اپنی عقوبت کو ان کی نظروں میں مجسم کر دیتا ہوں وہ دیکھنے کے بجائے مجھ سے خطاب کرتے ہیں اور حاضر ہونے کے بجائے مجھ سے ڈرتے ہیں۔

اے ابن عمران تم اپنے دل سے خشوع، اپنے بدن سے خضوع اور اپنی آنکھوں کے

---

(۱) سورۂ مزمل آیت ۱۔۶۔

(۲) مجالس المفید صفحہ ۲۱۴، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۲۵ حدیث ۸۷۸۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آنسوؤں کو میرے لئے ہبہ کردو اور تاریکیوں میں مجھے پکارو پس تم مجھے اپنے سے قریب اور دعا قبول کرنے والا پاؤ گے"

اس روایت میں کئی باتیں غور طلب ہیں لیکن ہم بحث کے طولانی ہو جانے کی وجہ سے ان سے قطع نظر کرتے ہیں۔ شب اولیائے الٰہی کیلئے آتی ہے اور ان کو زندگانی اور اس کی مصروفیات سے روک دیتی ہے گویا شب انسان کو ان مصروفیات دنیا کے درمیان سے جدا کر دیتی ہے جو اس کو خداوند عالم کی طرف متوجہ ہونے سے روک دیتے ہیں اور یہ رات کی تنہائی کی فرصت ہوتی ہے جس میں انسان کے سامنے ذات الٰہی کسی رکاوٹ کے بغیر سامنے ہوتی ہے اور وہ اس خلوت میں خداوند عالم سے لو لگاتا ہے۔

جو یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اللہ کو دوست رکھتا ہے لیکن جب رات چھا جاتی ہو تو انسان جس کو دوست رکھتا ہے اس کے حضور میں مناجات اور تضرع کرنے کے بجائے سو جائے تو وہ شخص جھوٹا ہے کیا ہر حبیب اپنے محبوب کی خلوت کو پسند نہیں کرتا؟

جب تاریکیٔ شب چھا جاتی ہے اور ہم زندگی کے مشکلات سے فارغ ہو جاتے ہیں تو ہماری دن میں پراکندہ ہو جانے والی قوت بصارت اور سماعت یکجا ہو جاتی ہے اور باہر سے اندر کی طرف چلی جاتی ہے دل میں زندگی کی زحمت سے اس دل کے اندر چلی جاتی ہے جو انسانی زندگی میں بصیرت و نور کا سرچشمہ ہے اس وقت ہماری بکھری ہوئی بصیرت اکٹھی ہو جاتی ہے اور باہر سے اندر کی طرف چلی جاتی ہے اور خداوند عالم اس وقت قلب انسانی کیلئے بصیرت و نور کے دروازے کھول دیتا ہے اس جملہ "اذا جنّهم الليل حوّلت ابصارهم فی قلوبهم " کا یہی مطلب ہے اس وقت انسان خود کو خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے اور غضب و رحمت الٰہی کو اپنے سامنے مجسم دیکھتا ہے تو جب وہ خداوند عالم سے مخاطب ہوتا ہے تو مشاہدہ اور حاضری کی بنا پر مخاطب ہوتا ہے دوری اور غیر حاضری کی بنا پر نہیں اور اس فقرہ "يخاطبوني عن المشاهدة " کا یہی مطلب ہے اور جب وہ خداوند عالم سے بات کرتا ہے تو خداوند عالم کو حاضر سمجھ کر بات کرتا ہے غائب سمجھ کر بات نہیں کرتا ہے اور اس فقرہ "يكلموني عن الحضور " کا یہی مطلب ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس کی نظروں میں عقوبت اور عذاب الٰہی مجسم ہو جاتا ہے اور اس فقرہ "مثلت عقوبتي بين اعينهم" کا یہی مطلب ہے حبیب کی موجودگی کی انسیت نیز ان کی نظروں میں مجسم عقوبت کا خوف نیند کا سکون چھین لیتا ہے اور بھلا وہ کیسے سوسکتا ہے جو خود کو رات کی خلوت میں اپنے حبیب کے سامنے پائے؟ اور اس کو کیسے اونگھ آ سکتی ہے جبکہ وہ اپنی نظروں میں عذاب الٰہی کو مجسم دیکھ رہا ہو؟

یہ حالت یعنی قوت بصارت کے خارج سے اندر کی جانب چلے جانا اور دن میں پراگندہ ہونے کے بعد رات میں اکٹھا ہو جانے کا فطری نتیجہ ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اپنے معروف خطبہ متقین میں فرماتے ہیں:

﴿اَمَّا اللَّيْلُ فَصَافُّوْنَ اَقْدَامَهُمْ ،تَالِيْنَ لِاَجْزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُوْنَهَا تَرْتِيْلاً، يُحَزِّنُوْنَ بِهِ اَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيْرُوْنَ بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ.فَاِذَا مَرُّوْا بِآيَةٍ فِيْهَا تَشْوِيْقٌ رَكَنُوْا اِلَيْهَا طَمَعاً وَتَطَلَّعَتْ نُفُوْسُهُمْ اِلَيْهَا شَوْقاً،وَظَنُّوا اَنَّهَا نُصْبُ اَعْيُنِهِمْ.وَاِذَا مَرُّوْا بِآيَةٍ فِيْهَا تَخْوِيْفٌ اَصْغَوْا اِلَيْهَا مَسَامِعَ قُلُوْبِهِمْ وَظَنُّوْا اَنَّ زَفِيْرَ جَهَنَّمَ وَشَهِيْقَهَا فِيْ اُصُوْلِ آذَانِهِمْ، فَهُمْ حَانُوْنَ عَلٰى اَوْسَاطِهِمْ مُفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاهِهِمْ وَاَكُفِّهِمْ وَرُكَبِهِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ يَطْلُبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى فِيْ فَكَاكِ رِقَابِهِمْ وَاَمَّا النَّهَارُ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ اَبْرَارٌ اَتْقِيَاءُ﴾(۱)

"رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں اس طرف جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھنچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے کہ جس

---

(۱) نہج البلاغہ خطبہ ۱۹۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں (جہنم) سے ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ جہنم کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ و پکار ان کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع) میں اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے ہیں اور اللہ سے گلوئے خلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔ دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم، نیکوکار اور پرہیز کار نظر آتے ہیں"

نہج البلاغہ میں ہی حضرت امیر المومنین علیہ السلام نوف بکالی سے رات کی تعریف یوں بیان فرماتے ہیں: یَانُوف اِنَّ دَاوُد(ع) قَامَ فِی مِثْلِ هٰذِالسَّاعَةِ مِنَ اللَّیْل، فَقَالَ: اِنَّھَا سَاعَةٌ لَایَدْعُوْ فِیْھَا عَبْدٌ اِلَّااسْتُجِیْبَ لَهُ﴾(۱)

"اے نوف بیشک داود علیہ السلام رات کے اس حصہ میں عبادت کے لئے کھڑے ہوتے تھے، پھر فرمایا: یہ وہ وقت ہے کہ جس میں دعا کرنے والے کی دعا ضرور مستجاب ہوتی ہے"

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے؟

﴿اذا کان آخر اللیل یقول اللہ عزّ وجلّ: ھل من داع فأجیبه ؟ وھل من سائل فأعطیه سؤله ؟ وھل من مستغفر فاغفر له ؟ ھل من تائب فاتوب علیه﴾

"جب رات کا آخری حصہ آتا ہے تو اللہ عز وجل کہتا ہے: ہے کوئی دعا کرنے والا جس کی دعا قبول کی جائے ؟ ہے کوئی سوال کرنے والا جس کو اس کے سوال کا جواب دیا جائے ؟ ہے کوئی استغفار کرنے والا کہ اس کی بخشش کروں؟ ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ اس کی توبہ قبول کروں؟۔

---

(۱) نہج البلاغہ دوسری قسم صفحہ ۱۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ۲۱۔دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے اور سر پر پھیرنا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ما ابرز عبد یده الی الله العزیز الجبار الا استحیا الله عزّ و جلّ ان یردّها صفراً، حتیٰ یجعل فیهما من فضل رحمته ما یشاء، فاذا دعا احدکم فلا یردّ یده حتّیٰ یمسح علیٰ وجهه و رأسه﴾(۱)

''کوئی بندہ اپنے ہاتھ خدائے عزیز و جبار کے سامنے نہیں پھیلاتا مگر یہ کہ خداوند عالم اس کو خالی ہاتھ واپس کرنے پر حیا محسوس کرتا ہے اور اپنے فضل و رحمت سے جو کچھ چاہتا ہے اس کے ہاتھ پر رکھ دیتا ہے لہٰذا تم میں سے کوئی دعا کرے اور اپنے ہاتھ ہٹائے تو وہ اپنے ہاتھوں کو چہرے پر مل لے''

Presented By: www.jafrilibrary.com

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۳۴۲؛من لا یحضرہ الفقیہ جلد۱صفحہ۱۰۷؛بحار الانوار جلد۹۳صفحہ۳۰۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# موانع اور رکاوٹیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# کونسی چیزیں دعا کے اللہ تک پہنچنے میں مانع ہوتی ہیں؟

اس بحث میں ہم اس سوال کا جواب پیش کریں گے انشاءاللہ۔

بیشک دعا کے بارے میں جیسا کہ کہا گیا ہے کہ دعا وہ قرآن صاعد ہے جو اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کے بالمقابل ہے۔نازل ہونے والے قرآن میں عبودیت، بندہ کو صرف خود کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرنے اور صرف اسی سے لولگانے کی دعوت دی گئی ہے اور قرآن صاعد میں اس دعوت پر لبیک کہی گئی ہے۔

لیکن یہاں پر کچھ ایسے موانع ہیں جو دعاؤں کو اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے سے روک دیتے ہیں اور اللہ کی بارگاہ میں ان دعاؤں کے پہنچنے سے روکنے والے اہم موانع گناہ اور معصیتیں ہیں دعاء کمیل میں وارد ہوا ہے:﴿اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیَ الذُّنُوْبَ الَّتِیْ تَحْبِسُ الدُّعَاءَ﴾

''خدایا میرے ان تمام گناہوں کو بخش دے جو دعاؤں کو قبول ہونے سے روک دیتے ہیں''

اور اسی دعاء کمیل میں آیا ہے:﴿فَأَسْأَلُکَ بِعِزَّتِکَ اَنْ لَا یَحْجُبَ عَنْکَ دُعَائِیْ سُوْءُ عَمَلِیْ﴾

''میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیری عزت کے واسطے سے کہ میری بدعملی میری دعا کو پہنچنے سے نہ روکے''

ہم عنقریب ان موانع (رکاوٹوں) کی تحلیل کریں گے انشاءاللہ:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## گناہ بارگاہ خدا کی راہ میں ایک رکاوٹ

حیات انسان میں گناہوں کے دواثر ہوتے ہیں:

ا۔ گناہ انسان اور خداوند عالم کے درمیان حائل ہوجاتے ہیں، انسان خدا سے منقطع ہوجاتا ہے اس کیلئے اپنے کوخدا کی بارگاہ میں پیش کرنے اوراس سے لولگانے کا امکان ہی نہیں رہتا، اور نہ ہی اس کیلئے دعا کرناممکن ہوتا ہے بیشک دعا کا مطلب اپنے کوخداوند عالم کی بارگاہ میں پیش کرنا ہے۔

جب گناہ، گناہ کرنے والے کوخدا تک پہنچانے میں مانع ہوجاتے ہیں تواس کی دعا میں بھی مانع ہوجاتے ہیں۔

۲۔ گناہ دعا کواللہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، چونکہ جب دعا اللہ تک پہنچتی ہے تو خدا اس کومستجاب کرتا ہے، یہ خدا کے شایان شان نہیں کہ جب کسی بندے کی دعا اس تک پہنچے تو وہ عاجز ہو جائے یا بخل سے کام لے، بیشک دعا کی عاجزی یہ ہے کہ وہ خدا تک نہیں پہنچتی ہے: کبھی کبھی گناہ انسان کودعا کرنے سے مقید کردیتے ہیں اور کبھی کبھی دعا کواللہ تک پہنچنے میں مقید کردیتے ہیں۔

ہم ذیل میں اس مطلب کی وضاحت کررہے ہیں:

### اخذ اور عطا میں دل کا دوہرا کردار

بیشک قلب ایک طرف تو خداوند عالم سے رابطہ کیلئے ضروری چیزیں اخذ کرتا ہے اوراس سے ملاقات کرتا ہے، اور دوسری طرف ان چیزوں کوعطا کرتا ہے جیسے حملہ آور قلب جوخون کوپھینکنے واپس لانے اورلوگوں کے درمیان سے اکٹھا کرنے کا کام دیتا ہے۔

جب دل میں انسان کوملانے اورخداوند عالم سے مربوط کرنے کی صلاحیت ختم ہوجائے تو گویا اس نے اپنی ساری اہمیت کھودی اوراس کوکوئی فائدہ نہیں ہوا جیسے وہ دل جو پوری طرح حملہ آور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے۔

دل اس لینے دینے میں ایک طرف تو خداوند عالم کی جانب سے ہدایت ،نورانیت اور آگاہی حاصل کرتا ہے اور دوسری طرف انسان کو اس کی حرکات وگفتار اور موقف عمل میں یہ ہدایت اور نورانیت عطا کرتے ہیں

پہلی شق (اللہ سے ملاقات اور اخذ کرنا) کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْالَوْلَانُزِّلَ عَلَيْهِ الْقُرْآنُ جُمْلَةًوَاحِدَةً كَذٰلِكَ لِنُثَبِّتَ بِهِ فُؤَادَكَ وَرَتَّلْنَاهُ تَرْتِيْلاً﴾(۱)

''اور کافر یہ بھی کہتے ہیں کہ آخر ان پر یہ قرآن ایک دفعہ کل کا کل کیوں نہیں نازل ہوگیا۔ہم اسی طرح تدریجاً نازل کرتے ہیں تاکہ تمہارے دل کو مطمئن کرسکیں اور ہم نے اسے ٹھہر ٹھہر کر نازل کیا ہے''

Presented By: www.jafrilibrary.com

تو قرآن رسول کے قلب مبارک پر ایک دم اور آہستہ آہستہ نازل ہوتا تھا اور دلوں کو تقویت بخشتا تھا نیز یہ دل اس سے نورانیت اور ہدایت حاصل کرتے تھے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿اَللّٰهُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِيْثِ كِتَاباًمُتَشَابِهاً مَثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْهُ جُلُوْدُ الَّذِيْنَ يَخْشَوْنَ رَبَّهُمْ ثُمَّ تَلِيْنُ جُلُوْدُهُمْ وَقُلُوْبُهُمْ اِلٰی ذِكْرِ اللّٰهِ﴾(۲)

''اللہ نے بہترین کلام اس کتاب کی شکل میں نازل کیا ہے جس کی آیتیں آپس میں ملتی

---

(۱)سورۂ فرقان آیت ۳۲۔

(۲)سورۂ زمر آیت ۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جلتی ہیں اور بار بار دُہرائی گئی ہیں کہ ان سے خوف خدا رکھنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اس کے بعد ان کے جسم اور دل یاد خدا کیلئے نرم ہو جاتے ہیں''

قلوب، قرآن سے خشوع وخضوع اخذ کرتے ہیں، نرم ہو جاتے ہیں خدا کی ہدایت اور اس نور کے ساتھ رابطہ پیدا کرتے ہیں جس کو خداوند عالم نے بندوں کی طرف بھیجا ہے کیونکہ قرآن خداوند عالم کی طرف سے ہدایت اور ایسا نور ہے جس کو خداوند عالم نے بندوں کی جانب بھیجا ہے نیز یہ قرآن خداوند عالم کا برہان اور مخلوق پر حجت ہے۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿یَاأَیُّهَاالنَّاسُ قَدْجَآءَ کُمْ بُرْهَانٌ مِنْ رَبِّکُمْ وَاَنْزَلْنَااِلَیْکُمْ نُوراً مُبِیناً﴾(۱)

''اے انسانو! تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے برہان آچکا ہے اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور بھی نازل کر دیا ہے''

یہ نور اور ہدایت مومنین اور متقین لوگوں کے دلوں سے مخصوص ہے وہ اس نور کو اخذ کرتے ہیں اور اس سے متأثر ہوتے ہیں:

﴿هٰذَابَیَانٌ لِلنَّاسِ وَهُدیً وَمَوْعِظَةٌلِلْمُتَّقِینَ﴾(۲)

''یہ عام انسانوں کیلئے ایک بیان حقائق ہے اور صاحبان تقویٰ کیلئے ہدایت اور نصیحت ہے''

﴿هٰذَابَصَائِرُمِنْ رَبِّکُمْ وَهُدیً وَرَحْمَةٌلِقَوْمٍ یُؤْمِنُوْنَ﴾(۳)

''یہ قرآن تمہارے پروردگار کی طرف سے دلائل ہدایت اور صاحبان ایمان کیلئے رحمت کی حیثیت رکھتا ہے''

---

(۱) نساء آیت/۱۷۴

(۲) سورۂ آل عمران آیت/۱۳۸۔

(۳) سورۂ اعراف آیت/۲۰۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دل کیلئے یہ پہلا دور ہے جو اللہ سے ہدایت، نور، بصیرت اور برہان حاصل کرتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے اپنے بندوں کیلئے نور اور ہدایت نازل کیا ہے ان سے مخصوص ہوتا ہے۔

## دلوں کیلئے دوسرا مرحلہ توسعہ اور عطا

اس مرحلہ میں قلوب ایسے نور اور ہدایت کو پھیلاتے ہیں جو ان کو خداوند عالم کی جانب سے ملا ہوتا ہے اور یہ قلوب انسان کی حرکت، گفتار، موقف، روابط اور اقدامات کو نور عطا کرتے ہیں اس وقت انسان نور الٰہی اور ہدایت الٰہی کے ذریعہ آگے بڑھتا ہے نور خدا اور ہدایت خدا سے تکلم کرتا ہے نور خدا اور ہدایت کے ذریعہ اپنا موقف معین کر کے لوگوں کے درمیان چلتا ہے۔

﴿اَوَمَنْ كَانَ مَيْتاً فَأَحْيَيْنَاهُ وَجَعَلْنَا لَهُ نُوراً يَمْشِي بِهِ فِي النَّاسِ﴾(۱)

''کیا جو شخص مُردہ تھا پھر ہم نے اسے زندہ کیا اور اس کیلئے ایک نور قرار دیا جس کے سہارے وہ لوگوں کے درمیان چلتا ہے''

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَآمِنُوا بِرَسُولِهِ يُؤْتِكُمْ كِفْلَيْنِ مِنْ رَحْمَتِهِ وَيَجْعَلْ لَكُمْ نُوراً تَمْشُونَ بِهِ وَيَغْفِرْ لَكُمْ وَاللّٰهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾(۲)

''ایمان والو اللہ سے ڈرو اور رسول پر واقعی ایمان لے آؤ تا کہ خدا تمھیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کر دے اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دیدے جس کی روشنی میں چل سکو اور تمھیں بخش دے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور مہربان ہے''

یہ نور جس کے ذریعہ مومنین کا ایک دوسرے سے رابطہ برقرار رہتا ہے، اس کے ذریعہ سے وہ لوگوں کی صفوں میں گھوما کرتے ہیں، ان کی سیاست، یا تجارت یا حیات انسانی کے دوسرے تمام

---

(۱) سورۂ انعام آیت/۱۲۲۔

(۲) سورۂ حدید آیت/۲۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کاموں میں لگے رہتے ہیں یہ خداوند عالم کا وہ نور ہے جس کو اللہ نے اپنے بندوں کیلئے بھیجا ہے:

﴿وَمَنْ لم يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهُ نُوراً فَمَالَهُ مِنْ نُورٍ﴾(۱)

''اور جس کیلئے خدا نور قرار نہ دے اس کے لئے کوئی نور نہیں ہے''

یہ وہ نور ہے جو اللہ کی طرف سے قلب میں ودیعت کیا جاتا ہے پھر اس کے ذریعہ دل، انسان کی بینائی، سماعت اور اس کے اعضاو جوارح کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

اس اخذ اور عطا میں دل کا کردار درمیانی ہوتا ہے نور اللہ کی طرف سے آتا ہے اور اس کے ذریعہ انسان اپنا راستہ، اپنی تحریک، کلام اور موقف اختیار کرتا ہے۔

یہ دل کے صحیح و سالم ہونے کی علامت ہے اور وہ قرآن کو صحیح طریقہ سے اخذ کرتا ہے، اور اسکو عطا کرتا ہے جس طرح سرسبز زمین نور، ہوا اور پانی کو اخذ کرتی ہے اور طیب و طاہر پھل دیتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام قرآن کی صفت کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

﴿كتاب الله تبصرون به وتنطقون به وتسمعون به﴾

''یہ اللہ کی کتاب ہے جس کے ذریعہ تمھیں سجھائی دیتا ہے اور تمہاری زبان میں گویائی آتی ہے اور (حق کی آواز) سنتے ہو''

جب دل صحیح و سالم نہ ہو تو اس میں اللہ سے لو لگانے کی خاصیت مفقود ہو جاتی ہے اور وہ اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہوتا۔

جب دل میں اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرنے کی قدرت نہ ہوگی تو وہ نماز اور دعا کے ذریعہ قرآن صاعد کو اللہ تک پہنچانے پر قادر نہیں ہو سکے گا۔

---

(۱) سورۂ نور آیت ۴۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس حالت کو انغلاق قلب (دل کا بند ہو جانا) کہا جاتا ہے خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿صُمٌّ بُكْمٌ عُمْىٌ فَهُمْ لَا يَرْجِعُوْنَ﴾ (۱)

"یہ سب بہرے، گونگے، اور اندھے ہو گئے ہیں اور اب پلٹ کر آنے والے نہیں ہیں"

بہرا اور اندھا نور کا استقبال کرنے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے اسی طرح جو بولنے کی طاقت نہ رکھتا ہو اس کو فطری طور پر گونگا کہا جاتا ہے۔

پروردگار عالم بنی اسرائیل سے فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ قَسَتْ قُلُوْبُكُمْ مِنْ بَعْدِ ذٰلِكَ فَهِىَ كَالْحِجَارَةِ اَوْ اَشَدُّ قَسْوَةً﴾ (۲)

"پھر تمہارے دل سخت ہو گئے جیسے پتھر یا اس سے بھی کچھ زیادہ سخت"

بیشک پتھر، نور، ہوا اور پانی کا استقبال کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے اور نور، ہوا اور پانی میں سے جو کچھ بھی اس پر گرتا ہے اس کو واپس کر دیتا ہے اور یہ فطری بات ہے کہ وہ ثمر دینے کی استطاعت نہیں رکھتا ہے، بلکہ ثمر تو وہ زمین دیتی ہے جس میں نور، ہوا اور پانی جذب کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے اسی طرح جب دل صحیح و سالم نہیں ہوتا تو وہ نور کا استقبال نہیں کرتا اور نہ ہی نور سے استفادہ کر پاتا ہے اسی کو مکمل انغلاق کی حالت کہا جاتا ہے اور وہ حالت (دل کا مر جانا) جس میں دل ہر طرح کی حیاتی چیز سے بے بہرہ ہو جاتا ہے یعنی زندہ دل کی طرح اس میں کسی چیز کو لینے یا دینے کی طاقت باقی نہیں رہ جاتی اور جس دل میں یہ خاصیت نہ پائی جاتی ہو وہ زندگی کا ہی خاتمہ کر دیتا ہے۔

خداوند عالم دل کے مردہ ہو جانے کے متعلق فرماتا ہے:

---

(۱) سورۂ بقرہ ۱۸۔

(۲) سورۂ بقرہ ۷۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اِنَّ اللّٰہَ یُسْمِعُ مَنْ یَّشَاءُ وَمَآاَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِی الْقُبُوْرِ﴾(۱)

''اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی بات سنا دیتا ہے اور آپ انھیں نہیں سنا سکتے جو قبروں کے اندر رہنے والے ہیں''

اور یہ فرمان خدا:﴿اِنَّکَ لَاتُسْمِعُ الْمَوْتٰی وَلَاتُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ﴾(۲)

''آپ مُردوں کو اور بہروں کو اپنی آواز نہیں سنا سکتے ہیں اگر وہ منھ پھیر کر بھاگ کھڑے ہوں''

خداوند عالم یہ فرماتا ہے :

﴿وَسَوَاءٌ عَلَیْهِمْ أَأَنْذَرْتَهُمْ اَمْ لَمْ تُنْذِرْهُمْ لَایُؤْمِنُوْنَ﴾(۳)

''اوران کیلئے سب برابر ہے آپ انھیں ڈرائیں یا نہ ڈرائیں یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں''

آواز اور انداز میں کوئی عجز و کمی نہیں ہے بلکہ یہ میت کی کمی اور عاجزی ہے کہ وہ کسی چیز کو سننے کی قابلیت نہیں رکھتی ہے۔

دل کی اسی حالت کو اس (دل) کا مرجانا، بند ہوجانا اور اللہ سے منقطع ہوجانا کہا جاتا ہے۔

اس قطع تعلق اور دل کے بند ہوجانے کی کیا وجہ ہے؟

## دلوں کے منجمد ہونے کے اسباب

اسلامی روایات میں دلوں کے منغلق ہونے اور ان کے اللہ سے منقطع ہوجانے کے دو اہم اسباب پر زور دیا گیا ہے:

---

(۱)سورۂ فاطر آیت۲۲/۔

(۲)سورۂ نمل آیت۸۰/۔

(۳)سورۂ یٰس آیت۱۰/۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



۱۔اللہ کی آیات سے اعراض روگردانی اور ان کی تکذیب۔

۲۔گناہوں اور معصیتوں کا ارتکاب۔

خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِآيَاتِنَا صُمٌّ وَبُكْمٌ فِي الظُّلُمَاتِ﴾(۱)

''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی وہ بہرے گونگے تاریکیوں میں پڑے ہوئے ہیں''

اس آیۂ کریمہ میں اللہ کی آیات کی تکذیب،لوگوں کی زندگی میں تاریکیوں کے بس جانے اوران کے گونگے ہوجانے کا سبب ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَإِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا وَلَّىٰ مُسْتَكْبِراً كَأَنْ لَمْ يَسْمَعْهَا كَأَنَّ فِي أُذُنَيْهِ وَقْراً﴾(۲)

''اور جب اس کے سامنے آیاتِ الٰہیہ کی تلاوت کی جاتی ہے تو اکڑ کر منھ پھیر لیتا ہے جیسے اس نے کچھ سنا ہی نہیں ہے اور جیسے اس کے کان میں بہرا پن ہے''

ہم اس آیۂ کریمہ میں اللہ کی آیات سے روگردانی ان سے استکبار کے درمیان ایک متبادل تعلق کا مشاہدہ کرتے ہیں۔

اسی پہلے سبب کو اعراض وروگردانی کہا جاتا ہے۔

اوردوسرے سبب (گناہ) کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

---

(۱)سورۂ انعام آیت/۳۹۔

(۲)سورۂ لقمان آیت/۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَّا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ﴾(۱)

''نہیں نہیں بلکہ ان کے دلوں پر ان کے اعمال کا زنگ لگ گیا ہے''

آیۂ کریمہ میں صاف طور پر یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ جن گناہوں کو انسان کسب کرتا ہے وہ دل کو زنگ آلود کر دیتے ہیں جن کی وجہ سے دل پر پردہ پڑ جاتا ہے اور وہ اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے۔

## گناہوں سے دلوں کا اُلٹ جانا

انسان جب بار بار گناہ کرتا ہے یہاں تک کہ اس کا دل خدا سے منقطع ہو جاتا ہے اور جب دل خدا سے منقطع ہو جاتا ہے تو وہ برعکس (پلٹ جانا) ہو جاتا ہے گویا اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر ہو جاتا ہے اور اس کے تمام خصوصیات ختم ہو جاتے ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿كان أبي يقول: مامن شيءٍ افسد للقلب من خطيئته، انّ القلب ليواقع الخطيئة، فلاتزال به حتّىٰ تغلب عليه، فيصير اعلاه اسفله﴾(۲)

''میرے والد بزرگوار کا فرمایا کرتے تھے: انسان کی خطا و غلطی کے علاوہ کوئی چیز انسان کے دل کو خراب نہیں کر سکتی، بیشک اگر دل خطا کر جائے تو وہ اس پر ہمیشہ کیلئے غالب آ جاتی ہے یہاں تک کہ دل کا اوپر والا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر آ جاتا ہے''

اور یہ بھی امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان ہے:

﴿اذا اذنب الرجل خرج في قلبه نكتة سوداء، فان تاب انمحت، وان زاد زادت، حتّىٰ تغلب علىٰ قلبه، فلايفلح بعدها أبداً﴾(۳)

---

(۱) سورۂ مطففین آیت ۱۴۔

(۲) بحار الانوار جلد ۷۳ صفحہ ۳۱۲۔

(۳) بحار الانوار جلد ۷۳ صفحہ ۳۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''جب انسان گناہ کرتا ہے تو اس کے دل میں ایک سیاہ نقطہ پیدا ہو جاتا ہے اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو وہ مٹ جاتا ہے، اور اگر زیادہ گناہ کرتا ہے تو وہ نقطہ بھی بڑھتا جاتا ہے یہاں تک کہ پورے دل پر غالب آ جاتا ہے اور پھر کبھی وہ اس (دل) پر کامیابی نہیں پاسکتا ہے''

## گناہوں کے ذریعہ انسان کے دل سے حلاوت ذکر کا خاتمہ

اللہ کے ذکر کیلئے مومنوں کے دلوں میں حلاوت پائی جاتی ہے، اس حلاوت وشیرینی سے بلند تر کوئی حلاوت نہیں ہے، لیکن جب انسان خداوند عالم سے روگردانی کر لیتا ہے تو وہ حلاوت بھی ختم ہو جاتی ہے اور اس کا حلاوت ذکر کا ذائقہ چکھنے والوں میں شمار نہیں کیا جاتا ہے جیسے بیمار انسان جو اپنی تندرستی کھو بیٹھتا ہے تو اس کی قوت ذائقہ بھی مفقود ہو جاتی ہے نہ یہ کہ کھانے والی چیزوں کا ذائقہ ختم ہو جاتا ہے، بلکہ مریض کی قوت ذائقہ مفقود ہو جاتی ہے اسی طرح جب دل خدا سے پھر جاتے ہیں تو ان سے اللہ کے ذکر کی حلاوت ختم ہو جاتی ہے اور ان کی نظر میں اللہ کے ذکر کی کوئی حلاوت وجاذبیت نہیں رہ جاتی ہے جیسے وہ بیمار جو اپنی سلامتی وصحت وتندرستی سے محروم ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ لذیذ چیزوں کی لذت کھو بیٹھتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ لذیذ چیزوں میں لذت نہیں رہی ہے بلکہ انسان کو ان کی اشتہا وخواہش نہیں رہی ہے اسی طرح جب قلوب اپنا اعتدال کھو بیٹھتے ہیں تو ان کے درمیان سے خداوند عالم کی یاد کی شیرینی کا ذائقہ ختم ہو جاتا ہے اور خداوند عالم کی یاد اور تذکرہ کیلئے ان میں کوئی حلاوت وجذابیت باقی نہیں رہ جاتی ہے۔

حدیث میں آیا ہے:

﴿إنَّ اللّٰهَ اَوحیٰ اِلیٰ دَاود اَن اَدنیٰ مَاأنَا صَانعٌ بعبدٍ غَیرَعَامِلٍ بِعلْمِهِ مِنْ سَبْعِیْنَ عَقُوبَة بَاطِنِیَّةٍ أنْ اَنزع مِنْ قَلْبِهِ حَلاوَةَ ذِکرِي﴾(۱)

---

(۱) دارالسلام مولف شیخ نوری جلد۳ صفحہ ۲۰۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خداوند عالم نے جناب داؤد کو وحی کی کہ اپنے علم پر عمل نہ کرنے والے بندہ کو ستر باطنی سزاؤں میں سے سب سے کم سزا یہ دیتا ہوں کہ میں اس کے دل سے اپنے ذکر کی حلاوت ختم کر دیتا ہوں"

ایک شخص نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

﴿یاامیر المؤمنین،إني قدحرمت الصلاۃ باللیل .

فقال علیه السلام :انت رجل قد قیدتک ذنوبک﴾(۱)

"اے امیر المومنین ایسا لگتا ہے کہ جیسے نماز شب مجھ پر حرام ہو گئی ہے"

آپ نے فرمایا: تو ایسا شخص ہے کہ تیرے گناہوں نے تجھ کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ الرجل یذنب الذنب،فیحرم صلاۃ اللیل،وانّ العمل السیّئ أسرع في صاحبه من السکین في اللحم﴾(۲)

"جب انسان گناہوں پر گناہ کئے چلا جاتا ہے تو اس پر نماز شب حرام ہو جاتی ہے اور برا عمل انسان کے اندر گوشت میں چھری سے کہیں زیادہ تیز اثر کرتا ہے"

## دعاؤں کو روک دینے والے گناہ

براہ راست گناہوں کے انجام دینے سے انسان کا دل اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے اور جب انسان کا دل اللہ سے منقطع ہو جاتا ہے تو نہ اس میں کسی چیز کو اخذ کرنے کی صلاحیت باقی رہ جاتی ہے اور نہ ہی اس کو کوئی چیز عطا کی جاتی ہے۔

---

(۱) علل الشرائع جلد۲ صفحہ/۵۱۔

(۲) اصول کافی ۲ صفحہ/۲۷۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جب انسان اللہ کی طرف سے نازل ہونے والے قرآن کا استقبال کرتا ہے تو (دعا) انسان کو اللہ تک پہنچاتی ہے، اور جب انسان اللہ کے نازل کئے جانے والے قرآن سے منقطع ہوجاتا ہے تو وہ ضروری طور پر قرآن صاعد سے بھی منقطع ہوجاتا ہے۔ اس کی دعا محبوس (قید) ہوجاتی ہے اور وہ اس پر کامیاب نہیں ہو پاتا یہاں تک کہ اگر وہ خدا کی بارگاہ میں بہت زیادہ گڑگڑائے یا پافشاری کرے، اصرار کرے تب بھی خدا اس کی دعا کو اوپر پہنچنے سے روک دیتا ہے اور اس کی دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿المعصیة تمنع الاجابة﴾

''گناہ دعا کے مستجاب ہونے میں مانع ہوتے ہیں''

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول ﴿ادعونی استجب لکم﴾ کے سلسلہ میں سوال کیا:

﴿مالنا ندعو فلایُستجاب لنا؟قال: فأي دعاء یُستجاب لکم، وقد سددتم ابوابه وطرقه، فاتقوا اللّٰه واصلحوا اعمالکم، واخلصوا سرائرکم، وأمروا بالمعروف، وانهوا عن المنکر، فیستجیب اللّٰه معکم﴾ (۱)

''کیا وجہ ہے کہ ہم خداوند عالم سے دعا کرتے ہیں لیکن ہماری دعا مستجاب نہیں ہوتی ہے؟ آپ نے فرمایا تمہاری دعا کیسے مستجاب ہو جب تم نے اس کے دروازوں اور راستوں کو بند کردیا ہے پس تم اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، نیک اعمال انجام دو، اپنے اسرار کو پاکیزہ کرو، امر بالمعروف کرو، نہی عن المنکر انجام دو تو خدا تمہاری دعا قبول کرے گا''

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۷۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿والذنوب التی تردّ الدعاء، وتُظلم الهواء عقوق الوالدین﴾(۱)

"جو گناہ دعاؤں کو رد کر دیتے ہیں اور فضا کو تاریک کر دیتے ہیں ان سے مراد والدین سے سرکشی کرنا ہے"

دوسری روایت میں آیا ہے:

﴿والذنوب التی تردّالدعاء: سوء النیة وخبث السریرة، والنفاق، وترک التصدیق بالاجابة، وتاخیر الصلوات المفروضات حتیٰ تذهب اوقاتها، وترک التقرب الیٰ اللّه عزّ وجلّ بالبرّ والصدقة، واستعمال البذاء والفحش فی القول﴾(۲)

"دعاؤں کو مستجاب ہونے سے روک دینے والے گناہ یہ ہیں: بُری نیت، خُبث باطنی، نفاق واجب صدقہ نہ دینا، واجب نمازوں کے ادا کرنے میں اتنی تاخیر کرنا کہ نماز کا وقت ہی ختم ہو جائے، نیکی اور صدقہ دینے کے ذریعہ اللہ سے قربت حاصل کرنے کو چھوڑ دینا اور گفتگو میں گالیاں دینا"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ العبد یسأ ل اللّٰه الحاجة، فیکون من شأنه قضاؤها الیٰ اجل قریب، في ذنب العبد ذنباً، فیقول اللّٰه تبارک وتعالیٰ للملک: لاتقض حاجته، واحرمه ایاها، فإنهّ تعرض لسخطي واستوجب الحرمان مني﴾(۳)

"جب بندہ خداوند عالم سے اپنی حاجت طلب کرتا ہے تو خدا کی شان دعا کو پورا کر دینا ہے مگر

---

(۱) معانی الاخبار صفحہ ۲۷۰۔

(۲) معانی الاخبار صفحہ ۲۷۱۔

(۳) اصول کافی جلد ۳ صفحہ ۳۷۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بندہ گناہ کرلیتا ہے جسکی وجہ سے دعا قبول نہیں ہوتی، خداوند عالم فرشتہ سے کہتا ہے: اس کی حاجت روانہ کرنا، اس کو اس کی حاجت سے محروم رکھنا، وہ مجھکو ناخشنود کرتا ہے جسکی وجہ سے وہ مجھ سے محروم ہوا ہے“

## قبولیت اعمال کے موانع

اسلامی روایات میں (اعمال کے بلند ہونے میں رکاوٹ ڈالنے والے موانع) اور (اللہ کی بارگاہ میں اعمال پہنچانے کے اسباب) کا تذکرہ موجود ہے:

ان دونوں چیزوں کا انسان کے عمل سے براہ رست تعلق ہے مگر یہ کہ (موانع) اعمال کے اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے میں رکاوٹ ڈالتے ہیں، اور (اسباب) اعمال کو اللہ کی بارگاہ میں پہنچنے میں مددگار ہوتے ہیں:

ہم ذیل میں (موانع) کے متعلق اسلامی روایات میں وارد ہونے والے ایک نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اسباب کے سلسلہ میں بھی ایک ہی نمونہ کا تذکرہ کریں گے اور اس مسئلہ کی اسلامی ثقافت وتربیت میں زیادہ اہمیت ہونے کی غرض سے اسکی تفصیل وتشریح ایک مناسب موقع کیلئے چھوڑ دیتے ہیں۔

## صعود اعمال کے موانع (اسباب)

شیخ ابو جعفر محمد بن احمد بن علی قمی ساکن ری نے اپنی کتاب ”المنبیٔ عن زھد النبی“ عبد الواحد سے اور انھوں نے معاذ بن جبل سے نقل کیا ہے: ان کا کہنا ہے کہ میں نے عرض کیا: میرے لئے ایک ایسی حدیث بیان فرما دیجئے جس کو آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہو اور حفظ کیا ہو انھوں نے کہا ٹھیک ہے پھر معاذ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا: میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں تو اس وقت مجھ سے یہ حدیث نقل فرمائی جب میں ان کے پاس کھڑا ہوا تھا:

”بینا نسیر اذ رفع بصره الی السماء فقال: الحمدللہ الذي يقضي في خلقه ما أحبّ، ثم قال: یامعاذ، قلت: لبیک یارسول اللّٰہ وسید المؤمنین قال: یا معاذ، قلت،

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لبیک یارسول الله امام الخیرونبي الرحمة فقال: احدثک شیئاًماحدّث به نبي امته ان حفظته نفعک عیشک،وان سمعته ولم تحفظه انقطعت حجتک عند اللّٰه،ثم قال:انّ اللّٰه خلق سبع أملاک قبل ان یخلق السماوات فجعل فی کل سماء ملکاًقدجللها بعظمته،وجعل علیٰ کل باب من ابواب السماوات ملکاًبواباً،فتکتب الحفظة عمل العبد من حین یصبح الیٰ حین یمسي،ثم ترتفع الحفظة بعمله وله نور کنور الشمس حتّی اذابلغ سماء الدنیا فتزکیه وتکثره فیقول الملک:قفوا واضربوا بهذاالعمل وجه صاحبه،اناملک الغیبة،فمن اغتاب لاادع عمله یجاوزني الیٰ غیري،امرني بذالک ربي.

قال:ثم تجئ الحفظة من الغد ومعهم عمل صالح،فتمّر به فتزکیه و تکثره حتّی تبلغ السماء الثانیة،فیقول الملک الذي في السماء الثانیة:قفوا واضربوا هذاالعمل وجه صاحبه انّما اراد بهذاعرض الدنیا،اناصاحب الدنیا،لاادع عمله یتجاوزني الیٰ غیري.

قال:ثم تصعد الحفظة بعمل العبدمبتهجابصدقة وصلاة فتعجب به الحفظة،وتجاوز به الیٰ السماء الثالثة،فیقول الملک:قفوا واضربوا هذاالعمل وجه صاحبه وظهره،أناملک صاحب الکبر،فیقول:انه عمل وتکبّرعلی الناس في مجالسهم؛امرني ربي أن لاأدع عمله یتجاوزني الیٰ غیري.

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد یزهر کالکوکب الدري في السماء،له دوي بالتسبیح والصوم والحج ،فتمّر به الی السماء الرابعة فیقول له الملک:قفوا واضربوا بهذا العمل وجه صاحبه وبطنه،اناملک العُجب،انه کان یعجب بنفسه انه عمل وادخل نفسه العُجب،امرني ربّي ان لاادع عمله یتجاوز ني الی غیري.

قال وتصعد الحفظة بعمل العبد کالعروس المزفوفة الی اهلها،فتمرّ به الی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ملک السماء الخامسة بالجهاد والصلاة (والصدقة )مابين الصلاتين،ولذلک العمل رنين كرنين الابل وعليه ضوء كضوء الشمس،فيقول الملک:قفوا انا ملک الحسد،واضربوابهذ االعمل وجه صاحبه،واحملوه علىٰ عاتقه،انه كان يحسد مَنْ يتعلم اويعمل لله بطاعته،واذا راىٰ لاحد فضلافي العمل والعبادة حسده ووقع فيه،فيحمله علىٰ عاتقه ويلعنه عمله .

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد من صلاة وزكاة وحج وعمرة، فيتجاوزون به الى السماء السادسة،فيقول الملک:قفوا اناصاحب الرحمة واضربوابهذاالعمل وجه صاحبه،واطمسوا عينيه لانّ صاحبه لم يرحم شيئاًاذا اصاب عبداًمن عبادالله ذنب للاخرة اوضرّ في الدنياشمت به،امرني به ربي ان لاادع عمله يجاوزني .

قال وتصعد الحفظةبعمل العبد بفقه واجتهاد وورع وله صوت كالرعد، وضوء كضوء البرق،ومعه ثلاثة آلاف ملک،فتمرّبه الى ملک السماء السابعة، فيقول الملک:قفوا واضربوا بهذاالعمل وجه صاحبه اناملک الحجاب احجب كل عمل ليس لله،انّه ارادرفعة عندالقوّاد،وذكراً في المجالس وصيتاًفي المدائن، امرني ربي ان لاادع عمله يتجاوزني الى غيري مالم يكن لله خالصاً.

قال:وتصعد الحفظة بعمل العبد مبتهجاً به من صلاة وزكاة وصيام وحج وعُمرة وحسن الخلق وصمت وذكر كثير ،تشيعه ملائكة السماوات والملائكة السبعة بجماعتهم،فيطأون الحجب كلّها حتىٰ يقوموابين يديه سبحانه،فيشهدوا له بعمل ودعاء فيقول:انتم حفظة عمل عبدي،وانا رقيب علىٰ مافي نفسه انه لم يردنى بهذا العمل.وعليه لعنتي فيقول الملائكة:عليه لعنتک ولعنتنا قال :ثم بكىٰ معاذقال:قلت:يارسول الله،ماا عمل واخلص فيه ؟قال:اقتد بنبيک يامعاذفي اليقين

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قال:قلت انت رسول الله وانامعاذ قال:وان كان فى عملك تقصير يامعاذ فاقطع لسانك عن اخوانك وعن حملة القرآن،ولتكن ذنوبك عليك لا تحملهاعلىٰ اخوانك،ولاتزك نفسك بتذميم اخوانك،ولاترفع نفسك بوضع اخوانك،ولاتراء بعملك،ولاتدخل من الدنيافي الآخرة،ولا تفحش في مجلسك لكي يحذروك لسوء خلقك ولاتناج مع رجل وانت مع آخر،ولا تعظم على الناس فتنقطع عنك خيرات الدنيا،ولاتمزق الناس فتمزقك كلاب اهل النار،قال الله تعالىٰ:﴿وَالنّٰا شِطٰاتِ نَشْطاً﴾ (۱)افتدرى ماالناشطات ؟انها كلاب اهل النار تنشط اللحم واعظم قلت:ومن يطيق هذه الخصال ؟قال:يامعاذ، انه يسير علىٰ من يسّره الله تعالىٰ عليه قال:ومارايت معاذاً يكثرتلاوة القرآن كما يكثر تلاوة هذاالحديث .(۲)

''انھوں نے فرمایا:ہم راستہ چلے جا رہے تھے تو انھوں نے اپنی آنکھ آسمان کی طرف اٹھاتے ہوئے فرمایا:تمام تعریفیں اس خدائے وحدہ لاشریک کیلئے ہیں وہ اپنی مخلوق میں جو چاہتا ہے وہ فیصلہ کرتا ہے۔پھر انھوں نے کہا:اے معاذ۔

---

(۱)سورۂ نازعات آیت ۲۔

(۲)ہم نے یہ طویل حدیث کتاب عدۃ الداعی کے صفحہ ۲۲۸۔۲۳۰ سے نقل کی ہے،اوراس کتاب میں اس حدیث کے حاشیہ میں تحریر ہے کہ:سلیمان بن خالد سے مروی ہے کہ میں نے ابا عبداللہ علیہ السلام سے خداوند عالم کے اس قول:﴿وَقَدِمْنَااِلیٰ مَاعَمِلُوامِنْ عَمَلٍ فَجَعَلْنَاہُ ھَبَاءً مَنْثُوراً﴾سورۂ فرقان آیت ۲۳''پھر ہم انکے اعمال کی طرف توجہ کریں گے اور سب کواڑتے ہوئے خاک کے ذروں کے مانند بنا دیں گے'' کے سلسلہ میں سوال کیا تو آپ نے فرمایا:خدا کی قسم اگر انکے اعمال قباطی سے بھی زیادہ سفید(بہت زیادہ نورانی)رہے ہوں گے لیکن جب ان کے سامنے کسی حرام چیز کو پیش کیا جاتا تھا تو اسکو ترک نہیں کرتے تھے''مرآۃ العقول میں آیا ہے:مذکورہ مطلب میں اس بات کی دلالت ہے کہ کھلم کھلا گناہ کرنے سے نیکیاں ختم ہوجاتی ہیں اوراحباط کا مطلب یہ ہے کہ اچھائیوں پرثواب نہ ملنا اسکے بالمقابل تکفیر ہے یعنی کسی برائی پرعذاب نہ ملنا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں نے کہا: لبیک یا رسول اللہ ﷺ اور مومنین کے سردار۔ فرمایا: اے معاذ میں نے عرض کیا: لبیک یا رسول اللہ خیر کے امام اور نبی رحمت، انھوں نے کہا میں تم سے ایک حدیث نقل کر رہا ہوں جیسی کسی نبی نے اپنی امت سے نقل نے کی ہو اگر تم اس کو حفظ کرو گے تو زندگی میں مستفید ہو گے اگر سن کر حفظ نہیں کرو گے تو تم پر خداوند عالم کی حجت تمام ہو جائے گی۔ پھر انھوں نے کہا کہ خداوند عالم نے آسمانوں کی خلقت سے پہلے سات فرشتے خلق کئے تو ہر اس آسمان میں ایک فرشتہ معین کیا جس کو اپنی عظمت کے ذریعہ مکرم فرمایا آسمانوں کے ہر دروازے پر ایک نگہبان فرشتہ معین فرمایا تو وہ انسان کے اعمال نامہ میں اس بندہ کا صبح سے شام تک کا عمل لکھتے ہیں پھر یہ لکھنے والے فرشتے اس کے اعمال نامہ کو لیکر اوپر جاتے ہیں اس کی روشنی دھوپ کے مانند ہوتی ہے یہاں تک کہ جب وہ آسمان دنیا پر پہنچتا ہے تو فرشتے اس کے عمل کو پاک وصاف وشفاف اور زیادہ کر دیتے ہیں تو فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو میں غیبت کا فرشتہ ہوں جو غیبت کرتا ہے میں اس کے عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہیں پہنچنے دوں گا میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے۔

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: اگلے دن یہ نامہ اعمال، عمل صالح کے ساتھ تزکیہ اور زیادہ ہونے کی صورت میں دوسرے آسمان تک پہنچتا ہے، تو دوسرے آسمان والا نگہبان فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو چونکہ اس نے اس عمل کے ذریعہ اپنے کو دنیا کے سامنے پیش کرنے کی کوشش کی ہے اور میں صاحب دنیا ہوں لہذا میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہیں جانے دونگا۔

فرمایا: پھر وہ لکھنے والے اس نامہ اعمال کو صدقہ اور نماز سے پُر، خوشی خوشی اوپر لیجاتے ہیں اور وہ تیسرے آسمان سے عبور کر جاتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے: ٹھہرو اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ اور پیٹھ پر ماردو میں صاحب کبر کا فرشتہ ہوں وہ کہے گا: اس نے اس عمل کے ذریعہ لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر تکبر کیا میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ میں اس عمل کو اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پہنچنے دوں۔

فرمایا: یہ نامہ اعمال بندہ کے اس عمل کی وجہ سے جس میں تسبیح ،روزہ اور حج ہوگا ان کے ذریعہ آسمان میں کوکب دری کی طرح روشن ہوکر چوتھے آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ اس سے کہے گا: اس عمل کو صاحب عمل کے منھ اور پیٹ پر ماردو، میں عُجب کا فرشتہ ہوں وہ اپنے نفس میں اس عمل کے ذریعہ عجب کرتا تھا اور اس کے نفس میں عُجب داخل ہوگیا ہے؛ میرے پروردگار نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ یہ عمل میرے علاوہ کسی اور تک نہ پہنچنے پائے۔

فرمایا: یہ نامہ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ اپنے شوہر کے گھر کی طرف جانے والی دُلہن کے مانند جہاد، نماز اور دو نمازوں کے درمیان دیئے جانے والے صدقہ سے پانچویں آسمان سے گذر جائیگا یہ اونٹ کی طرح آواز بلند کررہا ہوگا اور آفتاب کی طرح روشن ہوگا، پس فرشتہ کہے گا: ٹھہرو میں حسد کا فرشتہ ہوں اور اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو اور اس کے کاندھوں پر رکھ دو؛ یہ طالب علم اور اللہ کی اطاعت کرنے والے سے حسد کرتا تھا اور جب بھی یہ عمل اور عبادت میں کسی اور کو اپنے سے برتر دیکھتا تھا تو اس سے حسد کرتا تھا لہٰذا اس عمل کو اسی کے کاندھوں پر رکھ دو اور اس کا عمل اس پر لعنت کریگا۔

فرمایا: وہ نامہ اعمال نماز، زکات، حج اور عمرہ کے ذریعہ چھٹے آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ کہے گا: ٹھہرو میں صاحب رحمت ہوں اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو اور اس کی آنکھوں کو بے نور کردو چونکہ اس شخص نے ذرہ برابر رحم نہیں کیا جب اللہ کا کوئی بندہ اُخروی گناہ یا دنیوی مصیبت میں مبتلا ہوجاتا ہے تو اس کی شماتت کی جاتی ہے۔

فرمایا: یہ نامہ اعمال بندہ کے فقہ، اجتہاد اور ورع و پرہیزگاری کے ذریعہ جو بجلی کی طرح کڑک رہا ہوگا، برق کی طرح اس کی روشنی ہوگی اور اس کے تین ہزار فرشتے ہوں گے یہ ساتویں آسمان سے گذر جائیگا تو فرشتہ کہے گا: ٹھہرو اس عمل کو صاحب عمل کے منھ پر ماردو میں حجاب کا فرشتہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوں اس نے جو عمل اللہ کیلئے نہیں تھا اس کو چھپایا؛ اس نے رہنماؤں کی نظر میں بلند مرتبہ، نشستوں میں اپنے تذکرہ اور شہروں میں اپنی شہرت کی تمنا کی تھی، میرے پروردگار نے مجھ کو حکم دیا ہے کہ جو عمل خالص اللہ کے لئے نہ ہو اس کو میں اپنے علاوہ کسی دوسرے تک نہ جانے دوں۔

فرمایا: یہ نامۂ اعمال بندہ کے عمل کے ذریعہ خوشی خوشی جس میں نماز، زکات، روزے، حج، عمرہ، حُسن خلق، صمت و وقار اور ذکر کثیر ہوگا آگے بڑھے گا جس کے ساتھ آسمان و زمین کے ملائکہ ہوں گے جو تمام پردوں کو روندھ دیتے ہیں یہاں تک کہ پروردگار عالم کے سامنے جا کھڑے ہوں گے اور وہ سب اس بندہ کے اس عمل اور دعا کی گواہی دیں گے پس پروردگار آواز دے گا: تم نے میرے بندہ کا یہ نامۂ اعمال لکھا ہے اور میں بذات خود اس کا دیکھنے والا ہوں۔ اس عمل کو میرے پاس نہ لاؤ اس پر میری لعنت ہے۔ تو ملائکہ کہیں گے: اس پر تیری اور ہم سب کی لعنت ہے۔

فرمایا: پھر معاذ گریہ کرنے لگے۔

معاذ نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا: میں کیسے خالص عمل انجام دوں؟

فرمایا: اے معاذ تم یقین میں اپنے نبی اکرم ﷺ کی اقتدا کرو۔

معاذ نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ آپ رسول خدا ہیں اور میں معاذ ہوں۔

فرمایا: اگر تمہارے عمل میں کوئی کوتاہی ہے تو تم اپنے برادران کی غیبت کرنے سے پرہیز کرو قرآن کے حاملین کے سلسلہ میں اپنی زبان بند رکھو تمہارے گناہوں کا بوجھ تمہارے بھائیوں پر نہیں پڑنا چاہئے، اپنے بھائیوں کی برائی کرکے خود کو بہتر مت سمجھو، اپنے بھائیوں کی توہین کرکے خود کو بلند مرتبہ مت سمجھو، ریاکاری نہ کرو، دنیا کے ذریعہ آخرت میں داخل نہ ہو اگر تم کسی سے سرگوشی کررہے ہو تو دوسرے شخص کے ساتھ اسی حال میں سرگوشی مت کرو، لوگوں پر بوجھ مت بنو کہ تم سے دنیا کی بھلائیاں روگردانی کرجائیں، لوگوں میں تفرقہ نہ پیدا کرو ورنہ جہنم کے کتے تم کو پاش پاش کرڈالیں

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



گے خداوند عالم کا فرمان ہے:﴿وَالنَّاشِطَاتِ نَشْطاً﴾ ''اور آسانی سے کھول دینے والے ہیں'' کیا تم جانتے ہو کہ ناشطات کیا ہے؟ یہ جہنم کے کتّے ہیں جو گوشت اور ہڈیوں کو کھا جاتے ہیں۔

معاذ نے عرض کیا: ان خصلتوں کی کس میں طاقت ہے؟

فرمایا: اے معاذ یہ اس شخص کیلئے بہت آسان ہیں جن کیلئے خداوند عالم ان کو آسان کردیا ہے

فرمایا: میں نے معاذ کو اتنی زیادہ قرآن کی تلاوت کرتے نہیں دیکھا جتنی وہ اس حدیث کی تلاوت کرتے تھے''

## اعمال کو اللہ تک پہنچانے والے اسباب

موانع کے بالمقابل کچھ ایسے اسباب ہیں کہ جب اعمال اللہ کی بارگاہ تک پہنچنے سے عاجز ہو جاتے ہیں تو وہ اسباب جو انسان کے اعمال کو اللہ کی بارگاہ تک پہنچاتے ہیں اور یہ اسباب، موانع کے بالمقابل ہیں: ان اسباب کا روایت نبوی میں تذکرہ موجود ہے جن کو ہم علامہ مجلسی کی نقل روایت کے مطابق جس کو انھوں نے امالی شیخ صدوق سے بحار الانوار میں نقل کیا ہے بیان کرتے ہیں:

شیخ صدوق نے ((امالی)) میں سعید بن میبّب سے انھوں نے عبد الرحمٰن بن سمرہ سے نقل کیا ہے: (ہم ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر تھے کہ آپ نے فرمایا:

**فقال: اني رايت البارحة عجائب ،قال: فقلنا: يارسول الله، ومار أيت ؟ حدّثنا به فداك انفسناواهلوناواولادنا ؟فقال: رأيت رجلاً من اُمتي وقد أتاه ملك الموت ليقبض روحه،فجاء ه برّه بوالديه فمنعه منه .**

**ورأيت رجلاًمن اُمتي قد بسط عليه عذاب القبر،فجاءَ ه وضو ؤه فمنعه منه .**

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ورأيت رجلاًمن اُمتي قداحتوشته الشياطين،فجاءَ ه ذكرُاللّٰهعزّوجلّ فنجّاه من بينهم .

ورأيت رجلاًمن اُمتي والنبيّون حلقاًكلمااتىٰ حلقة طردوه،فجاءَ ه اغتساله من الجنابة فاخذبيده فأجلسه الى جنبهم .

ورأيت رجلاً من اُمتي بين يديه ظلمة ومن خلفه ظلمة وعن يمينه ظلمة وعن شماله ظلمة ومن تحته ظلمة مستنقعاًفي الظلمة،فجاءَ ه حجه وعمرته فأخرجاه من الظلمة وادخلاه النور .

ورأيت رجلاً من اُمتي يُكلّم المُؤمنين فلايُكلمونه،فجاءَ ه صلته للرحم فقال:يامعشرالمؤمنين،كلّموه فانّه كان واصلاً لرحمه،فكلمه المؤمنون وصافحوه وكان معهم .

ورأيت رجلاً من اُمتي تقي وجهه النيران و شررها بيده ووجهه،فجاءته صدقته فكانت ظلّاً علىٰ راسه وستراً علىٰ وجهه.

ورأيت رجلاً من اُمتي قد اخذته الزبانية من كل مكان فجاءه امره بالمعروف ونهيه عن المنكر فخلّصاه من بينهم وجعلاه مع ملائكة الرحمة.

ورأيت رجلاً من اُمتي جاثياًعلىٰ ركبتيه بينه و بين رحمة اللّٰه حجاب فجاءه حسن خلقه فأخذ بيده فأدخله فى رحمة اللّٰه .

ورأيت رجلاً من اُمتى قد هوت صحيفته قبل شماله فجاءَ ه خوفه من اللّٰه عزّ وجلّ فأخذ صحيفته فجعلها فى يمينه .

ورأيت رجلاً من اُمتي قد خفت مو ازينه،فجاءَ ه افراطه فثقلوا مو ازينه.

ورأيت رجلاً من اُمتي قائماً علىٰ شفيرجهنم،فجاءَ ه رجاءَ ه فى اللّٰه عزّو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جلّ فاستنقذه بذالک.

ورأيت رجلاً من أُمتي قد هوىٰ في النار فجاءَته دموعه التي بكىٰ من خشية اللّٰه فاستخرجته من ذلک.

ورأيت رجلاً من أُمتي علىٰ الصراط يرتعد كما ترتعد السعفة فى يوم ريح عاصف فجاءَه حسن ظنه باللّٰه فسكن رعدته ومضىٰ على الصراط.

ورايت رجلاً من أُمتي علىٰ الصراط يزحف احياناً ويحبو احياناً ويتعلق احياناً فجاءَته صلاته عليه فأقامته علىٰ قدميه ومضىٰ علىٰ الصراط.

ورأيت رجلاً من أُمتي انتهىٰ الىٰ ابواب الجنة كلما انتهىٰ الىٰ باب أُغلق دونه، فجاءته شهادة ان لا اله الّا اللّٰه صادقاً بها، ففتحت له الابواب و دخل الجنة"(۱)

''میں نے متعدد عجائبات کا مشاہدہ کیا ہے میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ آپ نے کن کن عجائبات کا مشاہدہ فرمایا؟ میری جان آپ پر فدا ہو ذرا ان عجائبات کی ہمارے اور ہماری اولاد کیلئے تفسیر تو فرما دیجیے؟ آپ نے فرمایا: میں نے اپنی امت میں سے ایک شخص کو دیکھا کہ ملک الموت اس کی روح قبض کرنے کیلئے آیا ہے تو وہ فرشتہ اس (شخص) کی اپنے والدین کے ساتھ نیکیوں کی وجہ سے اس کی روح قبض نہ کر سکا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کو شیاطین نے ڈرا رکھا تھا تو اللہ عز و جل کے تذکرہ نے اس کو ان شیاطین سے نجات دلائی۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے پیاسے شخص کو دیکھا کہ جب بھی وہ پانی کے حوض پر پانی پینے کی غرض سے پہنچتا تھا تو اس کو پانی پینے نہیں دیا جاتا تھا تو ماہ رمضان کے روزوں نے آ کر اس

---

(۱) بحار الانوار جلد ۷ صفحہ ۲۹۰۔۲۹۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کو سیراب کیا گیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ انبیاء علیہم السلام حلقہ، حلقہ بنائے ہوئے بیٹھے ہیں تو جب بھی یہ شخص حلقہ کے پاس پہنچتا تھا تو اس کو نزدیک آنے سے منع کر دیا جاتا تھا، لیکن جب وہ غسل جنابت کر کے آیا تو انھوں نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اپنے پہلو میں بیٹھایا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جسکے آگے پیچھے، دائیں، بائیں اور اس کے نیچے کی طرف تاریکی ہی تاریکی تھی اور وہ اس تاریکی کے سبب جانکنی کے عالم میں تھا تو اس کے انجام دئے ہوئے حج وعمرہ نے آکر اس کی جان بچائی اور تاریکی سے نکال کر روشنی میں داخل کیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا کہ مومنین سے کلام کرتا ہے لیکن مومنین اس سے بات نہیں کرتے ہیں۔ تو اس شخص کے صلۂ رحم نے کہا اے مومنو اس سے کلام کرو کیونکہ اس نے صلۂ رحم انجام دیا ہے تو مومنوں نے اس سے کلام کیا، مصافحہ کیا گویا کہ وہ ان کے ساتھ تھا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کے ہاتھ اور چہرہ آگ کی سوزش سے جل رہے تھے تو اس کے دئے ہوئے صدقہ نے اس کے سر پر آکر سایہ کیا اور اس کے چہرے کو چھپا لیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو دیکھا جس کی ہر جگہ سے آگ کے شعلے نکل رہے تھے تو اس کے کئے ہوئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نے اس کو ان شعلوں سے نجات دلائی اور اس کے لئے رحمت کے فرشتہ مقرر فرمائے۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جو گھٹنیوں کے بھل چل رہا تھا اور اس کے اور اللہ کی رحمت کے درمیان پردے حائل ہو گئے تھے تو اس کے حسن خلق نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اللہ کی رحمت میں داخل کیا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کا نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ میں تھا تو اللہ کے خوف نے اس کا وہ نامۂ اعمال اس کے بائیں ہاتھ سے لیکر اس کے دائیں ہاتھ میں دیدیا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس کے اعمال کا پلڑا بہت ہلکا تھا تو اس کے دوسروں کو سیراب کرنے نے اس کو وزنی بنایا۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کے پاس کھڑے دیکھا تو اللہ تعالیٰ سے امید نے اس کو جہنم سے نجات دلائی۔

میں نے اپنی امت کے ایک شخص کو جہنم کی آگ میں جلتے دیکھا تو اس کے وہ آنسو جو اللہ کے خوف کی وجہ سے اس کی آنکھوں سے جاری ہوئے تھے انھوں نے اس کو جہنم کی آگ سے نکالا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو صراط پر دیکھا جو سخت آندھیوں میں خرمہ کے درخت کی شاخ کی طرح ہل رہا تھا تو اس کے اللہ سے حسن ظن نے اس کو ہلنے سے روکا اور وہ صراط سے گذر گیا۔

میں نے اپنی امت میں سے پل صراط پر ایک ایسے شخص کو دیکھا جو آگے بڑھنے کیلئے اپنے چاروں ہاتھ پیر مار رہا تھا اور کبھی اپنے کو کھینچے جا رہا تھا اور کبھی اس پر لٹک رہا تھا تو اس کی نماز نے آ کر اس کے قدموں پر کھڑا کیا اور پل صراط سے گذارا۔

میں نے اپنی امت کے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس پر جنت کے تمام دروازے بند ہو گئے تھے تو اس کی ﴿اشھد ان لا الٰہ الا اللہ﴾ کی گواہی نے اس کی تصدیق کی تو اس کیلئے جنت کے دروازے کھل گئے اور وہ جنت میں چلا گیا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# جن چیزوں کو اللہ سے دعا کرتے وقت انجام دینا چاہیے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

## جن چیزوں کو اللہ سے دعا کرتے وقت انجام دینا چاہئے

اب ہم ان (وسائل) اسباب کے سلسلہ میں گفتگو کرتے ہیں جن کو دعا کرتے وقت انجام دینا چاہئے۔

پروردگار عالم کا فرمان ہے کہ ہم اس سے وسیلہ کے ذریعہ دعا کریں:

ارشاد خداوند عالم ہے:

﴿اُولٰئِکَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ یَبْتَغُوْنَ اِلٰی رَبِّہِمُ الْوَسِیْلَةَ﴾(۱)

''یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کررہے ہیں''

﴿یَااَیُّہَاالَّذِیْنَ آمَنُوْااتَّقُوْااللہَ وَابْتَغُوْااِلَیْہِ الْوَسِیْلَةَ﴾(۲)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو''

خداوند عالم نے یہ وسائل ان بندوں کیلئے قرار دئے ہیں جن کے اعمال اور دعا ئیں اللہ کی رحمت تک پہنچنے سے عاجز ہیں اور وہ (خدا) ارحم الراحمین ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

---

(۱)سورۂ اسرا آیت/۵۷۔

(۲)سورۂ مائدہ آیت/۳۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ﴾(۱)

''پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے''

بیشک انسانی حیات میں کلمۂ طیب اور عمل صالح ہے۔

﴿کلم الطیّب﴾ سے مراد انسان کا اللہ پر ایمان رکھنا، اخلاص، اُس (خدا) پر اعتماد رکھنا، اس سے امید رکھنا، اس سے دعا کرنا اور اس کی بارگاہ میں گڑگڑانا اور گریہ وزاری کرنا ہے۔

عمل صالح سے مراد وہ عمل ہے جس کے ذریعہ سے انسان کی انسانیت قائم ہوتی ہے اور وہ ایمان، اخلاص، اعتماد اور امید ہے۔

اور ﴿کلم الطیب﴾ ''خوشگوار گفتگو'' قرآن کی تصریح کی رو سے خداوند عالم کی جانب چلی جاتی ہے لیکن قرآن ہی کی صراحت کی بنا پر اس خوشگوار گفتگو کو خداوند عالم کی جانب نیک عمل ہی لے جاتا ہے۔

اگر عمل صالح نہ ہو تو ﴿کلم الطیب﴾ اللہ تک نہیں پہنچ سکتا، کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے کہ (عمل صالح) عاجز اور کمزور ہوتا ہے اور اس میں ﴿کلم الطیب﴾ کو اللہ تک پہنچانے کی طاقت وقدرت نہیں ہوتی لہٰذا ایسی صورت میں نہ تو انسان کی دعا اللہ تک پہنچتی ہے اور نہ ہی اس کی دعا مستجاب ہوتی ہے۔

اللہ نے انسان کی زندگی میں اس کے ہاتھوں میں کچھ ایسے وسائل دیدئے ہیں جن کے ذریعہ وہ خداوند عالم تک پہنچ سکتا ہے اگر یہ وسائل واسباب نہ ہوں تو انسان کیلئے اس کی دعا اور فریاد کے اللہ تک پہنچنے کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔

یہی وہ وسائل واسباب ہیں جن کی طرف قرآن کریم نے بھی اشارہ فرمایا ہے۔ان ہی

---

(۱) سورۂ فاطر آیت ۱۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وسائل میں سے رسول اللہ کا اپنی امت کے لئے دعا اور استغفار کرنا ہے۔خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿وَلَوْاَنَّهُمْ اِذْظَلَمُوْااَنْفُسَهُمْ جَاءُ وْکَ فَاسْتَغْفِرُوْااللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَلَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوْااللّٰهَ تَوَّابًا رَحِيْماً﴾(۱)

''اور کاش جب ان لوگوں نے اپنے نفس پر ظلم کیا تھا تو آپ کے پاس آتے اور خود بھی اپنے گناہوں کے لئے استغفار کرتے اور رسول بھی ان کے حق میں استغفار کرتے تو خدا کو بڑا ہی توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاتے''

قرآن کریم کی یہ آیت صاف طور پر یہ بیان کرتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا مومنین کے لئے استغفار کرنا ان وسائل میں سے ہے جن میں پروردگار عالم اپنے بندوں کو اس چیز کی رغبت دلاتا ہے جو دعا اور استغفار میں ان کیلئے وسیلہ قرار پائے۔

جو کچھ رسول اسلام صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کیلئے ان کی حیات طیبہ میں کہا جاتا ہے کہ انھوں نے مومنین کیلئے خدا سے استغفار کیا ہے وہ وفات کے بعد استغفار نہیں کر سکتے نہیں ایسا کچھ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم تو وفات کے بعد بھی زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کی طرف سے رزق پاتے ہیں۔

## رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کرنا

اسلامی روایات میں رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم اور اہل بیت علیہم السلام سے توسل کیلئے بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

داؤد برقی سے مروی ہے:''إِنّي كنت اسمع اباعبد اللّٰه عليه السلام اكثر مايلحّ في الدعاء على اللّٰه بحقّ الخمسة،يعني رسول اللّٰه،و اميرالمؤمنين، و فاطمة ، والحسنؑ، والحسينؑ'' (۲)

---

(۱)سورۂ نساء آیت/۶۴۔ (۱)وسائل الشیعہ جلد۴/۱۱۳۹،حدیث/۸۸۴۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"میں نے ابوعبداللہ علیہ السلام کو دعا میں اکثر پنجتن پاک کے وسیلہ سے دعا کرتے دیکھا ہے یعنی رسول اللہ، امیر المومنین، فاطمہ، حسن اور حسین علیہم السلام"

سماعہ سے مروی ہے: مجھ سے ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: اے سماعہ جب تمھیں خداوند عالم سے کوئی سوال درپیش ہو تو اس طرح کہو:

﴿اللھم انّي أسالک بحقّ محمّد وعلی فانّ لھماعندک شأناًمن الشأن وقدراًمن القدر،وبحقّ ذلک القدران تُصلّيَ علیٰ محمّد و آل محمّد وان تفعل بي کذا و کذا﴾(۱)

"پروردگارا میں تجھ کو محمد اور علی کا واسطہ دیکر سوال کرتا ہوں جن کا تیرے نزدیک بلند و بالا مقام ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر تو محمد وآل محمد پر درود بھیج اور میرے لئے ایسا ایسا انجام دے"

## دعائے کمیل کے ذریعہ اللہ تک رسائی کے وسائل

ہم دعاء کمیل میں ان وسائل کا مشاہدہ کرتے ہیں جن کے ذریعہ سے امیر المومنینؑ دعا میں خداوند عالم سے متوسل ہوئے ہیں۔

یہ وسائل دعا کے دوسرے حصہ میں بیان ہوئے ہیں جن کو امیر المومنین علیہ السلام نے خداوند عالم سے دعا اور حاجتوں کو پیش کرنے سے پہلے مدنظر رکھا ہے۔اس دعائے شریف میں بیان فرمایا ہے ان کو بیان کرنے سے پہلے ہم اس دعاء کمیل کا مختصر سا خاکہ بیان کرتے ہیں،اور جن بلند افکار پر یہ دعا مشتمل ہے ان کو بیان کریں گے نیز اس کی بھی وضاحت کریں گے کہ آپ نے اس دعا میں ان بلند افکار کے مابین کن طریقوں سے استفادہ فرمایا ہے۔

کیونکہ ائمہ سے منقول مشہور ادعیہ کی ہر عبارت کے معین افکار اور منظم اسلوب نیز دعا کے

---

(۱)عدۃ الداعی صفحہ/۳۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آغاز اور اختتام کی مخصوص روش ہے۔

معروف ادعیہ میں سے ہر دعا کی ایک مخصوص شکل ہے ان کیفیات کے مطالعہ سے ہمیں یہ استفادہ ہوتا ہے کہ دعا کی روش نیز خداوند عالم سے مناجات کرنے کا طریقہ کیا ہے۔

ہر دعا کیلیئے بلند وبالا اور بنیادی فکر ہے، افکار کا مجموعہ اسی فکر سے پرورش پاتا ہے، یہ بنیادی مطلب ہے اور دوسرے مطالب کا مجموعہ اسی اساسی مطلب سے پرورش پاتا ہے، سوال کرنے کا طریقہ اور سوال کرنے اور ختم کرنے کے اسلوب وطریقوں کو بتاتا ہے۔

اگر علمانے اس مسئلہ کو بطور کافی ووافی بیان کیا ہوتا تو اس سے مفید نتائج کا اخراج کرتے۔

اب ہم دعائے کمیل کے سلسلہ میں اس کے بنیادی افکار اور کیفیت کے متعلق بیان کرتے ہیں:

## دعا کمیل کی عام تقسیم

Presented By: www.jafrilibrary.com

دعاء کمیل مومنین کے درمیان بڑی مشہور ومعروف ہے جس کو مومنین ہر شب جمعہ کو پڑھا کرتے ہیں، اور اس کو کبھی تنہا اور کبھی ایک ساتھ مل کر بھی پڑھا کرتے ہیں۔

یہ دعا حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے منسوب ہے جو آپ نے کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فرمائی تھی اسی طرح یہ دعا ایک نسل کے بعد دوسری نسل میں مومنین تک پہنچتی رہی ہے۔

یہ دعا عبودیت، فروتنی وانکساری کے مفاہیم کے لحاظ سے بیش بہا خزانہ نیز زندہ اشکال میں تضرع، فریادخواہی نیز توبہ اور انابہ کا موجیں مارتا سمندر ہے۔

ہم اس دعاء میں بیان شدہ تمام مطالب ومفاہیم کی تشریح کرنا نہیں چاہتے چونکہ یہ طولانی بحثیں ہیں انشاءاللہ اگر موقع ملا، قسمت نے ساتھ دیا اور اسباب بھی پیدا ہو گئے تو ضرور ان مطالب کی تشریح کریں گے۔

لیکن اب ہم صرف اس دعا کی کیفیت کی وضاحت کرتے ہیں یہ دعا تین مخصوص مرحلوں پر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مشتمل ہے اور ہر مرحلہ آنے والے مرحلہ میں شمار ہوتا ہے ان تمام باتوں کی اساس و بنیاد دعا کی کیفیت سے درک ہوتی ہے یہ ہمارے دعا پڑھنے، اس میں بیان ہونے والے مفاہیم و افکار کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے اور ان سے متاثر ہونے میں ہماری بہت زیادہ مدد کرتے ہیں۔

شاید پروردگار عالم اس جہد و کوشش کو ان مومنین کیلئے نفع بخش اور مفید قرار دے جنھوں نے اس دعا کو پڑھنے کی اپنی عادت بنالی ہے۔

## تصمیم دعا کی فکر

جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں کہ یہ دعا تین مرحلوں پر مشتمل ہے:

پہلا مرحلہ: جو دعا کے شروع کرنے کے حکم میں ہے جس میں دعا کرنے والا اللہ کی بارگاہ میں کھڑا ہو کر دعا کرتا ہے۔ گڑگڑاتا ہے اور خدا سے مانگتا ہے، چونکہ گناہ انسان اور اللہ کے درمیان حائل ہو کر دعا کو مقید کر دیتے ہیں اور اگر بندہ خدا کے سامنے کھڑے ہو کر دعا کرنے کا موقف اپناتا ہے تو اس کیلئے اس پہلے مرحلہ کی رعایت کرنا نہایت ہی ضروری ہے۔

اس مرحلہ (ابتدائے دعا) میں اللہ سے مانگنے، طلب کرنے کے طریقہ کی ابتداء بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک اللہ سے مغفرت طلب کرنا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهْتِکُ الْعِصَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ...﴾

”خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگا دیتے ہیں۔ ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں“

یہ جملے مغفرت سے متعلق ہیں۔

اور دوسرے مرحلہ میں خدا کی یاد، شکر اور اسکا تقرب طلب کیا گیا ہے:

﴿وَاَسْأَلُکَ بِجُودِکَ اَنْ تُدْنِيَنِي مِنْ قُرْبِکَ وَاَنْ تُوْزِعَنِي شُکْرَکَ وَاَنْ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تُلْهِمَنِي ذِكْرَكَ﴾

"تیرے کرم کے سہارے میرا سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنالے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما"

پہلے تو انسان کے لئے خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرنے کیلئے کھڑا ہونا ضروری ہے۔

جس کے نتیجہ میں خداوند عالم اسکے گناہوں کو معاف کریگا، اسکے دل سے پردے ہٹا دیگا۔

دوسرے خداوند عالم کا بندے کو اپنے سے قریب ہونے اسکا شکر کرنے اور اس کے دل میں تذکرہ کرنے کی اجازت دینا ضروری ہے۔

یہ دعا میں وارد ہونے کے ابتدائی فقرے ہیں۔

اسکا دوسرا فقرہ اللہ کی بارگاہ میں اپنی ضرورتوں کو پیش کرنا اور اسکی طرف راغب ہونا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ وَاَسْأَلُكَ سُؤَالَ مَنِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهُ وَاَنْزَلَ بِكَ عِنْدَ الشَّدَائِدِ حَاجَتَهُ وَعَظُمَ فِيمَا عِنْدَكَ رَغْبَتُهُ﴾

"مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما خدایا میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو"

اللہ سے کوئی فرار نہیں کرسکتا اور نہ ہی خدا کے علاوہ بندے کی کوئی اور پناہگاہ ہے۔

یہ دو حقیقتیں ہیں:

الف۔ اللہ سے کوئی مفر نہیں ہے

﴿اَللّٰهُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُكَ وَعَلَا مَكَانُكَ وَخَفِيَ مَكْرُكَ وَظَهَرَ اَمْرُكَ وَغَلَبَ قَهْرُكَ وَجَرَتْ قُدْرَتُكَ وَلَا يُمْكِنُ الْفِرَارُ مِنْ حُكُومَتِكَ﴾

"خدایا تیری سلطنت عظیم، تیری منزلت بلند، تیری تدبیر مخفی، تیرا امر ظاہر، تیرا قہر غالب اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے"

## ب: اللہ کے علاوہ کوئی اور پناہ گاہ نہیں ہے

﴿اَللّٰهُمَّ لَاۤ اَجِدُ لِذُنُوْبِيْ غَافِراً وَلَا لِقَبَائِحِيْ سَاتِراً، وَلَا لِشَيْءٍ مِنْ عَمَلِيَ الْقَبِيْحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيْرَكَ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنْتَ﴾

"خدایا میرے گناہوں کے بخشنے والے، میرے عیوب کی پردہ پوشی کرنے والے، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والے تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے"

یہ اس ابتدائی مرحلہ کا دوسرا فقرہ ہے اور اس مرحلہ کے تیسرے فقرے میں حضرت علیؑ انسان کی مایوسی اور اس کی طویل شقاوت کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ عَظُمَ بَلَائِيْ وَ اَفْرَطَ بِيْ سُوْءُ حَالِيْ، وَقَصُرَتْ بِيْ اَعْمَالِيْ، وَقَعَدَتْ بِيْ اَغْلَالِيْ، وَحَبَسَنِيْ عَنْ نَفْعِيْ بُعْدُ اَمَلِيْ وَخَدَعَتْنِي الدُّنْيَا بِغُرُوْرِهَا، وَنَفْسِيْ بِجِنَايَتِهَا وَمِطَالِيْ يَا سَيِّدِيْ﴾

"خدایا میری مصیبت عظیم ہے، میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے، میرے اعمال میں کوتاہی ہے، مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑ کر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز کی امیدوں نے فوائد سے روک دیا ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے اے میرے سردار"

اس بے بسی، رنج و غم اور شقاوت کے اسباب انسان کا عمل اور اس کی کوششیں ہیں للٰہذا وہ خداوند عالم سے دعا کرے کہ اس کے گناہوں کو معاف کردے اور ان گناہوں کو اپنے اور دعا کے درمیان حائل نہ ہونے دے۔

﴿فَاَسْئَلُکَ بِعِزَّتِکَ اَنْ لَا يَحْجُبَ عَنْکَ دُعَائِيْ سُوْءُ عَمَلِيْ وَفِعَالِيْ وَلَا تَفْضَحْنِيْ بِخَفِيِّ مَا اطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنْ سِرِّيْ وَلَا تُعَاجِلْنِيْ بِالْعُقُوْبَةِ عَلٰى مَا عَمِلْتُهُ فِيْ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خَلَوَاتِي مِنْ سُوْءِ فِعْلِي وَ اِسَائَتِي وَدَوَامِ تَفْرِيْطِي وَجَهَالَتِي وَ كَثْرَةِ شَهْوَاتِي وَغَفْلَتِي﴾

"تجھے تیری عزت کا واسطہ۔ میری دعاؤں کو میری بداعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بنا پر برسر عام رسوا نہ ہونے پاؤں۔ میں نے تنہائیوں میں جو غلطیاں کی ہیں ان کی سزا فی الفور نہ ملنے پائے، چاہے وہ غلطیاں بدعملی کی شکل میں ہوں یا بے ادبی کی شکل میں۔ مسلسل کوتاہی ہو یا جہالت یا کثرت خواہشات وغفلت"

اس مرحلہ کے چوتھے فقرے میں ایک بہت بڑے مطلب کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ بندہ کا اپنے نقصان اور مایوسی کے وقت خدا کے علاوہ اس کا کوئی ملجاوماً ویٰ نہیں ہے:

﴿اِلٰهِي مَنْ لِيْ غَيْرُكَ اَسْأَلُهُ كَشْفَ ضُرِّيْ وَالنَّظَرَ فِيْ اَمْرِي﴾

"خدایا۔ پروردگار۔ میرے پاس تیرے علاوہ کون ہے جو میرے نقصانات کو دور کر سکے اور میرے معاملات پر توجہ فرما سکے"

اس مرحلہ کے پانچویں فقرے میں دو باتوں کا اعتراف کیا گیا ہے:

ا۔ گناہوں کا اعتراف۔

۲۔ اس چیز کا اعتراف کہ بندہ جب اللہ کے حدود و احکام کی مخالفت کرتا ہے اور اپنی خواہشات نفسانی میں غرق ہو جاتا ہے تو وہ خدا کے سامنے کوئی حجت پیش نہیں کر سکتا ہے۔

اس مرحلہ کے آخری اور چھٹے حصہ میں بندہ کا اپنے گناہوں، معصیت، ناامیدی شقاوت کا اعتراف کرنا ہے اور یہ اعلان کہ خدا سے کوئی فرار اختیار نہیں کر سکتا اور اسکے علاوہ بندہ کی کوئی پناہگاہ نہیں ہے، اور اللہ سے یہ درخواست کرنا کہ وہ بندے سے اس کے برے افعال، جرم و جرائم کا مواخذہ نہ کرے، اللہ کے سامنے گریہ وزاری اور اپنے مسکین ہونے کا اعتراف کرنے کے بعد بندہ یہ اعلان کرتا ہے کہ وہ اپنے مولا کی بارگاہ میں اپنے گناہ کا اعتراف کرتا ہے، اس سے نادم ہے، انکساری کرتا ہے چونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار نہیں کیا جا سکتا ہے اور وہ اپنے نقصان اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رنج وغم کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کے سامنے گڑگڑا نہیں سکتا ہے:

﴿وَقَدْ اَتَيْتُکَ يَا اِلٰهِي بَعْدَ تَقْصِيرِيْ وَاِسْرَافِي عَلٰى نَفْسِيْ مُعْتَذِراً نَادِماً مُنْكَسِراً مُسْتَقِيلاً مُنِيباً مُقِرّاً مُذْعِناً مُعْتَرِفاً لَا أَجِدُ مَفَرّاً مِمَّا كَانَ مِنِّيْ وَلَا مَفْزَعاً اَتَوَجَّهُ اِلَيْهِ فِيْ اَمْرِي غَيْرَ قَبُوْلِکَ عُذْرِيْ وَاِدْخَالِکَ اِيَّايَ فِيْ سَعَةِ رَحْمَتِکَ﴾

''اب میں ان تمام کوتاہیوں اور اپنے نفس پر تمام زیادتیوں کے بعد تیری بارگاہ میں ندامت انکساری، استغفار، انابت، اقرار، اذعان، اعتراف کے ساتھ حاضر ہو رہا ہوں کہ میرے پاس ان گناہوں سے بھاگنے کے لئے کوئی جائے فرار نہیں ہے اور تیری قبولیت معذرت کے علاوہ کوئی پناہ گاہ نہیں ہے۔صرف ایک ہی راستہ ہے کہ تو اپنی رحمت کاملہ میں داخل کر لے''

اس مقام پر یہ مرحلہ ختم ہو جاتا ہے۔

اور اس جملہ﴿وقد اتيتک﴾ کے ذریعہ انسان خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا اور تضرع کرنے کا اعلان کرتا ہے۔

یہاں سے دعا کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے اس مرحلہ میں امام علیہ السلام ان وسائل کا تذکرہ فرماتے ہیں جن کے ذریعہ اللہ سے متوسل ہوا جاتا ہے اور ہمارے (مولف) نظریہ کے مطابق وہ چار وسائل ہیں:

پہلا وسیلہ: خداوند عالم کا اپنے بندوں پر فضل وکرم ورحمت اور ان سے محبت کرنا ہے:

﴿يَامَنْ بَدَءَ خَلْقِيْ وَذِكْرِيْ وَتَرْبِيَتِيْ وَهَبْنِيْ لِاِبْتِدَاءِ كَرَمِکَ وَسَالِفِ بِرِّکَ بِيْ﴾

''اے میرے پیدا کرنے والے ۔اے میرے تربیت دینے والے۔اے نیکی کرنے والے!اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے''

دوسرا وسیلہ: ہمارا خداوند عالم سے محبت (لولگانا) کرنا اور اس کی وحدانیت کا اقرار کرنا ہے:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اَتُرَاکَ مُعَذِّبِي بِنَارِکَ بَعْدَ تَوْحِيْدِکَ وَبَعْدَ مَا انْطَوىٰ عَلَيْهِ قَلْبِي مِنْ مَعْرِفَتِکَ وَلَهِجَ بِهِ لِسَانِي مِنْ ذِكْرِکَ وَاعْتَقَدَهُ ضَمِيْرِي مِنْ حُبِّکَ وَبَعْدَ صِدْقِ اعْتِرَافِي وَدُعَائِي خَاضِعاً لِرُبُوبِيَّتِکَ﴾

"پروردگار! کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدۂ توحید کے بعد بھی تو مجھ پر عذاب نازل کرے، یا میرے دل میں اپنے معرفت کے باوجود مجھے مورد عذاب قرار دے کہ میری زبان پر مسلسل تیرا ذکر اور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔ میں صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں"

تیسرا وسیلہ: ہمارا عذاب کے تحمل کرنے میں کمزوری کا اعتراف ہے اپنی کھال کی کمزوری اور ہڈیوں کے ناتواں ہونے کا اقرار کرنا ہے:

﴿وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِي عَنْ قَلِيْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْيَا وَعُقُوْبَاتِهَا وَمَا يَجْرِي فِيْهَا مِنَ الْمَكَارِهِ عَلىٰ اَهْلِهَا عَلىٰ اَنَّ ذٰلِکَ بَلاَءٌ وَمَكْرُوْهٌ قَلِيْلٌ مَكْثُهُ يَسِيْرٌ بَقَائُهُ قَصِيْرٌ مُدَّتُهُ فَكَيْفَ اِحْتِمَالِي لِبَلاَءِ الآخِرَةِ وَجَلِيْلِ وَقُوْعِ الْمَكَارِهِ فِيْهَا... اِلٰهِي وَرَبِّي وَسَيِّدِي لِاَيِّ الْاُمُوْرِ اِلَيْکَ اَشْكُوْ وَلِمَا مِنْهَا اَضِجُّ وَاَبْكِي لِاَلِيْمِ الْعَذَابِ وَشِدَّتِهِ اَمْ لِطُوْلِ الْبَلاَءِ وَمُدَّتِهِ﴾

"پروردگار تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنیٰ سی سختی کو برداشت نہیں کر سکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔ تو میں ان آخرت کی بلاؤں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم ہیں... خدایا۔ پروردگارا۔ میرے سردار۔ میرے مولا! میں کس کس بات کی فریاد کروں اور کس کس کام کے لئے آہ وزاری اور گریہ وبکا کروں، قیامت کے دردناک عذاب اور اس کی شدت کے لئے یا اس کی طویل مصیبت اور دراز مدت کے لئے"

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



چوتھا وسیلہ: امام علیہ السلام نے اس دعا میں بیان فرمایا ہے وہ اس بھاگے ہوئے غلام کی طرح ہے جس نے اپنے آقا کی نافرمانی کی ہو اور وہ پھر اپنے آقا کی پناہ اور اس کی مدد چاہتا ہو جب اسکے تمام راستہ بند ہو گئے ہوں اور اس کی اپنے مولا کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہ ہو۔

اس وسیلہ کی امام علیہ السلام ان کلمات میں عکاسی فرماتے ہیں:

﴿فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِي وَمَوْلَاي اُقْسِمُ صَادِقاً لَئِنْ تَرَکْتَنِي نَاطِقاًلأَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَاضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلأَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلأُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یَاغَایَةَ آمَالِ الْعَارِفِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاحَبِیْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِیْنَ وَ یَااِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ﴾

''تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا ومولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا۔ اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور ''عزیز گم کردہ'' کی طرح تیری دوری پر آہ و بکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس۔ صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے''

یہاں پر اس دعائے شریفہ کے چاروں وسیلے پیش کرنے کے بعد دوسرا مرحلہ ختم ہو جاتا ہے جن کے ذریعہ بندہ اللہ سے دعا اور سوال کرنے کیلئے لو لگاتا ہے۔

اب ہم اس دعائے شریفہ کے تیسرے مرحلہ کو پیش کرتے ہیں۔ (امام علیہ السلام ان چاروں وسیلوں سے اللہ سے متوسل ہونے کے بعد) جس میں امام علیہ السلام اپنی حاجات ومطالب کو یکے بعد دیگرے خدا کی بارگاہ میں پیش کرتے ہیں یہ تمام حاجتیں ایک پست نقطہ یعنی بندہ کی حیثیت اور اس کے عمل سے شروع ہوتی ہیں اور بلندترین نقطہ قمہ یعنی انسان کا اپنے آقا کی رحمت کے سلسلہ میں وسیع شوق پر ختم ہوتی ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہم پستی کے مقام پر اس طرح پڑھتے ہیں:

﴿أَنْ تَهَبَ لِي فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِي هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُهُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ قَبِيحٍ اَسْرَرْتُهُ﴾

''مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کر دے۔ میرے سارے جرائم، سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں...''

اور بلند نظری کے سلسلہ میں ہم اس طرح پڑھتے ہیں:

﴿وَاجْعَلْنِي مِنْ اَحْسَنِ عَبِيدِكَ نَصِيباً عِنْدَكَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْكَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَّدَيْكَ﴾

''اور مجھے بہترین حصہ پانے والا، قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا''

اور جن حاجتوں کو امام علیہ السلام نے ان فقروں میں بیان فرمایا ہے ان کے چار گروہ ہیں۔

۱۔ پہلا گروہ: خداوند عالم ہم کو بخش دے اور ہم سے ہمارے گناہوں کا مواخذہ نہ کرے ہماری برائیوں سے درگذر فرما ہمارے جرم اور جن برائیوں کا ہم نے ارتکاب کیا ان کو معاف فرما:

﴿أَنْ تَهَبَ لِي فِي هٰذِهِ اللَّيْلَةِ وَفِي هٰذِهِ السَّاعَةِ كُلَّ جُرْمٍ اَجْرَمْتُهُ وَكُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ قَبِيحٍ اَسْرَرْتُهُ وَكُلَّ جَهْلٍ عَمِلْتُهُ كَتَمْتُهُ اَوْ اَعْلَنْتُهُ، اَخْفَيْتُهُ اَوْ اَظْهَرْتُهُ، وَكُلَّ سَيِّئَةٍ اَمَرْتَ بِاِثْبَاتِهَا الْكِرَامَ الْكَاتِبِيْنَ الَّذِيْنَ وَكَّلْتَهُمْ بِحِفْظِ مَايَكُوْنُ مِنِّي وَجَعَلْتَهُمْ شُهُوْداً عَلَيَّ مَعَ جَوَارِحِي﴾

''مجھے اِسی رات میں اور اِسی وقت معاف کر دے۔ میرے سارے جرائم، سارے گناہ اور ساری ظاہری اور باطنی برائیاں اور ساری جہالتیں جن کو میں نے خفیہ طریقہ سے یا علی الاعلان چھپا کر یا ظاہر کر کے عمل کیا ہے اور میری تمام خرابیاں جنھیں تو نے درج کرنے کا حکم کراماً کاتبین کو دیا ہے جن

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کو اعمال کے محفوظ کرنے کے لئے معین کیا ہے اور میرے اعضاء و جوارح کے ساتھ ان کو میرے اعمال کا گواہ قرار دیا ہے"

دوسرے گروہ میں امام علی علیہ السلام اللہ سے رحمت نازل کرنے کیلئے عرض کرتے ہیں اور خدا سے عرض کرتے ہیں اے پروردگار وہ ہر شان، ہر رزق اور خیر جو تو نازل کرتا ہے اس میں میرا حصہ قرار دے۔

﴿وَاَنْ تُوَفِّرَ حَظِّي مِنْ كُلِّ خَيْرٍ اَنْزَلْتَهُ اَوْبِرٍّ نَشَرْتَهُ اَوْ رِزْقٍ بَسَطْتَهُ﴾

"میرے پروردگار اپنی طرف سے نازل ہونے والے ہر خیر و احسان اور نشر ہونے والی ہر نیکی، ہر وسیع رزق، ہر بخشے ہوئے گناہ، عیوب کی ہر پردہ پوشی میں سے میرا وافر حصہ قرار دے"

یہ وسیع دعا ان تمام چیزوں کو شامل ہے جو اللہ کی رحمتوں سے خارج نہیں ہو سکتی ہیں۔

اس دعا کے تیسرے گروہ میں طولانی فقرے ہیں اور اس مطلب کی عکاسی کرتے ہیں کہ امام علی علیہ السلام نے اللہ سے لو لگانے کا بڑا اہتمام فرمایا ہے۔

مولائے کائنات خداوند عالم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میرے اوقات کو اپنے ذکر سے پر کردے اپنی خدمت میں لگے رہنے کی دھن لگا دے، اپنے (خدا) سے ڈرتے رہنے کی توفیق عطا کر، اپنے سے قریب کر اور اپنے جوار میں جگہ عطا فرما:

﴿اَسْأَلُكَ اَنْ تَجْعَلَ اَوْقَاتِي مِنَ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ بِذِكْرِكَ مَعْمُوْرَةً وَبِخِدْمَتِكَ مَوْصُوْلَةً... قَوِّ عَلٰى خِدْمَتِكَ جَوَارِحِي، وَاشْدُدْ عَلَى الْعَزِيْمَةِ جَوَانِحِي وَهَبْ لِيَ الْجِدَّفِي خَشْيَتِكَ وَالدَّوَامِ فِي الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِكَ حَتّٰى اَسْرَحَ اِلَيْكَ فِي مَيَادِيْنِ السَّابِقِيْنَ، وَاشْتَاقَ اِلٰى قُرْبِكَ فِي الْمُشْتَاقِيْنَ وَاَدْنُوَمِنْكَ دُنُوَّ الْمُخْلِصِيْنَ، وَاَخَافَكَ مَخَافَةَ الْمُوْقِنِيْنَ، وَاجْتَمِعَ فِي جَوَارِكَ مَعَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

"میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ دن اور رات میں جملہ اوقات اپنی یاد سے معمور کردے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اپنی خدمت کی مسلسل توفیق عطا فرما... اپنی خدمت کے لئے میرے اعضاء وجوارح کومضبوط کردے اوراپنی طرف رخ کرنے کے لئے میرے ارادۂ دل کو مستحکم بنادے۔اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اوراپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تاکہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتارافراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں۔مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اورمخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں۔صاحبان یقین کی طرح تیرا خوف پیدا کروں اور مومنین کے ساتھ تیرے جوار میں حاضری دوں''

ہمارے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ پہلے اور تیسرے گروہ کے دعا کے تمام فقرے بندے کے اللہ سے لولگانے کیلئے مخصوص ہیں لیکن پہلے گروہ (قسم) میں سلبی پہلو اختیار کیا گیا ہے اس میں انسان اللہ سے اپنے گناہوں کی مغفرت چاہتا ہے ان سے در گذر چاہتا ہے ؛اور تیسرے گروہ (قسم) میں ایجابی (مثبت) پہلو کو مدنظر رکھا گیا ہے اس میں خدا سے اخلاص ،خوف ،خشیت ،حب اور شوق کی بنیاد پر اللہ سے لولگانے کو کہا گیا ہے۔

چوتھے گروہ (قسم) میں ان مطالب کو مدنظر رکھا گیا ہے جن میں امامؑ نے خداوند عالم سے ظالموں کے مکراوران کے شر سے بچنے کی درخواست کی ہے اوران کے شر کو خودان ہی کی طرف پلٹنا نے کو کہا ہے اورظالموں کے ظلم اوران کی اذیتوں سے محفوظ رہنے کی درخواست کی ہے:

﴿اَللّٰھُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِي بِسُوْءٍ فَارِدْہُ،وَمَنْ کَادَنِي فَکِدْہُ﴾

''خدایا! جوبھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا''

﴿وَاکْفِنِي شَرَّ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ مِنْ اَعْدَائِي﴾

''اور مجھے تمام دشمنان جن وانس کے شر سے محفوظ فرمانا''

یہ اس دعا شریف کا بہت ہی مختصر اور مفید خلاصہ ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لہٰذا اس اجمال کی تشریح کرنا ضروری ہے۔

## دعاء کمیل کے چار وسیلے

اب ہم دعاء کمیل کے چار وسیلوں کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں اور یہ اس دعا شریف کی دوسری فصل ہے۔

### پہلا وسیلہ

خداوند عالم نے اپنے بندے پر پہلے ہی اپنا فضل و کرم فرمادیا ہے۔ جب بندہ اپنے عمل و کوشش میں عاجز ہو جاتا ہے اور اس کے اور اللہ کے درمیان پردے حائل ہو جاتے ہیں تو خدا کا بندے پر فضل اور اس کی رحمت خدا تک پہنچنے کے لئے بندہ کی شافع ہوتی ہے۔

خدا کا بندے پر سابق فضل اور رحمت نازل کرنا اللہ کا بندے سے محبت کرنے کی علامت ہے۔

اور اسی (حب الٰہی) کے ذریعہ بندہ خداوند عالم کے سامنے اپنی حاجتیں پیش کرتا ہے جب بندہ خدا کی رحمت کا مستحق نہیں ہوتا تو اللہ کی محبت اس کو اپنی رحمت اور فضل کا اہل بنا دیتی ہے اور اس کو مقام اجابت تک پہنچاتی ہے امام علیہ السلام اس وسیلہ کے بارے میں فرماتے ہیں:

﴿يَامَنْ بَدَءَ خَلْقِي وَذِكْرِي وَتَرْبِيَتِي وَبِرِّي،هَبْنِي لاِبْتِدَاءِ كَرَمِكَ وَسَالِفِ بِرِّكَ بِي﴾

"اے میرے پیدا کرنے والے، اے میرے تربیت دینے والے، اے نیکی کرنے والے! اپنے سابقہ کرم اور گذشتہ احسانات کی بنا پر مجھے معاف فرمادے"

ہماری پیدائش بھی اللہ سے سوال کرنے سے پہلے نیکی کا ذکر، خلق اور تربیت کے ذریعہ ہوئی جبکہ ہم اس کے مستحق نہیں تھے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جب ہمارے گناہ اور ہماری برائیاں اللہ کی نیکی اور اس کی رحمت کے درمیان حائل ہو جاتے ہیں تو اللہ کی محبت ہماری شفاعت کرتی ہے اور ہم کو اللہ کے روبرو اور اسکی رحمت کے مقام پر لاکر کھڑا کر دیتی ہے۔

## دوسرا وسیلہ

ہماری خدا سے محبت، اس کی ہمارے لئے کامیاب محبت کا وسیلہ ہے۔امام علیہ السلام نے پہلے وسیلہ میں خدا کی محبت کا ذکر کیا ہے اور اس کے بعد خداوند عالم سے اپنی محبت کو وسیلہ قرار دیا ہے۔

اس وسیلہ کے سیاق میں ہمارا خدا کی وحدانیت کا اقرار، اس کی بارگاہ میں خضوع وخشوع، ہماری نمازیں سجدے، ذکر، شھادت (گواہی)، اس کی ربوبیت کا اقرار نیز اس کی عبودیت کا اقرار کرنا یہ تمام چیزیں آتی ہیں۔

ان تمام چیزوں کا مرجع دو ہی چیزیں ہیں: ہمارا اس سے محبت کرنا اور اس کی توحید کا اقرار کرنا ہے۔ بیشک (حب) اور (توحید) دونوں ایسے سرمایہ ہیں جن کو اللہ رد نہیں کرتا ہے اور ہم کو بھی دونوں چیزوں میں ایک لحظہ کیلئے بھی کوئی شک نہیں کرنا چاہئے۔

امام علیہ السلام اس وسیلہ سے متوسل ہونے کیلئے فرماتے ہیں:

﴿اَتُرَاکَ مُعَذِّبِي بِنَارِکَ بَعْدَ تَوْحِيدِکَ وَبَعْدَ مَاانْطَوىٰ عَلَيْهِ قَلْبِي مِنْ مَعْرِفَتِکَ وَلَهِجَ بِهِ لِسَانِي مِنْ ذِكْرِکَ وَاعْتَقَدَهُ ضَمِيرِي مِنْ حُبِّکَ وَبَعْدَ صِدْقِ اعْتِرَافِي وَدُعَائِي خَاضِعاً لِّرُبُوبِيَّتِکَ﴾

"کیا یہ ممکن ہے کہ میرے عقیدۂ توحید کے بعد بھی تو مجھ پر عذاب نازل کرے، یا میرے دل میں اپنی معرفت کے باوجود مجھے موردِ عذاب قرار دے کہ میری زبان پر مسلسل تیرا ذکر اور میرے دل میں برابر تیری محبت جاگزیں رہی ہے۔ میں صدق دل سے تیری ربوبیت کے سامنے خاضع ہوں"

یہاں پر ہم دعا کے اس فقرہ سے متعلق ایک واقعہ نقل کرتے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہا جاتا ہے: جب خداوند عالم نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کی حکومت وسلطنت عطا کی تو آپ ایک دن اپنے گھر کے سامنے تخت پر ایک ایسے نیک وصالح بندے کے ساتھ تشریف فرما تھے جس کو اللہ نے علم اور نور عطا کیا تھا، اسی وقت اس تخت کے پاس سے ایک نوجوان کا گذر ہوا تو اس صالح بندے نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ کیا آپ اس جوان کو پہچانتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: نہیں تو اس بندے نے عرض کیا: یہ وہی بچہ ہے جس نے آپ کے بری وپاک ہونے کی اس وقت گواہی دی تھی جب عزیز مصر کی زوجہ نے آپ پر الزام لگایا تھا۔

﴿وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِنْ اَهْلِهَا اِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ قُبُلٍ فَصَدَقَتْ وَهُوَ مِنَ الْكَاذِبِينَ. وَاِنْ كَانَ قَمِيصُهُ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ فَكَذَبَتْ وَهُوَ مِنَ الصَّادِقِينَ﴾(۱)

''اور اس پر اس کے گھر والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی بھی دیدی کہ اگر ان کا دامن سامنے سے پھٹا ہے تو وہ سچی ہے اور یہ جھوٹوں میں سے ہیں اور اگر ان کا کرتا پیچھے سے پھٹا ہے تو وہ جھوٹی ہے اور یہ سچوں میں سے ہیں''

یہ وہی شیر خوار بچہ ہے جس نے گہوارے میں آپ کی گواہی دی تھی اور یہ اب جوان ہو گیا ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے اس کو بلایا، اپنے پہلو میں بیٹھایا اور اس کا بہت زیادہ احترام کیا اور وہ عبد صالح حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس متعجب ہو کر مسکراتے ہوئے حضرت یوسفؑ کے اس برتاؤ کا مشاہدہ کرتا رہا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے اس نیک بندے سے فرمایا۔کیا تم کو میرے اس جوان کے عزت وکرام کرنے پر تعجب ہو رہا ہے؟ تو اس نے کہا: نہیں لیکن اس جوان کی آپ کے بری الذمہ ہونے کی گواہی کے علاوہ اور کوئی حیثیت نہیں ہے، خدا نے اس کو قوت گویائی عطا کی جبکہ اس کی خود اس

---

(۱) سورۂ یوسف آیت/۲۶۔۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں کوئی فضیلت نہیں ہے، اس کے باوجود آپ نے اس کا اتنا زیادہ اکرام کیا اس کو اتنی عزت دی ہے۔

تو یہ کیسے ممکن ہے کہ کوئی بندہ اللہ کے سامنے اتنے طولانی سجدے کرے اور وہ اس کو جہنم کی آگ میں جلا دے، یا اس بندے کے اس دل کو جلا دے جو اس کی محبت سے لبریز ہے، یا اس کی اس زبان کو جلا دے جس سے اس نے خدا کو بہت زیادہ یاد کیا یا اسکی وحدانیت کی گواہی دی اور اس کی وجہ سے شرک کا انکار کیا ہے؟

حضرت امام علی علیہ السلام اس سلسلہ میں فرماتے ہیں:

﴿وَلَیْتَ شِعْرِي یَاسَیِّدِي وَاِلٰهِي وَمَوْلَائِي اتُسَلِّطُ النَّارَعَلیٰ وُجُوْهٍ خَرَّتْ لِعَظْمَتِکَ سَاجِدَةً وَعَلیٰ اَلْسُنٍ نَطَقَتْ بِتَوْحِیْدِکَ صَادِقَةً وَبِشُکْرِکَ مَادِحَةً وَعَلیٰ قُلُوْبٍ اعْتَرَفَتْ بِاِلٰهِیَّتِکَ مُحَقِّقَةً وَعَلیٰ ضَمَائِرَحَوَتْ مِنَ الْعِلْمِ بِکَ حَتّیٰ صَارَتْ خَاشِعَةً وَعَلیٰ جَوَارِحَ سَعَتْ اِلیٰ اَوْطَانِ تَعَبُّدِکَ طَائِعَةً،وَاَشَارَتْ بِاِ سْتِغْفَارِکَ مُذْعِنَةً مَا هٰکَذَاا لظَّنُّ بِکَ وَلَااُخْبِرْنَابِفَضْلِکَ عَنْکَ یَاکَرِیْمُ﴾

''میرے سردار۔ میرے خدا میرے مولا! کاش میں یہ سوچ بھی سکتا کہ جو چہرے تیرے سامنے سجدہ ریز رہے ہیں ان پر بھی تو آگ کو مسلط کردے گا اور جو زبانیں صداقت کے ساتھ حرف توحید کو جاری کرتی رہی ہیں اور تیری حمد وثنا کرتی رہی ہیں یا جن دلوں کو تحقیق کے ساتھ تیری خدائی کا اقرار ہے یا جو ضمیر تیرے علم سے اس طرح معمور ہیں کہ تیرے سامنے خاضع وخاشع ہیں یا جو اعضاء و جوارح تیرے مراکز عبادت کی طرف ہنسی خوشی سبقت کرنے والے ہیں اور تیرے استغفار کو یقین کے ساتھ اختیار کرنے والے ہیں؛ ان پر بھی تو عذاب کرے گا۔ ہرگز تیرے بارے میں ایسا خیال بھی نہیں ہے اور نہ تیرے فضل وکرم کے بارے میں ایسی کوئی اطلاع ملی ہے''

## تیسرا وسیلہ

عذاب برداشت کرنے کے مقابلہ میں ہمارا کمزور ہونا، ہماری کھال کا باریک ہونا، ہماری

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہڈیوں کا کمزور ہونا، ہم میں صبر اور قوت برداشت کے مادہ کا کم ہونا، کمزوری، قوی متین تک پہنچنے میں ایک کامیاب وسیلہ ہے، ہر کمزور قوی کو جذب کرنے اور اس کی عطوفت ومحبت کو اخذ کرنے کی خواہش کرتا ہے۔

بیشک کمزور میں ایک راز ہے جس کی بنا پر اسے ہمیشہ قوی کی طلب ہوتی ہے اسی طرح قوی (طاقتور) کو ہمیشہ کمزور کی تلاش رہتی ہے یعنی دونوں میں سے ہر ایک کو ایک دوسرے کی تلاش رہتی ہے۔

بیشک شیر خوار اپنی کمزوری کی بناء پر اپنی ماں کی محبت چاہتا ہے جس طرح مادر مہربان کو بچہ کی کمزوری اور اس کی رقت کی چاہت ہوتی ہے۔

کمزور کا اسلحہ اور وسیلہ بکا اور امید ہے امیر المومنین علی علیہ لاسلام اس دعاء کمیل میں فرماتے ہیں:

﴿یَامَنِ اسْمُهُ دَوَاءٌ،وَذِکْرُهُ شِفَاءٌ وَطَاعَتُهُ غِنیً اِرْحَمْ مَنْ رَّاسُ مَالَهُ الرَّجَاءُ وَسِلاَحَهُ الْبُکَاءُ﴾

"اے وہ پروردگار جس کا نام دوا، جس کی یاد شفا... اس بندہ پر رحم فرما جس کا سرمایہ فقط امید اور اس کا اسلحہ فقط گریہ ہے"

بیشک فقیر کا اصل سرمایہ غنی (مالدار) سے امید رکھنا ہے، کمزور کا اسلحہ، قوی کے نزدیک گریہ وزاری کرنا ہے، اور دنیا میں جو کمزور کے، قوی وطاقتور سے اور طاقتور کے کمزور سے لو لگانے کے سلسلہ میں اللہ کی سنتوں کو نہیں سمجھ پائے گا وہ اس دعاء کمیل میں حضرت علی علیہ السلام کے ان موثر فقروں کو نہیں سمجھ پائیگا۔

حضرت امام علی بن ابی طالب علیہ السلام دوسری مناجات میں فرماتے ہیں:

﴿انت القوي وانا الضعيف وهل يرحم الضعيف الا القوي﴾

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''تو قوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کیا طاقتور کے علاوہ کوئی کمزور پر رحم کرسکتا ہے''

امام علیہ السلام اس دعا کمیل میں بندے کی کمزوری، اس کی تدبیر کی کمی اسکے صبر و تحمل کے جلدی ختم ہوجانے، کھال کے رقیق ہونے اور اسکی ہڈیوں کے رقیق ہونے سے متوسل بہ بارگاہ خداوند قدوس ہوتے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿یَارَبِّ ارْحَمْ ضَعْفَ بَدَنِي وَرِقَّةَجِلْدِي وَدِقَّةَ عَظْمِي﴾

''پروردگار میرے بدن کی کمزوری، میری جلد کی نرمی اور میرے استخواں کی باریکی پر رحم فرما'

ہم کو دنیا میں کانٹا چبھتا ہے، انگارے سے ہمارا ہاتھ جل جاتا ہے اور جب ہم کو دنیا میں ہلکی سی بیماری لاحق ہوجاتی ہے تو ہماری نیند اڑ جاتی ہے اور ہم بے چین ہوجاتے ہیں، جبکہ اس تھوڑی سی دیر کی بیماری کو خداوند عالم نے امتحان کے لئے قرار دیا ہے تو ہم اس وقت کیا کریں گے جب ہم دردناک عذاب کی طرف لے جائے جائیں گے اور عذاب کے فرشتوں سے کہا جائیگا:

﴿خُذُوْهُ فَغُلُّوْهُ ثُمَّ الْجَحِيْمَ صَلُّوْهُ ثُمَّ فِیْ سِلْسِلَةٍذَرْعُهَاسَبْعُوْنَ ذِرَاعاً فَاسْلُكُوْهُ﴾(۱)

''اب اسے پکڑو اور گرفتار کرلو، پھر اسے جہنم میں جھونک دو، پھر ستر گز کی ایک رسی میں اسے جکڑ لو''

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفِي عَنْ قَلِيْلٍ مِنْ بَلاَءِ الدُّنْيَاوَعُقُوْبَاتِهَاوَمَايَجْرِیْ فِيْهَا مِنَ الْمَكَارِهِ عَلیٰ اَهْلِهَاعَلیٰ اَنَّ ذٰلِکَ بَلاَءٌ وَمَكْرُوْهٌ قَلِيْلٌ مَكْثُهُ يَسِيْرٌبَقَائُهُ قَصِيْرٌمُدَّتُهُ

---

(۱) سورۃ الحاقۃ آیت ۳۰، ۳۱، ۳۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فَكَيْفَ احْتِمَالِي لِبَلاءِ الآخِرَةِ وَجَلِيلِ وُقُوعِ الْمَكَارِهِ فِيهَا وَهُوَ بَلَاءٌ تَطُولُ مُدَّتُهُ وَيَدُومُ مُقَامُهُ وَلَا يُخَفَّفُ عَنْ اَهْلِهِ لِاَنَّهُ لَا يَكُونُ إِلَّا عَنْ غَضَبِكَ وَانْتِقَامِكَ وَسَخَطِكَ وَهٰذَا مَالَا تَقُومُ لَهُ السَّمٰوٰاتُ وَالْاَرْضُ يَاسَيِّدِي فَكَيْفَ لِي وَاَنَا عَبْدُكَ الضَّعِيفُ الذَّلِيلُ الْحَقِيرُ الْمِسْكِينُ الْمُسْتَكِينُ يَااِلٰهِي وَرَبِّي وَسَيِّدِي وَمَوْلَايَ ﴾

''پروردگارا تو جانتا ہے کہ میں دنیا کی معمولی بلا اور ادنیٰ سی سختی کو برداشت نہیں کرسکتا اور میرے لئے اس کی ناگواریاں ناقابل تحمل ہیں جب کہ یہ بلائیں قلیل اور ان کی مدت مختصر ہے۔تو میں ان آخرت کی بلاؤں کو کس طرح برداشت کروں گا جن کی سختیاں عظیم،جن کی مدت طویل اور جن کا قیام دائمی ہے۔جن میں تخفیف کا بھی کوئی امکان نہیں ہے اس لئے کہ یہ بلائیں تیرے غضب اور انتقام کا نتیجہ ہیں اور ان کی تاب زمین و آسمان نہیں لا سکتے ،تو میں ایک بندۂ ضعیف و ذلیل وحقیر ومسکین و بے چارہ کیا حیثیت رکھتا ہوں خدایا، پروردگارا، میرے سردار، میرے مولا''

## چوتھا وسیلہ

امام علیہ السلام اس دعا میں بندہ کے اللہ سے مضطر ہونے کو بیان فرماتے ہیں اور انسان کیلئے اضطرار ایک کامیاب وسیلہ ہے اور اس کی حاجتیں اللہ کے علاوہ کسی اور کے ذریعہ پوری نہیں ہوسکتی ہیں۔

ہماری اضطرار سے مراد یہ ہے کہ انسان کی حاجتیں اللہ کے علاوہ کوئی اور پورا نہیں کرسکتا ہے اور اس کی پناہگاہ کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں ہے،انسان اللہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھاگ کر جا ہی نہیں سکتا اللہ کے علاوہ اس کو کوئی اور پناہگاہ نہیں مل سکتی ہے۔

چھوٹا بچہ بچپن میں اپنے ماں باپ کے علاوہ کسی اور کو ایسا نہیں پاتا جو اس کے کام آئے اس کا دفاع کرے اس کی حاجتیں پوری کرے اس کی ہر خواہش وچاہت پر لبیک کہے اس پر عطوفت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرے لہٰذا وہ اپنے والدین سے مانوس ہوتا ہے وہ اپنے ابھرتے بچپن میں ان دونوں سے اپنے ہر مطالبہ اور ہر ضرورت کو ان کی رحمت رافت شفقت سے پاتا ہے جب بچہ کو کوئی تکلیف ہوتی ہے تو ان کو تکلیف ہوتی ہے جب اس کو کسی چیز کا خوف ہوتا ہے تو وہ اپنے والدین کی پناہ میں آجاتا ہے اور ان کے پاس اس کو امن وچین، رحمت اور شفقت ملتی ہے اس کی ضرورتیں پوری ہوتی ہیں اور جس چیز سے اس کو خوف ہوتا ہے ان سے امان ملتی ہے۔

جب وہ کبھی ایسا کام انجام دیتا ہے جس میں وہ ان دونوں کے عقاب کا مستحق ہوتا ہے اور اس کو اپنی جان کا خوف ہوتا ہے تو وہ اپنے دائیں بائیں نظریں ڈالتا ہے تو اس کو کوئی پناہگاہ نظر نہیں آتی اور نہ ہی وہ ان دونوں سے فرار کر سکتا ہے اور ان کے علاوہ کوئی امن کی جگہ اس کو نظر نہیں آتی تو انھیں کی پناہگاہ میں چلا جاتا ہے اور اپنے نفس کو ان کا مطیع وفرمانبردار کہہ کر ان سے فریاد کرتا ہے حالانکہ وہ دونوں اس کو مارنے اور مواخذہ کرنے کا ارادہ کرتے ہیں۔

والدین کو بھی اس طرح کے اکثر مناظر دیکھنے کو ملتے ہیں اور بچہ ان کی محبت اور عطوفت کو حاصل کر لیتا ہے۔

امام علیہ السلام اس دعائے شریفہ میں اسی معنی کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ آپ ہر مسئلہ میں اللہ سے پناہ مانگتے تھے جب آپ پر کوئی سخت وقت آتا تھا، کوئی مصیبت پڑتی تھی یا کسی مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا تھا تو آپ اللہ کی بارگاہ میں فریاد کرتے تھے اور اسی سے لو لگاتے تھے لیکن پھر بھی آپ کو اپنی مصیبت کے سلسلہ میں اللہ کے علاوہ اور کوئی پناہگاہ نہیں ملتی تھی امام علیہ السلام انسان کا اسی حالت میں مشاہدہ کرتے ہیں وہ خداوند عالم کے اسی غضب کے سامنے ہے جس کی رحمت کی اسے امید ہے اور اس خداوند قدوس کی عقوبت کے سامنے ہے جس کے غضب سے وہ سلامتی چاہتا ہے۔

بندے کی (جب وہ اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق دیکھتا ہے) اللہ کے علاوہ اور کوئی پناہگاہ نہیں ہے اللہ کے علاوہ وہ کہیں فرار اختیار نہیں کر سکتا نہ اس کو خدا کے علاوہ کسی کی حمایت حاصل ہو سکتی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے اور نہ ہی وہ خدا کے علاوہ کسی اور سے سوال کر سکتا ہے۔

جب عذاب کے فرشتے اس کو جہنم کی طرف لے جاتے ہیں تو وہ خدا کی بارگاہ میں گڑگڑا تا ہے اس سے امن وچین طلب کرتا ہے اس سے فریاد کرتا ہے، اپنے نفس کیلئے اس سے رحمت طلب کرتا ہے جیسے وہ بچہ کہ جب اس کے والدین اس سے ناراض ہو جاتے ہیں تو اس کے پاس ان دونوں کے علاوہ کسی اور کی طرف فرار کرنے کی کوئی جگہ باقی نہیں رہ جاتی ہے اور وہ ان کے علاوہ وہ کسی کو اپنا مونس ومددگار نہیں پاتا ہے۔

ہم امام علیہ السلام سے ان کلمات میں دقیق ورقیق وشفاف مطالب کو سنتے ہیں جن کو توحید اور دعا کی روح وجان کہا جاتا ہے:

﴿فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِي وَمَوْلَاي اُقْسِمُ صَادِقاً لَأنْ تَرَکْتَنِي نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَا ضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلَأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَأَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یَاغَایَةَ آمَالِ الْعَارِفِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاحَبِیْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِیْنَ وَ یَااِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ﴾

’’تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا ومولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور ’’عزیز گم کردہ‘‘ کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس، صادقین کے دلوں کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے‘‘

قضیہ کی یہ پہلی وجہ ہے اور دوسری وجہ بھی پہلی وجہ کی طرح واضح وروشن ہے یعنی خداوند عالم کا اپنے بندہ سے رابطہ۔

پہلی وجہ کا خلاصہ یہ ہے کہ بندہ جب مضطر ہوتا ہے تو خدا سے ہی لو لگاتا ہے اس کی رحمت اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس کی امن کی تلاش میں رہتا ہے۔

بندہ سے خداوند عالم کے محبت کرنے کا دوسرا رخ اس وقت نظر آتا ہے جب وہ تیز بخار میں مبتلا ہوتا ہے اور اُس (خدا) کی رحمت کا طلبگار ہوتا ہے خداوند عالم سے خود اسی خدا کی طرف فرار کرتا ہے خداوند عالم کی رحمت اور فضل کو اس حال میں طلب کرتا ہے کہ وہ خداوند عالم کی عقوبت اور انتقام کے سامنے ہوتا ہے۔

کیا یہ ممکن ہے کہ خداوند تبارک وتعالیٰ ارحم الراحمین ہونے کے باوجود بندہ کی فریاد سنتا ہو اور اس (بندہ) کو اس کی عقل کی کمی اور جہالت کی وجہ سے اس کا ٹھکانا جہنم بنادے جبکہ وہ اس سے فریاد کرتا ہے، اس کا نام لیکر چیختا ہے، اپنی زبان سے اس کی توحید کا اقرار کرتا ہے، اس سے جہنم سے نجات کا سوال کرتا ہے، اور اسی کی بارگاہ میں گڑگڑاتا ہے ...اور وہ اس کو جہنم کے عذاب میں ڈال دے اور اس کے شعلے اس کو جلادیں، اس کو جہنم کی آواز پریشان کرے، اس کے طبقوں میں لوٹتا رہے، اس کے شعلے اس کو پریشان کریں جبکہ خداوند عالم جانتا ہے کہ یہ بندہ اس سے محبت کرتا ہے یہ سچ بول رہا ہے اس کی توحید کا اقرار کررہا ہے اس سے پناہ مانگ رہا ہے اور اسی کا مضطر ہے۔

پس تم غور سے سنو:

اَفَتُرَاکَ سُبْحَانَکَ یَااِلٰھِیْ وَبِحَمْدِکَ تَسْمَعُ فِیْھَاصَوْتَ عَبْدٍمُسْلِمٍ سُجِنَ فِیْھَابِمُخَالَفَتِہِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِھَابِمَعْصِیَتِہِ وَحُبِسَ بَیْنَ اَطْبَاقِھَابِجُرْمِہِ وَجَرِیْرَتِہِ وَھُوَیَضِجُّ اِلَیْکَ ضَجِیْجَ مُؤَمِّلٍ لِرَحْمَتِکَ وَیُنَادِیْکَ بِلِسَانِ اَھْلِ تَوْحِیْدِکَ وَیَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِرُبُوْبِیَّتِکَ یَامَوْلَایَ فَکَیْفَ یَبْقٰی فِی الْعَذَابِ وَھُوَیَرْجُوْ مَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ اَمْ کَیْفَ تُؤْلِمُہُ النَّارُ وَھُوَیَاْمُلُ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ اَمْ کَیْفَ یُحْرِقُہُ لَھِیْبُھَاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَہُ وَتَرٰی مَکَانَہُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْہِ زَفِیْرُھَاوَاَنْتَ تَعْلَمُ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ضَعْفَهُ اَمْ كَيْفَ يَتَقَلْقَلُ بَيْنَ اَطْبَاقِهَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ كَيْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِيَتُهَا وَهُوَ يُنَادِيكَ يَارَبَّهُ اَمْ كَيْفَ يَرْجُو فَضْلَكَ فِي عِتْقِهِ مِنْهَا فَتَتْرُكُهُ فِيهَا هَيْهَاتَ مَا ذَالِكَ الظَّنُّ بِكَ وَلَا الْمَعْرُوفُ مِنْ فَضْلِكَ وَلَا مُشْبِهٌ لِمَا عَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِينَ مِنْ بِرِّكَ وَاِحْسَانِكَ

''اے میرے پاکیزہ صفات، قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والا اور جرم وخطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنادے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امیدوار رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا، ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا، جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا، وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے، جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل وکرم کا امیدوار ہوگا، ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے، تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے''

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہیئے اور کیا نہیں مانگنا چاہیئے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعامیں خدا سے کیا مانگنا چاہئے اور کیا نہیں مانگنا چاہئے

اس مقام پر دعاء کے سلسلہ میں دو اہم سوال در پیش ہیں:

ا۔ ہمیں دعا کرتے وقت خدا سے کن چیزوں کو مانگنا چاہئے؟

۲۔ اور دعا میں خداوند عالم سے کن چیزوں کا سوال نہیں کرنا چاہئے؟

ا۔ دعا میں خدا سے کیا مانگنا چاہئے؟

ہم پہلے سوال سے اپنی گفتگو کا آغاز کرتے ہیں کہ دعا کرتے وقت اللہ سے کونسی چیزیں مانگنا سزوار ہے؟

بیشک بندے کا اللہ کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا دعا کہلاتا ہے۔

بندے کی ضرورت اور حاجت کی کوئی انتہا نہیں ہے جیسا کہ خداوند عالم کے غنی سلطان اور کرم کی کوئی انتہا نہیں ہے۔

دونوں لامتناہی چیزوں کے جمع ہونے کو دعا کہا جاتا ہے۔

یعنی بندے کی ضرورت کی کوئی انتہا نہیں ہے اور خداوند عالم کے غنی اور کریم ہونے کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کے ملک کے خزانے ختم نہیں ہوتے، اسکی سلطنت اور اس کی طاقت کی کوئی حد نہیں، اس کے جود و کرم کی کوئی انتہا نہیں، اسی طرح بندے کی حاجت و ضرورت کمزوری اور کوتاہی کی کوئی انتہا نہیں ہے ان تمام باتوں کے مدنظر ہم کو یہ سمجھنا چاہئے کہ ہم دعا میں خداوند عالم سے کیا طلب کریں؟

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ا۔دعا میں محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات

دعا میں سب سے اہم نقطہ خداوند عالم کی حمد وثنا کے بعد مسلمانوں کے امور کے اولیاء محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنا ہے۔

اور اسلامی روایات میں اس صلوات پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے جس کا سبب واضح وروشن ہے بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے دعا کو مسلمانوں اور اوران کے اولیاء کے درمیان ایک دوسرے سے رابطہ کا وسیلہ قرار دیا ہے اور وہ ولا ومحبت کی رسی کو بڑی مضبوطی کے ساتھ پکڑے رہیں جس کو اللہ نے مسلمانوں کیلئے معصوم قرار دیا ہے صلوات، ان نفسی رابطوں میں سے سب سے اہم سبب کا نام ہے بیشک محبت کے حلقے (کڑیاں) اللہ اور اس کے بندوں کے درمیان ملی ہوئی ہیں اور رسول اللہ اور اہل بیت علیہم السلام کی محبت ان کی سب سے اہم کڑیاں ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت اللہ کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اہل بیت علیہم السلام کی محبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کی کڑی میں واقع ہے اس محبت کی تاکید اور تعمیق خداوند عالم کی محبت کی تاکید کا جزء ہے نیز خداوند عالم کی محبت کی تعمیق کا جزء ہے یہ معرفت کا ایسا وسیع باب ہے جس کو اس مقام پر تفصیل سے بیان نہیں کیا جا سکتا اور اس سلسلہ میں ہم کما حقہ گفتگو نہیں کر سکتے ہیں شاید خداوند عالم ہم کو کسی اور مقام پر اسلامی ثقافت اور اسلامی امت کی تکوین کے سلسلہ میں اس اہم اور حساس نقطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی توفیق عنایت فرمائے۔

اس مطلب پر اسلامی روایات میں بہت زور دیا گیا ہے۔ہم اس موضوع سے متعلق بعض روایات کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں۔

اوران میں سب سے عظیم خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

﴿إِنَّ اللّٰهَ وَمَلَائِكَتَهُ يُصَلُّونَ عَلَى النَّبِيِّ يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وَسَلِّمُوْا تَسْلِيماً﴾(۱)

''بیشک اللہ اور اس کے ملائکہ رسول پر صلوات بھیجتے ہیں تو اے صاحبان ایمان تم بھی ان پر صلوات بھیجتے رہو اور سلام کرتے رہو''

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿الصلاة عليّ نور على الصراط﴾(۲)

''مجھ پر صلوات بھیجنا پل صراط کیلئے نور ہے''

یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہی قول ہے:

﴿انّ ابخل الناس مَنْ ذُكرت عنده،ولم يصلّ عليّ﴾(۳)

''سب سے بخیل انسان وہ ہے جس کے پاس میرا تذکرہ کیا جائے اور وہ مجھ پر صلوات نہ بھیجے''

عبد اللہ بن نعیم سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں تو میں اپنے پاس محمد و آل محمد پر صلوات بھیجنے کے علاوہ کوئی اور دعا نہیں پاتا تو آپ نے فرمایا: آگاہ ہو جاؤ اس سے افضل اور کوئی چیز نہیں ہو سکتی ہے''

حضرت امام باقر اور امام صادق علیہما السلام سے مروی ہے:

﴿اثقل مايُوزن في الميزان يوم القيامة الصلاة علىٰ محمّد وآل محمّد﴾(۴)

''قیامت کے دن میزان میں سب سے زیادہ وزنی چیز محمد و آل محمد پر صلوات ہوگی''

---

(۱) سورۂ احزاب آیت/۵۶۔

(۲) کنز العمال حدیث/۲۱۴۹۔

(۳) کنز العمال حدیث/۲۱۴۴۔

(۴) بحار الانوار جلد ۷۱۔ صفحہ/۳۷۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امیر المومنین علیہ السلام نہج البلاغہ میں ارشاد فرماتے ہیں:

﴿اذا کانَ لکَ اِلیٰ اللہِ سُبْحانَہُ حاجۃ فَابْدَأْ بِمَسْأَلۃِ الصَّلاۃِ عَلیٰ رَسُولِہِ ثُمَّ سَلْ حَاجَتُکَ؛فَاِنَّ اللّٰہَ اَکْرَمُ مِنْ اَنْ یُسْأَلَ حَاجَتَیْنِ ،فَیَقْضیٰ اِحْدَاھُمَاوَیَمْنَعُ الْاُخْریٰ﴾(۱)

"جب تم خداوندعالم سے کوئی حاجت طلب کروتو پہلے محمد وآل محمد پر صلوات بھیجو اس کے بعد اس سے سوال کرو بیشک خداوندعالم سب سے زیادہ کریم ہے کہ اس سے دو حاجتیں طلب کی جائیں اوروہ ان میں سے ایک کو پورا کردے اوردوسری کو پورا نہ کرے"

انبیاء ومرسلین اوران کے اوصیاء کی دعائیں اسی طرح کی دعائیں ہیں۔

عام طور پر تمام انبیاء علیہم السلام اوران کے اوصیاء پر صلوات وسلام وارد ہوتے ہیں یا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں مشخص ومعین اورنام بنام ان پر صلوات وسلام وارد ہوئے ہیں اوران میں وارد ہونے والی ایک دعا (عمل ام داوٗد) ہے جو رجب کے مہینہ میں ایام بیض کے سلسلہ میں وارد ہوئی ہے اوروہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے۔

## محمد وآل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوات بھیجنے کے چند نمونے

صحیفۂ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

ربِّ صلِّ علی محمّد وآل محمّد،المنتجب،المصطفیٰ المکرّم،المقرّب افضل صلواتک وبارک علیہ اَتَمَّ برکاتک،وترحّم علیہ امتع رحماتک .

ربِّ صلِّ علی محمّد وآلہ صلاۃ زاکیۃ لاتکون صلاۃ ازکیٰ منھاو صلِّ علیہ صلاۃ نامیۃ لاتکون صلاۃ انمیٰ منھاوصلِّ علیہ صلاۃ راضیۃ لاتکون صلاۃ

---

(۱) نہج البلاغہ حکمت ۳۶۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فوقهارَبِّ صلِّ علی محمّد صلوة تُرضيه وتزيد علی رضاه وصلِّ عليه صلاة تُرضيک وتزيد علی رضاک وصلِّ عليه صلاة لاترضیٰ له الّابها ولاتریٰ غيره لهااهلا .....ربِّ صلِّ علیٰ محمّد وآله صلاةتنتظم صلوات ملائکتک وانبيائک ورسلک واهل طاعتک﴾

''خدایا محمد وآل محمد پر رحمت نازل فرما جو منتخب، پسندیدہ، محترم اور مقرب ہیں ۔اپنی بہترین رحمت اور ان پر برکتیں نازل فرما اپنی تمام ترین برکات، اور ان پر مہربانی فرما اپنی مفید ترین مہربانی خدایا محمد وآل محمد پر وہ پاکیزہ صلوات نہ ہو اور وہ مسلسل بڑھنے والی رحمت جس سے زیادہ بڑھنے والی کوئی رحمت نہ ہو۔ان پر وہ پسندیدہ صلوات نازل فرما جس سے بالاتر کوئی صلوات نہ ہو۔خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جس سے انھیں راضی کردے اور ان کی رضامندی میں اضافہ کردے اپنے پیغمبر پر وہ صلوات نازل فرما جو تجھے راضی کردے اور تیری رضا میں اضافہ کردے۔ان پر وہ صلوات نازل فرما جس کے علاوہ ان کے لئے کسی صلوات سے تو راضی نہ ہو اور اس کا ان کے علاوہ کوئی اہل نہ سمجھتا ہو ...خدایا محمد وآل محمد پر وہ صلوات نازل فرما جو تیرے ملائکہ، انبیاء ومرسلین اور اطاعت گذاروں کی صلوات کو سمیٹ لے''

## ۲۔مومنین کیلئے دعا

خداوند عالم کی حمد وثنا اور محمد وآل محمد انبیاء اور ان کے اوصیاء پر درود وسلام بھیجنے کے بعد سب سے اہم چیز مومنین کیلئے دعا کرنا ہے یہ دعا، دعا کے اہم شعبوں میں سے ہے اس لئے کہ مومنین کے لئے دعا کرنا اس روئے زمین پر ہمیشہ پوری تاریخ میں ایک مسلمان کو پوری امت مسلمہ سے جوڑے رہی ہے جس طرح محمد وآل محمد پر صلوات خداوند عالم کی طرف سے نازل ہونے والی ولایت کی رسی کے ذریعہ جوڑے رہی ہے۔

اس رابطہ کو دعا ایک طرف فرد اور امت کے درمیان جوڑتی ہے اور ان سے رابطہ قائم کرنے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



والے تمام افراد کے درمیان اس رابطہ کو جوڑتی ہے یہ رابطہ سب سے بہترین وافضل رابطہ ہے اس لئے کہ اس علاقہ وتعلق سے انسان اللہ کی بارگاہ میں جاتا ہے اور یہ تعلق ولگاؤ اس کو ہمیشہ خدا سے جوڑے رہتا ہے اور وہ خدا کے علاوہ کسی اور کو نہیں پہچانتا اور یہ اللہ کی دعوت پر لبیک کہنا ہے۔

یہ دعا دو طریقہ سے ہوتی ہے: عام دعا کسی شخص کو معین اور نام لئے بغیر دعا کرنا۔

دوسرے نام بنام اور مشخص ومعین کرنے کے بعد دعا کرنا۔

اور ہم انشاء اللہ ان دونوں قسموں کے متعلق بحث کریں گے:

## ا۔ عام مومنین کیلئے دعا

اس طرح کی دعا کو اللہ دوست رکھتا ہے، اس کو اسی طرح مستجاب کرتا ہے خداوند عالم اس سے زیادہ کریم ہے کہ وہ بعض دعا کو قبول کرے اور بعض دعا کو رد کردے۔

دعا کا یہ طریقہ عام مومنین کیلئے ہے جو ہم سے پہلے ایمان لائے اور طول تاریخ میں روئے زمین پر امت مسلمہ کے ایک ہونے کی نشاندہی کرتا ہے اور ہمارے تعلقات کو اس خاندان سے زیادہ مضبوط ومحکم کرتا ہے۔

ہماری زندگی میں دعا کے دو کردار ہیں:

پہلا کردار یہ ہے کہ ہم اللہ سے رابطہ قائم کرتے ہیں۔

دوسرا کردار یہ ہے کہ طول تاریخ میں روئے زمین پر ایمان لانے والی امت مسلمہ سے ہمارا رابطہ ہوتا ہے۔

دعا کے اس بلیغ طریقہ پر اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے اور یہ وارد ہوا ہے کہ خداوند عالم دعا کرنے والے کو اس کی بزم میں حاضر ہونے والے تمام مومنین کی تعداد کے مطابق نیک ثواب دیتا ہے، اس دعا میں شامل ہونے والے ہر مومن کی اس وقت شفاعت ہوگی جب خدا اپنے نیک بندوں کو گناہگار بندوں کی شفاعت کرنے کی اجازت دے گا۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿مامن مؤمن دعا للمؤمنين والمؤمنات إلّا ردّالله عليه مثل الذي دعا لهم به من كلّ مؤمن ومؤمنة ،مضى مِنْ اوّل الدهراو هوآت الىٰ يوم القيامة.

وانّ العبد ليؤمر به الىٰ النار يوم القيامة فيسحب،فيقول المؤمنون والمؤمنات:يارب هٰذا الذي كان يدعو النافشفعنافيه،فيشفعّهم اللّٰه عزّوجلّ، فينجو﴾(۱)

''جو مومن بھی زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کیلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن ومومنہ کے بدلے خلقت آدم سے قیامت تک نیکی لکھے گا۔

بیشک قیامت کے دن ایک انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس کو کھینچا جائیگا اس وقت مومن ومومنات کہیں گے یہ وہی شخص ہے جو ہمارے لئے دعا کرتا تھا لہٰذا ہم کو اس کے سلسلہ میں شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائیگا''

امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿مَنْ قال كلّ يوم خمسا و عشرين مرة :اللّهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات كتب الله له بعدد كل مؤمن وضىٰ وبعدد كل مؤمن ومؤمنة بقي الىٰ يوم القيامة حسنة ومحا عنه سيئة ورفع له درجة﴾(۲)

''جس نے ایک دن میں پچیس مرتبہ ﴿اللّهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات﴾ کہا،تو خداوند عالم ہر گزشتہ اور قیامت تک آنے والے مومن اور

---

(۱)اصول کافی ۵۳۵/،آمالی طوسی جلد۲صفحہ۹۵،وسائل الشیعہ جلد۱۱۵۱/۴،حدیث۸۸۸۹/۔

(۲)ثواب الاعمال صفحہ۸۸؛وسائل الشیعہ جلد۱۱۵۱/۴،حدیث۸۸۹۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مومنہ کی تعداد کے مطابق اس کیلئے حسنات لکھے گا اور اس کی برائیوں کو محو کر دے گا اور اس کا درجہ بلند کرے گا"

ابوالحسن حضرت علی علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿مَنْ دعا لإخوانه من المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات وكّل الله به عن كل مؤمن ملكا يدعو له﴾(۱)

"جس نے مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کیلئے دعا کی تو خداوند عالم ہر مومن پر ایک ملک کو معین فرمائے گا جو اس کیلئے دعا کرے گا"

ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ما من مؤمن يدعو للمؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات، الأحياء منهم والأموات، الّا كتب اللّٰهُ لهُ بكُلّ مؤمن ومؤمنة حسنة، منذ بعث اللّٰه آدم الیٰ ان تقوم الساعة﴾(۲)

"جو مومن بھی زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کیلئے دعا کرے گا خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے: ﴿ما من مؤمن او مؤمنة، مضیٰ من اوّل الدهر، او هو آت الیٰ یوم القيامة، الّا وهم شفعاء لمن يقول في دعائه: اللّٰهم اغفر للمؤمنين والمؤمنات، وان العبد ليؤمر به الى النار يوم القيامة، فيُسحب فيقول المؤمنين والمؤمنات:

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۲، حدیث ۸۸۹۳۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۲، حدیث ۸۸۹۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یاربّنا هذاالذي کان یدعو لنافشفّعنافیه فیشفّعهم الله،فینجو﴾(۱)

''جومومن مرد یامومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکے ہیں یا قیامت تک آنے والے ہیں وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والے ہیں جو یہ دعا کرے: خدایا مومنین ومومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین ومومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا''

ابوالحسن الرضا علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿مامن مؤمن یدعو للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات، الاحیاء منهم والاموات،الّا رد اللّٰہ علیه من کُلّ مؤمن ومؤمنة حسنة،منذ بعث اللّٰہ آدم الیٰ ان تقوم الساعة﴾(۲)

''جو شخص زندہ مردہ مومنین ومومنات اور مسلمین ومسلمات کیلئے دعا کرتا ہے تو خداوند عالم خداوند عالم اس کیلئے ہر مومن اور مومنہ کے بدلہ خلقت آدم سے قیامت تک ایک نیکی لکھے گا''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے انھوں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

﴿مامن عبد دعاء للمؤمنین والمؤمنات الاّ ردّالله علیه مثل الذي دعا لهم من کلّ مؤمن ومؤمنة،مضیٰ من اوّل الدهر،او هو آت الیٰ یوم القیامة،وان العبد لیؤمر به الی الناریوم القیامة،فیُسحب فیقول المؤمنین والمؤمنات:یاربّناهذاالذی

---

(۱)امالی صدوق صفحہ۲۷۳؛بحارالانوار جلد۹۳صفحہ۳۸۵۔

(۲)ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۶،بحارالانوار جلد۹۳/صفحہ۳۹۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کان یدعو لنا فشفّعنافیه فیشفّعهم الله، فینجو من النار﴾(۱)

''جو مومن مرد یا مومن عورت زمانہ کے آغاز سے گذر چکا ہے یا قیامت تک آنے والا ہے وہ اس شخص کی شفاعت کرنے والا ہے جو یہ دعا کرے: خدایا مومنین و مومنات کو بخش دے اور قیامت کے دن اس انسان کو دوزخ میں ڈالے جانے کا حکم دیا جائیگا تو اس وقت مومنین و مومنات کہیں گے پروردگار عالم یہ ہمارے لئے دعا کیا کرتا تھا لہٰذا اس کے سلسلہ میں ہم کو شفیع قرار دے تو خداوند عالم ان کو شفیع قرار دے گا جس کے نتیجہ میں وہ شخص نجات پا جائے گا''

امام جعفر صادق رسول خدا سے نقل فرماتے ہیں:

﴿اذا دعا احدکم فلیعمّ فإنّه اوجب للدعاء﴾(۲)

''جب دعا مانگو تو سب کیلئے دعا مانگو کیونکہ اس طرح دعا ضرور قبول ہوتی ہے''

ابوعبداللہ الصادق علیہ السلام سے مروی ہے:

جب انسان کہتا ہے: ﴿اللّهم إغفر للمؤمنین والمؤمنات والمسلمین والمسلمات الاحیاء منهم وجمیع الاموات ردّ الله علیه بعدد مامضی ومَنْ بقي من کلّ انسان دعوة﴾(۳)

''پروردگار تمام زندہ مردہ مومنین و مومنات اور مسلمین و مسلمات کو بخش دے تو خداوند عالم اس کے گذشتہ اور آئندہ انسانوں کی تعداد کے برابر نیکی لکھ دیتا ہے''

---

(۱) ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۷، بحار الانوار جلد۹۳ صفحہ/۳۸۶۔

(۲) ثواب الاعمال صفحہ/۱۴۷۔ بحار الانوار جلد۹۲ صفحہ/۳۸۶۔

(۳) فلاح السائل صفحہ/۴۳۔ بحار النوار جلد۹۳ صفحہ/۳۸۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## عمومی دعا کے کچھ نمونے

ہم ذیل میں اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں میں عام دعا کے سلسلہ میں کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

﴿اَللّٰھُمَ اغْنِ کُلَّ فَقِیْرٍ اَللّٰھُمَّ اشْبِعْ کُلَّ جَائِعٍ ،اَللّٰھُمَّ اکْسُ کُلَّ عُرْیَانٍ اَللّٰھُم اقْضِ دَیْنَ مِنْ کُلِّ مَدِیْنٍ اَللّٰھُمَّ فَرِّجْ عَنْ کُلِّ مَکْرُوْبٍ اَللّٰھُم رُدَّ کُلَّ غَرِیْبٍ اَللّٰھُم فُکَّ کُلَّ اَسِیْرٍ اَللّٰھُم اَصْلِحْ کُلَّ فَاسِدٍ مِنْ اُمُوْرِ الْمُسْلِمِیْنَ،اَللّٰھُم اشْفِ کُلَّ مَرِیْضٍ، اَللّٰھُم سُدَّ فَقْرَنَا بِغِنَاکَ،اَللّٰھُم غَیِّرْ سُوْءَ حَالَنَا بِحُسْنِ حَالِکَ،وَصَلَّ اللّٰہُ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِہِ الطَّاھِرِیْنَ﴾

''خدایا تو ہر فقیر کو غنی بنا دے، خدایا تو ہر بھوکے کو سیر کر دے، خدایا تو ہر برہنہ کو لباس پہنا، خدایا تو ہر قرضدار کا قرض ادا کر دے، خدایا ہر غمگین کے غم کو دور کر، خدایا ہر مسافر کو اس کے وطن پہنچا دے، خدایا ہر اسیر کو آزاد کر، خدایا مسلمانوں کے جملہ فاسد اموری اصلاح فرما، خدایا ہر مریض کو شفا عطا کر، خدایا ہمارے فقر کو اپنی مالداری سے درست کر دے، خدایا ہماری بدحالی کو خوش حالی سے بدل دے، خدایا ہمارے قرض کو ادا کر دے اور ہمارے فقر کو مالداری سے تبدیل کر دے اور محمد اور ان کی آل پاک پر صلوات بھیج''

ان ہی نمونوں میں سے ہے:

﴿اللّھم وتفضّل علی فقراء المؤمنین والمؤمنات بالغنیٰ والثروۃ،وعلیٰ مرضی المؤمنین والمؤمنات بالشفاء والصحۃ ،وعلیٰ احیاء المؤمنین والمؤمنات باللطف والکرامۃ وعلیٰ اموات المؤمنین والمؤمنات بالمغفرۃ والرحمۃ وعلیٰ مسافر المؤمنین والمؤمنات بالردّ الیٰ اوطانھم سالمین غانمین برحمتک یاارحم الراحمین وَصَلَّ اللّٰہُ عَلیٰ سیدنامُحَمَّدٍخاتم النبیین وعترتہ الطَّاھِرِیْنَ﴾

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



”خدایا مومنین اور مومنات فقراء کو اپنے فضل سے دولت و ثروت عطا کر، بیمار مومنین اور مومنات کو شفا و صحت عطا کر، زندہ مومنین اور مومنات پر لطف و کرم فرما، مردہ مومنین و مومنات پر بخشش و رحمت عطا فرما، اپنی رحمت سے مسافر مومنین و مومنات کو ان کے وطن میں صحیح و سالم واپس لوٹا اور ہمارے سید و سردار محمد خاتم النبیین اور ان کی آل پاک پر درود و سلام ہو“

صحیفۂ سجادیہ میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اللّهم وصلّ علىٰ التابعين منايومنا هذا الىٰ يو م الدين وعلى ازواجهم وعلىٰ ذرّياتهم وعلىٰ مَنْ اطاعک منهم صلواةً تعصمهم بها من معصيتک وتفسح لهم فى رياض جنتک وتمنعهم بها من كيد الشيطان وتعينهم بها علىٰ مااستعانوک عليه من برّ وتقيهم طوارق الليل والنهار الاّ طارقا يطرق بخيرٍ﴾

”خدایا ان تمام تابعین پر آج کے دن سے قیامت کے دن تک مسلسل رحمتیں نازل کرتے رہنا اور ان کی ازواج اور اولاد پر بھی بلکہ ان کے تمام اطاعت گذاروں پر بھی وہ صلوات و رحمت جس کے بعد تو انھیں اپنی معصیت سے بچالے اور ان کیلئے باغات جنت کی وسعت عطا فرمادے اور انھیں شیطان کے مکر سے بچالے اور جس نیکی پر امداد مانگیں ان کی امداد کردے اور رات اور دن کے نازل ہونے والے حوادث سے محفوظ بنادے۔علاوہ اس حادثہ کے جو خیر کا پیغام لیکر آئے“

## سرحدوں کے محافظوں کے حق میں دعا

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ،وَحَصِّنْ ثُغُوْرَالْمُسْلِمِيْنَ بِعِزَّتِکَ وَاَيِّدْحُمَاتُهَا بِقُوَّتِکَ وَاَسْبِغْ عَطَايَاهُمْ مِنْ جِدَتِکَ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَكَثِّرْعِدَّتَهُمْ وَاشْحَذْاَسْلِحَتَهُمْ وَاحْرُسْ حَوْزَتَهُمْ وَامْنَعْ حَوْمَتَهُمْ وَاَلِّفْ جَمْعَهُمْ وَدَبِّرْاَمْرَهُمْ وَوَاتِرْ بَيْنَ مِيَرِهِمْ وَتَوَحَّدْ بِكِفَايَةِ مُؤَنِهِمْ وَاعْضُدْهُمْ بِالنَّصْرِوَاَعِنْهُمْ بِالصَّبْرِوَالْطُفْ لَهُمْ فِيْ الْمَكْرِ.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَعَرِّفْهُمْ مَايَجْهَلُوْنَ وَعَلِّمْهُمْ مَالَايَعْلَمُوْنَ وَ بَصِّرْهُمْ مَالَايُبْصِرُوْنَ﴾

''خدایا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور اپنے غلبہ کے ذریعہ مسلمانوں کی سرحدوں کی محافظت فرما اور اپنی قوت کے سہارے محافظین حدود کی تائید فرما اور اپنے کرم سے ان کے عطایا کو مکمل بنادے خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مجاہدوں کی تعداد میں اضافہ فرما ان کے اسلحوں کو تیز و تند بنادے ان کے مرکزی مقامات کی حفاظت فرما، ان کے حدود و اطراف کی حراست فرما ان کے اجتماع انس و الفت پیدا کر ان کے امور کی تدبیر فرما ان کی رسد کے وسائل کو متواتر بنادے اور تو تن تنہا ان کی تمام ضروریات کے لئے کافی ہوجا اپنی نصرت سے ان کے بازوؤں کو قوی بنادے اور جو ہر صبر کے ذریعہ ان کی امداد فرما اور باریک تدبیروں کا علم عطا فرما۔

خدایا محمد اور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور مسلمانوں کو ان تمام چیزوں سے باخبر کردے جن سے وہ ناواقف ہیں اور وہ تمام باتیں بتادے جنھیں نہیں جانتے ہیں اور وہ سارے مناظر دکھلا دے جنھیں آنکھیں نہیں دیکھ سکتی ہیں''

صحیفہ سجادیہ میں ایک اور مقام پر امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اللّٰهم وایّما مسلم اهمّه امر الاسلام واحزنه تحزب اهل الشرک علیهم فنویٰ غزواً او همّ بجهاد فقعد به ضعف او ابطات به فاقة او اخرّه عنه حادث او عرض له دون ارادته مانع فاکتب اسمه فی العابدین واوجب له ثواب المجاهدین واجعله فی نظام الشهدآء والصالحین﴾

''خدایا اور جس مسلمان کے دل میں اسلام کا درد ہو اور وہ اہل شرک کی گروہ بندی سے رنجیدہ ہو کر جہاد کا ارادہ کرے اور مقابلہ پر آمادہ ہوجائے لیکن کمزوری اسے بٹھا دے یا فاقہ اسے روک دے یا کوئی حادثہ درمیان میں حائل ہوجائے اور اس کے ارادہ کی راہ میں کوئی مانع پیش آجائے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تو اس کا نام بھی عبادت گزاروں میں لکھ دینا اور اسے بھی مجاہدین کا ثواب عطا فرما دینا اور شہداء وصالحین کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کر دینا''

دعا مجاہدین الرسالیین صحیفہ سجادیہ میں امام زین العابدین فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰھُمَّ وَاَیُّمَامُسْلِمٍ خَلَفَ غَازِیاً اَوْمُرَابِطاًفِي دَارِہٖ اَوْتَعَھَّدَخَالِفِیْہِ فِیْ غَیْبَتِہٖ اَوْاَعَانَہٗ بِطَائِفَۃٍ مِنْ مَالِہٖ،وَاَمَدَّہٗ بِعِتَادٍ،اَوْ رَعیٰ لَہٗ مِنْ وَّرَائِہٖ حُرْمَۃً فَاْجِرْلَہٗ مِثْلَ أَجْرِہٖ وَزْناً بِوَزْنٍ،وَمِثْلاًبِمِثْلٍ﴾

''اور خدایا جو مرد مسلمان کسی غازی یا سرحد کے سپاہی کے گھر کی ذمہ داری لے لے اور اس کے اہل خانہ کی حفاظت کرے یا اپنے مال سے اس کی مدد کرے یا جنگ کے آلات وابزار سے اس کی کمک کرے یا پس غیبت اس کی حُرمت کا تحفظ کرے تو اسے بھی اسی جیسا اجر عطا کرنا تاکہ دونوں کا وزن ایک جیسا ہو''

Presented By: www.jafrilibrary.com

## قرآن کریم میں دعا کے تین صیغے

قرآن کریم میں دعا کیلئے تین صیغے آئے ہیں:

۱۔ایک انسان کا خود اپنے لئے دعا کرنا۔

۲۔کسی دوسرے کیلئے دعا کرنا۔

۳۔کچھ افراد کا مل جل کر تمام مومنین کیلئے دعا کرنا۔

دعا کے سلسلہ میں ہم ذیل میں ان تینوں گروہوں کے بارے میں بیان کرتے ہیں تاکہ مومنین کیلئے دعا کرنے میں ہم قرآن کے اسلوب سے واقف ہوسکیں:

### ۱۔اپنے لئے دعا

دعا کا یہ مشہور ومعرف طریقہ ہے ہم قرآن کریم میں انبیاء علیہم السلام اور صالحین کی زبانی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس طرح دعا کرنے کے بہت سے نمونوں کا مشاہدہ کرتے ہیں یا خدا کے وہ اپنے بندے جن کو اللہ نے اس طرح دعا کرنے کی تعلیم دی ہے اس سلسلہ میں قرآن کریم فرماتا ہے:

﴿رَبِّ قَدْ آتَيْتَنِي مِنَ الْمُلْكِ وَعَلَّمْتَنِي مِنْ تَأْوِيلِ الْأَحَادِيثِ فَاطِرَ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ أَنْتَ وَلِيِّي فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ تَوَفَّنِي مُسْلِماً وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ﴾(۱)

''پروردگار تونے مجھے ملک بھی عطا کیا اور خوابوں کی تعبیر کا علم بھی دیا تو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے اور دنیا و آخرت میں میرا ولی اور سرپرست ہے مجھے دنیا سے فرمانبردار ہی اٹھانا اور صالحین سے ملحق کردینا''

﴿رَبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَلْ لِي مِنْ لَدُنْكَ سُلْطَاناً نَصِيراً﴾(۲)

''اور یہ کہئے کہ پروردگار مجھے اچھی طرح سے آبادی میں داخل کر اور بہترین انداز سے باہر نکال اور میرے لئے ایک طاقت قرار دیدے جو میری مددگار ثابت ہو۔

﴿رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِنْ لِسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي﴾(۳)

''موسیٰ نے عرض کی پروردگار میرے سینے کو کشادہ کردے اور میرا کام میرے لئے آسان کردے اور میری زبان سے لکنت کی گرہ کھول دے تاکہ لوگ میری بات اچھی طرح سمجھیں''

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِي فَرْداً وَأَنْتَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ﴾(۴)

---

(۱)سورۂ یوسف آیت/۱۰۱۔

(۲)سورۂ اسراء آیت/۸۰۔

(۳)سورۂ طٰہٰ آیت/۲۵۔۲۸۔

(۴)سورۂ انبیاء آیت/۸۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



”پروردگار مجھے اکیلا نہ چھوڑ دینا کہ تو تمام وارثوں سے بہتر وارث ہے۔

﴿رَبِّ أَنزِلْنِي مُنزَلًا مُّبَارَكًا وَأَنتَ خَيْرُ الْمُنزِلِينَ﴾(۱)

”اور یہ کہنا کہ پوردگار ہم کو بابرکت منزل پر اتارنا کہ تو بہترین اتارنے والا ہے۔

﴿رَبِّ أَعُوذُ بِكَ مِنْ هَمَزَاتِ الشَّيَاطِينِ وَأَعُوذُ بِكَ رَبِّ أَن يَحْضُرُونِ﴾(۲)

”اور کہئے کہ پروردگار میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں اور اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ شیاطین میرے پاس آجائیں“

﴿رَبِّ هَبْ لِي حُكْمًا وَأَلْحِقْنِي بِالصَّالِحِينَ وَاجْعَل لِّي لِسَانَ صِدْقٍ فِي الْآخِرِينَ وَاجْعَلْنِي مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِيمِ﴾(۳)

”خدایا مجھے علم و حکمت عطا فرما اور مجھے صالحین کے ساتھ ملحق کردے اور آئندہ آنے والی نسلوں میں میرا ذکر خیر قائم رکھ اور مجھے بھی نعمت کے باغ (بہشت) کے وارثوں میں قرار دے“

## ۲۔دوسروں کیلئے دعا!

دوسرا طریقہ جس کے سلسلہ میں قرآنی نمونے اور شواہد موجود ہیں۔

خدا فرماتا ہے:﴿وَقُل رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيَانِي صَغِيرًا﴾(۴)

”پروردگاران دونوں پر اسی طرح رحمت نازل فرما جس طرح کے انھوں نے بچپنے میں مجھے پالا ہے“

---

(۱)سورۂ مومنون آیت/۲۹۔

(۲)سورۂ مومنون آیت/۹۷،۹۸۔

(۳)سورۂ شعراء آیت/۸۳۔۸۵۔

(۴)سورۂ اسراء آیت/۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ملئۃ العرش کی مومنین کے لئے دعا: ﴿رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَحْمَةً وَعِلْماً فَاغْفِرْ لِلَّذِينَ تَابُوا وَاتَّبَعُوا سَبِيلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيمِ رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدْتَهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ وَقِهِمُ السَّيِّئَاتِ وَمَنْ تَقِ السَّيِّئَاتِ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمْتَهُ وَذَلِكَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِيمُ﴾(۱)

''خدایا تیری رحمت اور تیرا علم ہر شے پر محیط ہے لہٰذا ان لوگوں کو بخش دے جنھوں نے توبہ کی ہے اور تیرے راستہ کا اتباع کیا ہے اور انھیں جہنم سے بچالے، پروردگار انھیں اور انکے باپ دادا ازواج اور اولاد میں سے جو نیک اور صالح افراد ہیں انکو ہمیشہ رہنے والے باغات میں داخل فرما جن کا تونے ان سے وعدہ کیا ہے کہ بیشک تو سب پر غالب اور صاحب حکمت ہے، اور انھیں برائیوں سے محفوظ فرما کہ آج جن لوگوں کو تو نے برائیوں سے بچالیا گویا انھیں پر رحم کیا ہے اور یہ بہت بڑی کامیابی ہے''

## ۳۔اجتماعی دعا

قرآن کریم کا یہ سب سے مشہور طریقہ ہے اور قرآن کریم کی اکثر دعائیں اسی طرح کی ہیں اس سلسلہ میں قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾(۲)

''ہم سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جوان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں''

---

(۱) سورۂ غافر آیت ۷۔۹

(۲) سورۂ حمد آیت ۶۔۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیعُ الْعَلِیمُ﴾(۱)

''اوردل میں یہ دعاتھی کہ پروردگارہماری محنت کوقبول فرمالے کہ توبہترین سننے والا ہے''

﴿رَبَّنَاء اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ﴾(۲)

''پروردگارہمیں دنیامیں بھی نیکی عطافرمااورآخرت میں بھی اورہم کوعذاب جہنم سے محفوظ فرما''

﴿رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِینَ﴾(۳)

''خدایاہمیں بے پناہ صبرعطافرماہمارے قدموں کوثبات دےاورہمیں کافروں کے مقابلہ میں نصرت عطافرما''

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَا اِنْ نَسِینَا اَوْ اَخْطَانَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَیْنَا اِصْرًا کَمَا حَمَلْتَهُ عَلَی الَّذِینَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهِ وَاعْفُ عَنَّا وَاغْفِرْلَنَا وَارْحَمْنَا اَنْتَ مَوْلَانَا فَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِینَ﴾(۴)

''پروردگارہم جوکچھ بھول جائیں یاہم سے غلطی ہوجائے اسکاہم سے مواخذہ نہ کرناخدایاہم پرویسابوجھ نہ ڈالناجیساپہلے والی امتوں پرڈالاگیاہے پروردگارہم پروہ بارنہ ڈالناجس کی ہم میں طاقت نہ ہوہمیں معاف کردیناہمیں بخش دیناہم پررحم کرناتوہمارامولااورمالک ہےاب کافروں کے مقابلہ میں ہماری مددفرما''

﴿رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَیْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْکَ رَحْمَةً اِنَّکَ اَنْتَ

---

(۱)سورۂ بقرہ آیت ۱۲۷

(۲)سورۂ بقرہ آیت ۲۰۱

(۳)سورۂ بقرہ آیت ۲۵۰۔

(۴)سورۂ بقرہ آیت ۲۸۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اَلْوَهَّابُ﴾(۱)

''ان کا کہنا ہے کہ پروردگار جب تو نے ہمیں ہدایت دے دی ہے تو اب ہمارے دلوں میں کجی نہ پیدا ہونے پائے اور ہمیں اپنے پاس سے رحمت عطا فرما کہ تو بہترین عطا کرنے والا ہے''

﴿رَبَّنَا إِنَّنَا سَمِعْنَا مُنَادِيًا يُنَادِي لِلْإِيمَانِ أَنْ آمِنُوا بِرَبِّكُمْ فَآمَنَّا رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْأَبْرَارِ رَبَّنَا وَآتِنَا مَا وَعَدْتَنَا عَلَىٰ رُسُلِكَ وَلَا تُخْزِنَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيعَادَ﴾(۲)

''پروردگار ہم نے اس منادی کو سنا جو ایمان کی آواز لگا رہا تھا کہ اپنے پروردگار پر ایمان لے آؤ تو ہم ایمان لے آئے پروردگار اب ہمارے گناہوں کو معاف فرما اور ہماری برائیوں کی پردہ پوشی فرما اور ہمیں نیک بندوں کے ساتھ محشور فرما پروردگار جو تو نے اپنے رسول سے وعدہ کیا ہے اسے عطا فرما اور روز قیامت ہمیں رسوا نہ کرنا کہ تو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا''

﴿رَبَّنَا أَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَتَوَفَّنَا مُسْلِمِينَ﴾(۳)

''خدایا ہم پر صبر کی بارش فرما اور ہمیں مسلمان دنیا سے اٹھانا''

﴿رَبَّنَا آمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَأَنْتَ خَيْرُ الرَّاحِمِينَ﴾(۴)

''پروردگار ہم ایمان لائے ہیں لہٰذا ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور ہم پر رحم فرما کہ تو بہترین رحم کرنے والا ہے''

﴿رَبَّنَا اصْرِفْ عَنَّا عَذَابَ جَهَنَّمَ إِنَّ عَذَابَهَا كَانَ غَرَامًا﴾(۵)

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۸۔
(۲) سورۂ آل عمران آیت ۱۹۳۔۱۹۴
(۳) سورۂ اعراف آیت/۱۲۶۔
(۴) سورۂ مومنون آیت ۱۰۹۔
(۵) سورۂ فرقان آیت/۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''پروردگارہم سے عذاب جہنم کوپھیردے کہ اس کاعذاب بہت سخت اور پائیدار ہے''

﴿رَبَّنَا اَتْمِمْ لَنَا نُوْرَنَا وَاغْفِرْ لَنَا اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ﴾(۱)

''خدایاہمارے لئے ہمارے نورکومکمل کردے اورہمیں بخش دے کہ تو یقیناً ہر شے پر قدرت رکھنے والا ہے''

## دعا کے تیسرے طریقہ کی تشریح وتفسیر

دونوں قسموں میں مومنین کیلئے دعا کی گئی ہے مگر دعا کی دوسری قسم میں ایک فرد کا تمام انسانوں کیلئے دعا کرنا بیان کیا گیا ہے اور تیسری قسم میں اجتماعی اعتبار سے دعا کرنے کو بیان کیا ہے اور ہم دعا کے اسی تیسرے طریقہ کے سلسلہ میں بحث کرتے ہیں:

۱۔جمیع (تمام) افراد کیلئے دعا کرنا یعنی انسان صرف اپنے لئے دعا نہیں کرتا بلکہ وہ سب کیلئے دعا کرتا ہے اور کبھی کبھی تنہا انسان کی دعا اس کیلئے مفید نہیں ہوتی جیسا کہ اگر کسی امت پر بلا و مصیبت نازل ہو تو یہ فرد بھی انھیں میں شامل ہوتا ہے یہاں تک کہ دوسرے افراد جو ظلم میں کسی کے شریک نہیں ہوتے ان پر بھی بلا نازل ہو جاتی ہے:

﴿وَاتَّقُوْا فِتْنَةً لَاتُصِیْبَنَّ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا مِنْکُمْ خَاصَّةً﴾(۲)

''اوراس فتنہ سے بچو جو صرف ظالمین کوپہنچنے والا نہیں ہے''

ایسے موقع پر انسان کو سب کیلئے دعا اور استغفار کرنا چاہئے ۔لہٰذا جب پروردگار عالم سب سے عذاب اٹھائے گا تو اس انسان سے بھی اٹھائے گا۔

﴿رَبَّنَا اکْشِفْ عَنَّا الْعَذَابَ اِنَّا مُؤْمِنُوْنَ﴾(۳)

---

(۱)سورۂ تحریم آیت/۸۔

(۲)سورۂ انفال آیت/۲۵۔

(۳)سورۂ دخان آیت/۱۲

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"تب سب کہیں گے کہ پروردگار اس عذاب کو ہم سے دور کردے ہم ایمان لے آنے والے ہیں"

۲۔کبھی کبھی دعا کرنے والا تمام مومنین کا قائم مقام بن کر دعا کرتا ہے اور جب اس طرح کی دعا کی جاتی ہے تو اکثر کلمہ "ربنا" استعمال کرتا ہے گویا دعا کرنے والے کا قائم مقام بن کر سب کیلئے دعا کرتا ہے اور جن کیلئے دعا کرتا ہے ان سے اپنے نفس کو الگ نہیں کرتا جس طرح دعا کی دوسری قسم میں ہے،وہ (دعا کرنے والا) سب کا قائم مقام بن کر ان سب کیلئے دعا کرتا ہے، اپنے نفس کو خود انھیں لوگوں میں شامل کرتا ہے جن کیلئے وہ دعا کر رہا ہے یہی دعا بارگاہ خداوند میں قبولیت کے زیادہ نزدیک ہوتی ہے۔

خداوند عالم یا تو سب کی دعا کو رد کردے گا یا بعض انسانوں کیلئے قبول کرے گا اور بعض انسانوں کیلئے قبول نہیں کرے گا یا سب کیلئے دعا قبول کرے گا۔

خداوند عالم سب سے زیادہ کریم ہے وہ کہاں سب کی دعاؤں کو رد کرے۔بعض کیلئے اس کی دعا قبول کر لینا یہ اس کی شان کریمی نہیں ہے۔

یہیں سے یہ تیسرا فرضیہ کہ خداوند عالم سب کے حق میں دعا مستجاب کرتا ہے معین ہو جاتا ہے۔

دعا کی اس قسم میں انسان سب کی طرف سے اللہ تک پیغام پہنچاتا ہے اللہ کو سب کی طرف سے مخاطب کرکے کہتا ہے (ربنا) سب کا قائم مقام بنتا ہے اور سب کا پیغام اللہ تک پہنچاتا ہے۔

عمدہ بات یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک انسان دوسروں کا نمائندہ بن کر سب کا پیغام خدا تک پہنچانے کیلئے اپنے نفس کو پیش کرتا ہے لہٰذا ہم میں سے ہر ایک لوگوں کا پیغام دعا کے ذریعہ پہنچاتا ہے جس طرح پروردگار عالم اپنا پیغام لوگوں تک پہنچاتا ہے اسی طرح لوگ اپنی حاجتوں کو خداوند عالم کی بارگاہ میں پہنچاتے ہیں۔

یہاں پر ہر انسان تمام انسانوں کا پیغام پہنچانے والا ہے اور تمام انسانوں کا قائم مقام بنتا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے۔ یہ بڑی تعجب خیز بات ہے کہ جب ہم اس دنیا میں زندگی بسر کرتے ہیں تو بازاروں اور سڑکوں میں ہم میں سے ہر ایک، ایک دوسرے کیلئے رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں اور بعض کو بعض سے جدا کرتے ہیں اور ہم میں سے ہر ایک پر ایک دوسرے کے کچھ حقوق ہوتے ہیں جو نہ تو واپس کئے جا سکتے ہیں اور نہ ہی ان کو چھوڑا جا سکتا ہے، انسان اپنی ذات کو ہی سب کے سامنے مثالی کردار بنا کر پیش کرتا ہے، وہ بذات خود دوسروں کا قائم مقام بننا چاہتا ہے، وہ دوسروں کا قائم مقام بھی اسی وقت بنتا ہے جب تک دوسرا اس کو صاف طور پر سب کے سامنے اپنا قائم مقام نہ بنائے لیکن جب ہم نماز اور دعا کرتے ہیں تو یہ سب باتیں ختم ہو جاتی ہیں، ہم میں سے کوئی بھی اپنے نفس کو دوسروں سے جدا نہیں سمجھتا، گویا کہ ہم میں سے ہر ایک سب کا قائم مقام بن جاتا ہے اور یہ تمثیل کا طریقہ سب سے بہترین اور عمدہ طریقہ ہے (یعنی تمام انسانوں کا تمام انسانوں کا قائم مقام بننا اور سب کی نطق، ندا اور دعا میں رب العالمین کی بارگاہ میں سب کی نیابت کرنا)۔

اس سے بھی اچھی و بہتر بات یہ ہے کہ خداوند عالم سب کی طرف سے سب کی اس تمثیل نیابت اور رسالت کو قبول کرتا ہے، وہ اس کو رد نہیں کرتا اور نہ ہی انکار کرتا ہے، وہ دعا کرنے والے کو اس حالت میں سب کا قائم مقام بننے کیلئے قوت عطا کرتا ہے، جب ہم میں سے کوئی اپنی نماز میں ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾ ''ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ''(۱) کہتا ہے تو گویا سب نے مل کر سب کیلئے دعا کی اور اللہ سے ہدایت طلب کی ہے۔

اور اس حالت میں دعا کی قدر و قیمت معلوم ہو جاتی ہے۔

بیشک ہم میں سے ہر نماز میں ہر ایک کی دعا سب کیلئے سب کی دعا کی طاقت رکھتی ہے۔ ایسی حالت میں دعا کرنا خداوند عالم کی بارگاہ میں رحم کی درخواست کرنا بہت بلند طاقت کا حامل ہے۔

---

(۱) سورۂ حمد آیت ۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس سے بھی اہم اور دلچسپ بات یہ ہے کہ ان دعاؤں میں مسلمان ہر دن اللہ سے متعدد مرتبہ یہ درخواست کرتا ہے:

﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ﴾(۱)

''ہم کوسیدھے راستہ پر گامزن رکھ''

بیشک تمام افراد مل کر تمام انسانوں کے قائم مقام بنتے ہیں، ریاضی کے حساب سے یہ دعا کے عجائب وغرائب میں شمار ہوتا ہے، دعامیں سب، سب کیلئے مجسم شکل میں بن کر سب کے قائم مقام ہو جاتے ہیں، ہم دوبارہ پھر دعا کی قدر و قیمت کے سلسلہ میں غور وفکر کرتے ہیں۔

اس اعتبار سے کہ تمام مومنین کیلئے دعا کی جارہی ہے لہٰذا دعا کی بڑی اہمیت ہے یہ عام مومنین کیلئے دعا کرنا خداوند عالم کے نزدیک بڑی اہمیت بڑھا دیتا ہے۔

دعا کرنے والا شخص (ذاتی) طور پر پروردگار عالم سے دعا نہیں کرتا بلکہ وہ تو تمام لوگوں کی دعاؤں کو خدا کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے وہ سب کا قائم مقام بنتا ہے اور خداوند عالم اس بندے سے اس کے سب کا قائم مقام ہونے کی نیابت قبول کرتا ہے، وہ ان کو اللہ کی بارگاہ میں مجسم بنا کر پیش کرتا ہے اور خداوند عالم اس بندہ سے اِس تمثیل اور دوسروں کی نیابت کو قبول کرتا ہے۔

مومنین بعض افراد کے دوسرے بعض افراد سے تمثیل وتشبیہ دینے کو قبول کرتے ہیں اور یہاں پر تمثیل وتشبیہ سے مراد فرد کا اللہ کی بارگاہ میں دعویٰ پیش کرنا نہیں ہے بلکہ یہ حقیقی تشبیہ ہے جس کو پروردگار عالم قبول کرتا ہے اور جو افراد اللہ کی بارگاہ میں کسی دوسرے فرد کی نیابت کرتے ہیں یہ تمثیل و تشبیہ شرعی ہے اور خداوند عالم کی بارگاہ میں مقبول ہے۔

اس صورت میں دعا سب کی دعاؤں کی طاقت رکھتی ہے جب ہم میں سے کوئی شخص اللہ کی

---

(۱) سورۂ حمد آیت/۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بارگاہ میں دعا کرتے ہوئے کہتا ہے: ﴿اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ﴾(۱)

''ہم کو سیدھے راستہ پر گامزن رکھ''

گویا سب نے مل کر خدا سے دعا کی ،اس درجہ اور طاقت وقوت کی حامل دعا کو ہر مسلمان ہر روز نماز میں خداوند عالم سے کرتا ہے اور سب کا قائم مقام بن کر سب کیلئے دعا کرتا ہے۔

ہر دن لوگ اللہ کی بارگاہ میں ہمیشہ اسی طرح گڑگڑا تے ہیں اور دسیوں مرتبہ اس سے رحم وعطوفت کی درخواست کیا کرتے ہیں۔

سب سے زیادہ تعجب خیز بات یہ ہے کہ جس پروردگار کو ہم روزانہ دسیوں مرتبہ پکارتے ہیں اسی نے ہم کو ہدایت کی تعلیم دی ہے اور یہ بھی سکھایا ہے کہ ہم اس سے تمام لوگوں کی ہدایت طلب کریں اسی نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ اس دعا میں سب کی نیابت کریں اور وہ ہماری نیابت کو قبول کرتا ہے۔

کیا ان تمام باتوں کے باوجود بھی خداوند عالم کا ہماری دعا کے قبول نہ کرنے کا امکان ہے؟

ہرگز نہیں۔

## ب۔صرف مومنین کیلئے دعا

جس طرح اسلامی روایات میں عام مومنین کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے اسی طرح مخصوص مومنین کا نام لیکر ان کیلئے دعا کرنا وارد ہوا ہے۔

دعا کے اس رنگ میں الگ ہی نکھار ہے اور دعا کرنے والے کے نفس میں اس نکہت اور اثر کے علاوہ بھی ایک اثر ہے جو عمومیت کیلئے تھا کیونکہ دعا کا یہ رنگ ان منفی اثرات کو ختم کر دیتا ہے جو کبھی دوطرفہ اور افراد کے اجتماعی تعلقات پر سایہ فگن ہو جاتے ہیں اور کبھی مومنین کی جماعتوں پر اثر انداز ہو جاتے ہیں کیونکہ جب مومن خداوند عالم سے اپنے مومن بھائیوں کا نام لیکر رحمت ومغفرت کی

---

(۱)سورۂ فاتحہ آیت ۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعا کرتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کو دوست رکھتا ہے اور اس کے ذریعہ وہ حسد اور نفرت وغیرہ دور ہو جاتے ہیں جن کو وہ ان کی طرف سے کبھی اپنے اندر محسوس کرتا ہے۔

اس وقت دعا کی تین حالتیں ہوتی ہیں؟

۱۔دعا کرنے والا اللہ سے لو لگاتا ہے۔

۲۔دعا کرنے والا روئے زمین پر بسنے والی امت مسلمہ اور طول تاریخ کا جائزہ لیتے ہوئے دونوں سے رابطہ رکھتا ہے۔

۳۔وہ اپنے برادران اور رشتہ داروں سے رابطہ پیدا کرتا ہے اور یہ اس کی زندگی کا بہت ہی وسیع میدان ہے۔

اسلامی روایات میں نام لیکر دعا کرنے کو بڑی اہمیت دی گئی ہے۔

ہم ذیل میں ان عناوین کے متعلق وارد ہونے والی روایات کے نمونے بیان کر رہے ہیں:

## ۱۔غائب مومنین کیلئے دعا

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿دعاء المرء لاخیه بظهر الغیب یدر الرزق،و یدفع المکروه﴾(۱)

''انسان کے غائب مومنین کیلئے دعا کرنے سے رزق میں کشادگی ہوتی ہے اور بلائیں مشکلیں دور ہوتی ہیں''

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿اوشک دعوة واسرع اجابة دعاء المرء لاخیه بظهر الغیب﴾(۲)

---

(۱)اصول کافی ر۴۳۵،وسائل الشیعہ جلد۴ر۱۱۴۵،حدیث ر۸۸۶۷۔

(۲)اصول کافی ر۴۳۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''انسان کی غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے''

ابو خالد قماط سے مروی ہے کہ امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے:

﴿اسرع الدعاء نجحاللاجابة دعاء الاخ لأخيه بظهر الغيب. يبدأ بالدعاء لاخيه فيقول له ملک موکّل به: آمين ولک مثلاه﴾(۱)

''غائب شخص کیلئے کی جانے والی دعا بہت جلد قبول ہوتی ہے جب انسان اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرنا شروع کرتا ہے تو دعا کرنے والے کا موکل فرشتہ اس کی دعا کے بعد آمین کہتا ہے اور کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا''

سکونی نے حضرت امام جعفر صادقؑ سے اور آپ نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

﴿ليس شيء اسرع اجابة من دعوة غائب لغائب﴾(۲)

''غائب شخص کی غائب شخص کیلئے دعا جتنی جلدی قبول ہوتی ہے کوئی چیز اُتنی جلدی قبول نہیں ہوتی ہے''

جعفر بن محمد الصادق علیہ السلام نے اپنے آباؤ اجداد سے اور انھوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

﴿ياعلى اربعة لاتردلهم دعوة :امام عادل، والوالد لولده ، والرجل يدعو لاخيه بظهر الغيب، والمظلوم .يقول الله عزّوجلّ: وعزّتي وجلالي لأنتصرنّ لک ولو بعد حين﴾(۳)

''اے علی، چار آدمیوں کی دعا کبھی رد نہیں ہوتی ہے: امام عادل، باپ کا اپنے بیٹے کیلئے دعا

---

(۱) اصول کافی ۴۳۵۔ (۲) وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۴۶، حدیث/۸۸۷۔

(۳) خصال صدوق جلد ۱ صفحہ/۹۲ اور فقیہ جلد ۵ صفحہ/۵۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرنا، انسان کا اپنے غائب بھائی، اور مظلوم کیلئے دعا کرنا، اللہ عزوجل فرماتا ہے میری عزت وجلال کی قسم میں تمہاری مدد ضرور کرونگا اگرچہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ کروں"

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿مَنْ دعا لمؤمن بظهر الغيب قال الملك :فلك بمثل ذلك﴾(۱)

"جوانسان کسی غائب مومن شخص کیلئے دعا کرتا ہے تو فرشتہ کہتا ہے تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہوگا"

حمران بن اعین سے مروی ہے:

میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں عرض کیا: مجھے کچھ نصیحت فرمائیے تو آپ نے فرمایا:

﴿اوصيك بتقوى الله واياك والمزاح فانه يذهب بهيبة الرجل وماء وجهه،وعليك بالدعا لاخوانك بظهر الغيب؛فانه يهيل الرزق.يقولهاثلاثاً﴾(۲)

"اللہ کا تقویٰ اختیار کرو، مذاق کرنے سے پرہیز کرو اس لئے کہ اس سے انسان کی ہیبت اور اس کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے اور تم اپنے غائب بھائی کیلئے دعا کرو چونکہ اس طرح رزق میں وسعت ہوتی ہے" آپ نے ان جملوں کو تین مرتبہ دُہرایا"

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿الدعاء لاخيه بظهر الغيب يسوق الىٰ الداعي الرزق،ويصرف عنه البلاء،ويقول الملك:ولك مثل ذلك﴾(۳)

---

(۱) امالی طوسی جلد ۲ صفحہ ۹۵۔ بحار الانوار جلد ۹۳۔ صفحہ ۳۸۴۔

(۲) السرائر صفحہ ۴۸۴۔ بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷۔

(۳) امالی طوسی ج ۲ ص ۲۹۰، بحار الانوار ج ۹۳ ص ۳۲۷

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"اپنے کسی غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرنا رزق کی طرف دعوت دینا ہے، اس سے بلائیں دور ہوتی ہیں اور فرشتہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے"

## ب: چالیس مومنوں کیلئے دعا

اسلامی روایات میں نام بنام چالیس مومنوں کیلئے اور انھیں اپنے نفس پر مقدم کر کے دعا کرنے پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

علی بن ابراہیم نے اپنے پدر بزرگوار سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے: ﴿مَنْ قدّم في دعائه اربعين من المؤمنين، ثم دعا لنفسه استجيب له﴾(۱)

"جو انسان اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے چالیس مومنوں کیلئے دعا کرتا ہے اسکی دعا مستجاب ہوتی ہے"

عمر بن یزید سے مروی ہے کہ میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿مَنْ قدّم اربعين رجلا من إخوانه قبل أنْ يدعو لنفسه استجيب له فيهم و في نفسه﴾(۲)

"جس نے اپنے لئے دعا کرنے سے پہلے اپنے چالیس بھائیوں کیلئے دعا کی تو پروردگار عالم اس کی دعا ان کے اور خود اس کے حق میں قبول کرتا ہے"

## ج: دعا میں دوسروں کو ترجیح دینا

ابو عبیدہ نے ثویر سے نقل کیا ہے کہ میں نے علی بن الحسین علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿انّ الملائكة اذا سمعوا المؤمن يدعو لأخيه المؤمن بظهر الغيب، او

---

(۱) المجالس صفحہ ۲۷۳؛ بحار الانوار جلد ۹۳/۳۸۴؛ وسائل الشیعہ جلد ۱۱۵۴/۴، حدیث ۸۸۹۸۔

(۲) المجالس صفحہ ۲۷۳؛ الامالی صفحہ ۲۷۳؛ وسائل الشیعہ جلد ۱۱۵۴/۴، حدیث ۸۸۹۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یذکره بخیر،قالوا: نعم الأخ انت لأخیک،تدعو له بالخیر،وهو غائب عنک وتذکره بخیر،قد اعطاک الله عزّوجلّ مثلَي ماسألت له،واثنیٰ علیک مثلي ما اثنیت علیه،ولک الفضل علیه﴾(۱)

"جب فرشتے کسی مومن کو اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرتے ہوئے یا اسکو اچھائی سے یاد کرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو وہ کہتے ہیں: ہاں وہ تمہارا بھائی ہے تم اس کیلئے خیر کی دعا کرو، وہ تمہارے پاس نہیں ہے تم اسکو خیر کے ساتھ یاد کرو خداوند عالم تم کو اسی کے مثل عطا کرے گا جو تم نے اس کیلئے خدا سے مانگا ہے ویسی ہی تعریف تمہاری ہے جو تعریف تم نے اس کیلئے کی ہے اور تمہارے لئے فضل ہے۔

یونس بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن جندب سے نقل کیا ہے:

﴿الداعی لاخیه المؤمن بظهر الغیب ینادیٰ من عنان السماء: لک بکل واحدة مائة الف﴾(۲)

"میں نے ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام کو یہ فرماتے سنا ہے: غیر حاضر مومن کیلئے دعا کرنے والے کو عنانِ سماء سے آواز آتی ہے: تمہارے لئے ایک دعا کے عوض ایک لاکھ دعائیں ہیں"

ابن ابوعمیس نے زید نرسی سے نقل کیا ہے:

"کنت مع معاویة بن وهب فی الموقف وهویدعو،فتفقدت دعاء ه فما رأیته یدعو لنفسه بحرف،ورأیته یدعو لرجل رجل من الآفاق ویُسمّیهم،ویُسمّي آباء هم حتّی افاض الناس .

فقلت له :یاعمّ لقدرأیت عجباً !

---

(۱) اصول کافی ۲/۵۳۵، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷، وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۴۹، حدیث ۸۸۸۲۔

(۲) رجال کشی صفحہ ۳۶۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قال: وماالذي أعجبک ممارأیت؟

قلت: ایثارک اخوانک علی نفسک فی مثل هذاالموضع، وتفقدک رجلاًرجلاً.

فقال لي: لاتعجب من هٰذایابن اخي، فاني سمعت مولي... وهویقول من دعالأخیه بظهرالغیب ناداه ملک من السماء الدنیا: یاعبد اللّٰه، لک مائة ألف وضعف ممّادعوت ..."الخ(۱)

"میں موقف (حج) میں معاویہ بن وہب کے ساتھ تھا وہ اپنے علاوہ سب کیلئے دعا کررہے تھے اپنے لئے دعا کا ایک بھی فقرہ نہیں کہہ رہے تھے اور آفاق میں سے ایک ایک شخص اوران کے آباؤ اجداد کا نام لے لے کران کیلئے دعا کررہے تھے یہاں تک کہ سب کوچ کر گئے۔

میں نے ان کی خدمت عرض کیا: اے چچا میں نے بڑی عجیب چیز دیکھی انھوں نے کہا: تم نے کیا عجیب چیز دیکھی؟

میں نے عرض کیا: اس طرح کے مقام پر آپ کا اپنے نفس کو چھوڑ کر دوسرے برادران کے لئے دعا کرنا یہاں تک کہ ان میں سے ایک ایک کرکے سب چلے گئے۔

انھوں نے مجھ سے کہا: اے برادرزادہ اس بات سے متعجب نہ ہو میں نے اپنے مولا کو یہ فرماتے سنا ہے:... جس نے اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کی تو آسمان کے فرشتے اس کو آواز دیتے ہیں جو کچھ تم نے اس کیلئے دعا کی ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے"

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام نے اپنے بھائی حضرت امام حسن ؑ سے نقل کیا ہے:

﴿رأیت امي فاطمة قامت فی محرابها لیلة جمعتها، فلم تزل راکعة، ساجدة

---

(۱)عدۃ الداعی صفحہ/۱۲۹، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۷، وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۱۴۹، حدیث/ ۸۸۸۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حتیٰ اتضح عمود الصبح،وسمعتها تدعو للمؤمنين و المؤمنات،وتسمّيهم وتُكثر الدعاء لهم و لاتدعو لنفسها بشيً فقلت لها:ياأُماه:لم لاتدعين لنفسک،کما تدعين لغيرک ؟

فقالت:يابُنّي،الجار ثم الدار ﴾(۱)

''میں نے اپنی مادر گرامی کو شب جمعہ ساری رات محراب عبادت میں رکوع وسجود کرتے دیکھا یہاں تک کہ صبح نمودار ہو جاتی تھی اور آپ مومنین اور مومنات کا نام لےلیکر بہت زیادہ دعائیں کیا کرتی تھیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کرتی تھیں ۔میں نے آپ کی خدمت مبارک میں عرض کیا :اے مادر گرامی آپ اپنے لئے ایسی دعا کیوں نہیں کرتیں جیسی دوسروں کیلئے کرتی ہیں؟

تو آپ نے فرمایا:اے میرے فرزند، پہلے ہمسایہ اور پھر گھر والے ہیں''

ابونا تانہ نے حضرت علی علیہ السلام سے اورانھوں نے اپنے پدر بزرگوار سے نقل کیا ہے:

''رأيت عبد اللّٰه بن جندب في الموقف فلم أرموقفاً أحسن من موقفه،ما زال مادّاً يديه الى السماء ودموعه تسيل علی خديه حتّیٰ تبلغ الارض.فلماصدر الناس قلت له:ياأبامحمّد،مارأيت موقفاً أحسن من موقفک !قال:واللّٰه مادعوت الّا لاخواني،وذلک أنّ أباالحسن موسیٰ بن جعفرؑ أخبرني أنّه مَن دعالاخيه بظهر الغيب نُودي من العرش:ولک مائة ألف ضعف.فکرهت أن أدع مائة ألف ضعف مضمونة لواحدة لاأدري تستجاب أم لا''(۲)

''میں نے عبد اللہ بن جندب کو موقف حج میں دیکھا اور اس سے بہتر میں نے کسی کا موقف

---

(۱)علل الشرائع صفحہ/۱۷۔

(۲)امالی صدوق صفحہ ۲۷۳؛ بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۸۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



نہیں دیکھا آپ مسلسل اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھائے ہوئے تھے اور آپ کی آنکھوں سے آنسو آپ کے رخساروں سے بہہ کر زمین پر ٹپک رہے تھے، جب سب ہٹ گئے تو میں نے ان سے عرض کیا: اے ابو محمد، میں نے آپ کے موقف سے بہتر کوئی موقف نہیں دیکھا! انھوں نے کہا: میں صرف اپنے بھائیوں کیلئے دعا کر رہا تھا اسی وقت ابوالحسن موسیٰ بن جعفرؑ نے مجھکو خبر دی ہے کہ جو اپنے غیر حاضر بھائی کیلئے دعا کرتا ہے تو اس کو عرش سے ندا دی جاتی ہے: تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے: للہذا مجھ کو یہ ناگوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضمانت شدہ نیکیوں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہیں''

عبداللہ بن سنان سے مروی ہے: میں عبداللہ بن جندب کے پاس سے گزرا تو میں نے آپ کو صفا (پہاڑی کے نام) پر کھڑے دیکھا اور دوسرے ایک سن رسیدہ آدمی کو دعا میں یہ کہتے سنا: کہ خدایا فلاں فلاں کو بخش دے جن کی تعداد کو میں شمار نہ کرسکا۔

جب وہ نماز کا سلام تمام کر چکے تو میں نے ان سے عرض کیا: میں نے آپ سے بہتر کسی کا موقف نہیں دیکھا لیکن میں نے آپ میں ایک قابل اعتراض بات دیکھی ہے۔انھوں نے کہا کیا دیکھا؟ میں نے ان سے کہا: آپ اپنے بہت سے برادران کیلئے دعا کرتے ہیں لیکن میں نے آپ کو اپنے لئے دعا کرتے نہیں دیکھا تو عبداللہ بن جندب نے کہا: اے عبداللہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿مَن دعالاخیه المؤمن بظهرالغیب نودي من عنان السماء: لک یاهذا مثل ماسألت في اخیک مائة الف ضعف فلم أحبّ أن أترُک مائه ألف ضعف مضمونة بواحدة لاادری أتستجاب ام لا﴾(۱)

---

(۱) فلاح السائل صفحہ/۴۳، بحارالانوار جلد۹۳ صفحہ/۳۹۰۔۳۹۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''جس نے اپنے غیر حاضر مومن بھائی کیلئے دعا کی تو اس کو آسمان سے ندا دی جاتی ہے، جو کچھ تم نے اپنے مومن بھائی کیلئے سوال کیا ہے تمہارے لئے اس کے ایک لاکھ برابر ہے لہٰذا مجھ کو یہ ناگوار گذرا کہ اس ایک نیکی کی خاطر ایک لاکھ ضمانت شدہ نیکیوں کو ترک کردوں جس کے بارے میں مجھے نہیں معلوم کہ وہ قبول بھی ہوگی یا نہیں''

ابن عمیر نے اپنے بعض اصحاب سے نقل کیا ہے کہ: ''کان عیسیٰ بن اعین اذا حجّ فصار الی الموقف اقبل علیٰ الدعاء لاخوانہ حتّیٰ یفیض الناس،فقیل لہ:تنفق مالک،وتتعب بدنک،حتّیٰ اذاصرت الی الموضع الذي تبث فیہ الحوائج الی اللہ اقبلت علی الدعاء لاخوانک،وترک نفسک فقال:انني علیٰ یقین من دعاء الملک لي وشک من ا لدعاء لنفسي''(۱)

''جب عیسیٰ بن اعین حج کرتے وقت موقف پر پہنچے تو انھوں نے اپنے برادران کیلئے دعا کرنا شروع کیا یہاں تک کہ سب لوگ چلے گئے۔

ان سے سوال کیا گیا: آپ نے مال خرچ کیا، مشقتیں برداشت کیں اور آپ نے دوسرے برادران کیلئے دعائیں کیں اور اپنے لئے کوئی دعا نہیں کی تو انھوں نے کہا: مجھ کو یقین ہے کہ فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے اور مجھے خود اپنے نفس کیلئے دعا کرنے میں شک ہے''

ابراہیم بن ابی البلاد (یا عبداللہ بن جندب) سے مروی ہے:

''قال کنت في الموقف فلماافضت لقیت ابراھیم بن شعیب،فسلّمت

---

(۱) الاختصاص صفحہ ۶۸، بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۹۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علیه،وكان مصاباً باحدیٰ عينيه واذاعينه الصحيحة حمراء كأنّهاعلقة دم ،فقلت له:قد أصيت باحدیٰ عينيک ،وانامشفق لک علی الاخریٰ فلوقصرت عن البكاء قليلاً

قال :لاوالله ياأبامحمّد ،مادعوت لنفسي اليوم بدعوة ؟.

فقلت :فلمن دعوت ؟

قال:دعوت لاخواني:سمعت اباعبدالله عليّه السلام يقول:مَن دعا لاخيّه بظهرالغيب،وكّل الله به ملكاً يقول:ولک مثلاه فاردت ان اكون انمادعو لاخواني ويكون الملک يدعولي لاني في شک من دعائي لنفسي،ولست في شک من دعاء الملک لي"(۱)

''جب میں موقف میں تھا تو میری ابراہیم بن شعیب سے ملاقات ہوئی میں نے ان کوسلام کیا توان کی ایک آنکھ پر مصیبت کے آثار نمایاں تھے اوران کی صحیح آنکھ اتنی سرخ تھی گویا خون کا ٹکڑا ہوتو میں نے ان سے کہا: تمہاری ایک آنکھ خراب ہوگئی ہے لہٰذا میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ کم گریہ کریں اوردوسری آنکھ کی خیر منائیں۔

انھوں نے کہا: اے ابومحمد خدا کی قسم آج میں نے اپنی ذات کیلئے ایک بھی دعا نہیں کی ہے

میں نے کہا: تو آپ نے کس کیلئے دعا کی ہے؟

انھوں نے کہا: میں نے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے: کیونکہ میں نے امام جعفر صادقؑ کو فرماتے سنا ہے: جس نے اپنے غائب (غیر حاضر) مومن بھائی کیلئے دعا کی تو خداوند عالم اس پر ایک ایسے فرشتہ کو معین فرما دیتا ہے جو یہ کہتا ہے: تمہارے لئے بھی ایسا ہی ہے۔میں نے اسی مقصد وارادہ سے اپنے برادران کیلئے دعا کی ہے اور فرشتہ میرے لئے دعا کرتا ہے مجھے اس سلسلہ میں کوئی

---

(۱)الاختصاص صفحہ۸۴،بحارالانوار جلد۹۳ صفحہ۳۹۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شک ہی نہیں ہے حالانکہ مجھکو اپنی ذات کیلئے دعا کرنے میں شک ہے"

## ۳۔ والدین کیلئے دعا!

والدین کے ساتھ نیکی کرنا ان کے حق میں دعا کرنا ہے اور نیز ان کے ساتھ احسان کرنے کے بہت زیادہ مصادیق ہیں۔

انسان اُن کی طرف سے صدقہ دے، ان کی طرف سے حج بجالائے، ان کی نمازیں ادا کرے، ان کیلئے دعا کرے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿مایمنع الرجل منکم ان یبرّ والدیه حیین اومیتین یصلي عنهما، و یتصدق عنهما، ویصوم عنهما، فیکون الذي صنع لهما، وله مثل ذالک، فیزیده اللّٰه عزّوجلّ ببرِّه (وصلته) خیراً کثیراً﴾

"تم میں سے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیکی کرنا چاہئے چاہے وہ زندہ ہوں یا مردہ ان کی نمازیں ادا کرے، ان کی طرف سے صدقہ دے، حج بجالائے اور ان کے روزے رکھے پس جو کچھ وہ ان کیلئے کرے گا ویسا ہی اس کیلئے ہوگا اللہ عزوجل اس کی نیکیوں اور صلہ میں بہت زیادہ اضافہ کرے گا"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ہی مروی ہے:

کان ابی یقول: خمس دعوات لایحجبن عن الرّب تبارک وتعالیٰ :

۱۔ دعوة الامام المقسط .

۲۔ و دعوة المظلوم، یقول اللّٰه عزّوجلّ : لأنتقمن لک ولوبعد حین .

۳۔ ودعوة الوالد الصالح لولده .

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



۵۔ودعوة المؤمن لاخيه بظهر الغيب،فيقول:ولک مثلاه .(۱)

"میرے والد بزرگوار کا فرمان ہے: پانچ دعائیں ایسی ہیں جن کے مابین اللہ سے کوئی حجاب نہیں:

۱۔عادل امام کی دعا۔

۲۔مظلوم کی دعا، اللہ عزوجل کہتا ہے: میں تیرا انتقام ضرور لوں گا اگر چہ کچھ مدت کے بعد ہی کیوں نہ لوں۔

۳۔نیک اولاد کی اپنے والدین کیلئے دعا۔

۴ نیک باپ کا اپنے فرزند کیلئے دعا کرنا۔

۵۔مومن کا اپنے غائب (غیر حاضر) بھائی کیلئے دعا کرنا، اس سے کہا جاتا ہے: تمہارے لئے بھی اس کے مثل ہے"

والدین کیلئے دعا کرنے کے سلسلہ میں صحیفۂ سجادیہ میں دعا وارد ہوئی ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ صَلِّ علىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَذُرِّيَّتِهِ وَاخْصُصْ اَبَوَيَّ بِاَفْضَلِ مَاخَصَصْتَ بِهِ آبَاءَ عِبَادِکَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَاُمَّهَاتِهِمْ يَااَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ اَللّٰهُمَّ لَاتُنْسِنِيْ ذِكْرَهُمَافِيْ اَدْبَارِ صَلَوَاتِيْ كلّ آن وَفِيْ اِنامِنْ آنَاءِ لَيْلِيْ وَفِيْ كُلِّ سَاعَةٍ مِنْ سَاعَاتِ نَهَارِيْ اَللّٰهُمَّ صَلِّ علىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاغْفِرْ لِيْ بِدُعَائِيْ لَهُمَا وَاغْفِرْ لَهُمَا بِبِرِّهِمَا بِيْ مَغْفِرَةً حتماً وَارْضَ عَنْهُمَا بِشَفَاعَتِيْ لَهُمَا رِضىً عَزْماً وَبَلِّغْهُمَا بِالْكَرَامَةِ مَوَاطِنَ السَّلَامَةِ اَللّٰهُمَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُکَ لَهُمَا فَشَفِّعْهُمَا فِيَّ وَاِنْ سَبَقَتْ مَغْفِرَتُکَ لِيْ فَشَفِّعْنِيْ فِيْهِمَا حَتّٰى نَجْتَمِعَ بِرَاْفَتِکَ فِيْ دَارِ كَرَامَتِکَ وَمَحَلِّ مَغْفِرَتِکَ وَرَحْمَتِکَ﴾

---

(۱) وسائل الشیعہ جلد ۴/۱۱۵۳، حدیث/۸۸۹۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خدایا محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میرے والدین کو وہ بہترین نعمت عطا فرما جو تو نے اپنے بندگان مومنین میں کسی والدین کو بھی عطا فرمائی ہے اے سب سے زیادہ رحم کرنے والے، خدایا! مجھے ان کی یاد سے غافل نہ ہونے دینا نہ نمازوں کے بعد اور نہ رات کے لمحات میں اور نہ دن کی ساعات میں، خدایا! محمد و آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری دعائے خیر کے سبب انھیں بخش دے اور میرے ساتھ ان کی نیکیوں کے بدلہ ان کی حتمی مغفرت فرما اور میری گذارش کی بنا پر ان سے مکمل طور پر راضی ہو جا اور اپنی کرامت کی بنا پر انھیں بہترین سلامتی کی منزل تک پہنچا دے، اور خدایا! اگر تو انھیں پہلے بخش چکا ہے تو اب انھیں میرے حق میں شفیع بنا دے اور اگر میری بخشش پہلے ہو جائے تو مجھے ان کے حق میں سفارش کا حق عطا کر دینا کہ ہم سب ایک کرامت کی منزل اور مغفرت و رحمت کے محل میں جمع ہو جائیں"

## ۴۔ اپنی ذات کیلئے دعا!

یہ دعا کی منزلوں میں سے آخری منزل ہے پہلی منزل نہیں ہے۔

بڑے تعجب کی بات ہے کہ اسلام انسان سے اس بات کا مطالبہ کرتا ہے کہ دنیاوی زندگی میں اپنے معیشتی امور میں نیز دوسروں کے ساتھ معاملہ کرنے کے سلسلہ میں ناچیز سمجھے اور دوسروں کو خود پر ترجیح دے جس طرح اسلام انسان سے یہی مطالبہ دعا کے سلسلہ میں بھی کرتا ہے۔

لیکن انسان کو خداوند عالم کی بارگاہ میں دعا کرتے وقت اپنے نفس کو فراموش نہیں کرنا چاہئے۔ ہم کو اپنی ذات کیلئے اللہ سے کیا سوال کرنا چاہئے؟ اور ہمیں کیسے دعا کرنا چاہئے؟

ہم اس سلسلہ میں انشاءاللہ عنقریب بحث کریں گے۔

## الف۔ ہر لازم چیز کیلئے دعا!

ہم کو خداوند عالم سے اپنی ضروریات کی وہ تمام چیزیں طلب کرنی چاہئیں جو ہماری دنیا و

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آخرت کیلئے اہم ہیں۔ہم کو اس سے ہر برائی اور شر سے اپنی دنیا و آخرت میں دور رہنے کا سوال کرنا چاہئے بیشک خیر کی تمام کنجیاں اور اس کے اسباب خداوند عالم کے پاس ہیں کوئی چیز اس کے ارادے کے متحقق ہونے میں مانع نہیں ہوسکتی ہے،نہ ہی کوئی چیز اس کو عاجز کرسکتی ہے اور نہ ہی وہ اپنے بندوں پر خیر اور رحمت کرنے میں بخل کرتا ہے۔

جب خداوند عالم کسی چیز کے عطا کرنے اور دعا مستجاب کرنے میں کوئی بخل نہیں کرتا ہے تو یہ کتنی بری بات ہے کہ انسان اللہ سے سوال اور دعا کرنے میں بخل سے کام لے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿لو انّ اوّلکم و آخرکم و حیّکم و میّتکم اجتمعوا فتمنّیٰ کلّ واحد ما بلغت امنیّته فأعطیته،لم ینقص ذلک من ملکي﴾(۱)

''اگر تمہارے پہلے اور آخری،مردہ اور زندہ جمع ہو کر مجھ سے اپنی اپنی آرزو بیان کریں تو میں ہر ایک کی آرزو پوری کرونگا اور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی''

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿لو انّ اهل سبع سماوات و أرضین سألوني جمیعاً،واعطیت کلّ واحد منهم مسألته مانقص ذلک من ملک و کیف ینقص ملک أنا قیّمه﴾(۲)

''اگر ساتوں زمین اور آسمان والے مل کر مجھ سے سوال کریں تو میں ہر ایک کو اس کے سوال کے مطابق عطا کرونگا اور میری ملکیت میں کوئی کمی نہیں آئیگی اور کمی آئے بھی کیسے جب میں نے ہی خود اس کو خلق کیا ہے''

---

(۱)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳۔

(۲)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی حدیث میں آیا ہے:

﴿سلوا اللہ واجزلوا؛فانّه لایتعاظمه شيءٌ﴾(۱)

"خداوند عالم سے مانگو اور زیادہ مانگو چونکہ اس کے سامنے کوئی چیز بڑی نہیں ہے"

روایت کی گئی ہے:

﴿لاتستکثروا شیئاًمماتطلبون؛فماعنداللہ اکثر﴾

"اپنی دعاؤں میں کسی چیز کو زیادہ مت سمجھو چونکہ خداوند عالم کے نزدیک جو کچھ بھی ہے زیادہ ہے"

اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں دعامیں ہر خیر کی طلب اور ہر برائی سے دور رہنے کیلئے خداوند عالم سے سوال کرنا عام طور پر بیان ہوا ہے۔

ہم ذیل میں بعض نمونے بیان کررہے ہیں:

رجب المرجب کے مہینہ میں نماز کے بعد یہ دعا پڑھنا وارد ہوا ہے:

﴿یَامَنْ یُعْطِي الْکَثِیْرَبِالْقَلِیْلِ یَامَنْ یُعْطِيْ مَنْ سَأَلَهُ یَامَنْ یُعْطِيْ مَنْ لَمْ یَسْأَلْهُ وَمَنْ لَمْ یَعْرِفْهُ تَحَنُّنَامِنْهُ وَرَحْمَةً اَعْطِنِي بِمَسْئَلَتِيْ اِیَّاکَ جَمِیْعَ خَیْرِالدُّنْیَاوَجَمِیْعَ خَیْرِ الآخِرَةِ وَاصْرِفْ عَنِّيْ بِمَسْئَلَتِيْ اِیَّاکَ جَمِیْعَ شَرِّ الدُّنْیَاوَشَرِّ الآخِرَةِفَاِنَّهُ غَیْرُ مَنْقُوْصٍ مَااَعْطَیْتَ وزدني مِنْ فَضْلِکَ یَاکَرِیْمُ﴾

"اے وہ خدا جو کم کے مقابلہ میں زیادہ عطا کرتا ہے،اے وہ خدا جو سوال کرنے والے اور سوال نہ کرنے والے دونوں کو عطا کرتا ہے اور جو اس کو نہ پہچانے ،میرے سوال کرنے کی بنا پر مجھ کو بھی اپنی رحمت ولطف سے عطا کر، دنیا کی کل نیکی اور آخرت کی تمام نیکیاں، میرے سوال کے مطابق مجھ

---

(۱)بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کوعطا کردے اور دنیا و آخرت کی تمام برائیاں مجھ سے دور فرما دے کیونکہ تیری عطا میں نقص نہیں ہے اور میرے لئے اپنے فضل کو زیادہ کر اے کریم!"

﴿اللّهم انّي اسألک مفاتح الخير وخواتمه وسوابغه وفوائده وبركاته وما بلغ علمه علمي وماقصر عن احصائه حفظي﴾

﴿يَامَنْ هُوَفِي عُلُوِّهِ قَرِيبٌ،يَامَنْ هُوَفِي قُرْبِهِ لَطِيفٌ صَلِّ علىٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدِ اللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْئَلُکَ لِدِيْنِي وَدُنْيَايَ وَآخِرَتِي مِنَ الْخَيْرِ كُلِّهِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنَ الشَّرِّ كُلِّهِ﴾

"خدایا میں تجھ سے خیر کی کنجیاں، عاقبت بخیر، نعمتیں، فوائد برکات نیز جس کا علم مجھے نہیں ہو سکا ہے اور جس چیز کا احاطہ کرنے سے میری یادداشت قاصر ہے سب کا سوال کرتا ہوں"

اے وہ خدا جو اپنی برتری میں قریب ہے اے وہ خدا جو اپنے قرب میں لطیف ہے درود ورحمت ہو محمد وآل محمد پر، اے خدا میں تجھ سے اپنے دین، دنیا اور آخرت میں خیر کی دعا کرتا ہوں اور تمام برائیوں سے پناہ چاہتا ہوں"

﴿وَاَدْخِلْنِي فِي كُلِّ خَيْرٍ اَدْخَلْتَ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّدٍوَاَخْرِجْنِي مِنْ كُلِّ اَخْرَجْتَ مِنْهُ مُحَمَّداًوَآلَ مُحَمَّد﴾

"اے میرے مولا مجھ کو ہر اس نیکی میں داخل کردے جس میں تو نے محمد وآل محمد کو داخل کیا ہے اور مجھ کو ہر اس برائی سے نکال دے جس سے تو نے محمد وآل محمد کو نکال دیا ہے"

﴿وَاكْفِنِي مَااَهَمَّنِي مِنْ اَمْرِ دُنْيَايَ وَآخِرَتِي﴾

"اور مجھ کو دنیا و آخرت کے ان امور سے محفوظ رکھ جو میرے لئے دشواری کا سبب ہیں"

﴿اَللّٰهُمَّ لاتَدَعْ لِي ذَنْباًاِلَّا غَفَرْتَهُ وَلاهَمّاًاِلَّافَرَّجْتَهُ وَلاسُقْماًاِلَّاشَفَيْتَهُ وَلَا عَيْباًاِلَّاسَتَرْتَهُ وَلَارِزْقاًاِلَّابَسَطْتَهُ وَلاخَوْفاًاِلَّاآمَنْتَهُ وَلاسُوْءًاِلَّاصَرَفْتَهُ وَلاحَاجَةً هِيَ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لَکَ رِضاً وَلِیَ فِیْهَا صَلاحٌ اِلاّ قَضَیْتَهَا یَا اَرْحَمَ الرّاحِمِیْنَ﴾

''خدایا! میرے لئے کوئی گناہ نہ چھوڑ مگر تو اس کو بخش دے اور نہ کسی غم کو مگر اس کو خوشی سے بدل دے اور نہ کسی مرض کو مگر یہ کہ تو شفا دیدے اور نہ کسی عیب کو مگر اس کو چھپا دے نہ کسی رزق کو مگر اسے زیادہ کر دے اور نہ کسی خوف کو مگر اس سے امان دیدے اور نہ کسی برائی کو مگر اسے دور کر دے اور نہ کسی حاجت کو جس میں تیری رضا اور جس میں میرے لئے صلاح ہو مگر تو اس کو پورا کر دے اے سب سے بڑے رحم کرنے والے''

﴿یَا مَنْ بِیَدِهِ مَقَادِیْرُ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ وَبِیَدِه مَقَادِیْرُ النَّصْرِ وَالْخُذْلَانِ، وَبِیَدِه مَقَادِیْرُ الغِنیٰ وَالْفَقْرِ وَبِیَدِه مَقَادِیْرُ الخَیْرِ وَالشَّرِّ، صَلِّ علیٰ مُحَمَّدٍ وَآلِ محمد، وَبَارِکْ لِيْ فِيْ دِیْنِيَ الَّذِيْ هُوَ مِلاکُ اَمْرِيْ وَدُنْیَايَ الَّتِيْ فِیْهَا مَعِیْشَتِيْ، وَآخِرَتِيْ الَّتِيْ اِلَیْهَا مُنْقَلِبِيْ وَبَارِکْ لِيْ فِيْ جَمِیْعِ اُمُوْرِيْ...اَعُوْذُبِکَ مِنْ شَرِّ الْمَحْیَا وَالْمَمَاتِ، وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ مَکَارِهِ الدُّنْیَا وَالْآخِرَةِ﴾

''اے وہ ذات جس کے اختیار میں دنیا و آخرت کے اندازے ہیں کامیابی اور شکست کے اندازے ہیں مالداری اور غربت کا اختیار ہے محمد و آل محمد پر درود بھیج اور مجھے میری اس دنیا میں برکت دے جو میرے امر کا معیار ہے اور اسی دنیا میں برکت دے جس میں میری روزی ہے اور اس آخرت میں برکت دے جہاں مجھے جانا ہے میرے تمام امور میں برکت دے... میں زندگی اور موت کے شر سے تیری پناہ مانگتا ہوں اور دنیا و آخرت کی ناگواریوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں''

﴿أسألک بنور وجهک الذي اشرقت به السماوات وانکشفت به الظلمات وصلح علیه امر الاولین والاخرین ان تصلي علی محمّد وآل محمّد وان تصلح لي شأني کلّه ولاتکلني الی نفسی طرفة عین ابداً﴾

''میں تجھ سے تیری ذات کے اس نور کے صدقہ میں سوال کرتا ہوں جس کے ذریعہ آسمان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



چمکے تاریکیاں چھٹ گئیں اور اس پر آنے والوں اور گذر جانے والوں کا معاملہ درست ہوا تو محمد و آل محمد پر درود بھیج اور یہ کہ تو میرے لئے میرے پورے معاملہ کو درست کر دے اور مجھ کو ایک لحہ کیلئے بھی میرے نفس کے حوالہ نہ کر"

سحری سے متعلق دعا میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اكْفِنِي الْمُهِمَّ كُلَّهُ،وَاقْضِ لِيْ بِالْحُسْنىٰ،وَبَارِكْ فِيْ جَمِيْعِ اُمُوْرِيْ وَاقْضِ لِيْ جَمِيْعَ حَوَائِجِي اللّٰهُمَّ يَسِّرْلِيْ مَاأَخَافُ تَعْسِيْرَهُ فانّ تيسير مااخاف تعسيره عليك يسير وسهل لي مااخاف حزونته ونفّس عني ماأخاف ضيقه و كفّ عني ماأخاف غمّه واصرف عنى ماأخاف بليّته﴾

"اور ہمارے تمام اہم امور کے لئے کافی ہو جا اور انجام بخیر کر اور مجھ کو برکت دے تمام امور میں اور میری تمام حاجتوں کو پورا کر خدایا! میرے لئے آسان کر جس کی سختی سے میں ڈرتا ہوں اس کا آسان کرنا تیرے لئے بہت سہل ہے اور سہل بنا دے اس کو جس کی دشواری سے میں خوف زدہ ہوں اور جس کی تنگی سے میں خوفزدہ ہوں اس میں کشادگی عطا کر اور جس کے غم سے خوف زدہ ہوں اس کو روک دے اور جس کی مصیبت سے میں خوف زدہ ہوں اس کو مجھ سے دور کر دے"

اور دعاء الاسحار میں آیا ہے:

﴿وَهب لي رحمة واسعة جامعة اطلب بها خير الدنيا و الآخرة﴾

"اور مجھ کو وسیع اور کامل رحمت عطا کر جس سے میں دنیا و آخرت کی نیکیاں حاصل کر سکوں"

### ب۔ بڑی حاجتیں چھوٹی حاجتوں پر پردہ نہ ڈال دیں

کبھی کبھی ہم میں سے بعض افراد اپنی چھوٹی چھوٹی حاجتوں کو خداوند عالم سے مانگنے کو عیب سمجھتے ہیں لیکن انسان کو پروردگار عالم سے مختلف چیزوں کے متعلق سوال کرنا چاہئے چاہے حاجت کتنی ہی چھوٹی کیوں نہ ہو خدا سے سوال کرنے میں کوئی عیب نہیں سمجھنا چاہئے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بندہ پروردگار عالم سے اپنی تمام حاجتوں اور کمزوریوں کو چھپاتا ہے لیکن ہماری تمام حاجتیں، ہمارا نقص یہاں تک کہ جن حاجتوں کو ہم خدا کے علاوہ کسی اور کے سامنے پیش کرنے سے بھی شرمندہ ہوتے ہیں وہ ان سب سے آگاہ ہے۔

خداوند عالم سے بڑی بڑی حاجتوں اور سوالات کرنے سے چھوٹی چھوٹی حاجتوں پر پردہ ڈالنا سزاوار نہیں ہے۔

خداوند عالم اپنے بندے سے اس کی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں میں اس سے رابطہ برقرار رکھنے کو پسند کرتا ہے یہاں تک کہ وہ اس سے ہمیشہ رابطہ رکھنا چاہتا ہے اور یہ جاودانہ رابطہ اس وقت تک برقرار نہیں رہ سکتا جب تک بندہ خداوند عالم سے اپنی چھوٹی بڑی تمام حاجتوں کا سوال نہ کرے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿سلوا اللّٰہ عزّ وجلّ مابدا لکم من حوائجکم حتّی شسع النعل،فانّہ انْ لم ییسرہ لم یتیسر﴾

”تم اپنی تمام حاجتیں یہاں تک کہ جوتے کے تسمہ کو بھی خدا سے مانگو چونکہ اگر اس کو خدا نہیں دیگا تو نہیں ملے گا“

یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿لیسأل احدکم ربّہ حاجاتہ کلّھا،حتّیٰ یسألہ شسع نعلہ اذا انقطع﴾(۱)

”تم میں سے ہر ایک کو خداوند عالم سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرنا چاہئیں یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ ٹوٹ جائے تو اس کو بھی خدا سے مانگنا چاہئے“

---

(۱) مکارم الاخلاق صفحہ ۳۱۲، بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور یہ بھی رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿لاتعجزوا عن الدعاء فانّه لم یهلک أحدٌ مع الدعاء،ولیسأ ل احدُکم ربّه حتّیٰ یسأله شسع نعله اذا انقطع ،واسألوا اللّٰه مِنْ فضله ؛فانه یحبّ انْ یسأل﴾(۱)

''تم دعا کرنے سے عاجز نہ ہونا؛ چونکہ دعا کے ساتھ کوئی ہلاک نہیں ہوا،تم میں سے ہر ایک کو خداوند عالم سے سوال کرنا چاہئے یہاں تک کہ اگر تمہارے جوتے کا تسمہ بھی ٹوٹ جائے تو بھی اسیٰ سے مانگنا چاہئے اور تم اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو چونکہ خداوند عالم اس چیز کو دوست رکھتا ہے کہ اس سے سوال کیا جائے''

سیف تمار سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے سُنا ہے:

﴿علیکم بالدعاء؛فانّکم لاتتقربون بمثله،ولاتترکوا صغیرة لصغرها أنْ تسألوها،فانّ صاحب الصغائر هو صاحب الکبائر﴾(۲)

''تم پر دعا کرنا ضروری ہے چونکہ تم دعا کے مانند کسی اور چیز سے خداوند عالم کے قریب نہیں ہو سکتے اور چھوٹی چیزوں کے بارے میں اس کے چھوٹے ہونے کی وجہ سے اس کے متعلق سوال کرنا نہ چھوڑ دو اس لئے کہ جو چھوٹی چیزوں کا مالک ہے وہی بڑی چیزوں کا مالک ہے''

حدیث قدسی میں آیا ہے:

﴿یاموسیٰ سلني کلّ ماتحتاج الیه،حتّیٰ علف شاتک وملح عجینک﴾(۳)

''اے موسیٰ مجھ سے ہر چیز کا سوال کرو یہاں تک کہ اپنی بکریوں کے چارے اور اپنے آٹے

---

(۱)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۰۰۔

(۲)بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۲۹۳،المجالس صفحہ ۱۹،وسائل الشیعہ جلد ۴/ ۱۰۹۰،حدیث ۸۶۳۵/۱ اصول کافی ۵۱۶/

(۳)عدۃ الداعی صفحہ ۹۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے نمک کیلئے بھی مجھ سے سوال کرو"

دعا کے سلسلہ میں ان چیزوں پر زور دینے سے ہماری مراد یہ نہیں ہے کہ انسان دعا کرنے کی وجہ سے عمل میں سستی کرے بلکہ اس کو چاہئے کہ وہ جو عمل انجام دے رہا ہے اس تکیہ نہ کرے اور اس عمل کے سلسلہ میں اس کی امید و آرزو خداوند عالم کی ذات سے ہو۔

دوسرے یہ کہ انسان اپنے تمام لوازمات دعا انجام دیتے وقت اپنی حاجتوں اور خدا کے درمیان رابطہ برقرار رکھے۔

مذکورہ دونوں چیزوں کا یہ تقاضا ہے کہ انسان اللہ سے اپنی تمام حاجتیں طلب کرے یہاں تک کہ جوتے کا تسمہ، اپنے حیوان کیلئے چارہ اور آٹے کیلئے نمک کا بھی اسی سے سوال کرے، جیسا کہ حدیث قدسی میں آیا ہے۔

## ج: خداوند عالم کی بارگاہ میں بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے

جہاں ہم پروردگار عالم سے ہر چیز مانگتے ہیں وہیں پر ہمیں اس سے بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے

جس طرح ہمیں پروردگار عالم سے چھوٹی چھوٹی چیزیں مانگنے میں ندامت نہیں ہونی چاہئے جیسے حیوان کے لئے چارہ، جوتے کا تسمہ اور آٹے کے لئے نمک اسی طرح ہمیں اس سے بڑی بڑی نعمتوں کا سوال کرنا چاہئے چاہے وہ کتنی ہی بڑی و عظیم کیوں نہ ہو۔

ربیعہ بن کعب سے مروی ہے:

﴿قال لي ذات يوم رسول اللهﷺ: ياربيعة خدمتني سبع سنين، افلا تسألني حاجة؟ فقلت يارسول الله امهلني حتىٰ افكر. فلمّا اصبحت و دخلت عليه قال لي: ياربيعة هات حاجتک، فقلت: تسأ ل الله ان يدخلني معک الجنة، فقال لي: مَنْ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علّمک هذا ؟فقلت :یارسول اللّه ماعلّمني احد لکن فکرّت في نفسي وقلت:انْ سألتهُ مالاً کان الیٰ نفاد،وان سألته عمرا طویلاواولاداً کان عاقبتهم الموت.قال ربیعة :فنکس رأسه علیہ وآلہ ساعة ثم قال:افعل ذلک،فاعنّي بکثرة السجود.قال وسمعته یقول:ستکون بعدي فتنة،فاذاکان ذلک فالتزمواعلي بن ابي طالب ﷺ(۱)

''مجھ سے ایک روز رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے ربیعہ تم سات سال سے میری خدمت کر رہے ہو کیا مجھ سے کسی چیز کا سوال نہیں کرو گے۔

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مجھے غور وفکر کرنے کی مہلت دیجئے۔جب میں اگلے روز صبح کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں پہنچا تو آپ نے فرمایا: اے ربیعہ مجھ سے اپنی حاجت بیان کرو۔

میں نے عرض کیا: خدا سے دعا فرمادیجئے کہ وہ مجھکو آپ کے ساتھ جنت میں داخل کرے۔

آپ نے مجھ سے فرمایا: تم کو یہ کس نے سکھایا ہے؟

میں نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ مجھے کسی نے نہیں سکھایا میں نے بذات خود غور وفکر کیا کہ اگر میں آپ سے مال کا سوال کروں تو وہ ختم ہوجایگا،اگر میں آپ سے اپنی طولانی عمر اور اولاد کا سوال کروں تو یقیناً ایک دن موت ضرور آئیگی۔

ربیعہ کا کہنا ہے کہ آپ نے کچھ دیر توقف کرنے کے بعد فرمایا: خدا ایسا ہی کرے،لہٰذا تم بہت زیادہ (سجدے) عبادت کیا کرو۔

ربیعہ کہتے ہیں میں نے آپؐ کو یہ فرماتے سُنا ہے: عنقریب میرے بعد فتنہ بپا ہوگا اور جب ایسا ہوجائے تو تم پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اطاعت کرنا واجب ہے''

---

(۱) بحارالانوار جلد۹۳۔صفحہ۳۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"کان النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا سئل شیئا فاذا اراد ان یفعله قال: نعم. واذا اراد ان لا یفعل سکت، وکان لا یقول لشئٍ لا فأتاه اعرابي فسأله فسکت، ثم سأله فسکت، ثم سأله فسکت. فقال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم. کهیئة المسترسل: ماشئت یااعرابي؟ فقلنا: الآن یسأل الجنّة، فقال الاعرابی: أسألک ناقة ورحلها وزاداً. قال: لک ذلک، ثم قال صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: کم بین مسألة الاعرابي وعجوز بنی اسرائیل؟ ثم قال: انّ موسیٰ لمّا اُمر أن یقطع البحر فأنتهیٰ الیه وضربت وجوه الدواب رجعت، فقال موسیٰ: یاربّ مالي؟ قال: یاموسیٰ انّک عند قبر یوسف فأحمل عظامه، وقد استویٰ القبر بالارض، فسأل موسیٰ قومه: هل یدري احد منکم این هو؟ قالوا: عجوز لعلّها تعلم، فقال لها: هل تعلمین؟ قالت: نعم، قال: فدلینا علیه، قالت: لا واللّٰه حتّی تُعطیني ماأسئلک، قال: ذلک لک، قالت: فإني أسألک أن أکون معک فی الدرجة الّتي تکون فی الجنّة، قال: سلي الجنّة. قالت: لا واللّٰه الّا أن أکون معک، فجعل موسیٰ یراود فأوحیٰ اللّٰه الیه: أن أعطها ذلک: فإنّها لاتنقصک، فأعطاها ودلّته علی القبر"(۱)

"جب پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی چیز کے متعلق سوال کیا جاتا تھا تو اگر آپ کا ارادہ اس فعل کے انجام کے متعلق ہوتا تھا تو آپ فرماتے تھے: ہاں اور اگر آپ کا ارادہ اس کے انجام نہ دینے کا ہوتا تھا تو آپ ساکت رہتے تھے۔

اور آپ کسی بھی چیز کے سلسلہ میں "نہیں" نہیں فرماتے تھے، ایک اعرابی نے آپ کی

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خدمت میں حاضر ہو کر سوال کیا تو آپ خاموش رہے، اس نے پھر سوال کیا تو آپ پھر خاموش رہے، پھر اس نے سوال کیا، آپ پھر خاموش رہے، تو آپ نے فرمایا:

اے اعرابی تو کیا چاہتا ہے؟ ہم لوگوں نے کہا کہ اب یہ جنت کے سلسلہ میں سوال کرے گا۔

اعرابی نے کہا: میں آپ سے ناقہ، سواری اور زادراہ چاہتا ہوں۔

آپ نے فرمایا: ہاں تجھ کو عطا کیا جائیگا، پھر آپ نے فرمایا: اس اعرابی اور اس بنی اسرائیل کی بڑھیا کے درمیان کتنا فرق ہے؟ پھر فرمایا: جب موسیٰ کو دریا پار کرنے کا حکم ملا اور آپ دریا کے کنارے پہونچ گئے تو موسیٰ نے جانوروں کو آگے بڑھانا چاہا لیکن جانور واپس آ گئے۔

جناب موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا پالنے والے میرے لئے کیا فرمان ہے؟

فرمایا: اے موسیٰ تم حضرت یوسف علیہ السلام کی قبر کے پاس ہو اور ان کی ہڈیوں کو اٹھا لو جبکہ قبر زمین کے برابر ہو چکی تھی۔

جناب موسیٰؑ نے اپنی قوم سے سوال کیا: کیا تم میں سے کوئی جانتا ہے؟

قوم نے کہا: ایک بڑھیا ہے شاید وہ جانتی ہے؟

بڑھیا سے سوال کیا: کیا تم جانتی ہو؟

اس نے جواب دیا: ہاں آپ نے فرمایا: تو ہمیں بتاؤ کہاں ہے؟

بڑھیا نے کہا: خدا کی قسم میں اس وقت تک قبر کا پتہ نہیں بتاؤنگی جب تک آپ میرے سوال کا جواب نہیں دیں گے۔

آپ نے فرمایا: جو تم مانگو گی وہی دیا جائیگا، اس نے کہا: میں جنت میں آپ کے ساتھ اسی درجہ میں رہوں جس میں آپ رہیں گے۔

آپ نے فرمایا: ہاں تم جنت میں رہو گی اس نے کہا: نہیں خدا کی قسم میں جب تک آپ کے ساتھ نہیں رہوں گی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: تم جنت کا سوال کرو۔ تو بڑھیا نے کہا: میں اس

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے کم پر راضی نہیں ہوں ۔ جناب موسیٰ علیہ السلام کچھ پس و پیش کرنے لگے تو اللہ نے آپ پر وحی نازل فرمائی: اگر آپ اس کو عطا کر دیں گے تو جنت میں کمی نہیں آئیگی تو آپ نے اس کو عطا کر دی اور اس نے قبر کا نشان بتایا''

## د۔ دعا کر کے سب کچھ تدبیر الٰہی کے حوالہ کر دینا

دعا میں خداوند عالم سے یہ طلب کرنا کہ وہ اپنی تدبیر کے ذریعہ ہم کو اپنی تدبیر سے بے نیاز کر دے اور اپنی رحمت و حکمت کو ہمارے امر کا ولی بنا دے اور ہمارے نفسوں پر کسی چیز کو موکول نہ کرے، دعاء عرفہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اَغْنِنِي بِتَدْبِيرِکَ لِي عَنْ تَدْبِيرِي،وَبِاخْتِيَارِکَ عَنْ اِخْتِيَارِي﴾

''میرے خدا مجھ کو اپنی تدبیر کے ذریعہ میری تدبیر سے بے نیاز کر اور اپنے اختیار کے مقابلہ میں میرے اختیار سے بے نیاز کر''

اور مناجات شعبانیہ میں آیا ہے: ﴿وَتَوَلَّ مِنْ اَمْرِي مَااَنْتَ اَهْلُهُ﴾

''خدایا! جس چیز کا تو اہل ہے میرے امر میں سے اس کا تو ذمہ دار ہوگا''

یہ بھی وارد ہوا ہے: ﴿حَسْبِي عَنْ سُؤَالِي عِلْمه بِحَالِي﴾(۱) ''میرے سوال کرنے سے اس کا میرے حال سے واقف ہونا ہی کافی ہے''

مروی ہے: جب نمرود نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا تو جبرئیل علیہ السلام نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: کیا آپ کی کوئی حاجت ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں میری حاجت تو ہے لیکن تجھ سے نہیں، ﴿حَسْبِيَ اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَکِيْل﴾

اس کے بعد میکائل نے عرض کیا: اگر آپ کا ارادہ آگ کو بجھانے کا ہے تو میں آگ کو

---

(۱) بحار الانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بجھادوں گا چونکہ بارش اور پانی کا خزانہ میرے اختیار میں ہے۔

آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

اس کے بعد ہوا کے فرشتہ نے آ کر عرض کیا: اگر آپ چاہیں تو میں آگ کو اڑا دوں آپ نے فرمایا: میرا ایسا کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جبرئیل نے کہا: تو پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کیجئے آپ نے فرمایا: خداوند عالم کو میرے حالات کا علم ہے"(۱)

اس کا مطلب دعا سے منع کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا مطلب بندہ کا تدبیر میں اپنے امر کو اللہ کے حوالہ کر دینا ہے۔

اس کو ہر امر میں اللہ کی طرف تفویض سے تعبیر کیا جاتا ہے اور سختیوں اور بلاؤں میں اللہ کی تقدیر، قضا، حکمت اور تدبیر پر اعتماد رکھنا ہے۔

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

﴿الٰهِي اِنَّ اِخْتِلَافَ تَدْبِيرِکَ وَ سُرْعَةَ طَوَاءَ مَقَادِيرِکَ مَنَعَا عِبَادِکَ الْعَارِفِيْنَ بِکَ عَنِ السُّکُوْنِ اِلٰى عَطَاءٍ وَالْيَأْسُ مِنْکَ فِيْ بَلَاءٍ﴾

"میرے معبود! بیشک تیری تدبیر کی تبدیلی اور تیرے مقدارات کے سریع تغیرات نے تیرے عارف بندوں کو پرسکون عطا اور مصیبت میں ناامید ہونے سے روک دیا ہے"

امام علیہ السلام فرماتے ہیں بیشک تیرے عارف بندے کسی عطا پر راضی نہیں ہوتے وہ عطا چاہے کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو اور کسی مصیبت میں تجھ سے مایوس نہیں ہوتے وہ بلا کتنی ہی بڑی کیوں نہ ہو کیونکہ ان کو معلوم ہے کہ تیرے احکام اور بندوں کے سلسلہ میں فیصلہ بہت جلد ہوتا ہے نیز ایک

---

(۱) بحار الانوار جلد ۷۱ صفحہ ۱۵۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حالت سے دوسری حالت کی جانب تیری تدبیر بدلتی رہتی ہے لہٰذا تیرے بندے عطا اور روزی پر مطمئن نہیں ہوتے اور تیری رحمت سے کسی مصیبت میں مایوس نہیں ہوتے البتہ تیری رحمت پر مطمئن رہتے ہیں اور تیرے فضل سے مایوس نہیں ہوتے ہیں"

امام حسینؑ کے اسی مفہوم کی، قرآن کریم کی یہ آیت براہ راست عکاسی کر رہی ہے:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾ (۱)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز (نعمت) عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو"

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں: زہد قرآن کے ان دو کلموں میں ہے:

﴿لِكَيْلَا تَأْسَوْا عَلَىٰ مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوا بِمَا آتَاكُمْ﴾ (۲)

"یہ تقدیر اس لئے ہے کہ جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جب خدا تم کو کوئی چیز (نعمت) عطا کرے تو اس پر نہ اترایا کرو"

جب خداوند عالم نے بندوں کو اس کے قضا و قدر پر اعتماد اور اپنے تمام امور کو خدا پر واگذار کرنے کی توفیق عطا کر دی ہے ... تو بندہ اس وقت خوشی اور غم میں اللہ کے قضا و قدر پر سکون محسوس کرتا صرف اس کی عطا پر نہیں، اور نہ ہی وہ مصیبتوں میں مایوس ہوتا ہے۔

ماثورہ دعاؤں میں اس معنی پر بہت زیادہ زور دیا گیا ہے مشہور و معروف زیارت امین اللہ میں آیا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ فَاجْعَلْ نَفْسِي مُطْمَئِنَّةً بِقَدَرِكَ رَاضِيَةً بِقَضَائِكَ، مُوْلَعَةً

---

(۱) سورہ حدید آیت ۲۳۔

(۲) سورہ حدید آیت ۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بِذِكْرِكَ وَدُعَائِكَ صَابِرَةً عِنْدَ نُزُوْلِ بَلَائِكَ شَاكِرَةً لِفَوَاضِلِ نِعْمَائِكَ﴾

''خدایا! میرے نفس کو اپنے قدر پر مطمئن اور اپنے قضا پر راضی کردے، اپنے ذکر و دعا کا شیدائی بنادے اور اپنے خالص اور برگزیدہ اولیاء کا محبت کرنے والا بنادے اور اپنے آسمان و زمین میں محبوب کردے اور اپنی بلا کے نزول پر صابر اور اپنی بہترین نعمتوں پر شاکر بنادے اپنی تمام نعمتوں کا یاد کرنے والا''

حضرت امام زین العابدین علی بن الحسین علیہما السلام دعا میں فرماتے ہیں:

﴿وَالْهِمْنَا الْاِنْقِيَادَ لِمَا اَوْرَدْتَ عَلَيْنَا مِنْ مَشِيَّتِكَ حَتّٰى لَانُحِبُّ تَاخِيْرَ مَا عَجَّلْتَ، وَلَاتَعْجِيْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَانَكْرَهُ مَا اَحْبَبْتَ وَلَانَتَخَيَّرَ مَا كَرِهْتَ﴾(۱)

''ہمیں اس مشیت کی اطاعت کا الہام عطا فرما جو تو نے ہم پر وارد کی ہے تاکہ جو چیز جلدی سامنے آجائے ہم اس کی تاخیر کے خواہاں نہ ہوں اور جو چیز دیر میں آئے اس کی عجلت کے طلبگار نہ ہوں تیری محبوب اشیاء کو مکروہ نہ سمجھیں اور تیری ناپسندیدہ چیزوں کو اختیار نہ کرلیں''

دعا کے ایک اور مقام پر فرماتے ہیں:

﴿وطيب بقضائك نفسي ووسّع بمواقع حكمك صدري ووهب لي الثقة لأقرمعها بانّ قَضَائك لم يجرالّا بالْخَيِرَة﴾(۲)

''اور میرے نفس کو اپنے فیصلہ سے مطمئن کردے اور میرے سینہ کو اپنے فیصلوں کیلئے کشادہ بنادے مجھے یہ اطمینان عطا فرمادے کہ میں اس امر کا اقرار کروں کہ تیرا فیصلہ ہمیشہ خیر ہی کے ساتھ جاری ہوتا ہے۔

دعاء صباح میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

---

(۱) صحیفہ سجادیہ دعا/۳۳۔ (۲) صحیفہ سجادیہ دعا/۳۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿الهي هذهِ ازمة نفسي عقلتهابعقال مشيئتک﴾(۱)

''خدایا! یہ میرے نفس کی مہار ہے جس کو مرضی اور مشیت کے رسّی سے مستحکم باندھا ہے''

## ھ۔ خداوند عالم سے ذات خدا کو طلب کرنا

دعا میں سب سے زیادہ لطف اور اس کی جلالت یہ ہے کہ انسان دعا میں اللہ سے نہ دنیا طلب کرے اور نہ آخرت طلب کرے بلکہ وہ خدا سے اس کے وجہ کریم کا مطالبہ کرے، اس کی مرضی، ملاقات، اس سے قربت، اس تک رسائی، اس کی محبت، اس سے انسیت، اور اس تک پہنچنے کی تشویق کا مطالبہ کرے حضرت فاطمہ صدیقہ طاہرہ نے دعا میں ملک الموت کے خداوند عالم کے امر سے ان کی روح پاک قبض کرنے سے پہلے اس کی جانب سے ایسے رزق کا مطالبہ کیا جس سے ان کا سینہ ٹھنڈا ہو جائے اور ان کا نفس خوش ہو جائے، آپ نے دعا میں یوں عرض کیا: پروردگارا تیری طرف سے بشارت ہونی چاہئے تیرے علاوہ کسی اور کی طرف سے نہیں، اس سے میرا دل ٹھنڈا ہو گیا، میرا نفس خوش ہو گیا، میری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں اور میرا چہرہ باغ باغ ہو گیا... اور میرا دل مطمئن ہو گیا اور اس سے میرا پورا جسم خوش ہو گیا''(۲)

حضرت امام حسین علیہ السلام دعائے عرفہ میں فرماتے ہیں:

﴿منک أطلبُ الوصول اليک﴾

''تجھ ہی سے تجھ تک پہنچنے کا مطالبہ کرتا ہوں''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعاء صباح میں فرماتے ہیں:

﴿اَنتَ غايَةُ مَطلُوبِى وَمُناىَ﴾

''اور تو ہی میرا آخری مطلوب ہے اور دنیا اور آخرت میں میری امید ہے''

---

(۱)دعاء صباح۔ (۲)فلاح السائل۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پندرہ مناجات میں سے مناجات ''محبین'' میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اِلٰهِي مَنْ ذَا لَّذِیْ ذَاقَ حَلاوَةَ مَحَبَّتِکَ فَرَامَ مِنْکَ بَدَلاً وَمَنْ ذَاالَّذِي اَنِسَ بِقُرْبِکَ فَابْتَغٰی عَنْکَ حِوَلاً﴾

''خدایا وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے علاوہ کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لحہ کے لئے بھی اس سے روگردانی کرے''

پندرہ مناجات میں سے مناجات مریدین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اِلٰهِي فَاسْلُکْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ وَسَیِّرْنَا فِي اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَیْکَ﴾

''خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں پر چلا دے اور ہم کو تیری طرف پہنچنے والے قریب ترین راستہ سے لے چل، ہمارے اوپر دور کو قریب کر دے''

مناجات متوسلین میں فرماتے ہیں:

''وَاجْعَلْنِي مِنْ صَفْوَتِکَ الَّذِیْنَ اَقْرَرْتَ اَعْیُنَهُمْ بِالنَّظَرِ اِلَیْکَ یَوْمَ لِقَائِکَ''

''اور مجھ کو ان منتخب بندوں میں قرار دے جن کی آنکھوں کو روز ملاقات اپنے دیدار سے خنکی عطا کی ہے''

دعاء عرفہ میں امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اُطْلُبْنِي بِرَحْمَتِکَ حَتّٰی اَصِلَ اِلَیْکَ﴾

''میرے معبود مجھ کو اپنے در رحمت پر طلب کر، تا کہ میں تجھ سے مل جاؤں''

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دعائے کمیل میں فرماتے ہیں:

﴿وَاسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰی نَفْسِکَ وَهَبْ لِي الْجِدَّ فِيْ خَشْیَتِکَ وَالدَّوَامَ فِي الْاِتِّصَالِ بِخِدْمَتِکَ ...وَاَدْنُوَمِنْکَ دُنُوَّالْمُخْلِصِیْنَ وَاجْتَمِعَ فِيْ جِوَارِکَ مَعَ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الْمُؤْمِنِينَ﴾

''اور تیری ہی ذات کو اپنا سفارشی بناتا ہوں، اور تو مجھ کو خوف وخشیت میں کوشش کی توفیق عطا کر نیز تیری خدمت کے لگاتار انجام دینے کی ... اور تیری بارگاہ میں خلوص رکھنے والوں کا سا قرب حاصل ہو، اور تیری بارگاہ میں مومنین کے ساتھ جمع ہو جاؤں''

مناجات محبین میں امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اِلٰهِي فَاجْعَلْنَا مِمَّنْ هَيَّمْتَ قَلْبَهُ لِاِرَادَتِكَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِكَ وَ اَخْلَيْتَ وَجْهَهُ لَكَ وَفَرَّغْتَ فُؤَادَهُ لِحُبِّكَ وَرَغَّبْتَهُ فِيمَا عِنْدَكَ وَقَطَعْتَ عَنْهُ كُلَّ شَيْءٍ يَقْطَعُهُ عَنْكَ﴾

''خدایا! تو مجھ کو ان لوگوں میں سے قرار دے جس کے دل کو اپنے ارادہ کا مسکن بنایا ہو اور جس کو تو نے اپنے مشاہدہ کے لئے منتخب کیا ہو اور جس کے چہرے کو اپنے لئے خالی کر لیا ہے اور جس کے دل کو اپنی محبت کے لئے فارغ کر لیا ہے اور جس کو اس چیز کی رغبت دی ہے جو تیرے پاس ہے اور جس سے ہر اس چیز کو دور کر دیا ہے جو تجھ سے دور کرتی ہے''

## ب۔ جو چیزیں دعا میں سزاوار نہیں ہیں

اب ہم ان چیزوں کے سلسلہ میں بحث کریں گے جو دعا میں نہیں ہونا چاہئیں اور ہم ان سب چیزوں کو قرآن اور حدیث کی روشنی میں بیان کریں گے جو مندرجہ ذیل ہیں:

### ا۔ کائنات اور حیات بشری میں اللہ کی عام سنتوں کے خلاف دعا کرنا

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کی شفاعت اور اس کے پانی میں غرق ہونے سے بچانے کیلئے خداوند عالم کے وعدہ کے مطابق کہ وہ ان کے اہل کو نجات دے گا خدا سے دعا کی لیکن خداوند عالم نے اپنے بندے اور اپنے نبی نوح علیہ السلام کی دعا قبول نہیں کی اور ان کی دعا کو رد فرمایا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



:﴿انه لیس من اهلک﴾ اے نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے" اور ان کو پھر اس کے مثل کبھی دعا نہ کرنے کی نصیحت فرمائی۔

﴿وَنَادَیٰ نُوحُ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِی مِنْ اَهْلِی وَ اِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِینَ ☆قَالَ یَانُوحُ اِنَّهُ لَیْسَ مِنْ اَهْلِکَ اِنَّهُ عَمَلٌ غَیْرُ صَالِحٍ فَلَا تَسْأَلْنِ مَا لَیْسَ لَکَ بِهِ عِلْمٌ اِنِّی اَعِظُکَ أَنْ تَکُونَ مِنَ الْجَاهِلِینَ ☆قَالَ رَبِّ اِنِّی أَعُوذُبِکَ اَنْ اَسْئَلَکَ مَالَیْسَ بِهِ عِلْمٌ وِاِلَّاتَغْفِرْلِی وَتَرْحَمْنِی أَکُنْ مِنَ الْخَاسِرِینَ﴾(۱)

"اور نوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے، ارشاد ہوا کہ نوح یہ تمہارے اہل سے نہیں ہے یہ عمل غیر صالح ہے لہٰذا مجھ سے اس چیز کے بارے میں سوال نہ کرو جس کا تمہیں علم نہیں ہے میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ تمہارا شمار جاہلوں میں نہ ہو جائے نوح نے کہا کہ خدایا! میں اس بات سے پناہ مانگتا ہوں کہ اس چیز کا سوال کروں جس کا علم نہ ہو اور اگر تو مجھے معاف نہ کرے گا اور مجھ پر رحم نہ کرے گا تو میں خسارہ اٹھانے والوں میں ہو جاؤں گا"

حضرت نوح علیہ السلام کو خداوند عالم سے اپنے اہل وعیال کی نجات کا سوال کرنے کا حق تھا لیکن جو ان کے اہل سے نہ ہو اس کو غرق ہونے سے نجات دلانے کے سلسلہ میں سوال کرنے کا کوئی حق نہیں تھا۔

ان کا بیٹا ان کے اہل میں نہیں تھا یہ اللہ کا حکم ہے اور حضرت نوح علیہ السلام کو پروردگار عالم کے قوانین اور احکام کی خلاف ورزی کرنے کا حق نہیں ہے۔

ذرا حضرت نوح علیہ السلام کے جواب پر غور وفکر کیجئے۔

دعا میں اللہ کی سنتوں کے امر کو سمجھنا ضروری ہے دعا کا کام ان سنتوں کو توڑنا اور ان سے تجاوز

---

(۱) سورۂ ہود آیت ۴۵ سے ۴۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کرنا نہیں ہے بلکہ دعا کا فلسفہ یہ ہے کہ بندہ خداوند عالم کی سنتوں اور اس کے قوانین کے دائرہ میں رہ کر خداوند عالم سے سوال کرے۔ بیشک اللہ کی سنتیں ہمیشہ اللہ کے ارادہ تکوینی کو مجسم کرتی ہیں، اور دعا کی شان اللہ کے ارادہ کے زیر سایہ ہے نہ اس سے تجاوز کرتی ہے اور نہ ہی اس کی حدود کو پار کرتی ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللهِ تَبْدِيلاً﴾(۱)

''اور تم خدا کی سنت میں ہرگز تبدیلی نہیں پاؤگے''

نظام کائنات اللہ کے اس ارادہ کی مجسم شکل ہے جس کے بغیر کائنات کا نظام درست نہیں رہ سکتا ہے، بندہ کیلئے اس کی تبدیلی کیلئے دعا کرنا صحیح نہیں ہے بیشک دعا بندوں کیلئے اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے؛ اور اللہ کا ارادہ ہمیشہ اس کی رحمت کے مطابق ہوتا ہے اور بندہ کے لئے اس میں تغیر و تبدل کی دعا کرنا صحیح نہیں ہے۔

ایک سنت دوسری سنت سے مختلف نہیں ہوسکتی ہے، ہر سنت اللہ کے ارادہ کو مجسم کرتی ہے اور اللہ کا ارادہ اس کی اس رحمت اور حکمت کو مجسم کرتا ہے جس سے بلند نہ کوئی رحمت ہے اور نہ حکمت ہے۔ چاہے وہ تکوینی سنتیں ہوں یا تاریخی اور اجتماعی سنتیں ہوں۔

یہ اللہ کی سنت ہے جو لوگ بعض دوسرے لوگوں سے اپنے دین و دنیا کے سلسلہ میں سوال کیا کرتے ہیں اور انسان کا اللہ سے اور ایک دوسرے سے بے نیاز رہنے کا سوال کرنا صحیح نہیں ہے چونکہ اس طرح کی دعا کرنا بالکل اللہ کی سنت اور اس کے ارادہ کے خلاف ہے۔

حدیث میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿اللّھم لاتحوجني الیٰ احد من خلقک﴾

---

(۱) سورۂ فاطر آیت ۴۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خدایا مجھ کو اپنی مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ بنا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس طرح مت کہو چونکہ ہر انسان ایک دوسرے کا محتاج ہے:

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا: پھر میں کیسے کہوں یا رسول اللہ؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

﴿اللّهم لاتحوجني إلى شرار خلقك﴾(۱)

"پروردگارا! مجھے اپنی شریر مخلوق میں سے کسی کا محتاج نہ کرنا"

شعیب نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ سے عرض کیا گیا:

"ادعُ الله يغنيني عن خلقه.قال: انّ الله قسّم رزق مَن شاء علىٰ يدى مَن شاء،ولكن اسأل الله أن يغنيك عن الحاجة التي تضطرك الىٰ لئام خلقه"(۲)

"آپ یہ دعا فرما دیجئے کہ خدا مجھ کو مخلوق سے بے نیاز کر دے آپ نے فرمایا: اللہ نے رزق کو کسی نہ کسی کے ذریعہ تقسیم کیا ہے لہٰذا تم خداوند عالم سے یہ دعا کرو کہ خدا مجھکو برے لوگوں کے سامنے اپنی حاجت بیان کرنے پر مجبور نہ کرے"

دعا کے اس طریقہ سے دعا کرنے میں ہم یہ دیکھتے ہیں کہ اسلامی روایات میں دعائیں کرنے کا ایک واقعی محدود دائرہ ہے اور غیر واقعی اور خیالی دائروں سے دعا خارج ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

"أنه سأله شيخ من الشام :أي دعوة أضلّ؟فقال:"الداعي بمالايكون"(۳)

"آپ سے شام کے ایک بزرگ نے سوال کیا: سب سے زیادہ گمراہ کن کونسی دعا ہے؟

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۵۔

(۲) اصول کافی صفحہ ۴۳۸، وسائل الشیعہ جلد ۴: ۱۱۷ حدیث صفحہ ۸۹۴۶۔

(۳) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آپ نے فرمایا: ''نہ ہونے والی چیز کیلئے دعا کرنا''

حیات بشری میں نہ ہونے والی چیز اللہ کی متعارف سنتوں کے دائرہ حدود سے خارج ہے ان میں واقعی و حقیقی طور پر کوئی تفکر نہیں کیا جا سکتا ہے۔

عدۃ الداعی میں امیر المومنین سے مروی ہے:

﴿مَن سأل فوق قدره استحق الحرمان﴾(۱)

''جس نے اپنی مقدار سے زیادہ سوال کیا وہ اس سے محروم ہونے کا مستحق ہے''

ہمارے عقیدے کے مطابق (فوق قدرہ) کے ذریعہ ان چیزوں کے بارے میں سوال کیا جاتا ہے جن کو حقیقی طور پر طلب نہیں کیا جاتا ہے۔

## ۲۔ حل نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا

جس طرح نہ ہونے والی چیزوں کے بارے میں سوال اور دعا نہیں کرنا چاہئے اسی طرح حلال نہ ہونے والی چیزوں کیلئے دعا کرنا بھی سزاوار نہیں ہے اور یہ دونوں ایک ہی باب سے ہیں پہلی بات اللہ کے ارادۂ تکوینیہ سے خارج ہے اور دوسری بات اللہ کے تشریعی ارادہ سے خارج ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿إِن تَسْتَغْفِرْ لَهُمْ سَبْعِينَ مَرَّةً فَلَن يَغْفِرَ اللَّهُ لَهُمْ﴾(۲)

''اگر ستر مرتبہ بھی استغفار کریں گے تو خدا انھیں بخشنے والا نہیں ہے''

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿لاتسأل مالایکون ومالایحلّ﴾(۳)

''نہ ہونے والی اور غیر حلال چیزوں کے متعلق سوال نہ کرو''

---

(۱) بحار الانوار جلد۹۳ صفحہ۳۲۷ حدیث۱۱۔ (۲) سورۂ توبہ آیت۸۰۔

(۳) بحار الانوار جلد۹۳ صفحہ۳۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ۳۔دوسروں کی نعمتوں کے زوال کی تمنا کرنا

انسان کا اللہ سے یہ دعا کرنا کہ وہ دوسروں کی نعمتوں کو مجھے دیدے تو ایسی دعا کرنا جائز نہیں ہے: خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَلَا تَتَمَنَّوْا مَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ﴾(۱)

''اور خبر دار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے اس کی تمنا نہ کرنا''

انسان کا اللہ سے نعمتوں کی آرزو کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اس کے اس آرزو کرنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ جس طرح دوسروں کو نعمت دی ہے ہم کو بھی بلکہ دوسروں سے زیادہ ہم پر فضل وکرم کرے لیکن خداوند عالم اپنے بندوں سے اس چیز کو پسند نہیں کرتا کہ جن بندوں کو اس نے نعمت دی ہے وہ ان نعمتوں کو دیر تک ٹکٹکی باندھے دیکھتا رہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَلَاتَمُدَّنَّ عَيْنَيْكَ اِلٰى مَامَتَّعْنَابِهِ اَزْوَاجاً مِنْهُمْ زَهْرَةَالْحَيٰوةِالدُّنْيَا﴾(۲)

''اور خبر دار ہم نے ان میں سے بعض لوگوں کو دنیا کی اس ذراسی زندگی کی رونق سے مالا مال کر دیا ہے اس کی طرف آپ آنکھ اٹھا کر بھی نہ دیکھیں''

خداوند عالم اس بات کو بھی دوست نہیں رکھتا ہے کہ انسان دوسروں کی نعمتوں کو اپنی طرف منتقل کرنے کی آرزو کرے۔ بیشک اس طرح کی تمنا کرنے کا مطلب دوسروں سے نعمت چھیننا ہے اور خداوند عالم اس چیز کو اپنے بندوں سے پسند نہیں کرتا ہے، یہ تو تنگ نظری اور اپنی حیثیت سے زیادہ تمنا اور آرزو کرنا ہے جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے لئے بالکل پسند نہیں کرتا ہے بیشک اللہ کی سلطنت و

---

(۱)سورۂ نساء آیت/۳۲۔

(۲)سورۂ طٰہٰ آیت/۱۳۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بادشاہت وسیع ہے، اس کے خزانے ختم ہونے والے نہیں ہیں، اس کے ملک کی کوئی حد نہیں ہے اور انسان کے اللہ سے ہر چیز کا سوال کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے ہاں، یہ تمنا و آرزو کرسکتا ہے کہ خدا اس کو دوسروں سے بہتر رزق عطا فرمائے۔ دعا میں وارد ہوا ہے:

﴿اللّهم آثرنيْ و لاتؤثر عليّ احداً﴾

''خدایا مجھ کو منتخب فرما مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے''

﴿وَاجْعَلْنِيْ مِنْ اَفْضَلِ عِبَادِکَ نَصِيْباًعِنْدَکَ،وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْکَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَيْکَ﴾

''اور مجھے ان بندوں میں قرار دے جو حصہ پانے میں تیرے نزدیک سب سے اچھے ہوں اور تیرے قرب میں بڑی منزلت رکھتے ہوں''

ان تمام چیزوں کے خداوند عالم سے مانگنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اللہ بھی ان تمام چیزوں کو دوست رکھتا ہے، اور ہمارے پروردگار کو اس چیز کا ارادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ جب وہ اپنے کسی بندہ کو کوئی نعمت عطا کرنے کا ارادہ کرے تو وہ اس بندہ سے چھین کر کسی دوسرے بندہ کو عطا کردے۔

عبدالرحمان بن ابی نجران سے مروی ہے کہ: حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اللہ کے اس قول ﴿وَلَا تَتَمَنَّوْامَافَضَّلَ اللّٰهُ بِهِ بَعْضَکُمْ عَلیٰ بَعْضٍ﴾(۱) ''اور خبردار جو خدا نے بعض افراد کو بعض سے کچھ زیادہ دیا ہے'' کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا:

﴿لايتمنى الرجل امرأة الرجل و لاابنته و لكن يتمنّى مثلها﴾(۲)

''انسان کو کسی کی عورت یا اس کی بیٹی کی تمنا نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسکے مثل کی تمنا کرنا چاہئے''

---

(۱)سورۂ نساء آیت ۳۲۔

(۲)تفسیر عیاشی صفحہ ۲۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ۴۔ مصلحت کے خلاف دعا کرنا

انسان کا اپنی مصلحت کے خلاف دعا کرنا سزاوار نہیں ہے ،جب انسان دعا کے نفع اور نقصان سے جاہل ہوتا ہے لیکن اللہ اس کو جانتا ہے خداوند عالم دعا کو کسی دوسری نعمت کے ذریعہ مستجاب کرتا ہے یا بلا دور کر دیتا ہے یا جب تک اس دعا میں نفع دیکھا ہے اس کے مستجاب کرنے میں تاخیر کر دیتا ہے،دعا افتتاح میں وارد ہوا ہے:

﴿أَسْأَلُکَ مُسْتَانِساً لَا خَائِفاً وَلَا وَجِلاً ،مُدِلّاً عَلَیْکَ فِیْمَاقَصَدْتُ فِیْهِ اِلَیْکَ ،فَاِنْ اَبْطَأَعَنِّي عَتَبْتَ بِجَهْلِي عَلَیْکَ، وَلَعَلَّ الَّذِي اَبْطَأَعَنِّي هُوَخَیْرٌلِي لِعِلْمِکَ بِعَاقِبَةِ الْاُمُوْرِ .فَلَمْ أَرَمَوْلَیً کَرِیْماًاَصْبَرَعَلٰی عَبْدٍ لَئِیْمٍ مِنْکَ عَلَيَّ یَارَبِّ﴾

''اور انس ورغبت کے ساتھ بلا خوف وخطر اور ہیبت کے تجھ سے سوال کرتا ہوں جس کا بھی میں نے تیری جانب ارادہ کیا ہے اگر تو نے میری حاجت کے پورا کرنے میں دیر کی تو جہالت سے میں نے عتاب کیا اور شاید کہ جس کی تاخیر کی ہے وہ میرے لئے بہتر ہو کیونکہ تو امور کے انجام کا جاننے والا ہے میں نے نہیں دیکھا کسی کریم مالک کو جو لئیم بندہ پر تجھ سے زیادہ صبر کرنے والا ہو''

دعا میں اس طرح کے حالات میں انسان کو اللہ سے دعا کرنا چاہئے اپنے تمام امور اسکے حوالہ کر دینا چاہئے ،جب بندہ اپنی دعا کے قبول ہونے میں دیر دیکھے یا اسکی دعا مستجاب نہ ہو رہی ہو تو اسے اللہ سے ناراض نہیں ہونا چاہئے لیکن کبھی کبھی انسان خداوند عالم سے ان چیزوں کا سوال کرتا ہے جو اس کیلئے مضر ہوتی ہیں ،کبھی کبھی وہ خیر طلب کرنے کی طرح شر (برائی) طلب کرتا ہے اور اپنے لئے نقصان دہ چیزوں کیلئے جلدی کیا کرتا ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَیَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَ هُ بِالْخَیْرِ وَکَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً﴾(۱)

---

(۱)اسرا آیت/۱۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے''

حضرت صالح علیہ السلام نے اپنی قوم سے مخاطب ہوکر فرمایا:

﴿قَالَ يَاقَوْمِ لِمَ تَسْتَعْجِلُونَ بِالسَّيِّئَةِ قَبْلَ الْحَسَنَةِ﴾(۱)

''صالح نے کہا کہ قوم والو آخر بھلائی سے پہلے برائی کی جلدی کیوں کر رہے ہو''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

اپنی نجات کے راستوں کو پہچانو کہ کہیں تم اس میں وہ دعا نہ کر بیٹھو جو تمہاری ہلاکت کا باعث بن جائیں اور تم اس کو اپنے لئے نجات کا باعث سمجھتے رہو خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَيَدْعُ الْاِنْسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءَهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الْاِنْسَانُ عَجُوْلاً﴾(۲)

''اور انسان کبھی کبھی اپنے حق میں بھلائی کی طرح برائی کی دعا مانگنے لگتا ہے اور انسان تو بڑا جلد باز ہے''

## ۵۔ فتنہ سے پناہ مانگنا

فتنہ سے پناہ مانگنا صحیح نہیں ہے چونکہ انسان کی زوجہ، اولاد اور اس کا مال فتنہ ہیں اور نہ ہی انسان کا اپنے اہل وعیال اور مال کے لئے اللہ کی پناہ مانگنا صحیح ہے لیکن انسان کا گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ چاہنا صحیح ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿لا يقولَنّ احدكم: اللّهم انّي اعوذ بك من الفتنة؛ لأنّه ليس من احد إلاّ

---

(۱) سورۂ نمل آیت/۴۶۔

(۲) بحار الانوار جلد۹۳ صفحہ۳۲۲؛ سورۂ اسرا آیت/۱۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وھو مشتمل علیٰ فتنة،ولکن من استعاذ فلیستعذمن مضلاّت الفتن؛فانّ اللہ یقو ل :

وَاعْلَمُوْاانَّمااَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ(۱)﴾(۲)

''تم میں سے کوئی ایک بھی یہ نہ کہے کہ میں فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں چونکہ تم میں سے ہر ایک فتنہ گر ہے لیکن تم فتنوں کی گمراہی سے پناہ مانگواور خداوند عالم اس سلسلہ میں فرماتا ہے:

''اور جان لو! کہ یہ تمہاری اولاداور تمہارے اموال ایک آزمائش ہیں''

ابوالحسن الثالث علیہ السلام نے اپنے آباؤواجداد علیہم السلام سے نقل کیا ہے:ہم نے امیر المومنین علیہ السلام سے ایک شخص کو یہ کہتے سُنا:

﴿اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفِتْنَةِ﴾

''اے پروردگار میں تجھ سے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں''

امام علیہ السلام نے فرمایا:میں یہ دیکھتا ہوں کہ تم اپنے مال اپنی اولاد سے پناہ مانگ رہے ہو چونکہ خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَاعْلَمُوْااَنَّمااَمْوَالُکُمْ وَاَوْلَادُکُمْ فِتْنَةٌ﴾(۳)

''تمہارے اموال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے صرف امتحان کا ذریعہ ہیں''

لیکن یہ کہو:

﴿اللّٰھم انّي اعوذ بک من مضلاّت الفتن﴾(۴)

''اے پروردگار میں تجھ سے گمراہ کرنے والے فتنوں سے پناہ مانگتا ہوں''

---

(۱)سورۂ انفال آیت/۲۸۔

(۲)نہج البلاغہ القسم الثانی:۱۶۲۔

(۳)سورۂ تغابن آیت/۱۵۔

(۴)امالی طوسی جلد۲صفحہ/۱۹۳؛بحار الانوار جلد۹۳صفحہ/۳۲۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ۶۔ مومنین کے لئے بد دعا کرنا

دعا کی اہمیت اوراس کی غرض وغایت میں سے ایک چیز مسلمان خاندانوں کے مابین رابطہ کا محکم کرنا اوران کے درمیان سے غلط فہمیوں اور جھگڑوں کو دور کرنا ہے جو عام طور سے دنیاوی زندگی میں مزاحمت کا سبب ہوتے ہیں، غائب شخص کیلئے دعا کرنا اس رابطہ کا سب سے بہترین سبب ہے جو زندگی کے مائل ہونے کو پیش کرتا ہے، البتہ اس کے برعکس ایسے حالات جو تعلقات میں منفی صورت حال پیدا کرتے ہیں ان حالات میں پروردگار عالم دعا کرنے کو دوست نہیں رکھتا ہے۔

خداوند عالم مومنین کے ایک دوسرے کی موجودگی میں دعا کرنے دعا کے ذریعہ ایک ایک دوسرے پر ایثار وفدا کاری کرنے اور دعا کرنے والے کے دوسرے کی حاجتوں اوران کے اسماء کو اپنے نفس پر مقدم کرنے کو دوست رکھتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

خداوند عالم دعا میں اپنے دوسرے بھائی کی نعمتوں کے زائل وختم ہونے کی دعا کرنے کو پسند نہیں کرتا ہے، جیسا کہ ہم ابھی بیان کر چکے ہیں۔

اور نہ ہی خداوند عالم دعا میں کسی انسان کے اپنے مومن بھائی کے خلاف دعا کرنے کو پسند کرتا ہے، اگر چہ اس نے اس کو تکلیف یا اس پر ظلم ہی کیوں نہ کیا ہو (اگر وہ اس کا ایمانی بھائی ہو اور ظلم کر کے ایمانی برادری کے دائرہ سے خارج نہ ہوا ہو) اور نہ ہی خداوند عالم اس چیز کو پسند کرتا ہے کہ اس کے بندے ایک دوسرے کو برائی کے ساتھ یاد کریں۔

دعوات راوندی میں ہے کہ توریت میں آیا ہے کہ خداوند عالم اپنے بندے سے فرماتا ہے:

﴿انّک متیٰ ظلمت تدعوني علیٰ عبد من عبیدي من اجل انّه ظلمک.

فلک من عبیدي من یدعوعلیک من اجل انّک ظلمته. فان شئت اجبتک و

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اجبته منک، وان شئت اخرتکما الیٰ یوم القیامة ﴾(۱)

"خداوند عالم اپنے بندہ سے خطاب کرتا ہے کہ جب تجھ پر ظلم کیا جاتا ہے تو تو اس ظلم کی وجہ سے اس کے خلاف بددعا کرتا ہے تو تجھے یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ کچھ بندے ایسے بھی ہیں کہ جن پر تم نے ظلم کیا ہے اور وہ تیرے لئے بددعا کرتے ہیں تو اگر میری مرضی ہوتی ہے تو میں تیری دعا قبول کر لیتا ہوں اور اس بندے کی دعا بھی تیرے حق میں قبول کر لیتا ہوں"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿اذا ظلم الرجل فظلّ یدعو علیٰ صاحبه، قال الله عزّوجلّ: انّ ها هنا آخر یدعو علیک یزعم انّک ظلمته، فان شئت اجبتک واجبت علیک وان شئت اخّرتکما فیوسعکما عفوي ﴾(۲)

"جب کوئی انسان پر ظلم کرتا ہے اور وہ بددعا کرتا ہے تو خداوند عالم فرماتا ہے کہ کل جب تم کسی پر ظلم کرو گے تو وہ تمہارے لئے بددعا کرے گا پس اگر چاہوں تو میں دونوں کی بددعا قبول کرلونگا اور اگر چاہوں تو میں اس کو قیامت تک کیلئے ٹال دونگا"

ہشام بن سالم سے مروی ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادقؑ کو یہ فرماتے سنا ہے:

﴿انّ العبد لیکون مظلوما فلایزال یدعو حتّیٰ یکون ظالماً ﴾(۳)

"جب کوئی مظلوم بددعا کرتا ہے تو وہ ظالم ہو جاتا ہے"

حضرت علی بن الحسین علیہ السلام سے مروی ہے:

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۳ صفحہ ۳۲۶۔

(۲) وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۷۷، حدیث ۸۹۷۲؛ امالی الصدوق صفحہ ۱۹۱۔

(۳) اصول کافی صفحہ ۴۳۸؛ عقاب الاعمال صفحہ ۳۱، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴، حدیث ۸۹۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿ان الملائکة اذا سمعوا المؤمن یذکر أخاه بسوء ویدعو علیه قالوا له: بئس الاخ انت لاخیک کفّ ایّها المستّر علیٰ ذنوبه وعورته، وأربع علیٰ نفسک، و احمدالله الّذي ستر علیک، واعلم أنّ الله عزّوجلّ اعلم بعبده منک﴾(۱)

''جب ملائکہ سنتے ہیں کہ مومن اپنے کسی بھائی کی برائی اور اس کیلئے بددعا کر رہا ہے تو کہتے ہیں کہ تو بہت برا بھائی ہے اے وہ شخص جس کے گناہ کی خداوند عالم نے پردہ پوشی کر رکھی ہے تو اپنی زبان کو قابو میں رکھ اس خدا کی تعریف کر جس نے تیرے گناہ کی پردہ پوشی کی ہے اور تجھے معلوم ہونا چاہئے کہ خداوند عالم کو تیرے مقابلہ میں اپنے بندے کے بارے میں زیادہ علم ہے''

بیشک اللہ تبارک وتعالےٰ ''السلام'' ہے، سلام اسی کی طرف پلٹتا ہے، ذات خدا سلامتی سے برخوردار ہے، سلامتی اسی کی طرف پلٹتی ہے، سلامتی اسی کی جانب سے ہے، اس کا دربار، سلامتی کا دربار ہے۔ جب ہم سلام وسلامتی سے بھرے دلوں سے خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے، ایک دوسرے کیلئے دعا کریں گے، اور ہم میں سے بعض دوسرے بعض افراد کیلئے رحمت کا سوال کریں گے، اور ہم میں سے بعض کی دعائیں اللہ کی رحمت نازل ہونے میں مؤثر ہوں گی تو ہم پر جو اللہ کی رحمت نازل ہوگی وہ سب کو شامل ہوگی، بیشک خداوند عالم کی رحمت محبت اور سلامتی کے مقامات پر نازل ہوتی ہے، جو قلوب مومنین سے محبت ومسالمت کرتے ہیں، ہمارے اعمال، نمازیں، دعائیں، اور قلوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں کلم طیب (پاکیزہ کلمات) اور کلم طیب (پاکیزہ کلمات) سے زندہ قلوب اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف بلند ہوتے ہیں:

﴿اِلَیهِ یَصعَدُ الکَلِمُ الطَّیِّبُ وَالعَمَلُ الصَّالِحُ یَرفَعُهُ﴾(۲)

---

(۱) اصول کافی صفحہ ۵۳۵، وسائل الشیعہ جلد ۴ صفحہ ۱۱۶۴، حدیث ۸۹۲۷۔ (۲) سورۂ فاطر آیت ۱۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"پاکیزہ کلمات اسی کی طرف بلند ہوتے ہیں اور عمل صالح انھیں بلند کرتا ہے"

جب ہم اللہ تبارک وتعالیٰ کی بارگاہ میں ایسے ٹیڑھے اور کینہ بھرے دل جن میں محبت وسلامتی نہ ہواُن کے ساتھ کھڑے ہوکر ایک دوسرے مومن کے خلاف دعا کریں گےتو ہم سے خدا کی تمام نعمتیں منقطع ہوجائینگی،اوراس کائنات میں خدا کی وسیع رحمت ہم پر نازل نہیں ہوگی،اور ہمارے اعمال،نمازیں،دعائیں اورقلوب اللہ تک نہیں پہنچ پائیں گے۔

بیشک محبت سے لبریز اور محبت سے زندہ دلوں کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور مومنین سے بلائیں اور عذاب دور ہوتا ہے اس کے برخلاف (مومنوں کے) مخالف اور دشمن دلوں کے ذریعہ ان سے اللہ کی رحمت دور ہوتی ہے اوران کے لئے بلائیں اورعذاب کونزدیک کرتی ہے۔

حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام نے اپنے آبا ؤاجداد سے اورانھوں نے حضرت رسول خدا سے نقل کیا ہے:

﴿انّ اللّٰه تبارک وتعالیٰ إذا رأی اهل قرية قد اسرفوا في المعاصي وفيهم ثلاثة نفر من المؤمنين،ناداهم جلّ جلاله:ياأهل معاصيتي،لولا فيكم من المؤمنين المتحابين بجلالي العامرين بصلاتهم ارضي ومساجدي المستغفرين بالاسحار خوفاً مني لأنزلت بكم العذاب﴾(۱)

"بیشک جب اللہ تعالیٰ نے ایک قریہ کے لوگوں کو معصیت میں زندگی بسر کرتے دیکھا حالانکہ ان کے مابین صرف تین افراد مومن تھےتو پروردگار عالم کی طرف سے ندا آئی:اے گناہ کرنے والو!اگر تمہارے درمیان محبت سے بھرے دل نہ ہوتے جو اپنی نمازوں کے ذریعہ میری زمین کوآباد رکھتے ہیں اور مسجدوں میں سحر کے وقت میرے خوف کی وجہ سے استغفار کیا کرتے ہیں تو میں تم پرعذاب نازل کردیتا"

---

(۱)بحارالانوارجلد۷۳صفحہ۳۹۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جمیل بن دراج نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿مَن فضّل الرجل عند اللّٰہ محبّتہ لاخوانہ،ومن عرّفہ اللّٰہ محبّة اخوانہ احبّہ اللّٰہ ومَن احبّہ اللّٰہ أوفاہ اجرہ یوم القیامة﴾(۱)

"اللہ کے نزدیک وہ شخص با فضیلت ہے جو اپنے بھائیوں سے محبت کرتا ہے اور جس کو خداوند عالم اس کے بھائیوں کی محبت سے آشنا کردیتا ہے اس کو دوست رکھتا ہے اور جس کو دوست رکھتا ہے اس کو قیامت کے دن پورا اجر دیگا"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿لاتزال امتی بخیر ماتحابوا،وأدّو الامانة،وآتوا الزکاة،وسیأتي علیٰ امتي زمان تخبث فیہ سرائرھم،وتحسن فیہ علانیتھم ان یعمّھم اللّٰہ ببلاء فیدعونہ دعاء الغریق فلایستجاب لھم﴾(۲)

"میری امت اس وقت تک نیک رہے گی جب تک اس کے افراد ایک دوسرے سے محبت کرتے رہیں،امانت ادا کرتے رہیں،زکات دیتے رہیں،میری امت پر ایک ایسا زمانہ آئیگا جب ان کے باطن برے ہوں گے اور ان کا ظاہر اچھا ہوگا اور اگر خداوند عالم ان کو کسی مصیبت میں مبتلا کرے گا اور وہ ڈوبتے شخص کے مثل بھی دعا مانگیں گے تو بھی ان کی دعا قبول نہ ہوگی"

## محبت بھرے دلوں سے خدا کی رحمت نازل ہوتی ہے

حضرت امام جعفر دق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿انّ المؤمنین اذاالتقیا فتصافحا انزل اللّٰہ تعالیٰ الرحمة علیھما،فکانت

---

(۱) ثواب الاعمال صفحہ ۴۸؛ بحار الانوار جلد ۷۴ صفحہ ۳۹۷۔

(۲) عدۃ الداعی صفحہ ۱۳۵، بحار الانوار جلد ۷۴ صفحہ ۴۰۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تسعة وتسعين لأشدّهما حبّالصاحبه،فاذا توافقاغمرتهماالرحمة،واذاقعدايتحدثان قالت الحفظة بعضهالبعض:اعتزلوا بنا فلعل لهماسرّا وقد ستر اللّٰه عليهما﴾

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں مصافحہ کرتے ہیں تو خداوند عالم ان دونوں پر اپنی رحمت نازل کرتا ہے ان میں سے ننانوے رحمتیں اس شخص کیلئے ہیں جو ان میں اپنے دوسرے بھائی سے زیادہ محبت رکھتا ہے اور جب ان میں توافق ہو جاتا ہے تو دونوں کو رحمت خدا گھیر لیتی ہے اور جب وہ دونوں گفتگو کرنے کیلئے بیٹھتے ہیں تو نامۂ اعمال لکھنے والے فرشتہ کہتے ہیں کہ ان دونوں سے دور ہو جاؤ چونکہ یہ راز کی باتیں کر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے"

اسحاق بن عمار نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"انّ المؤمنين اذااعتنقاغمرتهماالرحمة فاذاالتزما لايريدان عرضاً من اعراض الدنياقيل لهما:مغفور لكما فأستأنفا؛فاذااقبلا على المساء لة قالت الملائكة بعضها لبعض:تنحّواعنهما؛فانّ لهماسرّا قد ستر اللّٰه عليهما.

قال اسحق :فقلت:جعلت فداك،ويكتب عليهماالفظهماوقد قال اللّٰه تعالىٰ ﴿مَايَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّالَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ﴾ (۱)؟قال فتنفس ابوعبد اللّٰه الصعداء ثم بكى و قال:يااسحق ،انّ اللّٰه تعالىٰ انماامر الملائكة أن تعتزل المؤمنين اذا التقيااجلالاً لهما،وان كانت الملائكة لاتكتب لفظهما،ولاتعرف كلاهما،فانه يعرفه ويحفظه عليهماعالم السر واخفى"(۲)

"بیشک جب مومنین ایک دوسرے سے گلے ملتے ہیں اور مصافحہ کرتے ہیں تو ان دونوں کو رحمت گھیر لیتی ہے جب وہ بے لوث انداز میں ایک دوسرے سے چمٹ جاتے ہیں تو ان سے کہا جاتا

---

(۱) سورۂ ق آیت/۱۸۔ (۲) معالم الزلفی للمحدث البحرانی صفحہ/۳۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے کہ تمہارے سب گناہ بخش دیے گئے لہٰذا اب شروع سے نیک عمل انجام دو، جب وہ ایک دوسرے سے کچھ چیز دریافت کرنے کی جانب بڑھتے ہیں تو فرشتے ایک دوسرے سے کہتے ہیں ان دونوں سے دور ہو جاؤ کیونکہ یہ راز کی بات کر رہے ہیں اور خداوند عالم نے ان کی پردہ پوشی کی ہے۔

اسحاق کا کہنا ہے کہ میں نے آپ کی خدمت اقدس میں عرض کیا: میری جان آپ پر فدا ہو کیا ان دونوں کے الفاظ لکھے جاتے ہیں جبکہ خداوند عالم فرماتا ہے مومن جو بھی بات کرتا ہے اس کے پاس ایک نگراں فرشتہ موجود ہوتا ہے اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے اسحاق خداوند عالم نے فرشتوں کو مومنین سے ان کے ملاقات کے وقت جدا رہنے کا حکم اس لئے دیا ہے تا کہ ان مومنین کی تعظیم کر سکے اور فرشتے اگر چہ ان کے الفاظ نہیں لکھتے اور ان کے کلام کو نہیں پہچانتے لیکن خداوند عالم تو پہچانتا ہی ہے جو راز اور مخفی باتوں کا جاننے والا ہے"

## مومنین کے ساتھ ملاوٹ کرنے سے اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے

اس موضوع سے جو چیز متعلق ہوتی ہے اور دعا و صاحب دعا کے درمیان حائل ہوتی ہے وہ مومنین کیلئے فریب و دھوکہ کا مخفی رکھنا ہے۔

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿من بات وفی قلبه غش لأخيه المسلم بات فی سخط الله، واصبح کذلک وهو فی سخط الله حتّیٰ یتوب ویرجع، واین مات کذلک مات علی غیر دین الاسلام﴾(۱)

"جو ساری رات عبادت میں بسر کرے اور وہ اپنے دل میں ایسا ارادہ کرے جس کے ذریعہ مومن بھائی فریب کھا جائیں تو وہ پوری رات اللہ کے غضب و ناراضگی میں بسر کرتا ہے اور یہی اس

---

(۱) الوسائل جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے بعد والے دن کا حال ہے یعنی اللہ کے غضب میں پورا دن گزارتا ہے یہاں تک کہ وہ اللہ سے توبہ کرے اور اپنی اصلی حالت پر آجائے اور اگر وہ اسی کینہ و بغض کی حالت میں مر جائے تو وہ دین اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر مرے گا"

## مومنین سے سوءِ ظن قبولیت عمل کی راہ میں رکاوٹ

جس طرح سے باطن میں برائی چھپائے رکھنے کی وجہ سے عمل خداوند عالم تک نہیں پہنچتا ہے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿لا یقبل اللّٰہ من مؤمن عملاً وھو مضمر علیٰ اخیہ المؤمن سوءاً﴾

"اللہ تبارک وتعالیٰ اس مومن کے عمل کو قبول نہیں کرتا جو اپنے مومن بھائی سے اپنے دل میں برائی رکھے ہوئے ہو"

## خداوند عالم مومنین سے بغض رکھنے والوں پر اپنا کرم نہیں فرماتا

حضرت امیر المومنین علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں:

﴿شرار الناس مَن یبغض المؤمنین وتبغضہ قلوبھم، المشّاؤون بالنمیمۃ المفرقون بین الأحبۃ، أولئک لا ینظر اللّٰہ الیھم، ولا یزکّیھم یوم القیامۃ﴾(۱)

"لوگوں میں سب سے شریر لوگ وہ ہیں جو اپنے مومن برادران سے بغض رکھتے ہیں اور مسلسل چغلی کرتے رہتے ہیں دوستوں کے درمیان تفرقہ ڈالتے ہیں خداوند عالم قیامت کے دن ان کی طرف رحمت کی نگاہ سے نہیں دیکھے گا"۔

---

(۱) وسائل جلد ۲۵ صفحہ ۲۰۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# اہل بیت علیہم السلام کی دعاؤں میں حبّ خدا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# اللہ سے لو لگانا

﴿قُلْ اِنْ كَانَ آبَاءُكُمْ وَاَبْنَاؤُكُمْ وَاِخْوَانُكُمْ وَاَزْوَاجُكُمْ وَعَشِيْرَتُكُمْ وَاَمْوَالٌ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَتِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَمَسَاكِنُ تَرْضَوْنَهَا اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ وَجِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهِ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهِ وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفَاسِقِيْنَ﴾ (۱)

''پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہارے باپ دادا، اولاد، برادران، ازواج، عشیرہ وقبیلہ اور وہ اموال جنھیں تم نے جمع کیا ہے اور وہ تجارت جس کے خسارہ کی طرف سے فکر مند رہتے ہو اور وہ مکانات جنھیں پسند کرتے ہو تمہاری نگاہ میں اللہ، اس کے رسول اور راہ خدا میں جہاد سے زیادہ محبوب ہیں تو وقت کا انتظار کرو یہاں تک کہ امر الٰہی آجائے اور اللہ فاسق قوم کی ہدایت نہیں کرتا ہے''

صحیح صورت میں خداوند عالم سے ایک دوسرے سے ہماہنگ اور تمام سازگار عناصر کے ذریعہ ہی لو لگائی جاسکتی ہے اور یہی چند چیزیں مجموعی طور پر اللہ سے لو لگانے کے صحیح طریقہ معین کرتی ہیں۔

اسلامی روایات میں ایک ہی عنصر جیسے خوف یا رجاء (امید) یا محبت یا خشوع کی بنیاد پر اللہ سے لو لگانے کو منع کیا گیا ہے۔ جو عناصر خداوند عالم سے مجموعی اور وسیع طور پر رابطہ کو تشکیل دیتے ہیں

---

(۱) سورۂ توبہ آیت/۲۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ان کا آیات، روایات اور دعاؤں میں تفصیلی طور پر ذکر کیا گیا ہے جیسے امید، خوف، تضرع، خشوع، تذلل، ترس، محبت، شوق، اُنس، انابہ، ایک دوسرے سے کنارہ کشی، استغفار، استعاذہ، استرحام، انقطاع، تمجید، حمد، رغبت رہبت، طاعت، عبودیت، ذکر، فقر اور اعتصام ہیں۔

حضرت امام زین العابدین بن حسین علیہ السلام سے دعا میں وارد ہوا ہے:

﴿اللّهم اني اسالک انْ تملا قلبي حباًو خشيةمنک وتصديقاًلک وايمانابک وفرقاًمنک وشوقاً اليک﴾(۱)

''پروردگارا! میں تیری بارگاہ میں دست بہ دعا ہوں کہ میرے دل کو اپنی محبت سے لبریز فرمادے، میں تجھ سے خوف کھاؤں، تیری تصدیق کروں، تجھ پر ایمان رکھوں اور تجھ سے فرق کروں اور تیری طرف شوق سے رغبت کروں''

ان تمام عناصر کے ذریعہ خداوند عالم سے خاص طریقہ سے لولگائی جاتی ہے اور ان عنصروں میں سے ہر عنصر اللہ کی رحمت اور معرفت کے ابواب میں سے ہر باب کیلئے ایک کنجی ہے۔

استرحام اللہ کی رحمت کی کنجی ہے اور استغفار مغفرت کی کنجی ہے۔

ان عنصروں میں سے ہر عنصر بذات خود اللہ سے لولگانے کا ایک طریقہ ہے شوق محبت اور انسیت اللہ تک پہنچنے کا ایک طریقہ ہے، خوف اور رہبت اللہ تک پہنچنے کا دوسرا طریقہ ہے خشوع اللہ تک پہنچنے کا تیسرا طریقہ ہے۔دعا اور تمنا اللہ تک رسائی کا ایک اور طریقہ ہے۔

انسان کیلئے اللہ تک رسائی کی خاطر مختلف طریقوں سے حرکت کرنا ضروری ہے اس کو ایک ہی طریقہ پر اکتفاء نہیں کرنا چاہئے کیونکہ ہر طریقہ کا ایک خاص ذوق کمال اور ثمر ہوتا ہے جو دوسرے طریقہ میں نہیں پایا جاتا ہے۔

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۹۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس بنیاد پر اسلام اللہ تک رسائی کے متعدد طریقوں کو بیان کرتا ہے یہ ایک وسیع بحث ہے جس کو ہم اِس وقت بیان کرنے سے قاصر ہیں۔

## اللہ کی محبت

اللہ تعالیٰ کی محبت ان تمام عناصر سے افضل اورقوی تر ہے، یہ انسان کو اللہ سے لو لگانے کیلئے آمادہ کرتی ہے اور اللہ سے اس کے رابطہ کو محکم و مضبوط کرتی ہے۔

محبت کے علاوہ کسی اور طریقہ میں اتنا محکم اور بلیغ رابطہ خدا اور بندے کے درمیان نہیں پایا جاتا ہے خداوند عالم سے یہ رابطہ اسلامی روایات میں بیان ہوا ہے جن میں سے ہم بعض روایات کا تذکرہ کررہے ہیں:

روایات میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کی طرف وحی کی:

﴿یاداود ذکري للذاکرین وجنتي للمطیعین وحبي للمشتاقین وانا خاصة للمحبین﴾(۱)

"اے داؤد ذاکرین کیلئے میرا ذکر کرو، میری جنت اطاعت کرنے والوں کیلئے ہے اور میری محبت مشتاقین کیلئے ہے اور میں محبت کرنے والوں کیلئے مخصوص ہوں"

امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿الحبّ افضل من الخوف﴾

"محبت، خوف سے افضل ہے"(۲)

محمد بن یعقوب کلینی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿العبّاد ثلاثة: قوم عبدوا اللّٰه عزّوجلّ خوفاًفتلک عبادة العبید، وقوم

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶۔ (۲) بحار الانوار جلد ۷۸۔ صفحہ ۲۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عبدوا اللّٰہ تبارک وتعالیٰ طلب الثواب،فتلک عبادۃ التجار،وقوم عبدوا اللّٰہ عزّوجلّ حبّاً،فتلک عبادۃ الاحرار،وھي افضل عبادۃ﴾(۱)

''عبادت تین طرح سے کی جاتی ہے یا عبادت کرنے والے تین طریقہ سے عبادت کرتے ہیں ایک قوم نے اللہ کے خوف سے عبادت کی جس کو غلاموں کی عبادت کہا جاتا ہے،ایک قوم نے اللہ تبارک وتعالیٰ کی طلب ثواب کی خاطر عبادت کی جس کو تاجروں کی عبادت کہا جاتا ہے اور ایک قوم نے اللہ عزوجل سے محبت کی خاطر عبادت کی جس کو احرار (آزاد لوگوں) کی عبادت کہا جاتا ہے اور یہی سب سے افضل عبادت ہے''۔

جناب کلینی نے رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کیا ہے:

﴿افضل الناس مَن عشق العبادۃ،فعانقھا،واحبّھابقلبہ،وباشرھابجسدہ،وتفرّغ لھا،فھو لایبالي علیٰ ماأصبح من الدنیا علی عسرأم یسر﴾(۲)

''لوگوں میں سب سے افضل شخص وہ ہے جس نے عبادت سے عشق کرتے ہوئے اس سے معانقہ کیا،اس کو اپنے دل سے دوست رکھا اور اپنے اعضاء وجوارح سے اس سے وابستہ رہے،اس کو پرواہ نہیں رہتی کہ اس کا اگلا دن خوشی سے گزرے گا یا غم کے ساتھ گذرے گا''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

''نجویٰ العارفین تدور علیٰ ثلاثۃ اصول:الخوف،والرجاء والحبّ.فالخوف فرع العلم،والرجاء فرع الیقین،والحبّ فرع المعرفۃ.فدلیل الخوف الھرب،ودلیل الرجاء الطلب،ودلیل الحبّ ایثار المحبوب،علیٰ

---

(۱)اصول کافی جلد۲صفحہ۸۴۔

(۲)اصول کافی جلد۲صفحہ۲۸۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ماسواه. فاذا تحقق العلم فی الصدر خاف، واذاصحّ الخوف هرب، واذاهرب نجاواذا اشرق نورالیقین فی القلب شاهد الفضل واذاتمکن من رؤیة الفضل رجا، واذا وجد حلاوة الرجاء طلب، واذاوُفّق للطلب وجد. واذا تجلّیٰ ضیاء المعرفة فی الفؤاد. هاج ریح المحبة، واذاهاج ریح المحبة استأنس ظلال المحبوب، وآثرالمحبوب علیٰ ماسواه، وباشر اوامره. ومثال هذه الاصول الثلاثة کالحرم والمسجدوالکعبة، فمن دخل الحرم أمن من الخلق، ومن دخل المسجد أمنت جوارحه أن یستعملهافي المعصیة، ومَن دخل الکعبة أمن قلبه من أن یشغله بغیر ذکر الله "(۱)

"عارفوں کی مناجات تین اصول پر گردش کرتی ہے: خوف، امید اور محبت۔ خوف علم کی شاخ ہے، امید یقین کی شاخ ہے اور محبت معرفت کی شاخ ہے خوف کی دلیل ہرب (فرار اختیار کرنا) ہے، امید کی دلیل طلب ہے اور محبت کی دلیل محبوب کو دوسروں پر ترجیح دینا ہے، جب سینہ میں علم محقق ہوجاتا ہے تو خوف ہوتا ہے اور جب صحیح طریقہ سے خوف پیدا ہوتا ہے تو فرار وجود میں آتا ہے اور جب فرار وجود میں آجاتا ہے تو انسان نجات پا جاتا ہے، جب دل میں یقین کا نور چمک اٹھتا ہے تو عارف انسان فضل کا مشاہدہ کرتا ہے اور جب فضل دیکھ لیتا ہے تو امیدوار ہو جاتا ہے، جب امید کی شرینی محسوس کرلیتا ہے تو طلب کرنے لگتا ہے اور جب طلب کی توفیق ہو جاتی ہے تو اس کو حاصل کر لیتا ہے، جب دل میں معرفت کی ضیاء روشن ہو جاتی ہے تو محبت کی ہوا چل جاتی ہے اور جب محبت کی ہوا چل جاتی ہے تو محبوب کے سایہ میں ہی سکون محسوس ہوتا ہے اور محبوب کے علاوہ انسان ہر چیز سے لا پرواہ ہوجاتا ہے اور براہ راست اپنے محبوب کا تابع فرمان ہو جاتا ہے۔ ان تین اصول کی مثال حرم

---

(۱) مصباح الشریعہ صفحہ ۲۔۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مسجد اور کعبہ جیسی ہے جو حرم میں داخل ہو جاتا ہے وہ مخلوق سے محفوظ ہو جاتا ہے، جو مسجد میں داخل ہوتا ہے اس کے اعضاء و جوارح معصیت میں استعمال ہونے سے محفوظ ہو جاتے ہیں جو کعبہ میں داخل ہو جاتا ہے اس کا دل یا دخدا کے علاوہ کسی اور چیز میں مشغول ہونے سے محفوظ ہو جاتا ہے"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

"بكى شعيب من حبّ الله عزّ وجلّ حتّىٰ عمي... أوحىٰ الله اليه: ياشعيب، انْ يكن هذا خوفاً من النار، فقد أجرتك، وان يكن شوقاالى الجنة فقد ابحتك. فقال: الهي وسيدي، انت تعلم اني ما بكيت خوفامن نارك، ولاشوقاالى جنتك، ولكن عقد حبك على قلبي، فلست اصبرا واراك، فاوحى الله جلّ جلاله اليه: اما اذا كان هذا هكذا فمن اجل هذا ساخدمك كليمي موسى بن عمران"(۱)

"اللہ سے محبت کی وجہ سے گریہ کرتے کرتے حضرت شعیب علیہ السلام کی آنکھوں سے نور چلا گیا۔ تو اللہ نے حضرت شعیب علیہ السلام پر وحی کی: اے شعیب اگر یہ گریہ وزاری دوزخ کے خوف سے ہے تو میں نے تم کو اجر دیا اور اگر جنت کے شوق کی وجہ سے ہے تو میں نے تمہارے لئے جنت کو مباح کیا۔

جناب شعیب علیہ السلام نے عرض کیا: اے میرے اللہ اور اے میرے سید و سردار تو جانتا ہے کہ میں نہ تو دوزخ کے خوف سے گریہ کر رہا ہوں اور نہ جنت کے شوق ولالچ میں لیکن میرے دل میں تیری محبت ہے اللہ نے وحی کی اے شعیب! اگر ایسا ہے تو میں عنقریب تمہاری خدمت کیلئے اپنے کلیم موسیٰ بن عمران کو بھیجوں گا"

حضرت ادریس علیہ السلام کے صحیفہ میں آیا ہے:

---

(۱) بحار الانوار جلد ۱۲ صفحہ ۳۸۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿طوبیٰ لقوم عبدوني حبّاً،واتخذوني الٰهاًوربّاً،سهروا الليل،ودأبوا النهار طلباًلوجهي من غير رهبة ولا رغبة،ولا لنار،ولا جنّة،بل للمحبّة الصحيحة،والارادة الصريحة والانقطاع عن الكل اليّ﴾(۱)

''اس قوم کیلئے بشارت ہے جس نے میری محبت میں میری عبادت کی ہے،وہ راتوں کو جاگتے ہیں اوردن میں بغیر کسی رغبت اور خوف کے،نہ ان کو دوزخ کا خوف ہے اور نہ جنت کا لالچ ہے بلکہ صحیح محبت اور پاک وصاف ارادہ اور ہر چیز سے بے نیاز ہوکر مجھ سے لولگا تے ہیں۔

اور دعا کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿عميت عين لاتراک عليهارقيباًوخسرت صفقةعبدلم تجعل له من حبّک نصيباً﴾(۲)

''وہ آنکھ اندھی ہے جوخود پر تجھ کونگران نہ سمجھے،اوراس انسان کا معاملہ گھاٹے میں ہے جس کیلئے تواپنی محبت کا حصہ نہ قرار دے''

## ایمان اور محبت

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے بیشک ایمان محبت ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الايمان حبّ وبغض﴾ ''ایمان محبت اور بغض ہے''(۳)

فضیل بن یسار سے مروی ہے:

---

(۱)بحارالانوار جلد۹۵صفحہ۴۶۷۔

(۲)بحارالانوار جلد۹۸صفحہ۲۲۶۔

(۳)بحارالانوار جلد۷۸صفحہ۱۷۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿سألت اباعبد الله علیه السلام عن الحبّ و البغض،أمن الایمان هو؟

فقال :﴿وهل الایمان الّاالحبّ و البغض ؟﴾(۱)

”میں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے محبت اور بغض کے بارے میں سوال کیا کہ کیا دونوں ایمان میں سے ہیں؟ آپ نے فرمایا: کیا محبت اور بغض کے علاوہ ایمان ہوسکتا ہے؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿هل الدین الّاالحبّ؟انّ الله عزّوجلّ یقول :

﴿قل ان کنتم تحبّون الله فاتبعونی یحببکم الله(۲)﴾(۳)

”کیا دین محبت کے علاوہ ہے؟ بیشک خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿قل ان کنتم تحبّون الله فاتبعونی یحببکم الله

”اے پیغمبر کہہ دیجئے کہ اگر تم لوگ اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو خدا بھی تم سے محبت کرے گا“

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿الدین هو الحبّ و الحبّ هو الدین﴾ (۴)

”دین محبت ہے اور محبت دین ہے“

---

(۱)اصول کافی جلد۲ صفحہ۱۲۵۔

(۲)سورۂ آل عمران آیت/۳۱۔

(۳)بحارالانوار جلد۶۹ صفحہ/۲۳۷

(۴)نور الثقلین جلد۵ صفحہ/۲۸۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## محبت کی لذت

عبادت اگر چہ محبت، شوق اور حسرت و درد کے ذریعہ ہوتی ہے اور اس سے بڑھکر کوئی لذت وحلاوت نہیں ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام جنھوں نے اللہ کی محبت اور اس کے ذائقہ اور حلاوت کا مزہ چکھا ہے وہ فرماتے ہیں:

﴿الهي مااطيب طعم حبّک وماأعذب شرب قُربک﴾(۱)

"پروردگار تیری محبت کے ذائقہ سے اچھا کوئی ذائقہ نہیں ہے اور تیری قُربت سے گوارا کوئی چیز گوارا نہیں ہے"

یہ حلاوت اور لذت، اولیاء اللہ کے دلوں میں پائی جاتی ہے یہ عارضی لذت نہیں ہے جو ایک وقت میں ہو اور دوسرے وقت میں ختم ہو جائے بلکہ یہ دائمی لذت ہے جب کسی بندہ کے دل میں اللہ سے محبت کی لذت مستقر ہو جاتی ہے تو اس کا دل اللہ کی محبت سے زندہ ہو جاتا ہے اور جو دل اللہ کی محبت سے زندہ ہو جائے خداوند عالم اس پر عذاب نازل نہیں کرتا اور اللہ کی محبت اس کے دل میں گھر کر جاتی ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿الهي وعزّتک وجلالک لقد أحببتک محبةاستقرّت حلاوتهافي قلبي وماتنعقدضمائرموحّديک علیٰ انک تبغضُ محبيک﴾(۲)

"خدایا! تجھ کو تیرے عزت وجلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ/۲۶۔

(۲) مناجات اھل البیت صفحہ ۹۶۔۹۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے"

اللہ کی محبت کی اسی مستقر اور ثابت حالت کے بارے میں حضرت امام علی بن الحسین ؑ فرماتے ہیں:

﴿فوعزّتک یاسیدي لو انتهرتني مابرحت من بابک ولا کففت عن تملّقک لماانتهیٰ الي من المعرفة بجودک وکرمک﴾(۱)

"تیری عزت کی قسم! اے میرے مالک اگر مجھ کو اپنی بارگاہ سے نکال دے گا تو میں اس دروازے سے نہ جاؤنگا اور نہ تیری خوشامد سے باز رہونگا اس لئے تیرے جود و کرم کو مکمل طور پر پہچان لیا ہے"

محبت کے گہرے اور دل میں مستقر ہونے کی سب سے بلیغ تعبیر یہی ہے کہ وہ محبت دائمی ہوتی ہے یہاں تک کہ اگر مولا اپنے غلام کو ذبح بھی کر دے تو بھی وہ محبت اس کے دل سے زائل نہیں ہو سکتی اور جس غلام کے دل میں اس کے مولا کی محبت ثابت اور مستقر ہو گئی وہ اپنے غلام کو کبھی قتل نہیں کر سکتا ہے۔

جب انسان اللہ سے محبت کے ذائقہ اور اس سے انسیت کی قوت سے آشنا ہو جاتا ہے تو اس پر کوئی اور چیز اثر نہیں کر سکتی حضرت امام زین العابدین، امام المحبین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿مَن ذاالذي ذاق حلاوة محبّتک فرام عنک بدلا؟ومن ذاالذي انس بقربک فابتغیٰ عنک حولا﴾(۲)

"وہ کون شخص ہے جس نے تیری محبت کی مٹھاس کو چکھا ہو اور تیرے بدل کا خواہش مند ہو اور وہ کون شخص ہے جس نے تیری قربت کا انس پایا ہو اور ایک لحظہ کے لئے بھی تجھ سے روگردانی کرے"

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۵۔

(۲) بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لوگوں کا مسالک اور مذاہب میں تقسیم ہونا اللہ سے محبت کی لذت سے محروم ہونا ہے جو لوگ اپنی زندگی میں اللہ سے محبت کی معرفت حاصل کر لیتے ہیں وہ اس کے بعد اپنی زندگی میں کسی دوسری چیز کی جستجو نہیں کرتے ہیں۔

حضرت امام حسین بن علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿ماذا وجد من فقدک؟وما الذي فقدمن وجدک؟﴾

''جس نے تجھ کو کھو دیا اس نے کیا پایا؟اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا''(۱)

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام اللہ سے محبت کی لذت کے علاوہ محبت سے استغفار کرتے ہیں ،اللہ کے علاوہ کسی دوسرے ذکر میں مشغول ہونے سے استغفار کرتے ہیں اور اللہ کی قربت کے علاوہ کسی دوسری خوشی سے استغفار کرتے ہیں،اس اعتبار سے نہیں کہ خداوند عالم نے اس کو اپنے بندوں پر حرام قرار دیا ہے بلکہ اس لئے کہ وہ محبت دل کو اللہ سے منصرف کر دیتی ہے اور انسان اللہ کے علاوہ کسی دوسرے سے لو لگانے لگتا ہے اگر چہ بہت کم مدت کیلئے ہی کیوں نہ ہو لیکن جس دل کو اللہ سے محبت کی معرفت ہو گئی ہے وہ دل اللہ سے منصرف نہیں ہوتا ہے۔

اولیائے خدا کی زندگی میں ہر چیز اور ہر کوشش اللہ سے دائمی محبت، اللہ کا ذکر اور اس کی اطاعت کے ذریعہ ہی آتی ہے اس کے علاوہ ہر چیز اللہ کی یاد سے منصرف کرتی ہے اور ہم اللہ سے استغفار کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿واستغفرک من کل لذة بغیر ذکرک ومِن کلّ راحة بغیر اُنسک،ومن کل سرور بغیر قربک،ومن کلّ شغلٍ بغیر طاعتک﴾(۲)

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ/۲۲۶۔

(۲) بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ/۱۵۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"اور میں تیری یاد سے خالی ہر لذت، تیرے انس سے خالی ہر آرام، تیرے قرب سے خالی ہر خوشی، اور تیری اطاعت سے خالی ہر مشغولیت سے استغفار کرتا ہوں"

## محبت کے ذریعہ عمل کی تلافی

محبت عمل سے جدا نہیں ہے محبت انسان کے عمل، حرکت اور جد و جہد کی علامت ہے لیکن محبت، عمل کا جبران کرتی ہے اور جس شخص نے عمل کرنے میں کوئی کوتاہی کی ہے اس کی شفاعت کرتی ہے وہ اللہ کے نزدیک شفیع و مشفع ہے۔

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام ماہ رمضان میں سحری کی ایک دعا میں جو ابوحمزہ ثمالی سے مروی ہے اور بڑی عظیم دعا میں شمار ہوتی ہے فرماتے ہیں:

**﴿معرفتي يامولاي دليلي عليک وحبي لک شفيعي اليک وانا واثق من دليلي بدلالتک ومن شفيعي الیٰ شفاعتک﴾**(۱)

"اے میرے آقا میری معرفت نے میری، تیری جانب راہنمائی کی ہے اور تجھ سے میری محبت تیری بارگاہ میں میرے لئے شفیع قرار پائیگی اور میں اپنے رہنما پر بھروسہ کئے ہوئے ہوں نیز مجھے اپنے شفیع پر اعتماد ہے"

معرفت اور محبت بہترین رہنما اور شفیع ہیں لہٰذا وہ انسان ضائع نہیں ہوسکتا جس کی اللہ کی طرف رہنمائی کرنے والی ذات اسکی معرفت ہے اور وہ بندہ مقصد تک پہنچنے میں پیچھے نہیں رہ سکتا جس کی خداوند عالم کے سامنے شفاعت کرنے والی ذات محبت ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

**﴿الٰهي انک تعلم اني وان لم تدم الطاعة مني فعلاجزما فقددامت محبّة**

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وعزما﴾

''خدایا تو جانتا ہے کہ میں اگرچہ تیری مسلسل اطاعت نہ کرسکا پھر بھی تجھ سے مسلسل محبت کرتا ہوں''

یہ امام علیہ السلام کے کلام میں سے ایک لطیف و دقیق مطلب کی طرف اشارہ ہے بیشک کبھی کبھی اطاعت انسان کو قصوروار ٹھہراتی ہے اور وہ اللہ کی اطاعت پر اعتماد کرنے پر متمکن نہیں ہوتا ہے لیکن اللہ سے محبت کرنے والے انسانوں کے یقین و جزم میں شک کی کوئی راہ نہیں ہے اور جس بندے کے دل میں اللہ کی محبت گھر کر جاتی ہے اس میں شک آ ہی نہیں سکتا۔ بندہ بذات خود ہی اطاعت میں کوتاہی کرتا ہے اور وہ ان چیزوں کا مرتکب ہوتا ہے جن کو خداوند عالم پسند نہیں کرتا اور نہ ہی اپنی معصیت کرنے کو دوست رکھتا ہے لیکن اس کیلئے یہ امکان نہیں ہے کہ (بندہ اطاعت میں کوتاہی کرے اور معصیت کا ارتکاب کرے) اطاعت کو ناپسند کرے اور معصیت کو دوست رکھے۔

بیشک کبھی اعضا و جوارح معصیت کی طرف پھسل جاتے ہیں، ان میں شیطان اور خواہشات نفسانی داخل ہوجاتے ہیں اور اعضاء و جوارح اللہ کی اطاعت کرنے میں کوتاہی کرنے لگتے ہیں لیکن اللہ کے نیک و صالح بندوں کے دلوں میں اللہ کی محبت، اس کی اطاعت سے محبت اور اس کی معصیت کے ناپسند ہونے کے علاوہ اور کچھ داخل ہی نہیں ہوسکتا ہے۔

ایک دعا میں آیا ہے:

﴿الٰهي احبّ طاعتک وانْ قصرت عنها واکره معصیتک وانْ رکبتها فتفضل عليّ بالجنّة﴾(۱)

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۰۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خدایا! میں تیری اطاعت کرنا چاہتا ہوں اگر چہ میں نے اس سلسلہ میں کوتاہی کی ہے اور مجھے تیری معصیت کرنا ناگوار ہے اگر چہ میں تیری معصیت کا ارتکاب کر چکا ہوں لہٰذا مجھ کو بہشت کرامت فرما"

جوارح اور جوانح کے درمیان یہی فرق ہے بیشک جوارح کبھی جوانح سے ملحق ہونے سے کوتاہی کرتے ہیں اور کبھی جوانح اپنے پروردگار کی محبت میں مکمل طور پر خاضع وخاشع ہوجاتے ہیں اور جوارح ایسا کرنے سے کوتاہی کرتے ہیں لیکن جب دل پاک و پاکیزہ اور خالص ہوجاتا ہے تو جوارح اسکی اطاعت کرنے کیلئے ناچار ہوتے ہیں اور ہمارے لئے جوارح اور جوانح کی مطلوب چیز کا نافذ کرنا ضروری ہے اور ہم جوارح اور جوانح کے درمیان کے اس فاصلہ کو اخلاص قلب کے ذریعہ ختم کرسکتے ہیں

## محبت انسان کو عذاب سے بچاتی ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

جب انسان گناہوں کے ذریعہ اللہ کی نظروں سے گر جاتا ہے اور انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب کیلئے پیش کیا جاتا ہے تو محبت انسان کو اللہ کے عذاب اور عقاب سے نجات دلاتی ہے۔

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام مناجات میں فرماتے ہیں:

﴿الهي انّ ذنوبي قداخافتني ومحبّني لک قد اجارتني﴾(۱)

"خدایا! میرے گناہوں نے مجھے ڈرادیا ہے اور تجھ سے میری محبت نے مجھے پناہ دے رکھی ہے"

## محبت کے درجات اور اسکے طریقے

بندوں کے دلوں میں محبت کے درجے اور مراحل ہوتے ہیں:

یعنی دل میں اتنی کم محبت ہوتی ہے کہ محبت کرنے والے کو اصلا اس محبت کا احساس ہی نہیں

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۵ صفحہ ۹۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوتا ہے۔

ایک محبت ایسی ہوتی ہے جس سے بندے کا دل اس طرح پُر ہو جاتا ہے کہ انسان کے دل میں کوئی ایسی جگہ باقی نہیں رہ جاتی جس سے انسان لہو ولعب میں مشغول ہو اور اللہ کا ذکر نہ کرے۔

اور ایک محبت ایسی ہوتی ہے کہ انسان اللہ کے ذکر، اس سے مناجات کرنے اور اس کی بارگاہ میں کھڑے ہونے میں مہنمک ہو جاتا ہے اور وہ ذکر، دعا، نماز اور فی سبیل اللہ عمل کرنے اور اس کے سامنے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے سیراب نہیں ہوتا ہے۔

ایک دعا میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿سیّدی انا من حبّک جائع لا اشبع، وانا من حبک ظمآن لا اُروی واشوقاه الیٰ مَن یراني ولا أراه﴾

"میرے آقا و سردار میں تیری محبت کا بھوکا ہوں کہ سیر نہیں ہو سکتا، اور تیری محبت کا اتنا پیاسا ہوں کہ سیراب نہیں ہو سکتا اور میں کسی ذات کے دیدار کا مشتاق ہوں لیکن وہ مجھے اپنا دیدار نہیں کراتا"

حضرت امام علی بن الحسین زین العابدین مناجات میں فرماتے ہیں:

﴿وغلتی لا یبردها الاّ وصلک ولوعتی لا یطفئوها الاّ لقاءُ ک وشوقی الیک لا یَبُلُّهُ الا النَّظَرُ اِلَیکَ﴾ (۱)

"اور میری حرارت اشتیاق کو تیرے وصال کے علاوہ کوئی اور چیز ٹھنڈا نہیں کر سکتی اور میرے شعلہ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی اور چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کر سکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا"

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اللہ کی محبت میں والہانہ پن بھی ہے، زیارت امین میں آیا ہے:

﴿اللھم انّ قلوب المخبتین الیک والھة﴾(۱)

''تیرے سامنے تواضع کرنے والوں کے دل مشتاق ہیں''

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعا میں مروی ہے:

﴿الھی بک ھامت القلوب الوالھة...فلا تطمئنّ القلوب الابذکراک ولا تسکن النفوس الاعند رؤیاک﴾(۲)

''خدایا! محبت بھرے دل تجھ ہی سے وابستہ ہیں... دل تیرے ذکر کے بغیر مطمئن نہیں ہوتے اور نفسوں کو تیرے دیدار کے بغیر سکون نہیں ملتا''

ان والھہ اور ھائمہ قلوب کی یہ خاصیت ہے کہ ان کو اللہ کے ذکر کے بغیر سکون واطمینان نہیں ہوتا۔

ہم کو محبت کی آخری حد کا سبق امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام کی اس دعا کے کلمات میں ملتا ہے جس کی آپ نے کمیل بن زیادہ نخعی کو تعلیم دی تھی جو دعاء کمیل کے نام سے مشہور ہے:

﴿فھبني یاسیّدي ومولاي وربي صبرت علیٰ عذابک فکیف اصبر علیٰ فراقک ،وھبني صبرت علی حرنارک فکیف اصبرعن النظر الیٰ کرامتک ام کیف اسکن فی النار ورجائي عفوک؟!﴾(۳)

''تو اے میرے خدا! میرے پروردگار! میرے آقا! میرے سردار! پھر یہ بھی طے ہے کہ

---

(۱) مفاتیح الجنان دعاء ابوحمزہ ثمالی۔

(۲) بحار الانوار جلد صفحہ/۱۵۱۔

(۳) مفاتیح الجنان دعائے کمیل۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اگر میں تیرے عذاب پر صبر بھی کرلوں تو تیرے فراق پر صبر نہیں کرسکتا۔ اگر آتش جہنم کی گرمی برداشت بھی کرلوں تو تیری کرامت نہ دیکھنے کو برداشت نہیں کرسکتا۔ بھلا یہ کیسے ممکن ہے کہ میں تیری معافی کی امید رکھوں اور پھر میں آتش جہنم میں جلا دیا جاؤں"

یہ بندہ کی توجہ کو مبذول کرنے کے بہت ہی پاک و پاکیزہ اور سچے نمونے ہیں یعنی بندہ اپنے مولا و آقا کی طرف سے جہنم کے عذاب پر تو صبر کرسکتا ہے لیکن وہ اسکی جدائی اور غضب پر کیسے صبر کرسکتا ہے؟!

کبھی محبّ اپنے مولا کے عقاب کو برداشت کرتا ہے لیکن اس کے غضب کو برداشت نہیں کرتا کبھی وہ سب سے سخت عذاب دوزخ کو تو برداشت کرلیتا ہے لیکن مولا و آقا کے فراق کو برداشت نہیں کرپاتا ہے۔

جہنم کی آگ بندہ کا ٹھکانا کیسے ہوسکتی ہے حالانکہ بندہ اپنے مولا و آقا سے مہربانی و عطوفت اور جہنم سے نجات دینے کی امید رکھتا ہے؟

محبت اور رجاء و امید یہ دونوں چیزیں بندے کے دل سے جدا نہیں ہوسکتی ہیں (حالانکہ اس کو اللہ کے غضب کی وجہ سے جہنم کی بھٹی میں جھونک دیا جاتا ہے) اس عظیم و جلیل دعا کی یہ پاک و پاکیزہ صورتیں ہیں۔

کبھی بندہ اپنے مولا سے محبت کرتا ہے اور اس کا مولا و آقا اس کو اپنی نعمت اور فضل سے نوازتا ہے یہ محبت کی تاکید کا ہی اثر ہے لیکن وہ محبت جس کو بندے کے دل سے جدا کرنے اور جدا نہ کرنے سے اس کی محبت میں کوئی اضافہ نہ ہوتا ہو تو اس کو بندے کے مولا و آقا کے عذاب جہنم میں جھونک دیا جائیگا۔

امام زین العابدینؑ نے جس دعاء سحر کی ابوحمزہ ثمالی کو تعلیم دی تھی اس میں فرماتے ہیں:

﴿فوعزّتک لو انتهرتني ما برحت من بابک و لا کففت عن تملّقک لما

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



أُلهِم قلبي مِن المعرفة بكرمك وسعة رحمتك الى مَن يذهب العبد الاّ الى مولاه؟ والى مَن يلتجى المخلوق الاّ الى خالقه ؟!الهي لو قرنتني بالاصفاد،ومنعتني سيبك من بين الاشهاد،ودللت علىٰ فضائحي عيون العباد،وامرت بي الى النار وحلت بيني وبين الابرار ماقطعتُ رجائي منك،وماصرفتُ تأميلي للعفو عنك، ولا خرج حبّك من قلبي﴾(۱)

''تیری عزت کی قسم !اگرتو مجھ کو جھڑک بھی دے گا تو ہم تیرے دروازے سے کہیں جائیں گے نہیں اور تجھ سے آس نہیں توڑیں گے ہمارے دل کو تیرے کرم کا یقین ہے اور ہمیشہ تیری وسیع رحمت پر اعتماد ہے میرے مالک بندہ اپنے مالک کو چھوڑ کر کدھر جائے اور مخلوق خالق کے ماسوا کس کی پناہ لے! میرے معبود اگر تو مجھ کو زنجیروں میں جکڑ بھی دے گا اور مجمع عام میں عطا سے انکار بھی کر دیگا اور لوگوں کو ہمارے عیوب سے آگاہ بھی کر دیگا اور ہم کو جہنم کا حکم بھی دیدیگا اور اپنے نیک بندوں سے الگ بھی کر دیگا تو بھی میں امید کو تجھ سے منقطع نہیں کرونگا اور جو تیری معافی سے آس نہیں توڑونگا اور تیری محبت کو دل سے نہ نکالونگا''

یہ بات ذہن نشین کر لیجئے کہ یہی محبت سچی محبت،امید،آرزو،اور پاک صاف محبت ہے یہ بندہ کے دل سے کبھی نکل نہیں سکتی چاہے مولا اس کو زنجیروں میں ہی کیوں نہ جکڑ دے اور اس کو لوگوں کے سامنے رسوا ہی کیوں نہ کرے۔

ہم محبت اور رجاء کی ان بہترین صورتوں کو قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرتے ہیں جن کو مولائے کائنات نے جلیل القدر دعا کمیل میں بیان فرمایا ہے:

---

(۱)دعا ابو حمزہ ثمالی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِي وَمَوْلَايَ اُقْسِمُ صَادِقاً لَاَنْ تَرَکْتَنِي نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَاضَجِیجَ الْآمِلِیْنَ وَلَأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَأَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِيَّ الْمُؤْمِنِیْنَ یَاغَایَةَ آمَالِ الْعَارِفِیْنَ یَاغِیَاثَ الْمُسْتَغِیْثِیْنَ یَاحَبِیْبَ قُلُوْبِ الصَّادِقِیْنَ وَ یَااِلٰهَ الْعَالَمِیْنَ﴾

اَفَتُرَاکَ سُبْحَانَکَ یَااِلٰهِي وَبِحَمْدِکَ تَسْمَعُ فِیْهَاصَوْتَ عَبْدٍمُسْلِمٍ سُجِنَ فِیْهَابِمُخَالَفَتِهِ وَذَاقَ طَعْمَ عَذَابِهَابِمَعْصِیَتِهِ وَحُبِسَ بَیْنَ اَطْبَاقِهَابِجُرْمِهِ وَجَرِیْرَتِهِ وَهُوَیَضِجُّ اِلَیْکَ ضَجِیجَ مُؤَمِّلٍ لِرَحْمَتِکَ وَیُنَادِیکَ بِلِسَانِ اَهْلِ تَوْحِیدِکَ وَیَتَوَسَّلُ اِلَیْکَ بِرُبُوبِیَّتِکَ یَامَوْلَايَ فَکَیْفَ یَبْقَی فِي الْعَذَابِ وَهُوَ یَرْجُو مَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ اَمْ کَیْفَ تُؤْلِمُهُ النَّارُوَهُوَیَاْمُلُ فَضْلَکَ وَرَحْمَتَکَ اَمْ کَیْفَ یُحْرِقُهُ لَهِیبُهَاوَاَنْتَ تَسْمَعُ صَوْتَهُ وَتَریٰ مَکَانَهُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْهِ زَفِیرُهَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَهُ اَمْ کَیْفَ یَتَقَلْقَلُ بَیْنَ اَطْبَاقِهَاوَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَهُ اَمْ کَیْفَ تَزْجُرُهُ زَبَانِیَتُهَاوَهُوَیُنَادِیکَ یَارَبَّهُ اَمْ کَیْفَ یَرْجُو فَضْلَکَ فِي عِتْقِهِ مِنْهَا فَتَتْرُکُهُ فِیهَاهَیْهَاتَ مَاذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ وَلَاالْمَعْرُوفُ مِنْ فَضْلِکَ وَلَامُشْبِهٌ لِمَاعَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِینَ مِنْ بِرِّکَ وَاِحْسَانِکَ﴾(۱)

"تیری عزت وعظمت کی قسم اے آقا و مولا! اگر تو نے میری گویائی کو باقی رکھا تو میں اہل جہنم کے درمیان بھی امیدواروں کی طرح فریاد کروں گا اور فریادیوں کی طرح نالہ وشیون کروں گا اور "عزیز گم کردہ" کی طرح تیری دوری پر آہ وبکا کروں گا اور تو جہاں بھی ہوگا تجھے آواز دوں گا کہ تو مومنین کا سرپرست، عارفین کا مرکز امید، فریادیوں کا فریادرس، صادقین کا محبوب اور عالمین کا معبود ہے۔

---

(۱) مفاتیح الجنان دعاء کمیل۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اے میرے پاکیزہ صفات، قابل حمد وثنا پروردگار کیا یہ ممکن ہے کہ تو اپنے بندۂ مسلمان کو اس کی مخالفت کی بنا پر جہنم میں گرفتار اور معصیت کی بنا پر عذاب کا مزہ چکھنے والا اور جرم وخطا کی بنا پر جہنم کے طبقات کے درمیان کروٹیں بدلنے والا بنا دے اور پھر یہ دیکھے کہ وہ امیدوارِ رحمت کی طرح فریاد کناں اور اہل توحید کی طرح پکارنے والا، ربوبیت کے وسیلہ سے التماس کرنے والا ہے اور تو اس کی آواز نہیں سنتا ہے۔

خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔ جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو، جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔ وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔ جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا اور تو اسے جہنم میں کس طرح چھوڑ دے گا جب کہ وہ تیرے فضل وکرم کا امیدوار ہوگا، ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔ میں تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تو نے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کر دیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا''

ہمارے ایک دوست نے ہم سے کہا: شجاعت حضرت علی علیہ السلام کی اصلی خصلت ہے اور یہ خصلت ان سے جدا نہیں ہوسکتی یہاں تک کہ آپ رب العالمین کی بارگاہ میں اس شہامت کے ساتھ دعا کرتے ہیں۔ آپ نے جناب کمیل کو جو دعا تعلیم فرمائی تھی اس میں اس بات کی تعلیم دی ہے کہ جب گناہکار بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ وہ آگ کے جنگل میں پھنس گیا ہے اور چاروں طرف سے اسکو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آگ نے گھیر لیا ہے تو وہ اس وقت نہ تو خاموش رہ سکتا ہے نہ کسی جگہ پر اسکو سکون ملتا ہے اور نہ ہی عذاب اور عقوبت کے لئے تسلیم ہوسکتا ہے اور یہی حال اس شخص کا ہے جس پر عذاب کا ہورہا ہو اور آگ کے شعلے اس کو ڈرا رہے ہوں تو وہ روتا ہے چلاتا ہے افسوس کرتا ہے اور آواز بلند کرتا ہے۔

قارئین! کیا آپ نے ملاحظہ نہیں فرمایا کہ اس حالت کی دعا میں کس طرح تعبیر کی گئی ہے؟

﴿فَبِعِزَّتِکَ یَاسَیِّدِيْ وَمَوْلَايْ اُقْسِمُ صَادِقاً لَأَنْ تَرَکْتَنِيْ نَاطِقاً لَاَضِجَّنَّ اَلَیْکَ بَیْنَ اَهْلِهَا ضَجِیْجَ الْآمِلِیْنَ وَلَأَصْرُخَنَّ صُرَاخَ الْمُسْتَصْرِخِیْنَ وَلَأَبْکِیَنَّ عَلَیْکَ بُکَاءَ الْفَاقِدِیْنَ وَلَاُنَادِیَنَّکَ اَیْنَ کُنْتَ یَاوَلِیَّ الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

ہم نے عرض کیا: تم نے مولائے کائنات کے کلام کو صحیح طور پر نہیں سمجھا۔ اگر مولائے کائنات یہ بیان فرماتے جو تم نے خیال کیا ہے تو اس خطاب کے مقدمہ میں ﴿لوتَرَکْتَنِیْ نَاطِقاً﴾ نہ فرماتے لیکن میں اس مقام پر حضرت علی علیہ السلام کی فطری حالت کا احساس کر رہا ہوں جو آپ نے ان کلمات میں اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوکر فرمایا ہے کہ انسان اللہ کی بارگاہ میں اس شیرخوار بچہ کے مانند ہے جو دنیا میں اپنی ماں کی عطوفت، مہربانی، رحمت اور محبت کے علاوہ کوئی پناہگاہ نہیں رکھتا ہے جب بھی اسکو کوئی امر لاحق ہوتا ہے یا کوئی نقصان پہنچتا ہے تو وہ دوڑ کر اپنی ماں کی آغوش میں چلا جاتا ہے اسی سے فریاد کرتا ہے اور جب وہ کسی مخالفت کا مرتکب ہوتا ہے اور اسکی ماں اسکو کوئی سزا دینا چاہتی ہے اور وہ اپنی ماں کی سزا سے بچ کر کسی اور پناہگاہ میں جانا چاہتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ ہوتی ہی نہیں ہے لہٰذا اسکے لئے اسی سے فریاد کرنا ضروری ہوتا ہے اسی طرح اگر کوئی دوسرا شخص اسکو اذیت و تکلیف دیتا ہے تو اسکے پاس اسکی ماں کے علاوہ کوئی اور پناہگاہ نہیں ہوتی ہے۔

یہی حال مولائے کائنات کا اس دعا میں ہے آپ نے اپنے عظیم قلب سے اس دعا کی تعلیم فرمائی: اللہ سے پناہ مانگو، اس سے فریاد کرو اور اسکے علاوہ کسی اور کو اپنا ملجا و ماوی نہ بناؤ۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فقط خداوند تبارک وتعالی یکتا اسکا ملجا وماوی ہے جس کے علاوہ وہ کسی کو پہچانتا ہی نہیں ہے جب بندہ یہ خیال کرتا ہے کہ خداوند عالم کا عذاب اس کا احاطہ کئے ہوئے ہے(۱)

کیا خداوند تبارک وتعالیٰ اسکا ملجا وماویٰ نہیں ہے؟ تو پھر کیوں اس خدا سے استغاثہ کرنے میں تردد کرتا ہے؟

امام زین العابدین علیہ السلام مناجات میں اسی معنی کی عکاسی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

﴿فان طردتنی مِن بابک فبمن الوذ؟وان ردّدتنی عن جنابک فبمن اعوذ؟الهي هل يرجع العبدالابق الّاالٰی مولاه؟ام هل يجيره من سخطه احد سواه﴾(۲)

"پس اگر تو مجھ کو اپنے دروازے سے ہٹادے گا تو میں کس کی پناہ لونگا اور اگر تو نے مجھ کو اپنی درگاہ سے لوٹا دیا تو کس کی پناہ میں رہونگا کیا فراری (بھاگا ہوا) غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس پلٹتا ہے یا اس کو آقا کی ناراضگی سے خود آقا کے علاوہ کوئی اور بچاتا ہے"

اور آپ نے ابوحمزہ ثمالی کو جو دعا کی تعلیم فرمائی تھی اس میں آپ فرماتے ہیں:

﴿واناياسيدي عائذ بفضلک هارب منک اليک﴾(۳)

"اور میں تیرے فضل کی پناہ چاہنے والا ہوں اور تجھ سے بھاگ کر تیری طرف آنے والا ہوں۔

---

(۱) یہاں ہم خود مولا علیؑ کے کلمات سے مذکورہ مطالب کو اخذ کر رہے ہیں اگر مولائے کائنات سے یہ کلمات صادر نہ ہوئے ہوتے تو اس طرح مولائے کائنات اور خداوند عالم کے درمیان رابطہ کے سلسلہ میں گفتگو کی ہم جرأت نہیں کر سکتے ہیں۔

(۲) بحار الانوار جلد ۹۴ ص ۱۴۲۔

(۳) بحار الانوار جلد ۹۸ ص ۸۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اسی دعا میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿الٰہیٰ مَن یذھب العبد إلا إلیٰ مولاہ والی مَن یذھب المخلوق الاالیٰ خالقہ﴾(۱)

''کیا غلام اپنے آقا کے علاوہ کسی اور کے پاس جا سکتا ہے اور کیا مخلوق اپنے خالق کے علاوہ کسی اور کے پاس جاتی ہے''

بندہ کے خداوند عالم سے لولگانے کے سلسلہ میں بندہ کا اللہ سے اللہ کی طرف بھاگ کر جانا یہ بہت دقیق معانی اور بلند افکار ہیں حضرت علی علیہ السلام نے بندہ کے اللہ سے لولگانے کی جو منظر کشی فرمائی ہے یہ محبت اور رجا و امید کے سب سے زیادہ دقیق اور لطیف مشاعر ہیں اور محبت کرنے والوں کے دلوں میں سچے دل سے گھر کرتی ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے دعا کے اس فقرے میں استغاثہ کرتے وقت شعراء کا طریقہ اختیار نہیں فرمایا ہے بلکہ دعا کے اس مرحلہ کو پوار کیا ہے آپ خدا کی بارگاہ میں اپنے احساس اور شعور کی تعبیر کرنے میں بالکل سچے ہیں۔

یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ ہمارے، اللہ کی رحمت اور اسکے فضل کی معرفت رکھتے ہوئے بھی خدا اپنے بندہ سے رجا اور محبت میں سچے اور پاک وصاف احساس کو اس بندہ کی محبت اور اسکی امید کو رد فرمادے۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿فَکَیۡفَ یَبۡقٰی فِی الۡعَذَابِ وَھُوَیَرۡجُو مَاسَلَفَ مِنۡ حِلۡمِکَ اَمۡ کَیۡفَ تُؤلِمُہُ النّٰارُوَھُوَیَاۡمُلُ فَضۡلَکَ وَرَحۡمَتَکَ اَمۡ کَیۡفَ یُحۡرِقُہُ لَھِیۡبُھَاوَاَنۡتَ تَسۡمَعُ صَوۡتَہ وَتَریٰ

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مَکَانَہُ اَمْ کَیْفَ یَشْتَمِلُ عَلَیْہِ زَفِیْرُھَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ ضَعْفَہُ اَمْ کَیْفَ یَتَقَلْقَلُ بَیْنَ اَطْبَاقِھَا وَاَنْتَ تَعْلَمُ صِدْقَہُ اَمْ کَیْفَ تَزْجُرُہُ زَبَانِیَتُھَا وَھُوَ یُنَادِیْکَ یَارَبَّہُ﴾

''خدایا تیرے حلم وتحمل سے آس لگانے والا کس طرح عذاب میں رہے گا اور تیرے فضل وکرم سے امیدیں وابستہ کرنے والا کس طرح جہنم کے الم ورنج کا شکار ہوگا۔جہنم کی آگ اسے کس طرح جلائے گی جب کہ تو اس کی آواز کو سن رہا ہو اور اس کی منزل کو دیکھ رہا ہو،جہنم کے شعلے اسے کس طرح اپنے لپیٹ میں لیں گے جب کہ تو اس کی کمزوری کو دیکھ رہا ہوگا۔وہ جہنم کے طبقات میں کس طرح کروٹیں بدلے گا جب کہ تو اس کی صداقت کو جانتا ہے۔جہنم کے فرشتے اسے کس طرح جھڑکیں گے جبکہ وہ تجھے آواز دے رہا ہوگا''

کیا یہ ممکن ہے کہ خداوندعالم بندہ کی گردن میں آگ کا طوق ڈالدے،اسکو اس میں جلائے حالانکہ وہ خدا کو پکار رہا ہو اپنے کئے پر پچھتا رہا ہو اور اپنی زبان سے اس کی وحدانیت کا اقرار کررہا ہو؟

ہماری زندگی میں جو کچھ اس کا حلم وفضل گذر چکا ہم اس کی مطلق اور قطعی ویقینی طور پر نفی کرتے ہیں لیکن حضرت علی علیہ السلام خداوندعالم کے حلم وفضل پر اس کے فضل سے اسطرح استدلال فرماتے ہیں:﴿وَھُوَیَرْجُوْمَاسَلَفَ مِنْ حِلْمِکَ﴾ امام علیہ السلام قضیہ کے دونوں طرف یعنی خداوندعالم کے بندہ سے رابطہ برقرار رکھنے اور بندہ کے خداوندعالم سے لولگانے میں قاطع اور صاف صاف طور پر بیان فرماتے ہیں۔

جس طرح اس کو یقین ہے کہ اگر بندہ کو جہنم میں بھی ڈالدیا جائیگا تو اس کی محبت اور امید اس سے جدا نہیں ہوسکتی ہے اور ہرگز خداوندعالم کے علاوہ اس کا کوئی ملجاوماویٰ نہیں ہوسکتا ہے اسی طرح اس کو بھی یقین ہے کہ خداوندعالم سچی محبت اور امید کو بندے کے دل سے ختم نہیں کرتا ہے۔

اس جزم،قاطعیت اور صاف گوئی کے متعلق مولائے کائنات کے کلام میں غور فرمائیں:

﴿ھَیْھَاتَ مَاذٰلِکَ الظَّنُّ بِکَ وَلَاالْمَعْرُوْفُ مِنْ فَضْلِکَ وَلَامُشْبِہٌ لِمَا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عَامَلْتَ بِهِ الْمُوَحِّدِيْنَ مِنْ بِرِّكَ وَاِحْسَانِكَ فَبِالْيَقِيْنِ اَقْطَعُ لَوْلَامَاحَكَمْتَ بِهِ مِنْ تَعْذِيْبِ جَاحِدِيْكَ وَقَضَيْتَ بِهِ مِنْ اِخْلَادِ مُعَانِدِيْكَ لَجَعَلْتَ النَّارَ كُلَّهَا بَرْداً وَسَلَاماًوَمَا كَانَ لِاَحَدٍ فِيْهَامَقَرّاًوَلَا مُقَاماً ﴾(۱)

''ہرگز تیرے بارے میں یہ خیال اور تیرے احسانات کا یہ انداز نہیں ہے۔تو نے جس طرح اہل توحید کے ساتھ نیک برتاؤ کیا ہے اس کی کوئی مثال نہیں ہے۔میں تو یقین کے ساتھ کہتا ہوں کہ تو نے اپنے منکروں کے حق میں عذاب کا فیصلہ نہ کر دیا ہوتا اور اپنے دشمنوں کو ہمیشہ جہنم میں رکھنے کا حکم نہ دے دیا ہوتا تو ساری آتش جہنم کو سرد اور سلامتی بنا دیتا اور اس میں کسی کا ٹھکانا اور مقام نہ ہوتا''

یہ جزم و یقین جو بندہ خداوند عالم سے لولگانے میں رکھتا ہے یہ بلند مرتبہ ہے اور مولا کا اپنے بندے سے تعلق رکھنا یہ مرتبہ پائین ہے۔ہم ان دونوں باتوں کا مولائے کائنات کے دوسرے کلام میں مشاہدہ کرتے ہیں جہاں پر آپ نے اپنی مشہور مناجات میں خداوند عالم کو مخاطب قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿الهي وعزّتک وجلالک لقداحببتک محبّة استقرّت حلاوتها في قلبي،وماتنعقدضمائرموحّديک علیٰ انک تبغض محبيک﴾(۲)

''خدایا! تجھ کو تیرے عزت و جلال کی قسم تیری محبت کی مٹھاس میرے دل میں گھر کر گئی ہے اور تیرے موحدین کے ذہن میں یہ خیال بھی نہیں گذرتا کہ تو ان سے نفرت کرتا ہے''

حضرت امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات میں آیا ہے:

﴿الهي نفس اعززتهابتوحيدک کيف تذ لّهابمهانة هجرانک وضمير

---

(۱) مفاتیح الجنان دعائے کمیل۔

(۲) مناجات اہل البیت صفحہ ۶۸۔۶۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انعقد علیٰ مودّتک کیف تحرقه بحرارة نیرانک ﴾(۱)

''اے خدا جس نفس کو تو نے اپنی توحید سے عزت دی ہے اسے کیسے اپنے فراق کی ذلت سے ذلیل کرے گا اور جس نے عشق و محبت کی گرہ باندھی ہے اس کو اپنی آگ کی حرارت سے کیسے جلائے گا''

حضرت سجاد علیہ السلام ابوحمزہ ثمالی کو تعلیم دینے والی دعا میں فرماتے ہیں:

﴿افتراک یاربّ تخلف ظنوننااوتخیّب آمالنا؟ کلّا یا کریم ،فلیس هٰذا ظنّنابک،و لاهٰذاطمعنافیک یاربّ اِنَّ لَنافِیکَ اَمَلاًطَوِیلاً کَثِیراً،اِنَّ لَنافِیکَ رَجَاءً عَظِیماً...﴾(۲)

''اور تو یقیناً ہمارے یقین کو جھوٹا نہیں کرے گا اور ہماری امید کو ناامید نہیں کرے گا؟ ہرگز نہیں کریم تیرے بارے میں یہ بدگمانی نہیں ہے ہم تجھ سے بہت امید رکھتے ہیں اور بہت کچھ امید لگائے بیٹھے ہیں''

## محبت میں انسیت اور شوق کی حالت

محبت کا اظہار دو طرح سے ہوتا ہے۔کبھی محبت شوق کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اور کبھی محبت کسی سے انسیت کی صورت میں ظاہر ہوتی ہے اوران دونوں حالتوں کو محبت سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر دونوں میں یہ فرق ہے کہ بندے کے اندر شوق کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے محبّ سے دور ہوتا ہے اور انس کی حالت اس وقت زور پکڑتی ہے جب وہ اپنے حبیب کے پاس موجود ہوتا ہے۔

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۳۔

(۲) مفاتیح الجنان دعائے ابوحمزہ ثمالی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ دونوں حالتیں بندے کے قلب پر اس وقت طاری ہوتی ہیں جب وہ اللہ سے لو لگاتا ہے بیشک خداوند عالم کبھی بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے اور کبھی نزدیک سے تجلی کرتا ہے:

﴿اَلَّذِیْ بَعُدَ فَلَا یُریٰ وَقَرُبَ فَشَهِدَ النَّجْویٰ﴾(۱)

''جو اتنا دور ہے کہ دکھائی نہیں دیتا ہے اور اتنا قریب ہے کہ ہر راز کا گواہ ہے''

جب وہ بندے پر دور سے تجلی کرتا ہے تو بندے میں شوق کی حالت پیدا ہوتی ہے اور جب وہ بندے پر قریب سے تجلی کرتا ہے اور بندہ اپنے مولا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے:

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَیْنَ مَا كُنْتُمْ﴾(۲)

''وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو''

﴿وَنَحْنُ اَقْرَبُ مِنْ حَبْلِ الْوَرِیْدِ﴾(۳)

''اور ہم اس کی رگ گردن سے زیادہ قریب ہیں''

﴿وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ﴾(۴)

''اور اے پیغمبر اگر میرے بندے تم سے میرے بارے میں سوال کریں تو میں ان سے قریب ہوں'' تو بندہ میں انسیت کی حالت پیدا ہوتی ہے۔

دعائے افتتاح میں ان دونوں حالتوں کی امام حجت المہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف سے دقیق طور پر عکاسی کی گئی ہے:

---

(۱) مفاتیح الجنان دعائے ابو حمزہ ثمالی۔

(۲) سورۂ حدید آیت ۴۔

(۳) سورۂ ق آیت ۱۶۔

(۴) سورۂ بقرہ آیت ۱۸۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَایُهْتَکُ حِجَابُهُ وَلَایُغْلَقُ بَابُهُ﴾(۱)

''ساری حمد اس خدا کے لئے جس کا حجاب نور اٹھایا نہیں جا سکتا ہے اور اس کا دروازہ کرم بند نہیں ہو سکتا ہے''

حجاب کی بھی دو قسمیں ہیں: حجاب ظلمت اور حجاب نور۔ کبھی انسان گھپ اندھیرے کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا یعنی گھٹا ٹوپ اندھیرا اس کے دیکھنے میں مانع ہوتا ہے اس کو حجاب ظلمت اور تاریکی کہا جاتا ہے۔

کبھی انسان انتہائی روشنی اور نور کی وجہ سے کچھ دیکھ نہیں پاتا ہے جس طرح انسان وسط میں کسی رکاوٹ وحائل ہونے والی چیز کے بغیر سورج کی طرف نہیں دیکھ سکتا ہے یہ سورج کی انتہائی روشنی کی وجہ سے ہے اسی کو حجاب نور کہا جاتا ہے۔

''دنیا سے محبت''، برائیوں کی مقارنت اور ''مایرین القلب'' انسان کے اللہ سے لو لگانے میں حجاب ظلمت شمار ہوتے ہیں۔

انسان کے اللہ سے لو لگانے کیلئے حجاب نور دوسری چیز ہے، حجاب نور وہ حجاب ہے جو کبھی نہیں چھٹتا ہے۔ جیسا کہ حضرت مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف نے اس دعا میں فرمایا ہے۔

یہ وہ حجاب ہے جو بندوں کے دلوں میں شوق و اشتیاق زیادہ کرتا ہے حضرت امام زین العابدین اپنی مناجات میں اللہ سے لو لگانے کے شوق و اشتیاق کو یوں بیان فرماتے ہیں:

﴿وَغُلَّتِي لَایُبَرِّدُهَا اِلَّا وَصْلُکَ وَلَوْعَتِي لَایُطْفِیْهَا اِلَّا لِقَاؤُکَ وَشَوْقِي اِلَیْکَ لَایَبُلُّهُ اِلَّا النَّظَرُ اِلیٰ وَجْهِکَ وَقَرَارِي لَایَقِرُّدُوْنَ دُنُوِّي مِنْکَ وَلَهْفَتِي لَایَرُدُّهَا اِلَّا رَوْحُکَ وَسُقْمِي لَایَشْفِیْهِ اِلَّا طِبُّکَ وَغَمِّي لَایُزِیْلُهُ اِلَّا قُرْبُکَ وَجُرْحِي

---

(۱) مفاتیح الجنان دعائے افتتاح۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لَایُبْرِئُہُ اِلَّاصَفْحُکَ وَرَیْنَ قَلْبِیْ لَایَجْلُوْہُ اِلَّاعَفْوُکَ...فَیَامُنْتَھیٰ اَمَلِ الْآمِلِیْنَ، وَیَاغَایَۃَ سُؤْلِ السَّائِلِیْنَ وَیَااَقْصیٰ طَلَبَۃِ الطَّالِبِیْنَ وَیَااَعْلیٰ رَغْبَۃِ الرَّاغِبِیْنَ وَیَاوَلِیَّ الصَّالِحِیْنَ وَیَااَمَانَ الْخَائِفِیْنَ،وَیَامُجِیْبَ دَعْوَۃِ الْمُضْطَرِّیْنَ وَیَاذُخْرَالْمُعْدِمِیْنَ وَیَاکَنْزَالْبَائِسِیْنَ﴾(۱)

''اور میرے اشتیاق کی حرارت کو تیرے وصال کے علاوہ کوئی اور چیز ٹھنڈا نہیں کرسکتی اور میرے شعلہ شوق کو تیری ملاقات کے علاوہ کوئی چیز بجھا نہیں سکتی اور میرے شوق کو تر نہیں کرسکتا ہے مگر تیری طرف نظر کرنا میرا دل تیرے قرب کے علاوہ قرار نہیں پاتا ہے اور میری حسرت کو تیری رحمت کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے درد کو تیرے علاج کے سوا کوئی شفا نہیں دیتا ہے اور میرے غم کو تیرے قرب کے سوا کوئی زائل نہیں کرتا اور میرے زخم کو تیری چشم پوشی کے علاوہ کوئی ٹھیک نہیں کرتا اور میرے دل کے زنگ کو تیری معافی کی علاوہ کوئی جلا نہیں دیتا...اے امیدواروں کی امید کی انتہا اے سوال کرنے والوں کے منتہاء مقصود، اے طلب کرنے والوں کے بلند ترین مطلوب اے رغبت رکھنے والوں کی بلند ترین آرزو، اے نیکوں کے ولی اے خوف رکھنے والوں کے امان دینے والے اور اے مضطر کی دعا قبول کرنے والے اور اے بینواؤں کے ہمنوا اور اے بیچاروں کے لئے امید کا خزانہ''

اس تجلی کے بالمقابل تجلی کا ایک اور طریقہ ہے اور وہ اپنے اور بندوں کے درمیان دروازہ بند کئے ہوئے بغیر تجلی کرنا ہے وہ ان کی مناجات کو سنتا ہے، وہ ان کی شہ رگ گردن سے بھی زیادہ ان سے قریب ہے، یحول بین المرء و قلبہ، اس سے بندوں کے دلوں میں آنے والی کوئی بھی چیز مخفی نہیں ہے، بندہ خود کو اپنے آقا کی بارگاہ میں حاضر پاتا ہے وہ اپنے آقا کی کوئی بھی مخالفت اور معصیت کرنے سے ڈرتا ہے، اس کے ذکر و یاد سے مانوس ہوتا ہے، اپنی مناجات اور دعا میں ثابت

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۵۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قدم رہتا ہے، مناجات کو طول دیتا ہے، خدا کا ذکر اور اس کو یاد کرتا ہے اور اس کے سامنے ٹھہرتا ہے۔

حدیث قدسی میں آیا ہے کہ پروردگار عالم رات کی تاریکی میں اپنی بارگاہ میں اپنے بعض انبیاء کو رکوع و سجود سے متصف کرتا ہے جبکہ لوگ گہری نیند میں سوئے ہوئے ہوتے ہیں:

﴿ولو تراهم وهم يقيمون لي في الدجىٰ ،وقد مثلت نفسي بين اعنيهم يخاطبوني،وقد جللت عن المشاهدة ويكلّموني وقد عززت عن الحضور﴾(۱)

''اگر تم ان کو رات کی تاریکی میں دیکھو گے تو وہ حالت قیام میں ہونگے وہ میرے وجود کا مشاہدہ کرتے ہیں اور مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں اور گفتگو کرتے ہیں درحالیکہ میں ان سے غائب ہوں''

بندہ خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے نہیں اکتا تا اور نہ ہی وقت گذرنے کا احساس کرتا ہے۔کیا آپ نے یہ مشاہدہ نہیں کیا کہ جب انسان اپنے کسی ایسے دوست کے پاس جاتا ہے جس سے اس کو بہت زیادہ محبت ہوتی ہے تو وہ نہ اس کے پاس جانے سے اکتاتا ہے اور نہ ہی اس کو اپنے وقت گذرنے کا احساس ہوتا ہے؟

تو پھر انسان، اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہونے سے کیسے اکتائے گا؟ جبکہ پروردگار عالم اس کی بات سنتا ہے، اس کو دیکھتا ہے اس کے خطاب اور کلام کو سنتا ہے اور وہ اس کے ساتھ ہے۔

﴿وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ﴾(۲)''تم جہاں کہیں ہو وہ تمہارے ساتھ ہے''

اللہ کے ذکر سے اس کو اطمینان و سکون حاصل ہوتا ہے:

﴿الا بذكر الله تطمئنُّ القلوبُ﴾(۳)

---

(۱)لقاء اللہ صفحہ/۱۰۱۔

(۲)سورۂ حدید آیت/۴۔

(۳)سورہ رعد آیت/۲۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور آگاہ ہو جاؤ کہ اطمینان یاد خدا سے ہی حاصل ہوتا ہے''

امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف مشہور و معروف دعائے افتتاح میں فرماتے ہیں:

فصرت ادعوک آمنا واسألک مستانساً، لا خائفاً و لا وجلا، مدلاً علیک فیما قصدت فیہ الیک﴿(۱)

''تو اب میں بڑے اطمینان کے ساتھ تجھے پکار رہا ہوں اور بڑے انس کے ساتھ تجھ سے سوال کر رہا ہوں نہ خوفزدہ ہوں نہ لرزاں ہوں اپنے ارادوں میں تجھ سے اصرار کر رہا ہوں''

بیشک یہ حالت اللہ سے اُنس اور اس سے اطمینان کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، اللہ سے مدد اور امن کا احساس ایسی کیفیت ہے جو اللہ کی بارگاہ میں حاضری، اس کی قُربت اور معیت سے وجود میں آتی ہے اور یہ بندہ کی اللہ سے لو لگانے کی سب سے افضل حالت ہے لیکن ہر چیز کی اللہ سے لو لگانے کی مثال نہیں دی جاسکتی ہے بلکہ اس سے حالت شوق کا ملا ہوا ہونا ضروری ہے یہاں تک کہ اس حالت کو کامل متوازن اور منظم ہونا چاہئے۔

اولیاء اللہ اور اس کے نیک بندوں کی عبادت اور ان کے اللہ سے لو لگانے کے سلسلہ میں یہ دو اہم حالتیں ہیں کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لو لگانے میں شوق اور ہم و غم غالب رہتا ہے اور کبھی ان کی عبادت اور اللہ سے لو لگانے میں اُنس، سکون و اطمینان غالب رہتا ہے کبھی ایسا ہوتا ہے اور کبھی ویسا ہوتا ہے یہی سب سے افضل حالتیں ہیں اور اللہ سے لو لگانے میں نظم و انس کی حالت سے بہت قریب ہیں۔

حماد بن حبیب عطار کوفی سے مروی ہے: ہم حاجیوں کا قافلہ اپنا رخت سفر باندھ کر نکلا تو ہم رات کے وقت ''زبالہ'' (عراق سے حاجیوں کے راستہ میں آنے والا مقام) نامی جگہ پر پہنچے تو کالی

---

(۱) مفاتیح الجنان دعاء افتتاح۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آندھی آئی اور میں قافلہ سے بچھڑ گیا اور بقیہ رات اسی جنگل و بیابان میں گذری جب میں ایک چٹیل میدان پر پہنچا جب رات آئی تو میں نے ایک درخت کے نیچے قیام کیا اور جب گھپ اندھیرا چھا گیا تو میرے پاس ایک نوجوان آیا جو سفید لباس پہنے ہوئے تھا، اس کے منھ سے مسک کی خوشبو آ رہی تھی میں نے سوچا: یہ کوئی اللہ کا ولی ہے۔

میں کچھ ڈرا کہ یہ شخص کیا چاہتا ہے، وہ ایک جگہ پر پہنچا اور نماز کیلئے تیاری کرنے لگا، پھر جب وہ نماز کیلئے کھڑا ہونے لگا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

یـامَن احاز کل شيءٍ ملکوتاوقهر کل شيءٍ جبروتا،اولِج قلبي فرح الاقبال علیک والحقني بمیدان المطیعین لک﴾

''اے وہ کہ جو ہر چیز پر محیط ہے اور غالب ہے میرے دل میں ہر مناجات کی خوشی ڈالدے اور اپنے اطاعت گذار بندوں میں شمار فرما''

اس کے بعد وہ نماز میں مشغول ہو گیا ...

جب اندھیرا چھٹ گیا تو اس کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے:

﴿یامَن قصده الطالبون فاصابوه مرشدا،وامّه الخائفون فوجوده متفضّلا ولجأالیه العابدون فوجدوه نوالا متیٰ وجد راحة مَن نصب لغیرک بدنه ومتیٰ فرح مَن قصد سواک بنیته الهي قد تقشع الظلام ولم اقض من خدمتک وطراً، ولامن حاضّ مناجاتک مدراً،صلِّ الله علیٰ محمّد وآله،وافعل بي اولی الامرین بک یاارحم الراحمین﴾

''اے وہ ذات جس کا حقیقت کے طالبوں نے قصد کیا تو اس کو رہنما پایا اور خائفین نے اس کو اپنا پیشوا قرار دیا تو اس کو سخی پایا، عابدین نے اس کو اپنی پناہ گاہ قرار دیا تو اس کو آسان پناہ گاہ پایا وہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شخص کیسے آرام پا سکتا ہے جو تیرے علاوہ کسی اور کیلئے خود کو خستہ کرے اور وہ کب خوش ہو سکتا ہے جو اپنے باطن میں تیرے علاوہ کسی اور کا قصد کرے۔ خدایا! تاریکیاں چھٹ گئیں لیکن میں تیری ذرہ برابر خدمت نہ کر سکا اور نہ ذرہ برابر تجھ سے مناجات کر سکا، محمد و آل محمد پر درود بھیج اور دوسروں کے ساتھ وہ سلوک کر جو تیرے لئے زیادہ سزاوار ہے اے ارحم الراحمین''

میں نے خیال کیا کہ کہیں یہ شخص دنیا سے نہ گذر جائے اور اس کا اثر مجھ تک پہنچے تو میں نے اس سے کہا: آپ سے رنج و تعب کیسے دور ہوا اور آپ کو ایسا شوق شدید اور لذت و رغبت کس نے عطا کی ہے... آپ کون ہیں؟ تو انھوں نے مجھ سے فرمایا: میں علی بن الحسین بن علی بن ابو طالبؑ ہوں۔(۱)

اصمعی سے مروی ہے: میں رات میں خانۂ کعبہ کا طواف کر رہا تھا تو میں نے دیکھا ایک خوبصورت جوان کعبہ کے پردے کو ہاتھوں میں تھامے ہوئے کہہ رہا ہے:

﴿نامت العیون وعلت النجوم وانت الملک الحي القیوم،غلّقت الملوک ابوابها،واقامت علیها حرّاسها،وبابک مفتوح للسائلین ،جئتک لتنظر اليَّ برحمتک یاارحم الراحمینَ﴾

''آنکھیں محو خواب ہیں ستارے نکل آئے ہیں اور تو حی و قیوم بادشاہ ہے، بادشاہوں کے دروازے بند ہیں اور ان پر پہرے دار کھڑے ہیں جبکہ حاجتمندوں کیلئے تیرا دروازہ کھلا ہوا ہے میں تیرے پاس اس لئے آیا ہوں کہ تو مجھ پر اپنی نظر رحمت ڈال دے''

پھر اس کے بعد زبان پر یہ اشعار جاری کئے:

﴿یامَن یُجیب دعاالمضطرّفي الظلم یاکاشف الضرّوالبلویٰ مع السقم﴾

---

(۱) بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۷۷۔۷۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اے وہ ہستی جو تاریکیوں میں مجبور شخص کی دعا قبول کرتی ہے اے وہ ہستی جو ہماری پریشانی اور بلا کو دور کرنے والی ہے''

قد نام وفدک حول البیت قاطبة وانت وحدک یاقیوم لم تنم

''خانہ کعبہ کے اردگرد تیری تمام مخلوق سو گئی جبکہ اے قیوم! تو نہیں سویا''

ادعوک ربّ دعاءً قد امرت بها فارحم بکائي بحقِّ البیت والحرم

''پروردگارا! تیرے حکم کے مطابق میں تجھے پکار رہا ہوں لہٰذا خانہ کعبہ اور حرم کے واسطے میرے گریہ پر لطف نازل فرما''

ان کان عفوک لایرجوہ ذوسرف فمن یجود علی العاصین بالنعم

''اگر چہ زیادہ روی کرنے والا تیری معافی کا امیدوار نہ ہو تو گناہگاروں پر نعمتوں کی بارش کون کرے گا''

جب میں نے تحقیقات کی تو، معلوم ہوا کہ آپ امام زین العابدین علیہ السلام ہیں۔(۱)

طاؤس فقیہ سے مروی ہے:

''رأیته یطوف من العشاء الیٰ السحر ویتعبّدفلمالم یر أحداًرمق السماء بطرفه وقال: الهي غارت نجوم سماواتک ،وهجعت عیون انامک، وابوابک مفتحات للسائلین، جئتک لتغفرلي وترحمني وتریني وجه جدی محمّد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم في عرصات القیامة''

''میں نے آپ کو عشاء کے وقت سے لیکر سحر تک خانہ کعبہ کا طواف اور عبادت کرتے دیکھا

---

(۱) بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۰۔۸۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جب وہاں پر کوئی دکھائی نہ دیا تو آپ نے آسمان کی طرف دیکھ کر فرمایا:

ثم بکیٰ وقال وعزّتک وجلالک مااردت بمعصیتي مخالفتک، وما عصیتک اذ عصیتک وانا بک شاک ولابنکالک جاهل،ولالعقوبتک متعرض،ولکن سوّلت لي نفسي واعانني علیٰ ذالک سترک المرخیٰ به عليَّ،فالآن من عذابک من یستنقذني ؟وبحبل من اعتصم ان قطعت حبلک عني؟فواسواتاه غداًمن الوقوف بین یدیک ،اذاقیل للمخفّینَ جُوزوا،وللمثقلین حطّوا،أمع المخفین،أجوز ؟أم مع المثقلین احط؟ویلي کلما طال عمري کثرت خطایاي ولم اتب،أماآن لی ان استحیي من ربّي ''؟

ثم بکیٰ وانشأیقول:

اتحرقني بالنارياغاية المنیٰ فأین رجا ئي ثم این محبّتي

اتیت بأعمال قباح رزیّة ومافي الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتي

ثم بکیٰ وقال:

سبحانک تُعصي کانّک لاتریٰ،وتحلم کأنّک لم تُعصَ.تتودّدالیٰ خلقک بحسن الصنیع کأنّ بک الحاجة الیهم،وانت یاسیدي الغنی عنهم.

ثمَّ خرَّالی الأرض ساجداً.قال:فدنوت منه وشِلت برأسه ووضعته علیٰ رکبتي وبکیت حتّیٰ جرت دموعي علیٰ خدِّه،فاستویٰ جالساًوقال:من الّذي أشغلني عن ذکرربّي؟فقلت:أناطاووس یابن رسول اللهماهذاالجزع والفزع؟ونحن یلزمناأن نفعل مثل هذاونحن عاصون جانون.أبوک الحسین بن عليّ واُمّک فاطمةالزهراء،وجدُّک رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم.قال:فالتفت اليَّ و

قال:هیهات هیهات یاطاووس دع عنّی حدیث أبي واُمّي وجدِّي خلق الله

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



الجنّة لمن أطاعه وأحسن، ولو كان عبداً حبشيّاً، وخلق النار لمن عصاه ولو كان ولداً قرشيّاً. أما سمعت قوله تعالیٰ: ﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ﴾(۱) والله لا ينفعك غداً الّا تقدمة تقدّمها من عمل صالح"(۲)

''معبود تیرے آسمان کے ستارے غروب کر چکے ہیں تیری مخلوق کی آنکھیں بند ہیں جبکہ حاجتمندوں کیلئے تیرے دروازے کھلے ہیں میں تجھ سے رحمت اور مغفرت کا خواہاں اور عرصہ قیامت میں اپنے جد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دیدار کی آرزو لیکر آیا ہوں''

پھر آپ ؑ نے گریہ کرتے ہوئے فرمایا:

''تجھ کو اپنی عزت وجلال کی قسم، میں نے گناہ کے ذریعہ تیری مخالفت کا ارادہ نہیں کیا اور میں نے جو تیری مخالفت کی ہے وہ اس حالت میں مخالفت نہیں کی ہے کہ مجھ کو تیری ذات میں شک رہا ہو اور میں تیرے عذاب سے ناواقف رہا ہوں نیز تیری سزا کی طرف بڑھنے والا ہوں بلکہ میرے نفس نے میرے لئے امور کو مزین کر دیا اور سونے پر سہاگا یہ ہوا کہ تو نے میری پردہ پوشی کی تو اب مجھ کو تیرے عذاب سے کون بچائے گا؟ نیز اگر تو مجھ سے اپنی ریسمان کو توڑ لے تو میں کس کی رسی کو مضبوطی سے پکڑوں؟ کل تیرے سامنے کھڑا ہونا میرے لئے کتنا رسوائی کا سبب ہوگا جب ہلکے بوجھ والوں سے آگے بڑھ جانے کیلئے کہا جائیگا اور زیادہ بوجھ والوں سے کہا جائیگا کہ اتر جاؤ؟ کیا میں ہلکے بوجھ والوں کے ساتھ گذر جاؤنگا یا زیادہ بوجھ والوں کے ساتھ گر جاؤنگا؟ کتنا افسوس ہے کہ جتنی میری عمر بڑھ رہی ہے مجھ سے غلطیاں زیادہ سرزد ہو رہی ہیں جبکہ میں نے ابھی توبہ بھی نہیں کی ہے؟ کیا ابھی تک وہ وقت نہیں آیا کہ میں اپنے پروردگار سے توبہ کروں؟

پھر آپ نے رو کر اس مفہوم کے یہ اشعار کہنا شروع کئے:

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۱۹۰۔

(۲) بحار الانوار جلد ۴۶ صفحہ ۸۱۔۸۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اتحرقنی بالنار یاغایة المنیٰ فأین رجائی ثم این محبتی

''اے آرزوؤں کی انتہا کیا تو مجھ کو آگ میں جلائیگا تو میری امید اور محبت کہاں گئی؟

اتیت بأعمال قباح رزیّة وما فی الوریٰ خلق جنیٰ کجنایتی

''میں برے کام کر کے آیا ہوں اور میری طرح کسی نے جرم نہیں کیا ہے''

پھر آپ نے رو کر فرمایا:

تو پاک و منزہ ہے تیری نافرمانی کی جاتی ہے گویا تو نہیں دیکھتا اور تو برداشت کرتا ہے گویا تیری نافرمانی نہیں کی گئی ہے، تو اپنی مخلوقات سے اچھے کام کے ذریعہ محبت کرتا ہے گویا تجھ کو ان کی ضرورت ہے جبکہ اے میرے آقا تو اس سے بے نیاز ہے۔

پھر آپ سجدے میں گر پڑے۔ طاؤس فقیہ کا کہنا ہے کہ میں ان کے نزدیک گیا اور ان کا سر اٹھا کر اپنے زانو پر رکھا اور اتنا رویا کہ میرے آنسو ان کے رخسار پر بہنے لگے۔ امام علیہ السلام اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا: کس نے مجھ کو میرے رب کی یاد سے روک دیا؟ میں نے عرض کیا اے فرزند رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طاؤس ہوں یہ بیتابی کس لئے ہے؟ ایسا تو ہمیں کرنا چاہئے درانحالیکہ ہم گناہگار اور مجرم ہیں۔ آپ کے پدر بزرگوار حضرت امام حسین علیہ السلام ہیں، مادر گرامی حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا ہیں جد بزرگوار پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ طاؤس کہتے ہیں کہ پھر میری طرف متوجہ ہوتے ہوئے فرمایا: اے طاؤس ہرگز ہرگز مجھ سے میرے والدین اور جد بزرگوار کی گفتگو مت کرو خداوند عالم نے بہشت اطاعت گذار اور نیک افراد کیلئے خلق کی ہے چاہے وہ حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اور دوزخ گناہگار کیلئے خلق کی ہے چاہے وہ قریشی ہی کیوں نہ ہو؟ کیا تم نے خداوند عالم کا یہ فرمان نہیں سنا ہے:

﴿فَإِذَا نُفِخَ فِي الصُّورِ فَلَا أَنسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَلَا يَتَسَاءَلُونَ﴾ (۱)

---

(۱) سورۂ مؤمنون آیت/۱۰۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



”پھر جب صور پھونکا جائیگا تو نہ رشتہ داریاں ہوں گی اور نہ آپس میں کوئی ایک دوسرے کے حالات پوچھے گا“

خدا کی قسم کل تمھیں وہی نیک عمل فائدہ پہنچائے گا جس کو تم پہلے سے بجالا چکے ہو گے“

حبّہ عرنی سے مروی ہے:

”بیناأناو ”نوف“ نـائـمـیـن فی رحبةالقصر،اذنحن بأمرالمؤمنینؑ فی بقیةمن الـلـیـل،واضـعـاًیـده عـلـیٰ الـحـائط شبه الواله،وهویقول:﴿اِنَّ فی خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْأَرضِ...﴾ثم جعل یقرأهذه الآیات،ویمرشبه الطائرعقله فقال:أراقد یاحبةأم رامق؟

قلت:رامق،هذاأنت تعمل هذاالعمل فکیف نحن؟!

فـأرخـیٰ عـیـنـه فـبـکـی،ثم قال لي:یاحبةانّ للّٰهموقفاًولنابین یدیه موقف،فلا یـخـفـیٰ علیه شیء من أعمالنا،یاحبةانّ اللّٰهأقرب الیک والیّ من حبل الورید،یاحبة انّه لن یحجبني ولاایاک عن اللّٰهشيء ثم قال:أراقدأنت یانوف؟

قـال:لایـاأمیـرالـمـؤمـنیـن مـاأنابراقد،ولقدأطلت بکائی هذه اللیلة...ثم وعـظهـماوذکرهما،وقال في أواخره:فکونوامن اللّٰهعلیٰ حذرفقدأنذرتکماثم جعل یمرّوهویقول:

﴿لیـت شـعري في غفلاتی أمعرض أنت عني أم ناظرالیّ ولیت شعری فی طول منامي وقلةشکري في نعمک عليّ ماحالي؟

قال:فواللّٰهمازال فی هذه الحالةحتّیٰ طلع الفجر“(۱)

---

(۱) فلاح السائل لابن طاؤس صفحہ ۲۶۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



میں اور نوف قصر کی کشادہ زمین پر سو رہے تھے کہ اتنے میں مولائے کائنات رات کے آخری حصہ میں حیران شخص کی طرح دیوار پر ہاتھ رکھ کر کہہ رہے تھے:

﴿اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ...﴾

"بیشک زمین و آسمان کی خلقت ..." اور ایک حیران و پریشان پرندہ کی طرح چلے جارہے تھے؟ پھر آپ نے فرمایا: اے نوف سو رہے ہو یا جاگ رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: جاگ رہا ہوں۔ جب آپ ایسا کہہ رہے ہیں تو ہمارا کیا حال ہوگا؟!

پھر آپ نے آنکھیں نیچی کر کے گریہ فرمایا اس کے بعد مجھ سے فرمایا: بیشک خدا کا ایک موقف ہے اور ہمارا ایک موقف ہے لہٰذا ہمارا اس پر کوئی عمل مخفی نہیں رہتا۔ اے حبہ! خداوند عالم ہم سے اور تم سے شہ رگ گردن سے بھی زیادہ قریب ہے۔ اے حبہ مجھ کو اور تم کو خداوند عالم سے کوئی چیز نہیں روک سکتی ہے۔ پھر آپ نے فرمایا: اے نوف سو رہے ہو؟

میں نے عرض کیا: نہیں امیر المومنین میں بیدار ہوں، کیونکہ اس شب میں آپ نے بہت زیادہ گریہ فرمایا۔ پھر آپ نے نوف اور حبہ کو نصیحت فرمائی اور یاد دہانی کرائی، اور آخر میں فرمایا: خدا سے ڈرتے رہو میں نے تم کو ڈرا دیا۔ پھر آپ یہ کہہ کر گذرنے لگے:

"کاش مجھ کو اپنی غفلتوں کی حالتوں میں معلوم ہوتا کہ اے خدا تو مجھ سے بے توجہی کر رہا ہے یا میری طرف نظر کرم کئے ہوئے ہے، کاش مجھ کو اپنی طولانی نیند کی حالت میں نیز نعمتوں کے سلسلہ میں کم شکری کے وقت معلوم ہوتا کہ میری کیا حالت ہے۔

خدا کی قسم آپ طلوع فجر تک اسی حالت میں رہے"

اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعائیں اور مناجات میں خاص طور سے وہ پندرہ مناجات جن کو علامہ مجلسی نے بحار الانوار میں حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے نقل فرمایا ہے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اُنس اور شوق کی حامل ہیں۔

ہمارے لئے اہل بیت علیہم السلام کی میراث (دعاؤں) میں ان صورتوں اور معانی کا لازوال خزانہ موجود ہے جبکہ اہل بیت علیہم السلام کے علاوہ کسی اور کے پاس اس طرح کا ذخیرہ بہت کم پایا جاتا ہے ہم اس بحث کو ختم کرنے سے پہلے بعض صورتوں کو ذیل میں بیان کر رہے ہیں:

﴿الٰهي من ذاالذي ذاق حلاوة محبتک فرام منک بدلاومن ذالذي انس بقربک فا بتغیٰ عنک حولا ؟

الهي فاجعلنامـمن اصطفيته لقربک وولایتک واخلصته لودک و محبّتک،وشوقته الیٰ لقائک،ورضّيته بقضائک،ومنحته النظر الیٰ وجهک،و حبوته برضاک،واعذته من هجرک وقلاک،وبوّاته مقعد الصدق في جوارک،وخصصته بمعرفتک،واهّلته لعبادتک،وهيّمت قلبه لارادتک واجتبيته لمشاهدتک،واخليت وجهه لک،وفرّغت فئواده لحبک،ورغّبته فيما عندک،والهمته ذکرک،واوزعته شکرک،وشغلته بطاعتک،وصيّرته من صالحی بريتک،واخترته لمناجاتک،وقطعت عنه کل شئی يقطعه عنک.

اللهم اجعلنامـمّن دابهم الارتياح اليک والحنين ودهرهم الزفرة والانين،جباههم ساجدة لعظمتک،وعيونهم ساهرة لخدمتک،ودموعهم سائلة من خشيتک وقلوبهم متعلقة بمحبتک،وافئدتهم منخلعة من مهابتک يامن انوارقدسه لابصارمحبيه رائقة وسبحات وجهه لقلوب عارفيه شائقة،ويامنیٰ قلوب المشتاقين،وياغاية آمال المحبّين اسألک حبّک وحبّ من يحبّک،وحبّ کلّ عمل يوصلني الی قربک،وان تجعلک احبّ اليَّ مماسواک وان تجعل حبی اياک قائداالی رضوانک وشوقي اليک ذائداًعن عصيانک،وامنن بالنظر اليک

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



**عليّ وانظربعين الودوالعطف اليّ،ولاتصرف عني وجهک ﴾(۱)**

''خدایا! وہ کون ہے جس کو تیری محبت کا مزہ مل گیا ہے ہو اور اس کے بعد بھی تیرا بدل تلاش کر رہا ہے اور وہ کون ہے جو تیرے انس سے مانوس ہو گیا اور اس کے بعد تجھ سے ہٹنا چاہتا ہے؟

خدایا! ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جن کو قرب اور اپنی محبت کیلئے منتخب کیا ہے اور دوستی کیلئے خالص قرار دیا ہے اپنی ملاقات کا مشتاق بنایا ہے اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضا کا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایا ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کرلیا ہے اور اپنے مشاہدہ کیلئے انھیں چُن لیا ہے اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عنایت کی ہے اور اپنی محبت کیلئے ان کے دلوں کو خالی کرلیا ہے اپنے ثواب کے لئے راغب بنایا ہے اور اپنے ذکر کا الہام کیا ہے اپنے شکر کی توفیق دی ہے اور اپنی اطاعت کے لئے مشغول کیا ہے اپنے نیک بندوں میں قرار دیا ہے اور اپنی مناجات کیلئے چُن لیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کردیا ہے جو بندے کو تجھ سے الگ کر سکے۔

خدایا! مجھے ان لوگوں میں قرار دے جن کا طریقہ تیری طرف توجہ اور اشتیاق ہے اور ان کی زندگی عاشقانہ نالہ وآہ سے پُر ہیں اور پیشانیاں تیرے سجدہ میں جھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اور ان کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں۔ان کے قلوب تیرے خوف سے دنیا سے الگ ہوگئے ہیں اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کیلئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کیلئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اور اے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا میں تجھ سے تیری اور تیرے چاہنے

---

(۱) بحارالانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



والوں کی، اور ہر نیک عمل کی محبت چاہتا ہوں جو مجھ کو تیرے قرب تک پہونچا دے اور تجھے ساری کائنات سے محبوب بنا دے اور اس کے بعد تو اسی رضا کو اپنی رضا تک پہنچانے کا ذریعہ ہے اور اسی شوق کو اپنی معصیت سے بچنے کا وسیلہ بنا دینا، مجھ پر یہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے اور تو خود مجھے عطوفت کی نگاہ سے دیکھتا رہے اور اپنے منھ کو مجھ سے موڑ نہ لینا"

دعاء کے یہ فقرے محبت، شوق اور اُنس کا بیکراں خزانہ ہیں ہم دعا کے ان فقروں پر کوئی حاشیہ نہیں لگانا چاہتے اور ہرگز ہمارے اندر اتنی استطاعت بھی نہیں ہے جو ان دعاؤں کے فقروں کو اور خوبصورت بنا کر بیان کریں اور ہم اتنی صلاحیت واستعداد کے مالک بھی نہیں ہیں کہ اللہ سے دعا محبت اور ادب پر کوئی حاشیہ لگا سکیں۔

سب سے پہلے ہماری نظر دعا کے ان فقروں پر مرکوز ہو جاتی ہے جن کے ذریعہ امامؑ نے اپنے رب کو پکارا ہے:

﴿یامنیٰ قلوب المشتاقین ویاغایة آمال المحبّین...﴾۔﴿ یامن انوار قدسه لابصار محبیه رائقة وسبحات وجهه لقلوب عارفيه شائقة﴾" اے وہ کہ جس کے انوار قدسیہ چاہنے والوں کی نگاہوں کیلئے روشن ہیں اور اس کی ذات کی تجلّیاں عارفین کے دلوں کیلئے نمایاں ہیں اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو"

اس دعا میں امام علیہ السلام نے تین باتیں بیان فرمائی ہیں اور بندہ اپنے پروردگار سے ان ہی تین عظیم چیزوں کو طلب کرتا ہے۔

ا۔ آپ نے سب سے پہلے اللہ سے دعا فرمائی کہ وہ ان نفس کا انتخاب فرمائے اُن کے نفس (قلب) کو اپنی محبت کیلئے خالص کر دے، جن چیزوں کا وہ مالک ہے ان کی طرف رغبت دلائے، ان کے دل کو اپنی محبت میں مشغول کر دے، جو چیزیں اس نے خود سے منقطع کی ہیں اُن سے بھی منقطع کر دے اور جو چیزیں خود سے دور کی ہیں ان سے بھی دور فرما دے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



امام علیہ السلام نے خداوند عالم سے جو کچھ طلب فرمایا ہے اس پر گامزن ہونے کیلئے سب سے پہلے اس چیز کا ہونا ضروری ہے اور اس کے آغاز و ابتداء کے بغیر انسان اللہ سے ملاقات کرنے کیلئے اس مشکل راستہ پر گامزن نہیں ہوسکتا اور وجہ اللہ کا ہر نبی اور صدیق بآسانی مشاہدہ کرسکتا ہے۔

اگر چہ وجہ اللہ پر نظر کرنا رزق ہے اور اللہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے یہ رزق عطا کرنے کیلئے منتخب کر لیتا ہے لہٰذا بندے کیلئے اللہ کے رزق کو حاصل کرکے اس کی کنجیاں حاصل کرنا ضروری ہے جب خداوند عالم اپنے بندہ کو رزق عطا کرتا ہے تو اس کو اس رزق کے دروازے اور کنجیاں بھی عطا کر دیتا ہے اور اس کے اسباب مہیا کر دیتا ہے۔

کچھ لوگ اللہ تعالیٰ سے بغیر دروازے اور کنجیوں کے رزق طلب کرتے ہیں وہ اللہ کو اس کی ان سنتوں اور قوانین کے خلاف پکارتے ہیں جن کو اس نے اپنے بندوں کو عطا کیا ہے۔

انسان کو جن دروازوں سے خداوند عالم سے ملاقات اور وجہ کریم کا مشاہدہ کرنے کیلئے اقدام کرنا چاہئے وہ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔ دل کو ہر طرح کے گناہ رنج و غم اور دنیا سے لولگانے سے پرہیز کرنا چاہئے جس کو علماء تخلیہ کہتے ہیں (یعنی دل کو ہر طرح کے رنج و غم اور اللہ کے علاوہ کسی اور سے لولگانے سے خالی ہونا چاہئے)

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿واجعلنا ممن اخلصته لودّک ومحبّتک، واخلیت وجهه لک، وفرّغت فؤاده لحبّک، وقطعت عنه کل شيءٍ یقطعه عنک﴾

"خدایا! ہم کو ان لوگوں میں سے قرار دے جن کو اپنی محبت اور مودت کیلئے خالص کیا ہے اور اپنی طرف توجہ کی یکسوئی عطا کی ہے اور اپنی محبت کیلئے ان کے دلوں کو خالی کرلیا ہے اور ہر اس چیز سے الگ کر دیا ہے جو بندہ کو تجھ سے الگ کر سکے"

منفی پہلو کے اعتبار سے ابتداء میں یہ پہلا مرحلہ ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



علماء کے قول کے مطابق ابتداء میں دوسرا مرحلہ ﴿التحلیہ .التخلیہ﴾ کے بالمقابل ہے یہ وہ ایجابی مطلب ہے جس کو امام علیہ السلام نے مندرجہ ذیل فقروں میں خداوند عالم سے طلب فرمایا ہے:

﴿رضّیته بقضائک،وحبوته برضاک وخصصته بمعرفتک،واهلّته لعبادتک،ورغّبته فیما عندک ،والهمته ذکرک،واوزعته شکرک،وشغلته بطاعتک،وصیّرته من صالحي بریتک،واخترته لمناجاتک﴾

واجعلنا جباههم ساجدة لعظمتک،وعیونهم ساهرة فی خدمتک،و دموعهم سائلة من خشیتک،وافئدتهم منخلعة من رهبتک ﴾

''اپنے فیصلہ سے راضی کیا ہے اور اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اپنی رضا کا تحفہ دیا ہے اپنے فراق اور ناراضگی سے بچایا ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اپنی معرفت سے مخصوص کیا ہے اور اپنی عبادت کا اہل بنایا ہے اپنی چاہت کے لئے ان کے دلوں کو گرویدہ کرلیا ہے اور اپنے مشاہدہ کیلئے انھیں چُن لیا ہے''

''اور پیشانیاں تیرے سجدہ میں جھکی ہوئی ہیں اور آنکھیں تیری خدمت میں بیدار ہیں ان کے آنسو تیرے خوف سے رواں ہیں اور ان کے دل تیری محبت سے وابستہ ہیں''

ان دونوں باتوں سے گفتگو کا آغاز اللہ سے لولگانے کی کنجی ہے یہ وہ راستہ ہے جس پر انسان کے گامزن رہنے کی غرض اللہ سے ملاقات،اس کے وجہ کریم اور جمال وجلال کا مشاہدہ کرنا ہے۔

۲۔دوسرا مرحلہ بھی پہلے مرحلہ پر مترتب ہے اور یہ اللہ سے ملاقات کرنے کا درمیانی راستہ ہے۔اور اسکے بغیر انسان اللہ تک نہیں پہنچ سکتا اور اسکے قرب وجوار تک نہیں پہونچ سکتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿فِی مَقۡعَدِ صِدۡقٍ عِنۡدَ مَلِیۡکٍ مُّقۡتَدِرٍ﴾(۱)

''اس پاکیزہ مقام پر جو صاحب اقتدار بادشاہ کی بارگاہ میں ہے''

انسان کو اس مقصد تک پہنچانے والی سواری جس کی ہر نبی، ولی، صدیق اور شہید نے تمنا کی ہے وہ محبت اللہ سے انس اور اللہ سے شوق ملاقات ہے محبت شوق اور انس کے بغیر انسان اللہ کے بتائے ہوئے اس بلند مرتبہ تک ترقی کرنا ممکن نہیں ہے۔

محبت شوق اور اُنس، اللہ کے رزق ہیں بیشک اللہ اپنا رزق بندوں میں سے جس بندہ کا چاہے انتخاب کر کے عطا کر سکتا ہے لیکن جن مقدمات کو امام نے ذکر کیا ہے ہم ان مقدمات کو اس مناجات کے فقروں میں الگ الگ مشاہدہ کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام بڑے ہی اصرار کے ساتھ ان چیزوں کو خدا سے طلب کرتے ہیں اور مختلف وسیلوں اور تعبیروں سے خدا سے متوسّل ہوتے ہیں آپ عمدہ جملوں سے خداوند عالم کو پکارتے ہیں:

Presented By: www.jafrilibrary.com

﴿یا منیٰ قلوب المشتا قین ویاغایۃ آمال المحبین﴾

''اے مشتاقین کے دلوں کی آرزو اور اے چاہنے والوں کی آرزو کی انتہا''

پھر آپ اللہ کی محبت، خدا جس کو دوست رکھتا ہے اس کی محبت اور ہر اس عمل کی محبت مانگتے ہیں جو بندہ کو اللہ کے قرب و جوار تک پہنچاتا ہے۔

ہم براہ راست امام علیہ السلام کے کلمات میں غور و فکر کرتے ہیں اس لئے کہ حاشیہ پردازی ہمارے براہ راست آفاق میں محبت کے سلسلہ میں غور و فکر کرنے کے لمحات واوقات کو تباہ و برباد کردے گی جس محبت کو امام علیہ السلام نے ہمارے لئے اس دعا میں پیش کیا ہے:

---

(۱) سورۂ قمر آیت ۵۵

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿أسألُکَ حبّکَ وَحبَّ مَن یحبّکَ،وحبّ کل عمل یوصلني الیٰ قربک،وان تجعلک احبّ اليَّ مماسواک،وان تجعل حبي ایاک قائِداً الیٰ رضوانکَ،وشوقي الیک ذائدا عن عصیانک وامنن بالنظر الیک عليَّ وانظر بعین الود والعطف اليولا تصرف عنّي وجهک"

اورآپ نے فرمایا:﴿واجعلنامِمن شوّقته الیٰ لقائک ،واعذته من هجرک وقلاک وهیمت قلبه لارادتک﴾

اس کے بعدآپ نے فرمایا:

﴿اللهم اجعلنامّمن دابهم الارتیاج الیک والحنین ،ودهرهم الزفرة والانین ...قلوبهم متعلقة بمحبّتک،و افئد تهم منخلعة من مهابتکَ﴾

ان جملوں کومندرجہ ذیل چارچیزوں میں اختصارکےساتھ بیان کیاجاتاہے:

ا۔ہم اس کے ہجروفراق سے پناہ چاہتے ہیں۔

۲۔ہم کواپنی محبت اورمودّت کارزق عطاکر۔

۳۔ہم کواپنے سے مانوس ہونے کارزق عطاکر۔

۴۔ہم کواپنی ملاقات کاشوق عطاکر۔

امام علیہ السلام نے"انس اورشوق"کواس مختصرسے جملہ میں سمودیاہے:

﴿واجعلنا ممن دابهم الارتیاح الیک والحنین﴾

اللہ سے خوش ہونااس کی طرف راغب ہونے کے علاوہ ہےاوران دونوں چیزوں کوامام علیہ السلام نے اللہ سے طلب کیاہے۔ارتیاح (خوش ہونا)وہ انسیت ہے جوملاقات سے پیداہوتی ہےاوررغبت وہ شوق ہے جوانسان کواللہ سے ملاقات کرنے کیلئےاُکساتاہے۔

۳۔اس عظیم وبزرگ دعامیں اللہ سے لولگانے کے لئے سواری،سب سے عظیم آخری

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مقصد جس کو انبیاء علیہم السلام اور صدیقین نے بھی طلب فرمایا ہے وہ خداوند عالم کے وجہ کا دیدار کرنا ہے، اس مقصد تک وہی افراد پہنچ سکتے ہیں جن کو خداوند عالم نے اپنے قرب و جوار کیلئے منتخب فرمایا ہے۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿وَاجْعَلْنَا مِمَّنْ مَنَحْتَهُ النَّظَرَ اِلیٰ وَجْهِکَ وَبَوَّأْتَهُ مَقْعَدَ الصِّدْقِ فِي جِوَارِکَ وَاجْتَبَيْتَهُ لِمُشَاهَدَتِکَ...وَامْنُنْ بِالنَّظَرِ اِلَيْکَ عَلَيَّ﴾

''اور ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کو اپنی طرف نظر کرنے کی توفیق عنایت کی ہے اور اپنے ہمسایہ میں بہترین جگہ عنایت کی ہے اور اپنے مشاہدہ کے لئے انھیں چن لیا ہے...اور مجھ پر یہ احسان کر کہ میری نگاہ تیری طرف رہے''

انسان اپنے پروردگار کے وجہ کا دیدار اور اس کے جلال و جمال کا قریب سے مشاہدہ کرنے کی آرزو رکھتا ہے، اس کے قرب و جوار میں بیٹھنے کی خواہش و تمنا رکھتا ہے اور اپنے پروردگار سے شراباً طہوراً سے سیراب ہونا چاہتا ہے۔

## دوسری صورت

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی دعاؤں میں شوق اور انس و محبت کی دوسری صورت پر یوں روشنی ڈالی گئی ہے:

﴿اِلٰهِی فَاسْلُکْ بِنَا سُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَيْکَ وَسَيِّرْنَا فِی اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَيْکَ قَرِّبْ عَلَيْنَا الْبَعِيْدَ وَسَهِّلْ عَلَيْنَا الْعَسِيْرَ الشَّدِيْدَ وَاَلْحِقْنَا بِعِبَادِکَ الَّذِيْنَ هُمْ بِالْبِدَارِ اِلَيْکَ يُسَارِعُوْنَ وَبَابَکَ عَلَی الدَّوَامِ يَطْرُقُوْنَ وَ اِيَّاکَ فِی اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ يَعْبُدُوْنَ وَهُمْ مِنْ هَيْبَتِکَ مُشْفِقُوْنَ الَّذِيْنَ صَفَّيْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ وَاَنْجَحْتَ لَهُمُ الْمَطَالِبَ وَقَضَيْتَ لَهُمْ مِنْ فَضْلِکَ الْمَآرِبَ وَمَلَأْتَ لَهُمْ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّكَ وَرَوَّيْتَهُمْ مِنْ صَافِي شِرْبِكَ فَبِكَ اِلىٰ لَذِيْذِ مُنَاجَاتِكَ وَصَلُوْا وَمِنْكَ اَقْصىٰ مَقَاصِدِهِمْ حَصَّلُوْا فَيَامَنْ هُوَعَلىٰ الْمُقْبِلِيْنَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ وَبِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ وَبِالْغَا فِلِيْنَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحِيْمٌ رَؤُوْفٌ وَبِجَذْبِهِمْ اِلىٰ بَابِهِ وَدُوْدٌ عَطُوْفٌ اَسْئَلُكَ اَنْ تَجْعَلَنِي مِنْ اَوْفَرِهِمْ مِنْكَ حَظّاً وَ اَعْلَاهُمْ عِنْدَكَ مَنْزِلاً وَاَجْزَلِهِمْ مِنْ وُدِّكَ قِسْماً وَاَفْضَلِهِمْ فِيْ مَعْرِفَتِكَ نَصِيْباً فَقَدْ اِنْقَطَعَتْ اِلَيْكَ هِمَّتِي وَانْصَرَفَتْ نَحْوَكَ رَغْبَتِي فَاَنْتَ لَاغَيْرُكَ مُرَادِي وَلَكَ لَاسِوَاكَ سَهْرِي وَ سُهَادِيْ وَلِقَاؤُكَ قُرَّةُ عَيْنِيْ وَوَصْلُكَ مُنىٰ نَفْسِي وَاِلَيْكَ شَوْقِي وَفِي مَحَبَّتِكَ وَلَهِي وَاِلىٰ هَوَاكَ صَبَابَتِي وَرِضَاكَ بُغْيَتِيْ وَ رُئْيَتُكَ حَاجَتِيْ وَجِوَارُكَ طَلَبِي وَ قُرْبُكَ غَايَةُ سُؤْلِي وَفِي مُنَاجَاتِكَ رَوْحِي وَرَاحَتِي وَعِنْدَكَ دَوَاءُ عِلَّتِي وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَرْدُ لَوْعَتِي وَكَشْفُ كُرْبَتِي فَكُنْ اَنِيْسِي فِيْ وَحْشَتِي وَمُقِيلَ عَثْرَتِي وَغَافِرَ زَلَّتِي وَقَابِلَ تَوْبَتِي وَمُجِيبَ دَعْوَتِي وَوَلِّي عِصْمَتِي وَمُغْنِي فَاقَتِي وَلَاتَقْطَعْنِي عَنْكَ وَلَاتُبْعِدْنِي مِنْكَ يَانَعِيْمِيْ وَجَنَّتِي وَيَا دُنْيَايَ وَآخِرَتِيْ﴾(۱)

''خدایا! ہم کو اپنی طرف پہنچنے کے راستوں کی ہدایت فرما دے اور ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلا دے، ہر دور کو قریب، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے درکرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی ہیبت سے خوفزدہ رہتے ہیں جن کے لئے تو نے چشمے صاف کر دئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے اور ان کے مطالب کو پورا کر دیا ہے اور اپنے فضل سے ان کی حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کر دیا ہے وہ تیرے ہی ذریعہ تیری لذیذ مناجات تک

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



پہنچے ہیں اور تیرے ہی ذریعہ انھوں نے اپنے بلندترین مقاصد کو حاصل کیا ہے اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اور ان پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پر بھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنادے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلندترین مرتبہ دیدے چونکہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کیلئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا اشوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بے قراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے اور تیری ہی رضا میری آرزو ہے تیری ہی ملاقات میری حاجت ہے اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے اور تیری مناجات میں میری راحت اور سکون ہے تیرے پاس میرے مرض کی دوا ہے اور میری تشنگی کا علاج ہے، غم کی بیقراری کی ٹھنڈک، رنج وغم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے، تو میری وحشت میں میرا انیس لغزشوں میں کا سنبھالنے والا اور خطاؤں کو معاف کرنے والا اور میری توبہ کو قبول کرنے والا اور میری دعا کا قبول کرنے والا، میری حفاظت کا ذمہ دار فاقہ میں غنی بنانے والا ہے مجھے اپنے سے الگ نہ کرنا اپنی بارگاہ سے دور نہ کرنا اے میری نعمت، اے میری جنت اے میری دنیا وآخرت''

یہ مناجات کا نہایت ہی بزرگ ٹکڑا ہے اور دعا کے آداب میں سے بہت ہی عمدہ طریقہ ہے، اہل بیت علیہم السلام کے عمدہ وبہترین کلمات میں سے ایک بہترین کلمہ ہے: دعا، تضرع اور محبت کے سلسلہ میں، اور یہ بہت زیادہ غور وفکر کا مستحق ہے۔

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۴ صفحہ ۱۴۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہم اس مناجات میں بیان کی گئی حب الٰہی کی بعض صورتوں اور افکار پر سرسری نظر ڈالتے ہیں:

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام مناجات کے آغاز میں پروردگار عالم سے سہارے کی تمنا کرتے ہیں کہ اے خدا ہم کو اپنی طرف پہنچنے والے راستوں پر چلا دے۔ اس پوری دعا کا خلاصہ یہی جملے ہیں اور دعا کے سب سے اہم مطالب ہیں اس دعا میں حضرت امام زین العابدینؑ خدا سے دنیا اور آخرت کی دعا نہیں مانگتے ہیں بلکہ آپؑ خدا سے اپنے سے شرعی محبت کا مطالبہ فرماتے ہیں، اس کا قرب، اس تک رسائی اور اس کا جوار طلب کرتے ہیں اور اپنا ٹھکانا انبیاء علیہم السلام، شہداء اور صدیقین کے ساتھ طلب کرتے ہیں۔

امام علیہ السلام فرماتے ہیں: ﴿اِلٰھی فَاسْلُکْ بِنَاسُبُلَ الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ﴾، آپ نے واحد صیغہ "سبیل الْوُصُوْلِ اِلَیْکَ" نہیں فرمایا ہے بلکہ آپ نے "سُبُلَ الْوُصُوْل" جمع کا صیغہ استعمال فرمایا ہے چونکہ خداوند عالم تک رسائی کا راستہ ایک ہی ہے متعدد راستے نہیں ہیں اور قرآن کریم نے بھی واحد "صراط" راستہ کا تذکرہ کیا ہے:

﴿اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّالِّیْنَ﴾(۱)

"ہمیں سیدھے راستہ کی ہدایت فرماتا رہ جو ان لوگوں کا راستہ ہے جن پر تو نے نعمتیں نازل کی ہیں ان کا راستہ نہیں جن پر غضب نازل ہوا ہے یا جو بہکے ہوئے ہیں"

آیت: ﴿وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ﴾(۲)

---

(۱) سورۂ فاتحہ آیت ۶ ۔ ۷۔

(۲) سورۂ بقرہ آیت ۲۱۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور اللہ جس کو چاہتا ہے صراط مستقیم کی ہدایت دے دیتا ہے''

اور آیت: ﴿وَيَهْدِيهِمْ اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾(۱)

''اور انھیں صراط مستقیم کی ہدایت کرتا ہے''

اور آیت:

﴿وَاجْتَبَيْنَاهُمْ وَهَدَيْنَاهُمْ اِلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ﴾(۲)

''انھیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستے کی ہدایت کردی''

لیکن ''سبیل'' جمع کے صیغہ کے ساتھ قرآن کریم میں حق اور باطل کے سلسلہ میں بہت زیادہ استعمال ہوا ہے خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿يَهْدِيْ بِهِ اللهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ﴾(۳)

''جس کے ذریعہ خدا اپنی خشنودی کا اتباع کرنے والوں کو سلامتی کے راستوں کی ہدایت کرتا ہے''

آیت: ﴿لَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهِ﴾(۴)

''اور دوسرے راستوں کے پیچھے نہ جاؤ کہ راہ خدا سے الگ ہو جاؤ گے''

آیت: ﴿وَمَا لَنَا اَلَّا نَتَوَكَّلَ عَلَى اللهِ وَقَدْ هَدَانَا سُبُلَنَا﴾(۵)

''اور ہم کیوں نہ اللہ پر بھروسہ کریں جب کہ اسی نے ہمیں ہمارے راستوں کی ہدایت دی ہے''

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت/۱۶۔

(۲) سورۂ انعام آیت/۸۷۔

(۳) سورۂ مائدہ آیت/۱۶۔

(۴) سورۂ انعام آیت/۱۵۳۔

(۵) سورۂ ابراہیم آیت/۱۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آیت: ﴿وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا وَإِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ﴾(۱)

''اور جن لوگوں نے ہمارے حق میں جہاد کیا ہے ہم انہیں اپنے راستوں کی ہدایت کریں گے اور یقیناً اللہ حسن عمل والوں کے ساتھ ہے''

اللہ نے انسانوں کے چلنے کیلئے متعدد راستے بنائے ہیں جن پر وہ اللہ تک رسائی کیلئے گامزن ہوتے ہیں اور علماء کے درمیان یہ مشہور ہے:

﴿إِنَّ الطّرق الیٰ اللہ بعدد انفاس الخلا ئق﴾

''خداوند عالم کی طرف جانے والے راستے اتنے ہی ہیں جتنی مخلوقات کے سانس کی تعداد ہے''

یہ تمام راستے اللہ تک پہنچنے والے صراط مستقیم کے ماتحت جاری ہوتے ہیں لیکن خداوند عالم نے ہر انسان کیلئے ایک طریقہ قرار دیا ہے جس کے ذریعہ انسان اپنے رب کی معرفت حاصل کرتا ہے اور خدا تک پہنچنے کیلئے اس پر گامزن ہوتا ہے۔

کچھ لوگ علم اور عقل کے راستہ کے ذریعہ خدا تک رسائی حاصل کرتے ہیں، کچھ لوگ اور دل کے ذریعہ خدا تک پہنچتے ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے ساتھ معاملات اور تجارت کے ذریعہ اس کی معرفت حاصل کر سکتے ہیں اور سب سے افضل و بہتر طریقہ یہی ہے کہ انسان براہ راست خداوند عالم سے معاملہ کرے اور اس کی عطا و بخشش اخذ کرے۔ اس سلسلہ میں خداوند عالم کا ارشاد ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَارَةٍ تُنْجِيكُمْ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ﴾(۲)

''ایمان والو کیا تمھیں ایسی تجارت کی طرف رہنمائی کروں جو تمھیں دردناک عذاب سے بچالے''

---

(۱) سورۂ عنکبوت آیت ۶۹۔

(۲) سورۂ صف آیت ۱۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور خداوند عالم کا یہ فرمان ہے:

﴿وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْرِي نَفْسَهُ ابْتِغَاءَ مَرْضَاتِ اللهِ وَاللهُ رَؤُفٌ بِالْعِبَادِ﴾ (۲)

"اور لوگوں میں وہ بھی ہیں جو اپنے نفس کو مرضیٔ پروردگار کیلئے بیچ ڈالتے ہیں اور اللہ اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے"

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خداوند عالم سے اس تک پہنچنے کے متعدد راستے طلب کرتے ہیں۔ جب انسان خداوند عالم تک رسائی کی خاطر متعدد راستے طے کرے گا تو اس کا خدا کے قرب و جوار تک پہنچنا زیادہ قوی و بلیغ ہوگا۔

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام پروردگار عالم سے اُس کے اُن صالحین بندوں سے ملحق ہونے کی خواہش کرتے ہیں جو اللہ سے لو لگانے میں دوسروں سے سبقت کرتے ہیں اور رات دن اللہ کی عبادت اور اطاعت میں مشغول رہتے ہیں۔

اللہ تک رسائی کا راستہ بہت دشوار ہے اس طریقہ کی قرآن کریم نے "ذات الشوکۃ" کے نام سے تعبیر کی ہے۔ بہت سے لوگ ہیں جو اس طریقہ کی بڑے عزم و صدق و صفا سے سیر کا آغاز کرتے ہیں لیکن وہ آدھا راستہ طے کرنے کے بعد ڈانواڈول (بہک) ہوجاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت امام زین العابدین علیہ السلام خدا سے یوں سوال کرتے ہیں کہ اے خدا مجھ کو اپنی قربت عطا کر، اس مشکل سفر میں میرے راستہ کو آسان کر، مجھے گذشتہ صالحین سے ملحق فرما چونکہ اولیاء اور خاردار راستہ کو طے کرنے کیلئے صالحین کی معیت اور مصاحبت سب کے دلوں کو محکم کر دیتی ہے اور راستہ تک پہچانے کیلئے ان کے عزم و ارادہ میں اضافہ کرتی ہے۔

بیشک اللہ تک رسائی بہت مشکل ہے جب کچھ صالحین بندے اس راستہ کو طے کرتے ہیں تو

---

(۲) سورۂ بقرہ آیت/۲۰۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وہ ایک دوسرے سے تمسک اختیار کرتے ہیں، حق اور صبر کی وصیت کرتے ہیں۔اسی طرح ان کے لئے ''ذات الشوکہ'' راستہ طے کرنا آسان ہو جاتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اس مشکل اور طویل راستہ کو طے کرنے اور صالحین کے تقرب اور ان سے ملحق ہونے کیلئے فرماتے ہیں:

﴿وَسَیِّرْنَا فِیْ اَقْرَبِ الطُّرُقِ لِلْوُفُوْدِ عَلَیْکَ قَرِّبْ عَلَیْنَا الْبَعِیْدَ وَسَهِّلْ عَلَیْنَا الْعَسِیْرَ الشَّدِیْدَ، وَاَلْحِقْنَا بِعِبَادِکَ الَّذِیْنَ هُمْ بِالْبِدَارِ اِلَیْکَ یُسَارِعُوْنَ وَبَابَکَ عَلَی الدَّوَامِ یَطْرُقُوْنَ وَاِیَّاکَ بِاللَّیْلِ وَالنَّهَارِ یَعْبُدُوْنَ﴾

''خدایا ہمیں اپنی بارگاہ میں حاضری کے قریب ترین راستہ پر چلا دے، ہر دور کو قریب، ہر سخت اور مشکل کو آسان بنا دے اور ہمیں ان بندوں سے ملا دے جو تیزی کے ساتھ تیری طرف بڑھنے والے ہیں اور ہمیشہ تیرے در کرم کو کھٹکھٹانے والے ہیں اور دن رات تیری ہی عبادت کرتے ہیں''

## دلوں میں پیدا ہونے والے شکوک

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام صالحین کی صفات بیان فرماتے ہیں جن سے آپ ملحق ہونے کیلئے اللہ سے سوال کرتے ہیں اور ان کو ایسی عظیم صفت سے متصف کرتے ہیں جس کے بارے میں بہت زیادہ تفکر اور غور و فکر کی ضرورت ہے:

﴿صَفَّیْتَ لَهُمُ الْمَشَارِبَ وَبَلَّغْتَهُمُ الرَّغَائِبَ ... وَمَلَأْتَ لَهُمْ ضَمَائِرَهُمْ مِنْ حُبِّکَ وَرَوَّیْتَهُمْ مِنْ صَافِیْ شِرْبِکَ﴾

''جن کے لئے تو نے چشمے صاف کر دئے ہیں اور ان کو امیدوں تک پہنچا دیا ہے...اپنی محبت سے ان کے دلوں کو بھر دیا ہے اور اپنے صاف چشمہ سے انھیں سیراب کر دیا ہے''

یہ کونسی صاف، شفاف اور پاکیزہ شراب ہے جس سے ان کا پروردگار انھیں دنیا میں سیراب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کریگا؟اوروہ کونسا ظرف ہے جن کواللہ نے اپنی محبت سے پُر کردیا ہے؟

بیشک وہ پاک وپاکیزہ اورصاف وشفّاف شراب، محبت، یقین، اخلاص اورمعرفت ہے اور ظرف دل ہے۔

خداوند عالم نے انسان کومعرفت، یقین اورمحبت کیلئے بہت سے ظروف کارزق عطا کیا ہے لیکن۔قلب۔دل۔ان سب میں اعظم ہے۔

جب خداوند عالم کسی بندہ کومنتخب کرلیتا ہےتواس کے دل کوپاک وپاکیزہ اورصاف وشفاف شراب سے سیراب کردیتا ہےتواس کاعمل رفتاروگفتاراوراس کی عطاوبخشش بھی اس شراب کے مثل پاک وپاکیزہ اورصاف وشفاف ہوگی۔

بیشک دل کی واردات اورصادرات میں مشابہت اورسخنیت پائی جاتی ہے جب دل کی واردات پاک صاف خالص اورگوارا ہیں تودل کی صادرات بھی اسی کے مشابہ ہونگی توپھر بندہ کافعل گفتار،نظریات اخلاق موقف اوراس کی عطاوبخشش صاف اورگوارا ہوگی جب دل کی واردات گندی یا کثافت سے مخلوط ہوگی جن کوشیاطین اپنے دوستوں کوبتایاکرتے ہیں تولامحالہ دل کی صادرات کذب ونفاق،خبث نفس اوراللہ ورسول سے روگردانی کے مشابہ ہوگی۔

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ:

﴿انّ في القلب لمّتين :لمّة من الملک،وايعادبالخيروتصديق بالحق،ولمّة من العدو:ايعادبالشرّوتکذيب للحق .فمن وجد ذالک فليعلم انه من اللّه،ومن وجد الآخرفليتعوّذ باللّه من الشيطان﴾ثمّ قرأ﴿اَلشَّيْطَانُ يَعِدُکُم الْفَقْرَوَيَامُرُکُم بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُکُم مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلاً﴾(۱)

---

(۱)سورۂ بقرہ آیت/۲۶۸

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور حق کی تصدیق کے لئے ہوتی ہے جبکہ دوسری حالت دشمن کی جانب سے ہوتی ہے جو برائی کے وعدے اور حق کی تکذیب کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے جس کو پہلی حالت مل جائے اس کو معلوم ہونا چاہئے کہ یہ خداوند عالم کی جانب سے ہے اور جس کو دوسری حالت ملے اس کو شیطان سے اللہ کی پناہ مانگنا چاہئے پھر آپ نے اس آیت کی تلاوت فرمائی:

﴿اَلشَّيْطَانُ يَعِدُكُمُ الْفَقْرَ وَيَأْمُرُكُمْ بِالْفَحْشَاءِ وَاللّٰهُ يَعِدُكُمْ مَغْفِرَةً مِنْهُ وَفَضْلاً﴾(۱)

''شیطان تم سے فقیری کا وعدہ کرتا ہے اور تمھیں برائیوں کا حکم دیتا ہے اور خدا مغفرت اور فضل واحسان کا وعدہ کرتا ہے''

فرشتہ والی حالت یہ دل کی طرف ربانی واردات ہے اور شیطان کی حالت یہ دل کی طرف شیطانی واردات ہے۔

کیا تم نے شہد کی مکھی کا مشاہدہ نہیں کیا جو پھولوں سے رس چوستی ہے لوگوں کیلئے میٹھا شہد مہیا کرتی ہے اس میں لوگوں کیلئے شفاء ہے لہٰذا جب وہ کثیف جگہوں سے اپنی غذا مہیا کرے گی تو اس کا بھی ویسا ہی اثر ہوگا۔

خداوند عالم اپنے خلیل ابراہیم اسحاق اور یعقوب علیہم السلام سے فرماتا ہے:

﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا اِبْرَاهِيمَ وَاِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ اُولِي الأَيْدِي وَ الْاَبْصَارِ اِنَّا اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ وَاِنَّهُمْ عِنْدَنَا لَمِنَ الْمُصْطَفَيْنَ الْاَخْيَارِ﴾(۲)

''اور اے پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم اسحاق اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور

---

(۱) تفسیر المیزان جلد ۲ صفحہ ۴۰۴۔

(۲) سورۂ ص آیت ۴۵۔۴۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



صاحبان بصیرت تھے ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا اور وہ ہمارے نزدیک منتخب اور نیک بندوں میں سے تھے“

یہ عظیم صفت جو اللہ نے ان جلیل القدر انبیاء علیہم السلام کو عطا کی ہے وہ قوت اور بصیرت ہے ایدی اور ابصار یہ اس خالص شراب کا نتیجہ ہے جو اللہ نے ان کو عطا کی ہے:

﴿اِنَّا اَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾(۱)

”ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا“

اگر خداوند عالم نے ان کو اس خالص ذکری الدار سے مزیّن نہ فرمایا ہوتا تو وہ ان کیلئے نہ قوت ہوتی اور نہ بصیرت۔(۲)

اگر انسان پاک وصاف اور اچھے اعمال انجام دیتا ہے تو اس کیلئے پاک وشفاف غذا نوش کرنا ضروری ہے اور انسان کا دل وہی واپس کرتا ہے جو کچھ وہ اخذ کرتا ہے۔

## اصل اختیار

ہم قلب ودل کی واردات اور صادرات اور ان کے مابین مشابہت اور سنخیت کو بیان کرنے کے بعد یہ بتادینا ضروری سمجھتے ہیں: یہ گفتار اصل اختیار سے کوئی منافات نہیں رکھتی ہے جو متعدد قرآنی

---

(۱)سورۂ ص آیت/۴۶۔

(۲)اس مقام پر قلب کی واردات اور صادرات کے مابین جدلی تعلق ہے اگر دل کی واردات اچھی ہوں گی اس کے برعکس بھی صحیح ہے یعنی جب انسان نیک اعمال انجام دیتا ہے تو خداوند عالم اس کو منتخب کرلیتا ہے اور جب انسان برے کام انجام دیتا ہے تو خداوند عالم اس سے پاک وصاف خالص شراب سے پردہ کرلیتا ہے اور اس کو خود اسی کے حال پر چھوڑ دیتا ہے اور وہ اسی طرح کھاتا پیتا ہے جس طرح شیطان اور خواہشات نفسانی اس کی رہنمائی کرتے ہیں اور لوگ شیطان اور خواہشات نفسانی کے دسترخوان سے غذا نوش کرتے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مفاہیم اور افکار کی بنیاد ہے۔اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ دل ایک خالی ظرف ہے جو کچھ خیر و شر اس میں ڈالا جاتا ہے اسی کو واپس کرتا ہے بلکہ دل ایسا ظرف ہے جو کچھ اس میں ڈالا جاتا ہے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور حق کو باطل اور خیر کو شر سے جدا کرتا ہے۔

افکار اسلامی اصولوں میں سے یہ ایک اصل ہے اس اصل کی بنیاد ''وعا القلب'' ہے اور اسی ''اختیار'' پر اسلام کے متعدد مسائل، اصول اور قضایا موقوف ہیں۔

اسلامی روایات میں وارد ہوا ہے کہ انسانی حیات میں دل کے کردار کی بہت زیادہ تاکید کی گئی ہے کہ وہ حق و باطل کو جدا کرنے پر قادر ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ حضرت داؤدؑ نے اپنے پروردگار سے یوں مناجات کی ہے:

''الٰهي لكل ملك خزانة،فأين خزائنك؟فقال جلّ جلاله:لي خزانة أعظم من العرش،واوسع من الكرسي،واطيب مِن الجنّة،وأزين من الملكوت، أرضها المعرفة،وسماء وها الايمان،وشمسها الشوق،وقمرها المحبة،و نجومها الخواطر،وسحابها العقل،ومطرها الرحمة،وشجرها الطاعة،وثمرها الحكمة،ولها اربعة اركان:التوكّل والتفكير،والأُنسُ والذكر ولها اربعة ابواب: العلم والحكمة والصبر والرضا..الا وهي القلب﴾(۱)

''اے میرے پروردگار ہر ملک کا خزانہ ہوتا ہے تو تیرا خزانہ کہاں ہے؟ پروردگار عالم نے فرمایا: میرا خزانہ عرش اعظم ہے،کرسی سے وسیع ہے، جنت سے زیادہ پاکیزہ ہے،ملکوت سے زیادہ مزین ہے زمین اس کی معرفت ہے،آسمان اس کا ایمان ہے،سورج اس کا شوق ہے،قمر اس کی محبت

(۱)بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے، ستارے اس کے خیالات ہیں، عقل اس کے بادل ہیں بارش اس کی رحمت ہے، طاقت اس کا درخت ہے، حکمت اس کا پھل ہے، اسکے چار رکن ہیں: توکل، تفکر، انس اور ذکر۔اس کے چار دروازے ہیں: علم، حکمت، صبر اور رضا... آگاہ ہوجاؤ وہی دل ہے"

روایت (جیسا کہ آپ کو معلوم ہو چکا ہے) سوال اور جواب کی صورت میں رمزی طور پر گفتگو کرتی ہے اور اسلامی روایات میں یہ مشہور و معروف لغت ہے۔روایت میں ہے کہ خدا نے حضرت موسیٰؑ سے فرمایا:

"یاموسیٰ جرّد قلبک لحبّي،فاني جعلت قلبک میدان حبي،وبسطت في قلبک ارضاً من معرفتي،وبنیت في قلبک شمساًمن شوقي،وامضیت في قلبک قمراًمن محبتي،وجعلت في قلبک عیناًمن التفکّروادرت في قلبک ریحاًمن توفیقي، وامطرت في قلبک مطراًمن تفضّلي،وزرعت في قلبک زرعاًمن صدقي،وانبت في قلبک اشجاراًمن طاعتي،ووضعت في قلبک جبالاًمن یقیني﴾(۱)

"اے موسیٰ اپنے دل کو میری محبت کے لئے خالی کردو، کیونکہ میں نے تمہارے دل کو اپنی محبت کا میدان قرار دیا ہے، اور تمہارے دل میں اپنی معرفت کی کچھ زمین ایجاد کی ہے، اور تمہارے دل میں اپنے شوق کا سورج تعمیر کیا ہے تمہارے دل میں اپنی محبت کا چاند بنایا ہے، تمہارے دل میں فکر کی آنکھ بنائی ہے تمہارے دل میں اپنی توفیق کی ہوا چلائی ہے تمہارے دل میں اپنے فضل کی بارش کی ہے تمہارے دل میں اپنی سچائی کی کھیتی کی ہے تمہارے دل میں اپنی اطاعت کے درخت اُگائے ہیں تمہارے دل میں اپنے یقین کے پہاڑ رکھے ہیں"

---

(۱) بحار الانوار جلد ۱۵ صفحہ ۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس روایت میں بھی راز دارانہ گفتگو کی گئی ہے اور دونوں روایات دل کیلئے حق کو باطل اور ہدایت کو ضلالت وگمراہی سے جدا کرنے کیلئے واعی کی شرح کررہی ہیں۔

## ہم پھر مناجات کا رخ کرتے ہیں

اس کے بعد امام علیہ السلام خداوند عالم کو اس لطیف ورقیق انداز میں پکارتے ہیں:

﴿فَيَامَنْ هُوَعَلَىٰ الْمُقْبِلِيْنَ عَلَيْهِ مُقْبِلٌ،وَ بِالْعَطْفِ عَلَيْهِمْ عَائِدٌ مُفْضِلٌ،وَبِا الْغَافِلِيْنَ عَنْ ذِكْرِهِ رَحِيْمٌ رَءُوفٌ،وَبِجَذْبِهِمْ اِلَىٰ بَابِهِ وَدُوْدٌعَطُوْفٌ﴾

"اے وہ خدا جو اپنی طرف آنے والوں کا استقبال کرتا ہے اوران پر مسلسل مہربانی کرتا ہے اپنی یاد سے غافل رہنے والوں پر بھی مہربان رہتا ہے اور انھیں محبت کے ساتھ اپنے دروازے کی طرف کھینچ لیتا ہے"

اس مناجات میں دو باتیں شامل ہیں:

بیشک پروردگار عالم اس بندے کا استقبال کرتا ہے جو اس کی خدائی کا اقرار کرتا ہے اور اس پر اپنا فضل وکرم کرتا ہے۔

خداوند عالم اپنے سے غفلت کرنے والے بندوں پر مہربانی وعطوفت کرتا ہے اور ربانی جذبات کے ذریعہ ان سے غفلت دور کردیتا ہے۔

اس کے بعد امام علیہ السلام اللہ سے اس طرح مناجات کرتے ہیں:

﴿اَسْئَلُکَ اَنْ تَجْعَلَنِيْ مِنْ اَوْفَرِهِمْ مِنْکَ حَظّاًوَاَعْلَاهُمْ عِنْدَکَ مَنْزِلاً وَاَجْزَلِهِمْ مِنْ وُدِّکَ قِسْماًوَاَفْضَلِهِمْ فِيْ مَعْرِفَتِکَ نَصِيْباً﴾

"خدایا میرا سوال یہ ہے کہ میرے لئے اپنی بہترین نعمت کا سب سے زیادہ حصہ قرار دے اور بہترین منزل کا مالک بنادے اور اپنی محبت کا عظیم ترین حصہ عطا فرمادے اور اپنی معرفت کا بلند ترین مرتبہ دیدے"

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دعا کے اس فقرہ سے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے: اس جملہ سے پہلے تو امام علیہ السلام خداوند عالم سے یہ درخواست کر رہے تھے کہ مجھ کو ان سے ملحق کر دے اور اب یہ تمنا و آرزو کر رہے ہیں کہ اپنے پاس سے میرے زیادہ فضل اور بلند ترین مقام و منزلت قرار دے، اب اس سوال کو پہلے سوال سے کیسے ملایا جا سکتا ہے؟

دعا میں اور دعا کرتے وقت امام علیہ السلام کے نفس میں کونسی چیز موجزن ہو رہی تھی کہ امام علیہ السلام نے صالحین سے ملحق ہونے کی دعا کرنے سے پہلے ان پر اپنی سبقت اور امامت کی دعا فرمائی؟

اس سوال کا جواب دینے سے پہلے اس سوال کی تشریح ضروری ہے اور یہ دعا کے اسرار میں سے ایک راز ہے۔ خداوند عالم نے ہم کو یہ تعلیم دی ہے کہ ہم اس سے دعا کرنے سے فرار اختیار نہ کریں، دعا کرنے میں بخل سے کام نہ لیں، جب ہمارا مولا کریم ہے، جب مسئول (جس سے سوال کیا جا رہا ہے) کریم ہے تو اس سے سوال کرنے میں بخل سے کام لینا بہت بری بات ہے، جس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی انتہا نہیں ہے، جو ختم ہونے والے نہیں ہیں اور اس کی کثرت عطا سے صرف اس کا جود و کرم ہی زیادہ ہوتا ہے۔(۱)

خداوند عالم نے ہم کو "عباد الرحمٰن" کے آداب و اخلاق میں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم خداوند عالم

---

(۱) دعائے افتتاح میں آیا ہے:

"اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْفَاشِیْ فِی الْخَلْقِ اَمْرُهُ وَحَمْدُهُ الظَّاهِرِ بِالْكَرَمِ مَجْدُهُ الْبَاسِطِ بِالْجُوْدِ يَدَهُ اَلَّذِیْ لَاتَنْقُصُ خَزَائِنُهُ وَلَاتَزِيْدُهُ كَثْرَةُ الْعَطَاءِ اِلَّا جُوْداً وَكَرَماً اِنَّهُ هُوَ الْعَزِيْزُ الْوَهَّابُ"

"ساری حمد اس خدا کیلئے ہے جس کا امر اور اس کی حمد مخلوقات میں نمایاں ہے اور جس کی بزرگی اس کے کرم کے ذریعہ نمایاں ہے، اور اس کے دونوں ہاتھ بخشش کیلئے کھلے ہوئے ہیں، اس کے خزانوں میں کمی نہیں ہے، اور کثرت عطا اس کے یہاں سوائے جود و کرم کے کسی بات کا اضافہ نہیں ہوتا ہے"

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے یہ سوال کریں کہ وہ ہم کو متقین کا امام قرار دے:

﴿وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَاماً﴾(۱)

''اور ہم کو متقین کا امام قرار دے''

ہم معصوم علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں یہ اولوا العزمی والا جملہ بہت زیادہ پڑھا کرتے ہیں:

﴿آثِرْنِيْ وَلَاتُؤْثِرْعَلَيَّ اَحداً﴾ ''مجھ کو ترجیح دے اور مجھ پر کسی کو ترجیح نہ دے''

## دعائے قاع اور قمہ

دعاؤں کی دو قسمیں ہیں ایک میں بندہ کے مقام اور ان برائیوں اور گناہوں کو مجسم کیا جاتا ہے جن سے انسان مرکب ہے جس کو عربی میں قاع کے نام سے یاد کیا گیا ہے دوسری قسم میں خداوند عالم کے سلسلہ میں انسان کے شوق اور رجحان کو مجسم کیا جاتا ہے اور خداوند عالم کے جود و کرم و سخاوت اور اس کی رحمت کے خزانوں کی کوئی حد نہیں ہے اس کو عربی میں قمہ کہا جاتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے اسحار میں دونوں کے مابین اسی نفسی فاصلہ کو بیان فرماتے ہیں:

﴿اِذَارَأَيْتُ مَوْلَيْ ذُنُوْبِيْ فَزِعْتُ،وَاِذَارَأَيْتَ كَرَمَکَ طَمَعْتُ﴾

''جب میں اپنے گناہوں کو دیکھتا ہوں تو ڈر جاتا ہوں اور جب میں تیرے کرم کو دیکھتا ہوں تو پُر امید ہو جاتا ہوں''

اور اسی دعا میں آپ ؑ فرماتے ہیں:﴿عَظُمَ يَاسَيِّدِيْ اَمَلِي وَسَاءَ عَمَلِي فَاَعْطِنِيْ مِنْ عَفْوِکَ بِمِقْدَارِ عَمَلِيْ وَلَاتُؤاخِذْنِيْ بِأَسْوَءِ عَمَلِيْ﴾

---

(۱)سورۂ فرقان آیت ۷۴

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اے میرے مالک میری امیدیں عظیم ہیں اور میرے اعمال بدترین ہیں مجھے اپنے عفو کرم سے بقدر امید دیدے اور میرے بدترین اعمال کا محاسبہ نہ فرما''

حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام نے جو دعا کمیل بن زیاد نخعی کو تعلیم فرمائی تھی اس میں آپؑ نے قاع سے ہی آغاز فرمایا ہے:

﴿اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَهْتِکُ الْعِصَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ النِّقَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُغَيِّرُ النِّعَمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تَحْبِسُ الدُّعَاءَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيَ الذُّنُوبَ الَّتِي تُنْزِلُ الْبَلَاءَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ كُلَّ ذَنْبٍ اَذْنَبْتُهُ وَكُلَّ خَطِيْئَةٍ اَخْطَاْتُهَا اَللّٰهُم اِنِّي اَتَقَرَّبُ اِلَيْکَ بِذِكْرِکَ وَاَسْتَشْفِعُ بِکَ اِلٰى نَفْسِکَ وَاَسْئَلُکَ بِجُوْدِکَ اَنْ تُدْنِيَنِيْ مِنْ قُرْبِکَ وَاَنْ تُوْزِعَنِي شُكْرَکَ وَاَنْ تُلْهِمَنِي ذِكْرَکَ اَللّٰهُم اِنِّيْ اَسْئَلُکَ سُئوَالَ خَاضِعٍ مُتَذَلِّلٍ خَاشِعٍ اَنْ تُسَامِحَنِيْ وَتَرْحَمَنِي وَتَجْعَلَنِيْ بِقِسْمِکَ رَاضِياًقَانِعاًوَفِيْ جَمِيْعِ الْاَحْوَالِ مُتَوَاضِعاًاَللّٰهُم وَاَسْئَلکَ سُؤالَ مَنِ اشْتَدَّتْ فَاقَتُهُ وَاَنْزَلَ بِکَ عِنْدَ الشَّدَائِدِحَاجَتَهُ وَعَظُمَ فِيْمَاعِنْدَکَ رَغْبَتُهُ اَللّٰهُمَّ عَظُمَ سُلْطَانُکَ وَعَلَامَكَانُکَ وَخَفِيَ مَكْرُکَ وَظَهَرَاَمْرُکَ وَغَلَبَ قَهْرُکَ وَجَرَتْ قُدْرَتُکَ وَلَايُمْكِنُ الْفِرَارُمِنْ حُكُوْمَتِکَ اَللّٰهُم لَا اَجِدُلِذُنُوْبِي غَافِراًوَلَالِقَبَائِحِي سَاتِراًوَلَالِشَيءٍ مِنْ عَمَلِي الْقَبِيْحِ بِالْحَسَنِ مُبَدِّلاً غَيْرَکَ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ وَبِحَمْدِکَ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ وَتَجَرَّاْتُ بِجَهْلِي وَسَكَنْتُ اِلٰى قَدِيْمِ ذِكْرِکَ لِيْ وَمَنِّکَ عَلَيَّ اَللّٰهُم مَوْلَايَ كَمْ مِنْ قَبِيْحٍ سَتَرْتَه وَكَمْ مِنْ فَادِحٍ مِنَ الْبَلَاءِ اَقَلْتَهُ وَكَمْ مِن عِثَارٍوَقَيْتَهُ وَكَمْ مِنْ مَكْرُوْهٍ دَفَعْتَه وَكَمْ مِنْ ثَنَاءٍ جَمِيْلٍ لَسْتُ اَهْلاً لَهُ نَشَرْتَهُ اَللّٰهُمَّ عَظُمَ بَلَائِي وَاَفْرَطَ بِي سُوْءُ حَالِي وَقَصُرَتْ بِيْ اَعْمَالِي وَقَعَدَتْ بِي اَغْلَالِيْ وَحَبَسَنِي عَنْ نَفْعِي بُعْدُ اَمَلِيْ وَخَدَعَتْنِي الدُّنْيَابِغُرُوْرِهَاوَنَفْسِي

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بِجِنَايَتِهَا وَمَطَالِي يَاسَيِّدِي فَأَسْئَلُكَ بِعِزَّتِكَ اَنْ لَايَحْجُبَ عَنْكَ دُعَائِي سُوْءُ عَمَلِي وَفِعَالِي وَلَاتَفْضَحْنِي بِخَفِيِّ مَااطَّلَعْتَ عَلَيْهِ مِنْ سِرِّي ﴾

''خدایا میرے گناہوں کو بخش دے جو ناموس کو بٹہ لگا دیتے ہیں۔ان گناہوں کو بخش دے جو نزول عذاب کا باعث ہوتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو نعمتوں کو متغیر کر دیا کرتے ہیں، ان گناہوں کو بخش دے جو دعاؤں کو تیری بارگاہ تک پہنچنے سے روک دیتے ہیں، خدایا میرے ان گناہوں کو بخش دے جن سے بلائیں نازل ہوتی ہیں خدایا میرے تمام گناہوں اور میری تمام خطاؤں کو بخش دے خدایا میں تیری یاد کے ذریعہ تجھ سے قریب ہو رہا ہوں اور تیری ذات کو تیری بارگاہ میں شفیع بنا رہا ہوں تیرے کرم کے سہارے میرا یہ سوال ہے کہ مجھے اپنے سے قریب بنا لے اور اپنے شکر کی توفیق عطا فرما اور اپنے ذکر کا الہام کرامت فرما خدایا! میں نہایت درجہ خشوع خضوع اور ذلت کے ساتھ یہ سوال کر رہا ہوں کہ میرے ساتھ مہربانی فرما مجھ پر رحم کر اور جو کچھ مقدر میں ہے مجھے اسی پر قانع بنا دے، مجھے ہر حال میں تواضع اور فروتنی کی توفیق عطا فرما، خدایا! میرا سوال اس بے نوا جیسا ہے جس کے فاقے شدید ہوں اور جس نے اپنی حاجتیں تیرے سامنے رکھ دی ہوں اور جس کی رغبت تیری بارگاہ میں عظیم ہو، خدایا! تیری سلطنت عظیم، تیری منزلت بلند، تیری تدبیر مخفی، تیرا امر ظاہر، تیرا قہر غالب، اور تیری قدرت نافذ ہے اور تیری حکومت سے فرار ناممکن ہے . . . خدایا میرے گناہوں کے لئے بخشنے والا۔ میرے عیوب کے لئے پردہ پوشی کرنے والا، میرے قبیح اعمال کو نیکیوں میں تبدیل کرنے والا تیرے علاوہ کوئی نہیں ہے . . خدایا میں نے اپنے نفس پر ظلم کیا ہے، اپنی جہالت سے جسارت کی ہے اور اس بات پر مطمئن بیٹھا ہوں کہ تو نے مجھے ہمیشہ یاد رکھا ہے اور ہمیشہ احسان فرمایا ہے . . . خدایا میری مصیبت عظیم ہے۔ میری بدحالی حد سے آگے بڑھی ہوئی ہے۔ میرے اعمال میں کوتاہی ہے۔ مجھے کمزوریوں کی زنجیروں نے جکڑ کر بٹھا دیا ہے اور مجھے دور دراز امیدوں نے فوائد سے روک دیا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے، دنیا نے دھوکہ میں مبتلا رکھا ہے اور نفس نے خیانت اور ٹال مٹول میں مبتلا رکھا ہے... میرے آقا ومولا! تجھے تیری عزت کا واسطہ۔ میری دعاؤں کو میری بداعمالیاں روکنے نہ پائیں اور میں اپنے مخفی عیوب کی بناپر برسر عام رسوا نہ ہونے پاؤں"

یہ قاع عبودیت اور اس پر محیط برائیوں کا مخزن ہے۔ پھر دعا کے آخر میں ہم محبت کی اس بلندی تک پہونچتے ہیں جو بندہ کی آرزو اور اللہ کی وسیع رحمت کے سایہ میں اس کی عظیم آرزو کو مجسم کرتی ہے:

وَهَبْ لِیَ الْجِدَّ فِیْ خَشْیَتِکَ وَالدَّوَامَ فِی الاتِّصَالِ بِخِدْمَتِکَ حَتّٰی اَسْرَحَ اِلَیْکَ فِیْ مَیَادِیْنِ السَّابِقِیْنَ وَاُسْرِعَ اِلَیْکَ فِی الْبَارِزِیْنَ وَاَشْتَاقَ اِلٰی قُرْبِکَ فِی الْمُشْتَاقِیْنَ وَاَدْنُوَ مِنْکَ دُنُوَّ الْمُخْلِصِیْنَ ...وَاَخَافَکَ مَخَافَةَ الْمُوْقِنِیْنَ وَاَجْتَمِعَ فِیْ جِوَارِکَ مَعَ الْمُؤْمِنِیْنَ اَللّٰهُمَّ وَمَنْ اَرَادَنِیْ بِسُوْءٍ فَاَرِدْهُ وَمَنْ کَادَنِیْ فَکِدْهُ وَاجْعَلْنِیْ مِنْ اَحْسَنِ عَبِیْدِکَ نَصِیْباً عِنْدَکَ وَاَقْرَبِهِمْ مَنْزِلَةً مِنْکَ وَاَخَصِّهِمْ زُلْفَةً لَدَیْکَ فَاِنَّهُ لَایُنَالُ ذٰلِکَ اِلَّا بِفَضْلِکَ﴾(۱)

"اپنا خوف پیدا کرنے کی کوشش اور اپنی مسلسل خدمت کرنے کا جذبہ عطا فرما تا کہ تیری طرف سابقین کے ساتھ آگے بڑھوں اور تیز رفتار افراد کے ساتھ قدم ملا کر چلوں۔ مشتاقین کے درمیان تیرے قرب کا مشتاق شمار ہوں اور مخلصین کی طرح تیری قربت اختیار کروں... خدایا جو بھی کوئی میرے لئے برائی چاہے یا میرے ساتھ کوئی چال چلے تو اسے ویسا ہی بدلہ دینا اور مجھے بہترین

---

(۱) دعائے کمیل

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حصہ پانے والا، قریب ترین منزلت رکھنے والا اور مخصوص ترین قربت کا حامل بندہ قرار دینا کہ یہ کام تیرے جود و کرم کے بغیر نہیں ہو سکتا"

ہم ابو حمزہ ثمالی سے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی ماہ رمضان المبارک کی دعائے اسحار میں "قاع" اور "قمہ" کے مابین بہت زیادہ فاصلہ کا مشاہدہ کرتے ہیں اس دعا میں امام علیہ السلام "قاع" سے شروع فرماتے ہیں:

﴿وَمَا اَنَا یَارَبِّ وَمَاخَطَرِیْ هَبْنِیْ بِفَضْلِکَ وَتَصَدَّقَ عَلَیَّ بِعَفْوِکَ اَیْ رَبِّ جَلِّلْنِیْ بِسِتْرِکَ وَاعْفُ عَنْ تَوْبِیْخِیْ بِکَرَمِ وَجْهِکَ﴾

"اے میرے خدا میں کیا اور میری اوقات کیا؟ تو مجھ کو اپنے فضل و کرم و مغفرت سے بخش دے اے میرے خدا اپنی پردہ پوشی سے مجھے عزت دے اور اپنے کرم سے میری تنبیہ کو نظر انداز گناہ فرمادے"

﴿فَلَاتُحْرِقْنِي بِالنَّارِوَاَنْتَ مَوْضِعُ اَمَلِي وَلَاتُسْكِنِّي الْهَاوِيَةَ فَاِنَّكَ قُرَّةُ عَيْنِي... اِرْحَمْ فِي هٰذِهِ الدُّنْيَاغُرْبَتِي وَعِنْدَ الْمَوْتَ كُرْبَتِي وَفِي الْقَبْرِوَحْدَتِي وَفِي اللَّحْدِوَحْشَتِي وَاِذَانُشِرْتُ فِي الْحِسَابِ بَيْنَ يَدَيْكَ ذُلَّ مَوْقِفِي وَاغْفِرْلِي مَاخَفِيَ عَلَىٰ الْاٰدَمِيِّينَ مِنْ عَمَلِي وَاَدِمْ لِيْ مَابِهِ سَتَرْتَنِي وَارْحَمْنِي صَرِيْعًا عَلَىٰ الْفِرَاشِ تُقَلِّبُنِي اَيْدِي اَحِبَّتِي وَتَفَضَّلْ عَلَيَّ مَمْدُوْدًا عَلَىٰ الْمُغْتَسَلِ يُقَلِّبُنِي صَالِحُ جِيْرَتِي وَتَحَنَّنْ عَلَيَّ مَحْمُوْلًا قَدْ تَنَاوَلَ الْاَقْرِبَاءُ اَطْرَافَ جَنَازَتِي وَجُدْ عَلَيَّ مَنْقُوْلًا قَدْنَزَلْتُ بِكَ وَحِيْدًا فِيْ حُفْرَتِي﴾

"تو مجھ کو ایسے حالات میں جہنم میں جلا نہ دینا اور قعر جہنم میں ڈال نہ دینا کیونکہ تو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔۔۔اس دنیا میں میری غربت اور موت کے وقت میرے کرب، قبر میں میری تنہائی اور لحد میں میری وحشت اور وقت حساب میری ذلت پر رحم کرنا، اور میرے تمام گناہوں کو معاف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کر دینا جن کی لوگوں کو اطلاع بھی نہیں ہے اور اس پردہ داری کو برقرار رکھنا۔ پروردگار! اس وقت میرے حال پر رحم کرنا جب میں بستر مرگ پر ہوں اور احباب کروٹیں بدلوا رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب میں تختۂ غسل پر ہوں اور ہمسایہ کے نیک افراد مجھ کو غسل دے رہے ہوں اس وقت رحم کرنا جب تابوت میں اقرباء کے کاندھوں پر سوار ہوں اس وقت مہربانی کرنا جب میں تنہا قبر میں وارد ہوں"

اس کے بعد امام علیہ السلام مرحلۂ اولوا العزمی اور قمۂ دعا کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

﴿اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَسْأَلُکَ مِنْ خَيْرِ مَاسَأَلَکَ مِنْهُ عِبَادُکَ الصَّالِحُوْنَ يَاخَيْرَمَنْ سُئِلَ وَاَجْوَدَمَنْ اَعْطیٰ اَعْطِنِي سُؤْلِي فِي نَفْسِي وَاَهْلِي وَوَلَدِي،وَارْغَدْعَيْشِي، وَاَظْهِرْمُرُوَّتِي،وَاَصْلِحْ جَمِيْعَ اَحْوَالِي،وَاجْعَلْنِي اَطَلْتَ عُمْرُهُ وَحَسَّنْتَ عَمَلَهُ وَاَتْمَمْتَ عَلَيْهِ نِعْمَتَکَ وَرَضِيْتَ عَنْهُ وَاَحْيَيْتَهُ حَيٰوةً طَيِّبَةً ...اَللّٰهُمَّ خُصَّنِي بِخَاصَّةِ ذِکْرِکَ ...وَاجْعَلْنِي مِنْ اَوْفَرِعِبَادِکَ نَصِيْباًعِنْدَکَ فِي کُلِّ خَيْرٍاَنْزَلْتَهُ وَتُنْزِلُهُ﴾

"اے خدا میں تجھ سے وہ سب کچھ مانگ رہا ہوں جو بندگان صالحین نے مانگا ہے کہ تو بہترین مسئول اور سخی ترین عطا کرنے والا ہے میری دعا کو میرے نفس، میرے اہل وعیال، میرے والدین، میری اولاد، متعلقین اور برادران سب کے بارے میں قبول فرما، میری زندگی کو خوشگوار بنا مروت کو واضح فرما کر میرے تمام حالات کی اصلاح فرما مجھے طولانی عمر، نیک عمل، کامل نعمت اور پسندیدہ بندوں کی مصاحبت عطا فرما... خدایا! مجھے اپنے ذکر خاص سے مخصوص کردے.. اور میرے لئے اپنے بندوں میں ہر نیکی میں جس کو تو نے نازل کیا ہے اور جس کو تو نازل کرتا ہے سب سے زیادہ حصہ قرار دے"

اس "قاع" سے "قمہ" تک کے سفر کو انسان کے اللہ تک سفر کی تعبیر سے یاد کیا گیا ہے یہ سواری آرزو، امید اور اولوا العزمی ہے جب انسان کی آرزو، رجاء (امید) اور اولوا العزمی اللہ سے ہو تو اس سفر کی کوئی حد نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## تین وسیلے

حضرت علی بن الحسین زین العابدین علیہ السلام تین چیزوں کو خداوند عالم تک پہنچنے کا وسیلہ قرار دیتے ہیں اور اللہ نے ہم کو اس تک پہنچنے کیلئے وسیلے تلاش کرنے کا حکم دیا ہے ارشاد خداوند عالم ہے:

﴿یَاأَیُّھَاالَّذِینَ آمَنُوااتَّقُوااللّٰہَ وَابْتَغُوااِلَیْہِ الْوَسِیلَۃَ﴾(۱)

''اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس تک پہنچنے کا وسیلہ تلاش کرو''

﴿اُولٰئِکَ الَّذِینَ یَدْعُونَ یَبْتَغُونَ اِلٰی رَبِّھِمُ الْوَسِیْلَۃَ﴾(۲)

''یہ جن کو خدا سمجھ کر پکارتے ہیں وہ خود ہی اپنے پروردگار کے لئے وسیلہ تلاش کررہے ہیں''

جن وسائل سے امام علیہ السلام اس سفر میں متوسل ہوئے ہیں وہ حاجت سوال اور محبت ہیں امام علیہ السلام کا کیا کہنا آپ دعا کی کتنی بہترین تعلیم دینے والے ہیں۔

وہ یہ جانتے ہیں کہ اُنھیں اللہ سے کیا طلب کرنا چاہئے، اور کیسے طلب کرنا چاہئے اور اللہ کی رحمت کے مواقع کہاں ہیں:

Presented By: www.jafrilibrary.com

### پہلا وسیلہ: حاجت

حاجت بذات خود اللہ کی رحمت کی ایک منزل ہے بیشک خداوند عالم کریم ہے وہ اپنی مخلوق یہاں تک کہ حیوان اور نباتات پر ان کی ضرورت کے مطابق بغیر کسی سوال کے اپنی رحمت نازل کرتا ہے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ خدا سے طلب اور سوال نہیں کرنا چاہئے اس لئے کہ حاجت کے پہلو میں سوال اور طلب اللہ کی رحمت کے دروازوں میں سے ایک دوسرا دروازہ ہے۔ جب لوگ پیاس کا احساس کرتے ہیں تو خداوند عالم ان کو سیراب کرتا ہے جب ان کو بھوک لگتی ہے تو خداوند عالم

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۳۵۔

(۲) سورۂ اسراء آیت ۵۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



انکوکھانا دیتا ہے اور جب وہ برہنہ ہوتے ہیں تو خداوند عالم ان کو کپڑا عطا کرتا ہے:

﴿وَاِذَامَرِضْتُ فَهُوَيَشْفِيْنِ﴾(۱)

"اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی شفا بھی دیتا ہے"

یہاں تک کہ اگر ان کو خدا کی معرفت نہ ہو وہ یہ بھی نہ جانتے ہوں کہ کیسے اللہ سے دعا کرنا چاہئے اور اس سے کیا طلب کرنا چاہئے:

﴿یامَن یُعطي من سئاله یامن یعطي من لم یسأله ومَن لم یعرفه تحنّنامنه ورحمة﴾(۲)

"اے وہ خدا جو اپنے تمام سائلوں کو دیتا ہے اے وہ خدا جو اسے بھی دیتا ہے جو سوال نہیں کرتا ہے بلکہ اسے پہچانتا بھی نہیں ہے"

ہم حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب کی مناجات میں اللہ کی رحمت نازل کرنے کے لئے اس عمدہ اور ربّانی نکتہ کی طرف متوجہ ہوتے ہیں:

﴿مولايَ یامولاي انت المولیٰ واناالعبد،وهل یرحم العبدالاالمولیٰ. مولاي یامولاي انت المالک واناالمملوک،وهل یرحم المملوک الاالمالک. مولاىَ یامولاىَ انت العزیزواناالذلیل وهل یرحم الذلیل الاالعزیزمولاىَ یامولاي انت الخالق واناالمخلوق،وهل یرحم المخلوق الاالخالق.مولايَ یامولاي انت العظیم واناالحقیر،وهل یرحم الحقیرالاالعظیم،مولاي یامولايَ انت القوي واناالضعیف،وهل یرحم الضعیف الاالقوی.مولايَ یامولاي انت الغنيّ واناالفقیر،وهل یرحم الفقیرالاالغنيّ.مولاي یامولاي انت المعطي واناالسائل،

---

(۱)شعراء آیت ۸۰۔ (۲)رجب کے مہینہ کی دعائیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وهل يرحم السائل الاالمعطي،مولايَ يامولاي انت الحي واناالميت،وهل يرحم الميت الاالحي.مولايَ يامولايَ انت الباقي واناالفاني،وهل يرحم الفاني الاالباقي مولايَ يامولايَ انت الدائم واناالزائل،وهل يرحم الزائل الاالدائم.مولايَ يامولاي انت الرازق واناالمرزوق،وهل يرحم المرزوق الاالرازق.مولايَ يامولايَ انت الجوادواناالبخيل وهل يرحم البخيل الاالجواد.مولايَ يامولاي انت المعافي واناالمبتلیٰ،وهل يرحم المبتلیٰ الاالمعافي.مولايَ يامولايَ انت الكبير واناالصغير،وهل يرحم الصغير الّاالكبير.مولايَ يامولايَانت الهادی وانا الضال،وهل يرحم الضال الاالهادی.مولايَ يامولايَ انت الغفوروانا المذنب،وهل يرحم المذنب الاالغفور.مولايَ يامولايَ انت الغالب واناالمغلوب، وهل يرحم المغلوب الاالغالب.مولايَ يامولايَ انت الرب واناالمربوب،وهل يرحم المربوب الاالرب.مولايَ يامولايَ انت المتكبرواناالخاشع،وهل يرحم الخاشع الاالمتكبر.مولايَ يامولاي ارحمنى برحمتك،وارض عنى بجودك و كرمك وفضلك.ياذاالجودوالاحسان،والطول والامتنان﴾(۱)

"اے میرے مولا تو مولا ہے اور میں تیرا بندہ۔اب بندہ پر مولا کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ اے میرے مولا اے میرے مالک تو مالک ہے اور میں مملوک اور مملوک پر مالک کے علاوہ کون رحم کرے گا۔میرے مولا اے میرے مولا تو عزیز ہے اور میں ذلیل ہوں اور ذلیل پر عزیز کے علاوہ کون رحم کرے گا۔میرے مولا اے میرے مولا تو خالق ہے اور میں مخلوق ہوں اور مخلوق پر خالق کے علاوہ کون رحم کرے گا۔میرے مولا اے میرے مولا تو عظیم ہے اور میں حقیر ہوں اور حقیر پر عظیم کے علاوہ

---

(۱) مفاتیح الجنان اعمال مسجد کوفہ مناجات امیر المومنین علیہ السلام۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو قوی ہے اور میں کمزور ہوں اور کمزور پر طاقتور کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو غنی ہے اور میں فقیر ہوں اور فقیر پر غنی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو معطی ہے اور میں سائل ہوں اور سائل پر معطی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ اے میرے مولا میرے مولا تو زندہ ہے اور میں مرنے والا ہوں اور مرنے والے پر زندہ کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا میرے مولا تو باقی ہے اور میں فانی ہوں اور فانی پر باقی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ اے میرے مولا میرے مولا تو ہمیشہ رہنے والا ہے اور میں مٹنے والا ہوں اور مٹنے والے پر رہنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا میرے مولا تو رازق ہے اور میں محتاج رزق ہوں اور محتاج پر رازق کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو جواد ہے اور میں بخیل ہوں اور بخیل پر جواد کے علاوہ کون رحم کرے گا؟ میرے مولا اے میرے مولا تو عافیت دینے والا ہے اور میں مبتلا ہوں اور درد بتلا پر عافیت دینے والے کے علاوہ کون رحم کرسکتا ہے۔ میرے مولا اے میرے مولا تو کبیر ہے اور میں صغیر ہوں اور صغیر پر کبیر کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو ہادی ہے اور میں گمراہ ہوں اور گمراہ پر ہادی کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو رحمٰن ہے اور میں قابل رحم ہوں اور قابل رحم پر رحمان کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو بادشاہ ہے اور میں منزل امتحان میں ہوں اور ایسے بندۂ امتحان پر بادشاہ کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو راہنما ہے اور میں سرگرداں ہوں اور کیا سرگرداں پر راہنما کے علاوہ اور کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو بخشنے والا ہے اور میں گناہگار ہوں اور گناہگار پر بخشنے والے کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو غالب ہے اور میں مغلوب ہوں اور مغلوب پر غالب کے علاوہ اور کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو رب ہے اور میں مربوب ہوں اور پرورش پانے والے رب

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو صاحب کبریائی ہے اور میں بندۂ ذلیل ہوں اور بندۂ ذلیل پر خدائے کبیر کے علاوہ کون رحم کرے گا۔ میرے مولا اے میرے مولا تو اپنی رحمت سے مجھ پر رحم فرما اور اپنے جود و کرم و فضل سے مجھ سے راضی ہو جا اے صاحب جود و احسان اور اے صاحب کرم و امتنان"

حضرت امیر المومنین علیہ السلام اس بہترین مناجات کے ان جملوں میں اللہ تبارک وتعالیٰ سے اپنی حاجت اور فقر کیلئے متوسل ہوتے ہیں اور بندہ کی حاجت اور اس کے فقر کو اللہ کی رحمت نازل ہونے کا مورد قرار دیتے ہیں۔

بیشک مخلوق اللہ کی رحمت نازل کرانا چاہتی ہے حقیر عظیم کی رحمت نازل کرانا چاہتا ہے ضعیف قوی کی فقیر غنی کی مرزوق رازق کی، مبتلا معافی کی، گمراہ ہادی کی، گناہگار غفور کی، حیران و سرگردان، ذلیل اور مغلوب غالب کی رحمت کی رحمت نازل ہونے کے خواستگار ہیں۔

یہ اللہ کی تکوینی سنتیں ہیں اور اللہ کی سنتوں میں ہرگز تبدیلی نہیں آسکتی جب حاجت اور فقر ہوگا تو ان موقفوں کیلئے اللہ کی رحمت اور فضل ہوگا جس طرح پانی نیچی جگہ پر گرتا ہے اللہ کی رحمت حاجت وضرورت کے مقام پر نازل ہوتی ہے اللہ کریم وجواد ہے اور کریم حاجت وضرورت کے مقامات کی رعایت کرتا ہے اور اپنی رحمت اس سے مخصوص کر دیتا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام دعائے سحر میں جس کو آپ نے ابو حمزہ ثمالی کو تعلیم فرمایا تھا میں فرماتے ہیں: ﴿اعطني فقري، وارحمني لضعفي﴾

یعنی آپ نے فقر اور ضعف کو وسیلہ قرار دیا ہے اور انھیں کے ذریعہ آپ اللہ کی رحمت سے متوسّل ہوتے ہیں۔

یہ فطری بات ہے کہ اس کلام کو مطلق قرار دینا ممکن نہیں ہے اور ایک ہی طریقہ میں منحصر نہیں کیا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جا سکتا ہے بیشک اللہ کی رحمت نازل ہونے کے دوسرے اسباب بھی ہیں اور دوسرے موانع ورکاوٹیں بھی ہیں جن سے اللہ کی رحمت نازل نہیں ہوتی اور اللہ کی سنتوں میں مبتلا ہونے کا سبب بھی ہیں۔

ہمارا یہ کہنا ہے: بیشک حاجت اور فقر کی وجہ سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے تو ہمارے لئے اس گفتار کو اس الٰہی نظام کے مطابق اور اس کے دائرہ میں رہنا چاہئے اور یہ معرفت کا وسیع باب ہے جس کو ہم اس وقت چھیڑنا نہیں چاہتے ہیں عنقریب ہم توفیق پروردگار کے ذریعہ اس حقیقت کی مناسب یا ضروری تشریح کریں گے۔

ہم قرآن کریم میں بہت سے ایسے نمونے دیکھتے ہیں جن میں حاجت اور فقر کو پیش کیا گیا ہے اور ان کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہے اور اللہ نے ان کو قبولیت کے درجہ تک پہنچایا ہے حاجت بھی اُسی طرح قبول ہوتی ہے جس طرح سے دعا اور سوال قبول ہوتے ہیں بیشک خداوند عالم کی بارگاہ میں اپنی حاجت پیش کرنا بھی دعا کی ایک قسم ہے ان نمونوں کو قرآن کریم نے اللہ کے صالحین بندوں کی زبانی نقل کیا ہے۔

۱۔ عبد صالح حضرت ایوب علیہ السلام کا خداوند عالم کی بارگاہ میں سختیوں اور مشکلات کے وقت اپنی حاجت پیش کرنا۔

﴿وَاَیُّوبَ اِذْنَادیٰ رَبَّهُ اَنِّی مَسَّنِیَ الضُّرُّوَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِینَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَامَابِهِ مِنْ ضُرٍّوَ آتَیْنَاهُ اَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةًمِنْ عِنْدِنَاوَذِكْریٰ لِلْعَابِدِینَ﴾(۱)

"اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھولیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور ان کی بیماری کو دور کردیا اور انھیں ان کے اہل وعیال دیدئے اور ویسے ہی اور بھی دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ

---

(۱) سورۂ انبیاء آیت ۸۳۔۸۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عبادت گذار بندوں کے لئے ایک یاد دہانی ہے"

قرآن کریم اس فقرہ میں کوئی بھی دعا نہیں کی گئی ہے جس کی قرآن کریم نے اس امتحان دینے والے صالح بندہ کی زبانی نقل کیا ہے لیکن خداوند عالم نے فرمایا ہے:

﴿فاستجبناله فکشفنامابه ضُرّ﴾(۱)

"تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا"

گویا حاجت اور فقر کا خدا کی بارگاہ میں پیش کرنا دعا کی ایک قسم ہے۔

۲۔عبد صالح ذوالنون نے اپنے فقر و حاجت اور اپنے نفس پر ظلم کرنے کو خدا کی بارگاہ میں پیش کیا جب آپ سمندر میں شکم ماہی کے گھپ اندھیرے میں تھے:

﴿وَذَاالنُّوْنِ اِذْذَهَبَ مُغَاضِباًفَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَعَلَيْهِ فَنَادٰى فِيْ الظُّلُمٰاتِ اَنْ لَااِلٰهَ اِلَّااَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّيْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَالَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۲)

"اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آکر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہ کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور انھیں غم سے نجات دلا دی کہ ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں"

اس طرح کی استجابت طلب کیلئے نہیں ہے یہ حاجت اور فقر کیلئے ہے عبد صالح ذوالنون نے اس کلمہ:﴿سُبْحَانَکَ اِنِّيْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ﴾(۳)

---

(۱)سورۂ انبیاء آیت ۸۴۔

(۲)سورۂ انبیاء آیت ۸۷۔۸۸۔

(۳)سورۂ انبیاء آیت ۸۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا'' کے علاوہ اور کچھ نہیں کہا خدوند عالم نے اس کو قبول کیا اوران کو غم سے نجات دی: ﴿فَاسْتَجَبْنَالَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ﴾(۱)

''تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اورانھیں غم سے نجات دلا دی''

۳۔ہم کو قرآن کریم میں اللہ،موسیٰ بن عمران اوران کے بھائی ہارون کا یہ کلمہ بھی ملتا ہے جب انھوں نے فرعون تک اپنی رسالت کا پیغام پہنچانے کیلئے اللہ سے دعا کی:

﴿اِذْهَبَااِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهُ طَغٰى فَقُوْلَالَهُ قَوْلًالَيِّنًالَعَلَّهُ يَتَذَكَّرُاَوْيَخْشٰى قَالَارَبَّنَااِنَّنَانَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَااَوْاَنْ يَّطْغٰى﴾(۲)

''تم دونوں فرعون کی طرف جاؤ کہ وہ سرکش ہو گیا ہے،اس سے نرمی سے بات کرنا شاید وہ نصیحت قبول کرلے یا خوفزدہ ہو جائے،ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا اور سرکش نہ ہو جائے''

ان دونوں نے اللہ سے فرعون اوراس کی بادشاہت کے مقابلہ میں خدا سے اپنی حمایت اور مدد کی درخواست نہیں کی اور نہ ہی اپنی ضرورت کیلئے امن وامان کی درخواست کی ہے بلکہ انھوں نے اپنی کمزوری،فرعون کی عوام الناس پر گرفت،فرعون کی طاقت اوراس کی سرکشی کا تذکرہ کیا:

﴿اِنَّنَانَخَافُ اَنْ يَّفْرُطَ عَلَيْنَااَوْاَنْ يَّطْغٰى﴾

''ان دونوں نے کہا کہ پروردگار ہمیں یہ خوف ہے کہ کہیں وہ ہم پر زیادتی نہ کرے یا وہ سرکش نہ ہوجائے''

اللہ نے ان کی اس درخواست کو مستجاب کرتے ہوئے ان کی حمایت اورتائید میں فرمایا:

---

(۱)سورۂ انبیاء آیت ۸۷۔

(۲)سورۂ طٰہ آیت ۴۳۔۴۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿قَالَ لَاتَخَافَااِنَّنِیْ مَعَکُمَااَسْمَعُ وَاَرٰیٰ﴾(۱)

''ارشاد ہوا تم ڈرو نہیں میں تمہارے ساتھ ہوں سب کچھ سن بھی رہا ہوں اور دیکھ بھی رہا ہوں''

۴۔چوتھا نمونہ عبد صالح حضرت نوح علیہ السلام کا وہ کلمہ ہے جو آپ نے اپنے بیٹے کوطوفان میں غرق ہونے سے بچانے کی خاطر اللہ کی بارگاہ میں پیش کیا تھا:

﴿وَنَادَیٰ نُوْحُ رَبَّهُ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِیْ مِنْ اَهْلِیْ وَ اِنَّ وَعْدَکَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْکَمُ الْحَاکِمِیْنَ﴾(۲)

''اورنوح نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ پروردگار میرا فرزند میرے اہل میں سے ہے اور تیرا وعدہ اہل کو بچانے کا برحق ہے اور تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے''

بہر حال حاجت اور فقر کے وقت بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے یہاں تک کہ حیوانات اورنباتات کی ضرورتوں اور فقر کیلئے بھی اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

جب پیاس لگتی ہے تو اللہ ان کو سیراب کرتا ہے اور جب بھوک لگتی ہے تو اللہ ان کو سیر کرتا ہے اور کھانا کھلاتا ہے یہ معرفت کا بہت وسیع وعریض باب ہے اور ہم اس کے ایک پہلو کورحاب القرآن کے سلسلہ کی کتاب ﴿شرح الصدر﴾ میں بیان کر چکے ہیں۔

دوسرا وسیلہ: دعا

یہ اللہ کی رحمت کی کنجیوں میں سے ایک کنجی ہے

خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿ادعونی استجب لکم﴾(۳)

---

(۱) سورۂ طٰہٰ آیت ۴۶۔

(۲) سورۂ ہود آیت ۴۵۔

(۳) سورۂ غافر آیت ۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا"

اور خدا کا فرمان ہے: ﴿قُلْ مَايَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ﴾(۱)

"پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ اگر تمہاری دعائیں نہ ہوتیں تو پروردگار تمہاری پرواہ بھی نہ کرتا"

## تیسرا وسیلہ: محبت

بیشک بندہ محبت کے ذریعہ اللہ کی رحمت نازل کراتا ہے جو کسی دوسرے امر کے ذریعہ نازل نہیں ہوتی ہے

اب ہم ان تینوں وسیلوں کے سلسلہ میں تفکر کرتے ہیں جن کو امام نے خداوند عالم تک رسائی کیلئے اپنا وسیلہ قرار دیا ہے۔

﴿رِضَاكَ بُغْيَتِي وَرُؤْيَتُكَ حَاجَتِي ...وَعِنْدَكَ دَوَاءُ عِلَّتِي وَشِفَاءُ غُلَّتِي وَبَرْدُ لَوْعَتِي وَكَشْفُ كُرْبَتِي﴾(۲)

"تیری ہی رضا میرا آرزو ہے اور تیرا ہی دیدار میری حاجت ہے اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے تیرے پاس میرے مرض کی دوا ہے اور میری تشنگی کا علاج ہے غم کی بے قراری کی ٹھنڈک، رنج و غم کی دوری تیرے ہی ذمہ ہے" یہ وسیلۂ حاجت وفقر ہے۔

﴿جوارك طلبي وقربك غاية سؤلي... فكن انيسي في وحشتي ومقيل عثرتي وغافر زلّتي وقابل توبتي،ومجيب دعوتي ،وولي عصمتي ومغني فاقتي﴾

"اور تیرا ہی ہمسایہ میرا مطلوب ہے اور تیرا قرب میرے سوالات کی انتہا ہے ...پس تو میری وحشت میں میرا انیس، ہو جا لغزشوں میں سنبھالنے والا خطاؤں کو معاف کرنے والا اور میری

---

(۱) سورۂ فرقان آیت ۷۷۔

(۲) مناجات مریدین

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



توبہ کو قبول کرنے والا، میری دعا کا قبول کرنے والا، میری حفاظت کا ذمہ دار اور فاقہ میں غنی بنانے والا ہے" یہ وسیلہ دعا ہے۔

﴿فانت لاغيرک مرادي،ولک لالسواک سهري وسهادي،ولقاءک قرّة عيني ووصلک منیٰ نفسي واليک شوقي ،وفي محبّتک ولهي والی هواک صبابتي﴾

"فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں۔ اور تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور تیرا وصال میرے نفس کی امید ہے اور تیری جانب میرا اشوق ہے اور تیری ہی محبت میں میری بیقراری ہے تیری ہی خواہش کی طرف میری توجہ ہے" یہ وسیلہ محبت ہے۔

اب ہم امام کے کلام کے اس فقرہ کے بارے میں غور وفکر کرتے ہیں اور یہ دعا کا عمدہ جملہ ہے بیشک فن اور ادب کے مانند دعا کے عمدہ وبہترین درجہ ہیں امام علیہ السلام فرماتے ہیں:

﴿فقدانقطعت اليک همتي وانصرفت نحوک رغبتي،فانت لاغيرک مرادی،ولک لاسواک سهری وسها دی ولقا ءک قره عينی﴾

"اس لئے کہ میری ہمت تیری ہی طرف ہے اور میری رغبت تیری ہی بارگاہ کی طرف ہے فقط تو میری مراد ہے اور تیرے ہی لئے میں راتوں کو جاگتا ہوں کسی اور کے لئے نہیں تیری ملاقات میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے"

جو چیز "انقطاع" میں ہے وہ "تعلق" میں نہیں ہے امام علیہ السلام نے فرمایا ہے:

﴿فقدتعلقت بک همتي﴾ نہیں فرمایا ہے بیشک اللہ سے لولگانا دوسروں سے لولگانے کو منع نہیں کرتا ہے۔ جب بندہ خدا سے لولگانے میں صادق ہے اور یہ کہتا ہے:

﴿فقدانقطعت اليک همتي﴾ بیشک "انقطاع" ایجابی اور سلبی دونوں معنی کا متضمن

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے۔پس انقطاع ''من الخلق الی اللہ''، انقطاع ''الی اللہ'' اس جملہ کے ایجابی معنی ہیں جن کا امام نے قصد فرمایا ہے۔

بیشک محبت میں اخلاص فصل اور وصل ہے فصل یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے فاصلہ و دوری اختیار کرنا، اللہ اور اللہ نے جن کی محبت کا حکم دیا ہے ان سے وصل (ملنا) ہے اور یہ دونوں ایک قضیہ کے دورخ ہیں۔

جب محبت خالص اور پاک وصاف ہوتی ہے تو وہ دو باتوں کی متضمن ہوتی ہے: محبت و برائت، اور وصل و فصل وانقطاع من الخلق ''الی اللہ'' ہے۔

یہی معنی دوسرے جملے ''وانصرفت الیک رغبتی'' کے بھی ہیں۔

انصراف الی اللہ سے ''اعراض'' اور ''اقبال'' دونوں مراد ہیں۔اعراض یعنی اللہ کے علاوہ دوسروں سے روگردانی کرنا اور ''اقبال'' سے مراد اللہ اور اللہ نے جس سے محبت کرنے کا حکم دیا ہے ان کی بارگاہ میں حاضر ہونا ہے۔

پھر اس حقیقت کیلئے تیسری تاکید جو ان سب میں بلیغ ہے، اس میں محبت اور انصراف الی اللہ کے معنی کو شامل ہے اور خدا کے علاوہ دوسروں سے منقطع ہونا ہے:

﴿فانت لاغیرک مرادي ولک لالسواک سھوي وسھادي﴾

''سھو'' اور ''سھاد'' نیند کے برعکس ہیں سہر یعنی محبت کی وجہ سے رات میں نمازیں پڑھنا۔

سھاد: بیداری کی ایک قسم ہے اور یہ حالت انسان کو اپنے کسی اہم کام میں مشغول ہونے کے وقت پیش آتی ہے جس سے اس کی نیند اڑ جاتی ہے اور انسان اللہ سے لو لگانے کا مشتاق ہوتا ہے۔

یہ دونوں محبت کی حالتیں ایک دوسرے کے مثل ہیں: انس اور شوق۔بندہ کا اللہ کے ذکر سے مانوس ہونا، اور اللہ کا بندہ کے پاس اس طرح حاضر ہونا کہ بندہ اپنی دعا، ذکر، مناجات اور نماز میں خدا کے حاضر ہونے کا احساس کرتا ہے اور اللہ سے ملاقات کا مشتاق ہوتا ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



محبّ اللہ کی بارگاہ میں ان دونوں باتوں کو سمجھ کر حاضر ہوتا ہے تو یہ دونوں حالتیں اسکی نینداڑادیتی ہیں اس کو بیدار کردیتی ہیں جب لوگ گہری نیند میں سوجاتے ہیں اور نیند کی وجہ سے اپنے احساس بیداری اور شعور کو کھو بیٹھتے ہیں۔

بیشک نیند ایک ضرورت ہے تمام لوگ اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں جس طرح وہ کھانے پینے سے اپنی ضرورتیں پوری کرتے ہیں چاہے وہ لوگ صالح ونیک ہوں یا برے ہوں۔یہاں تک کہ انبیاء اور صدیقین بھی سوتے تھے۔

لیکن ایک شخص جو ضرورت بھر سوتا ہے جس طرح وہ کھانے پینے سے اپنی ضرورت پوری کرتا ہے اور جو شخص نیند کے سامنے سر تسلیم خم کردیتا ہے اور نینداس پر غالب آجاتی ہے ان دونوں آدمیوں کے درمیان فرق ہے۔

اولیاء اللہ نیند کے سامنے سر تسلیم خم نہیں کرتے ہیں بیشک نیندان کی ضرورت ہے اور وہ اپنی ضرورت کے مطابق اس سے اپنا حصہ اخذ کرتے ہیں۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی خداوند عالم کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے بعد ہی سوتے تھے اور آپ کا فرمان تھا کہ میرے سر کے پاس وضو کا پانی رکھ دینا تاکہ میں خدا کی بارگاہ میں حاضری دے سکوں۔

جب آپ کیلئے نرم اور آرام دہ بستر بچھایا جاتا تھا تو آپ اسکو اٹھانے کا حکم دیدیتے تھے اس لئے کہ کہیں ان پر نیند غالب نہ آجائے۔

آپ سخت چٹائی پر آرام فرماتے تھے یہاں تا کہ چٹائی ان کے پہلو پر اثرانداز ہوا اور آپ پر نیند غالب نہ آجائے۔

خداوند عالم نے رات میں مناجات، ذکر اور اپنے تقرب کے وہ خزانے قرار دئے ہیں جو دن میں نہیں قرار دئے ہیں۔ان کی طرح رات کے لئے بھی افراد ہیں جو رات میں نمازیں پڑھتے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہیں جب لوگ سوجاتے ہیں، جب لوگ سستی میں پڑے رہتے ہیں تو یہ ہشاش بشاش ہوتے ہیں۔ جب لوگ اپنے بستروں پر گہری نیند میں سوئے رہتے ہیں۔تو یہ اللہ سے ملاقات کر کے عروج پر پہنچتے ہیں۔

رات کیلئے بھی دولت ہے جس طرح دن کیلئے دولت ہے، رات میں بھی دن کی طرح خزانے ہیں۔عوام الناس دن کی دولت، اسکے خزانے کو پہچانتے ہیں لیکن بہت کم لوگ ہیں جو رات کی دولت اور اسکے خزانے کی قیمت سے واقف ہیں اور جب انسان رات اور دن کی دولت سے ایک ساتھ بہرہ مند ہوتا ہے تو اسے انصاف پسند، متوازن اور راشد کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ایک ساتھ دونوں سے بہرہ مند ہوتے تھے اور بالکل متوازن طور پر دونوں کو اخذ کئے ہوئے تھے۔آپ نے رات سے محبت، اخلاص اور ذکر اخذ کیا اور دن سے طاقت، حکومت اور مال اخذ کیا تا کہ دین کی دعوت اور اسکے محکم و مضبوط ہونے پر متمکن ہو جائیں اور رات میں آپ معین وقت پر عبادت کیلئے اٹھتے تھے اور رسالت جیسے ثقیل و سنگین عہدے کو اٹھانے پر متمکن تھے:

﴿یـاَیُّهَاالْمُزَّمِّلُ قُمِ اللَّیْلَ اِلَّاقَلِیْلاً نِصْفَهُ اَوِنْقُصْ مِنْهُ قَلِیْلاً اَوْزِدْ عَلَیْهِ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلاً اِنَّاسَنُلْقِیْ عَلَیْکَ قَوْلاًثَقِیْلاً اِنَّ نَاشِئَةَ اللَّیْلِ هِیَ اَشَدُّوَطْاًوَّاَقْوَمُ قِیْلاً اِنَّ لَکَ فِی النَّهَارِ سَبْحاً طَوِیْلاً﴾(۱)

"اے میرے چادر لپیٹنے والے رات کو اٹھو مگر ذرا کم آدھی رات یا اس سے بھی کچھ کم کر دو یا کچھ زیادہ کر دو اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر باقاعدہ پڑھو ہم عنقریب تمہارے اوپر ایک سنگین حکم نازل کرنے والے ہیں بیشک رات کا اٹھنا نفس کی پامالی کے لئے بہترین ذریعہ اور ذکر کا بہترین وقت ہے یقیناً آپ کے لئے دن میں بہت سے مشغولیات ہیں"

---

(۱) سورۂ مزمل آیت ۱/۔۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور ہمارے لئے اس مقام پر رات اور اسکے رجال کے سلسلہ میں حدیث قدسی سے ایک روایت کا نقل کرنا بہتر ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ خداوند عالم نے بعض صدیقین پر وحی نازل کی ہے:

﴿ان لي عبادمن عباد ي يحبّوني فاحبّهم ويشتاقون الى واشتاق اليهم و يذكروني واذكرهم وينظرون اليّ وانظراليهم وان حذوت طريقهم احببتُک وان عدلت منهم مقتّک قال:يارب وماعلا متهم ؟قال:يراعون الظلال بالنهار كمايراعي الراعي الشفيق غنمه،ويحنّون الیٰ غروب الشمس كمايحنّ الطيرالیٰ وكره عند الغروب،فاذاجنّهم الليل واختلط الظلام ،وفرشت الفرش،ونصبت الا سرة وخلا كلّ حبيب بحبيبه نصبوااليّ اقدامهم وافترشوااليّ وجوههم،وناجوني بكلامي،وعلقوااليّ بانغامي فمن صارخ وباک ٍ،وَمتأوَّه ٍ شاکٍ،ومن قائم وقاعد وراكع وساجد بعيني مايتحملون من اجلي،وبسمعي مايشكون من حبّي اول مااعطيهم ثلاث:

۱ .أقذف من نوري في قلوبهم فيخبرون عنّي كمااخبرعنهم.

۲ .والثانية:لو كانت السماوات والارض فى موازينهم لاستقللتهالهم.

۳.والثالثة:أُقبل بوجه ي اليهم،افتریٰ من اقبلت بوجهي عليه يعلم احد مااريداعطيه؟﴾(۱)

''میرے کچھ بندے مجھ سے محبت کرتے ہیں اور میں ان سے محبت کرتا ہوں،وہ میرے مشتاق ہیں اور میں ان کا مشتاق ہوں وہ میرا ذکر کرتے ہیں میں ان ذکر کرتا ہوں وہ مجھے دیکھتے

---

(۱)لقاءاللہ ص۱۰۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہیں اور میں ان کو دیکھتا ہوں اگر تم بھی انھیں کا طریقہ اپناؤ گے تو میں تم سے بھی محبت کرونگا اور اگر اس سے روگردانی کروگے تو تم سے ناراض ہو جاؤنگا۔سوال کیا گیا پروردگار عالم ان کی پہچان کیا ہے؟ آواز آئی کہ وہ دن میں اپنے سایہ تک کی اس طرح مراعات کرتے ہیں کہ جیسے کوئی مہربان چوپان اپنے گلّہ کی ،اور وہ غروب شمس کے اسی طرح مشتاق رہتے ہیں جیسے پرندہ غروب کے وقت اپنے آشیانہ میں پہنچنے کے مشتاق رہتے ہیں پس جب رات ہوتی ہے اور ہر طرف اندھیرا چھا جاتا ہے بستر بچھ جاتے ہیں پلنگ بچھا دئے جاتے ہیں ہر حبیب اپنے محبوب کے پاس خلوت میں چلا جاتا ہے تو وہ اپنے قدم میری طرف بڑھا دیتے ہیں میری طرف اپنے رخ کر لیتے ہیں میرے کلام کے ذریعہ مجھ سے مناجات کرتے ہیں نیز منظوم کلام کے ذریعہ میری طرف متوجہ ہو جاتے ہیں تو کتنے ہیں جو چیخ چیخ کر روتے ہیں، کتنے ہیں جو آہ اور شکوہ کرتے ہیں، کتنے ہیں جو کھڑے رہتے ہیں، کتنے ہیں جو بیٹھے رہتے ہیں، رکوع کرتے رہتے ہیں سجدہ کرتے رہتے ہیں میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ وہ میری خاطر کیا کیا برداشت کرتے رہتے ہیں میں سنتا رہتا ہوں جو وہ میری میری محبت کی خاطر پیش آنے والی مشکلات کا شکوہ کرتے ہیں میں سب سے پہلے ان کو تین چیزیں عطا کرونگا:

۱۔میں ان کے دلوں میں اپنا نور ڈال دونگا تو وہ میرے بارے میں اسی طرح بتائیں گے جیسے میں ان کے بارے میں بتاؤنگا۔

۲۔اگر آسمان وزمین ان کی ترازوؤں میں ہو تو میں ان کے لئے آسمان وزمین کا وزن بھی کم کر دونگا۔

۳۔میں ان کی طرف توجہ کرونگا اور جس کی طرف میں اپنا رخ کرلوں تو کسی کو کیا معلوم میں اسے کیا دیدونگا‘‘

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿كان مما اوحىٰ الله تعالى الى موسى بن عمران: كَذَبَ مَن زعم انه يحبّني فاذاجنّه الليل نام عنّي،يابن عمران،لورأيت الذين يقومون لي في الدجىٰ وقد مثلت نفسي بين اعينهم،يخاطبوني وقدجللت عن المشاهدة،ويكلموني وقد عززت عن الحضور.يابن عمران،هب لي من عينك الدموع،ومن قلبك الخشوع،ثم ادعني في ظلمة اللّيالي تجدني قريبامجيبا﴾(۱)

''خداوند عالم نے حضرت موسیٰ بن عمران سے کہا کہ: جو شخص رات میں مجھ سے راز و نیاز نہیں کرتا وہ میرا محبّ نہیں ،فرزند عمران اگر تم ان افراد کو دیکھو گے کہ جو تاریکی شب میں میری بارگاہ میں آتے ہیں اور میں ان کی آنکھوں کے سامنے ہوتا ہوں تو وہ مجھ سے مخاطب ہوتے ہیں جبکہ میں نظر نہیں آتا ہوں تو وہ مجھ سے کلام کرتے ہیں حالانکہ میں ان کے سامنے حاضر نہیں ہوتا،اے فرزند عمران اپنی آنکھوں سے اشک گریاں اور دل سے خشوع مجھے ہدیہ کرو پھر مجھے تاریکی شب میں پکارو تو مجھے اپنے قریب اور اپنی دعا کا قبول کرنے والا پاؤ گے''

نہج البلاغہ کے خطبہ متقین میں امیر المومنین علی بن ابی طالب رات کی تاریکی میں مناجات کرنے والے اولیاء اللہ کی پروردگار عالم کی بارگاہ میں حاضری کے حالات کی اس طرح عکاسی فرماتے ہیں:

﴿اماالـلَّيْـلُ فَصَـافُّـوْنَ اَقْـدَامَهُـمْ،تَـالِيْـنَ لاَجْـزَاءِ الْقُرْآنِ يُرَتِّلُونَهَاتَرْتِيْلاً،يُـحَـزِّنُوْنَ بِهِ اَنْفُسَهُمْ وَيَسْتَثِيْرُوْنَ بِهِ دَوَاءَ دَائِهِمْ فَاِذَامَرُّوْابِآيَةٍ فِيْهَاتَشْوِيْقٌ رَكَنُوْااِلَيْهَا طَمَعاًوَتَطَلَّعَتْ نُفُوْسُهُمْ اِلَيْهَاشَوْقاًوَظَنُّوْااَنَّهَانُصْبُ اَعْيُنِهِمْ وَاِذَامَرُّوْابِآيَةٍ فِيْهَا تَخْوِيْفٌ اَصْغَوْااِلَيْهَامَسَامِعَ قُلُوْبِهِمْ وَظَنُّوْااَنَّ زَفِيْرَجَهَنَّمَ وَشَهِيْقَهَافِي اُصُوْلِ اٰذَانِهِمْ فَهُمْ

---

(۱)لقاءاللہ صفحہ/۱۰۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حَانُوْنَ عَلیٰ اَوْسَاطِهِمْ مُفْتَرِشُوْنَ لِجِبَاهِهِمْ وَاَکُفِّهِمْ وَرُکَبِهِمْ وَاَطْرَافِ اَقْدَامِهِمْ یَطَّلِبُوْنَ اِلیٰ اللّٰهِ تَعَالیٰ فِیْ فِکَاکِ رِقَابِهِمْ .

وَاَمَّا النَّهَارُ فَحُلَمَاءُ عُلَمَاءُ قَدْ بَرَاهُمُ الْخَوْفُ بَرْیَ الْقِدَاحِ ...﴾(۱)

"رات ہوتی ہے تو اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قرآن کی آیتوں کی ٹھہر ٹھہر کر تلاوت کرتے ہیں جس سے اپنے دلوں میں غم واندوہ تازہ کرتے ہیں اور اپنے مرض کا چارہ ڈھونڈھتے ہیں جب کسی ایسی آیت پر ان کی نگاہ پڑتی ہے جس میں جنت کی ترغیب دلائی گئی ہو، تو اس کی طمع میں ادھر جھک پڑتے ہیں اور اس کے اشتیاق میں ان کے دل بے تابانہ کھینچتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں کہ وہ (پر کیف) منظر ان کی نظروں کے سامنے ہے اور جب کسی ایسی آیت پر ان کی نظر پڑتی ہے جس میں (جہنم سے) ڈرایا گیا ہو تو اس کی جانب دل کے کانوں کو جھکا دیتے ہیں اور یہ گمان کرتے ہیں کہ دوزخ کے شعلوں کی آواز اور وہاں کی چیخ پکار اُن کے کانوں کے اندر پہنچ رہی ہے، وہ (رکوع) اپنی کمریں جھکائے اور (سجدہ میں) اپنی پیشانیاں ہتھیلیاں گھٹنے اور پیروں کے کنارے (انگوٹھے) زمین پر بچھائے ہوئے اللہ سے گلوخلاصی کے لئے التجائیں کرتے ہیں۔

دن ہوتا ہے تو وہ دانشمند عالم، نیکوکار اور پرہیزگار نظر آتے ہیں..."

## اللہ سے ملاقات کے شوق کی ایک اور حالت

اللہ سے ملاقات کرنے کے شوق کی ایک اور صورت کا حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں مشاہدہ کیا جاسکتا ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

﴿اِلٰهِيْ فَاجْعَلْنَا مِنَ الَّذِیْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَارُ الشَّوْقِ اِلَیْکَ فِیْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَةُ مُحَبَّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِهِمْ فَهُمْ اِلیٰ اَوْکَارِ الْاَفْکَارِ یَاْوُوْنَ

---

(۱) نہج البلاغہ خطبہ ۳۰۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وَفِي رِيَاضِ الْقُرْبِ وَالْمُكَاشَفَةِ يَرْتَعُوْنَ وَمِنْ حِيَاضِ الْمَحَبَّةِ بِكَاسِ الْمُلَاطَفَةِ يَكْرَعُوْنَ وَشَرَايِعَ الْمُصَافَاتِ يَرِدُوْنَ قَدْ كُشِفَ الْغِطَاءُ عَنْ اَبْصَارِهِمْ وَانْجَلَتْ ظُلْمَتُ الرَّيْبِ عَنْ عَقَائِدِهِمْ وَضَمَائِرِهِمْ وَانْتَفَجَتْ مُخَالَجَةُ الشَّكِّ عَنْ قُلُوْبِهِمْ وَسَرَائِرِهِمْ وَانْشَرَحَتْ بِتَحْقِيْقِ الْمَعْرِفَةِ صُدُوْرُهُمْ وَعَلَتْ لِسَبْقِ السَّعَادَةِ فِي الزَّهادة وَهِمَمُهُمْ وَعَذُبَ فِيْ مَعِيْنِ الْمُعَامَلَةِ شِرْبُهُمْ وَطَابَ فِيْ مَجْلِسِ الْاُنْسِ سِرُّهُمْ وَاَمِنَ فِيْ مَوَاطِنِ الْمَخَافَةِ سِرْبُهُمْ وَاطْمَأَنَّتْ بِالرُّجُوْعِ اِلٰى رَبِّ الْاَرْبَابِ اَنْفُسُهُمْ وَتَيَقَّنَتْ بِالْفَوْزِ وَالْفَلَاحِ اَرْوَاحُهُمْ وَقَرَّتْ بِالنَّظَرِ اِلٰى مَحْبُوْبِهِمْ اَعْيُنُهُمْ وَاسْتَقَرَّ بِاِدْرَاكِ السُّؤْلِ وَنَيْلِ الْمَامُوْلِ قَرَارُهُمْ وَرَبِحَتْ فِيْ بَيْعِ الدُّنْيَا بِالْاٰخِرَةِ تِجَارَتُهُمْ اِلٰهِيْ مَا اَلَذَّ خَوَاطِرَ الْاِلْهَامِ بِذِكْرِكَ عَلَى الْقُلُوْبِ وَمَا اَحْلَى الْمَسِيْرَ اِلَيْكَ بِالْاَوْهَامِ فِيْ مَسَالِكِ الْغُيُوْبِ وَمَا اَطْيَبَ طَعْمُ حُبِّكَ وَمَا اَعْذَبَ شِرْبَ قُرْبِكَ فَاَعِذْنَا مِنْ طَرْدِكَ وَاِبْعَادِكَ وَاجْعَلْنَا مِنْ اَخَصِّ عَارِفِيْكَ وَاَصْلَحِ عِبَادِكَ وَاَصْدَقِ طَائِعِيْكَ وَاَخْلَصِ عُبَّادِكَ﴾(۱)

"خدایا! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میں تیرے شوق کے درخت راسخ ہو گئے ہیں اور تیری محبت کے سوز و گداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کر لیا ہے وہ فی الحال آشیانہ افکار میں پناہ لئے ہوئے ہیں اور ریاض قرب اور مکاشفات میں گردش کر رہے ہیں تیری محبت کے حوض سے سیراب ہو رہے ہیں اور تیرے اخلاص کے گھاٹ پر وارد ہو رہے ہیں ان کی نگاہوں سے پردے اٹھا دئے گئے ہیں اور ان کے دل و ضمیر سے شکوک کی تاریکیاں زائل ہو گئی ہیں ان کے عقائد سے شک و شبہ کی تاریکی محو ہو گئی ہے اور تحقیق معرفت سے ان کے سینے کشادہ ہو گئے ہیں اور سعادت

---

(۱) مفاتیح الجنان مناجات عارفین۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حاصل کرنے کے لئے زہد کی راہ میں ان کی ہمتیں بلند ہوگئی ہیں اورا طاعت کے ذریعہ سے ان کا چشمہ شیریں ہوگیا ہے مجلس انس میں ان کا باطن پاکیزہ ہوگیا ہے اورمحل خوف میں ان کا راستہ محفوظ ہوگیا ہے وہ مطمئن ہیں کہ ان کے دل رب العالمین کی طرف راجع ہیں اوران کی روحوں کو کامیابی اور فلاح کا یقین ہے اوران کی آنکھوں کو محبوب کے دیدار سے خنکی حاصل ہوگئی ہے اوران کے دلوں کو اورمدعا کے حصول سے سکون مل گیا ہے دنیا کو آخرت کے عوض بیچنے میں ان کی تجارت کامیاب ہوگئی ہے خدایا! دلوں کیلئے تیرے ذکر کا الہام کس قدر لذیذ ہے اور تیری بارگاہ کی طرف آنے میں ہر خیال کس قدر حلاوت کا احساس کرتا ہے۔ تیری محبت کا ذائقہ کتنا پاکیزہ ہے اور تیرے قُرب کا چشمہ کس قدر شیریں ہے ہمیں اپنی دوری سے بچالے اور اپنے مخصوص عارفوں اوراپنے صالح بندوں میں سے سچے اطاعت گذار اور خالص عبادت گذاروں میں قرار دینا''

ہم اس مقام پر اہل بیت علیہم السلام کی دعا اور مناجات توقف نہیں کرنا چاہتے لیکن ہم امام علی بن الحسین علیہ السلام کی مناجات کے اس جملہ کے بارے میں کچھ غوروفکر کرنا چاہتے ہیں جس جملہ سے آپ نے مناجات کا آغاز فرمایا ہے:

﴿اِلٰهِي فَاجْعَلْنَامِنَ الَّذِيْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَارُ الشَّوْقِ اِلَيْكَ فِيْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَةُ مُحَبَّتِكَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِهِمْ﴾

''خدایا! ہم کو ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میں تیرے شوق کے درخت راسخ ہوگئے ہیں اور تیری محبت کے سوز وگداز نے جن کے دلوں پر قبضہ کرلیا ہے''

بیشک اولیاء اللہ کیلئے جیسا کہ امام علیہ السلام کے کلام سے ظاہر ہوتا ہے خوبصورت باغ، طیب وطاہر ہیں اورعوام الناس سے مختلف طرح کی چیزیں صادر ہوتی ہیں:

کچھ لوگوں کے دلوں سے مکاتب اور علمی مدرسے وجود میں آتے ہیں اور علم خیر اور نور ہے بشرطیکہ اللہ سے ملاقات کا شوق باقی رہے بعض لوگوں کے سینہ تجارت گاہ، بینک اور مال ودولت کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مخزن ہوتے ہیں جن کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے اور شارش کے نقشے ہوتے ہیں اور فائدہ ونقصان کے مقام ہوتے ہیں مال اور تجارت اچھے ہیں لیکن اس شرط کے ساتھ کہ یہ کام اسکے دل کو مشغول نہ کردے اور ایسا رنج وغم نہ ہو جو اس سے جدا نہ ہوسکتا ہو کچھ لوگوں کے دل ایسی زمین ہوتے ہیں جس میں ببول کے درخت، حنگل (اندرائن جو کڑوا ہونے میں ضرب المثل ہے) زہریلے، کینہ مال پر لڑائی جھگڑا، بادشاہت اور دوسروں کیلئے کید ومکر ہوا کرتے ہیں، اور کچھ افراد کے صدور (قلوب) کھیلنے کودنے والے افعال پر ہوتے ہیں دنیا وسیع پیمانہ پر ایک گروہ کیلئے لہو ولعب ہے۔

لوگوں میں سے کچھ لوگوں کا دل دو ٹکڑوں میں تقسیم کیا گیا ہے: ایک حصہ زہر، کینہ، مکر وکید سے پر ہے اور دوسرا حصہ لہو ولعب سے لبریز ہے۔ جب پہلے حصہ کا راحت وآرام چھن جاتا ہے تو وہ دوسرے حصہ سے پناہ مانگتا ہے اور لہو ولعب سے مدد چاہتا ہے تا کہ وہ نفس کو پہلے حصہ کے عذاب سے نجات دلا سکے۔

لیکن اولیاء اللہ کے سینے اس شوق کے باغ (جیسا کہ امام زین العابدین علیہ السلام نے فرمایا ہے) کے سلسلہ میں بارونق اور طیب وطاہر میوے ہوتے ہیں کبھی ان میں شوق کے درخت جڑ پکڑ جاتے ہیں اور اس میں اپنی شاخیں پھیلا دیتے ہیں۔ اللہ سے ملاقات کا شوق ایسا امر نہیں ہے کہ اگر اس پر خواہشات نفسانی غالب آجائے یا دنیا اپنے کو زیب وزینت کے ساتھ اسکے سامنے پیش کردے تو وہ شوق ملاقات ختم ہوجائے، اور جب صاحب دنیا کیلئے دنیا تنگ ہوجاتی ہے اور وہ مشکلوں میں گھر جاتا ہے نہ تو اس شوق میں کوئی کمی آتی ہے اور نہ ہی اس کے اوراق (پتے) مرجھاتے ہیں۔

بیشک جب اللہ سے شوق ملاقات کے اشجار ان دلوں میں اپنی جڑ محکم ومضبوط کرلیتے ہیں تو تمام مشکلوں کے باوجود ہمیشہ ہرے بھرے اور پھل دیتے رہتے ہیں۔

اللہ سے ملاقات کرنے کے شوق کی حالت روح کے ہلکے ہونے کی حالت ہے اور یہ حالت سنگینی اور دنیا پر اعتماد کرنے کی حالت کے برعکس ہے جس کے سلسلہ میں قرآن کریم میں گفتگو کی گئی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے:

﴿مَالَكُمْ اِذَاقِيلَ لَكُمُ انْفِرُوافِي سَبِيلِ اللهِ اثَّاقَلْتُمْ اِلَى الْاَرْضِ اَرَضِيتُمْ بِالْحَيَاةِ الدُّنْيَامِنَ الآخِرَةِ﴾(۱)

''جب تم سے کہا گیا کہ راہ خدا میں جہاد کیلئے نکلو تو تم زمین سے چپک کر رہ گئے کیا تم آخرت کے بدلے زندگانی دنیا سے راضی ہو گئے ہو''

بیشک جب انسان دنیا سے لولگا تا ہے، اسی سے راضی ہوتا ہے اور اس پر اعتماد و بھروسہ کر لیتا ہے تو اسکا نفس بھاری اور ڈھیلا ہو جاتا ہے اور جب اسکا نفس (۲) دنیا سے آزاد ہو جاتا ہے تو ہلکا ہو جاتا ہے اور اللہ کی محبت اور اس سے شوق ملاقات کو جذب کرتا ہے۔

ہم اہل بیت سے ماثورہ دعاؤں کے بارے میں روایات کی روشنی میں محبت، شوق اور انس کی بحث کا اختتام کرتے ہیں اور اب ''محبت خدا'' کی بحث کا آغاز کرتے ہیں۔

## اللہ کیلئے خالص محبت

یہ مقولہ توحید حب کے مقولہ سے بلند ہے بیشک توحید حب اللہ کی محبت کے علاوہ دوسری محبتوں کی نفی نہیں کرتی ہے لیکن اللہ کی محبت کو دوسری محبتوں پر غلبہ دیتی ہے پس اللہ کی محبت حاکم اور غالب ہے:

﴿وَالَّذِيْنَ آمَنُوااَشَدُّ حُبًّالِلّٰهِ﴾(۳)

''ایمان والوں کی تمام تر محبت خدا سے ہوتی ہے''

---

(۱) سورۂ توبہ آیت ۳۸۔

(۲) دنیا سے آزاد ہونے کا مطلب اس کو ترک کر دینا نہیں ہے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی دنیا سے آزاد تھے لیکن پھر بھی اپنی دعوت کے سلسلہ میں دنیا کا سہارا لیتے تھے''

(۳) سورۂ بقرہ آیت ۱۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ ایمان کی شرطوں میں سے ایک شرط اور توحید کی شقوں میں سے ایک شق ہے۔

لیکن اللہ سے خالص محبت، اللہ کے علاوہ دوسروں سے کی جانے والی محبت کی نفی کرتی ہے لیکن اگر محبت خدا (الحب للہ، البغض للہ) کے ساتھ باقی رہے۔ یہ ایمان اور توحید کی شان میں سے نہیں ہے، لیکن صدیقین اور ان کے مقامات کی شان ہے۔

بیشک خداوند عالم اپنے اولیاء اور نیک بندوں کے دلوں کو اپنی محبت کے علاوہ دوسروں کی محبت سے خالی کرنے پر متمکن کر دیتا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿القلب حرم الله فلا تسكن حرم الله غير الله﴾(۱)

''دل اللہ کا حرم ہے اور اللہ کے حرم میں اللہ کے علاوہ کوئی اور نہیں رہ سکتا ہے''

یہ دل کی مخصوص صفت ہے چونکہ اعضاء و جوارح انسان کی زندگی میں مختلف قسم کے کام انجام دیتے ہیں جن کو خداوند عالم نے اس کیلئے مباح قرار دیا ہے اور ان کو بجالانے کی اجازت دی ہے لیکن دل اللہ کا حرم ہے اور اس میں اللہ کے علاوہ دوسرے کی محبت کا حلول کرنا سزاوار نہیں ہے۔

روایت میں دل کی حرم سے تعبیر کرنے کے متعلق نہایت ہی دقیق نکتہ ہے بیشک حرم کا علاقہ امن وامان کا علاقہ ہے اور اسکا دروازہ ہر اجنبی آدمی کیلئے بند رہتا ہے اور اس میں رہنے والوں کو کوئی ڈر وخوف نہیں ہوتا اور نہ ہی اس میں کوئی اجنبی داخل ہوسکتا ہے اسی طرح دل اللہ کا امن وامان والا علاقہ ہے اس میں اللہ کی محبت کے علاوہ کسی اور کی محبت داخل نہیں ہوسکتی اور اس میں اللہ کی محبت کو کوئی برائی یا خوف پیش نہیں آسکتا ہے۔

صدیقین اور اولیاء اللہ سے خالص محبت کرنے والے بندے ہیں اللہ کی محبت اور دوسروں

---

(۱) بحار الانوار جلد ۷۰ صفحہ ۲۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کی محبت کو ایک ساتھ جمع نہیں کیا جا سکتا ہاں اللہ کی محبت کے زیر سایہ تو دوسروں کی محبت ہو سکتی ہے۔

ہم مندرجہ ذیل حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی مناجات میں محبت کی سوزش اور محبت میں صدق اخلاص دیکھتے ہیں:

﴿سَيِّدِي اِلَيْکَ رَغْبَتِی،وَاِلَيْکَ رَهْبَتِی،وَاِلَيْکَ تَأمِيْلِي وَقَدْ سَاقَنِي اِلَيْکَ اَمَلِي وَعَلَيْکَ يَاوَاحِدِي عَکَفَتْ هِمَّتِي وَفِيْمَاعِنْدَکَ انْبَسَطَتْ رَغْبَتِي وَلَکَ خَالِصِ رَجَائِي وَخَوْفِي وَبِکَ اَنِسَتْ مَحَبَّتِي وَاِلَيْکَ اَلْقَيْتُ بِيَدِي وَبِحَبْلِ طَاعَتِکَ مَدَدْتُ رَهْبَتِي يَامَوْلَايَ بِذِکْرِکَ عَاشَ قَلْبِي وَبِمُنَاجَاتِکَ بَرَّدْتُ اَمَلَ الْخَوْفِ عَنِّي...﴾(۱)

''میرے مالک میری تیری ہی طرف رغبت ہے اور تجھی سے خوف تجھی سے امید رکھتا ہے،اور تیری ہی طرف امید کھینچ کر لے جاتی ہے،میری ہمت تیری ہی جناب میں ٹھہر گئی ہے اور تیری نعمتوں کی طرف میری رغبت پھیل گئی ہے خالص امید اور خوف تیری ہی ذات سے وابستہ ہے محبت تجھی سے مانوس ہے اور ہاتھ تیری ہی طرف بڑھایا ہے اور اپنے خوف کو تیری ہی ریسمان ہدایت سے ملا دیا ہے خدایا میرا دل تیری ذات سے زندہ ہے اور میرا درد خوف تیری مناجات سے ٹھہرا ہے''

امام علیہ السلام مناجات کے اس ٹکڑے میں اپنی رغبت،رہبت،اور آرزو تمام چیزوں کو اللہ سے مربوط کرتے ہیں اور خدا کی عطا کردہ ہمت کے ذریعہ ان سب کے پابند تھے آپ خالص طور پر خدا سے امید رکھتے تھے اور اسی سے خوف کھاتے تھے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے:

﴿احبّو االله من کلّ قلوبکم﴾(۲)

---

(۱) دعائے ابوحمزہ ثمالی۔

(۲) کنز العمال جلد۴۷ صفحہ۴۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"تم اللہ سے اپنے پورے دلوں کے ساتھ دوستی کرو"

اورحضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مروی دعامیں آیا ہے:

﴿اللھم انّي أسألک ان تملاقلبي حبّالک وخشیة منک،وتصدیقالک وایمانابک وفرقاًمنک وشوقاالیک﴾(۱)

"بارالہا میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے دل کو اپنی محبت،خوف،تصدیق ایمان اور اپنے شوق سے لبریز فرمادے"

اگراللہ سے محبت اوراس سے شوق ملاقات سے بندہ کا دل لبریز ہوجائے تو پھراس میں اللہ سے محبت کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت کی کوئی خالی جگہ ہی باقی نہیں رہ جاتی مگر یہ کہ محبت اس خدا کی محبت کے طول میں اوراسی کی محبت کے نتیجہ پرکہ محبت بھی درحقیقت اللہ کی محبت ہے اوراسی شوق کا نتیجہ ہے۔

ماہ رمضان کے آجانے پرحضرت امام صادق علیہ السلام کی دعا کاایک حصہ یہ ہے:

﴿صلّ علیٰ مُحَمَّدٍوَآل مُحَمَّدٍوَاشْغَلْ قَلْبِیْ بِعَظِیْمِ شَانِکَ،وَاَرْسَلَ مُحَبَّتَکَ اِلَیْهِ حَتّیٰ اَلْقَاکَ وَاَوْدَاجِي تَشْخَبُ دَماً﴾(۲)

"خدایا! محمد وآل محمد پر درود بھیج اپنی شان کی عظمت کے صدقہ میں میرے دل کو اپنی یاد میں مصروف رکھ میرے دل میں اپنی محبت ڈال دے تاکہ میں تجھ سے خون میں غلطاں حالت میں ملاقات کروں"

اس کا مطلب خداوند عالم کیلئے خالص محبت کرنا ہے چونکہ خدا کی محبت دل کو مصروف کرنے والا کام ہے اوراس سے جدانہ ہونے والا امر ہے۔

---

(۱)بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۹۔

(۲)بحارالانوار جلد ۹۷ صفحہ ۳۳۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## بندہ سے متعلق خداوند عالم کی حمیت

بیشک اللہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہے اور محبت کی ایک خصوصیت غیرت ہے وہ غیور بندوں کے دلوں میں ہوتی ہے بندے اللہ سے خالص محبت کریں اور اس کے علاوہ کسی دوسرے سے محبت نہ کریں اور بندوں کو اپنے دل میں دوسروں کی محبت داخل کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

روایت میں آیا ہے کہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام نے اپنے رب سے وادی مقدس میں مناجات کرتے ہوئے عرض کیا اے پروردگار:

﴿اني اخلصت لک المحبّة منّي وغسلت قلبي ممّن سواک﴾(۱)

''میں صرف تیرا مخلص ہوں اور تیرے علاوہ کسی اور سے محبت نہیں کرتا'' اور مجھے اپنے اہل وعیال سے شدید محبت ہے خداوند عالم نے فرمایا۔اگر تم مجھ سے خالص محبت کرتے ہو تو اپنے اہل وعیال کی محبت اپنے دل سے الگ کردو''

اللہ کی اپنے بندے پر یہ مہربانی ہے کہ وہ اپنے بندے کے دل سے غیر کی محبت کو زائل کردیتا ہے اور جب خداوند عالم اپنے بندے کو اپنے علاوہ کسی اور سے محبت کرتے ہوئے پاتا ہے تو اس کی محبت کو بندے سے سلب کردیتا ہے یہاں تک کہ بندہ کا دل اس کی محبت کیلئے خالص ہوجاتا ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی دعا میں آیا ہے:

﴿انت الذي ازلت الاغيار عن قلوب احبّائک حتیٰ لم يحبّوا سواک ماذا وجد مَن فقدک وماالذی فقد مَن وجدک لقدخاب من رضي دونک بدلاً''(۲)

''تو نے اپنے محبوں کے دلوں سے غیروں کی محبت کو اس حد تک دور کردیا کہ وہ تیرے علاوہ

---

(۱) بحارالانوار جلد ۸۳ صفحہ ۲۳۶۔

(۲) بحارالانوار جلد ۹۸ صفحہ ۲۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کسی سے محبت ہی نہیں کرتے۔جس نے تجھے کھودیا اس نے کیا پایا؟ اور جس نے تجھے پالیا اس نے کیا کھویا؟ جو شخص تیرے علاوہ کسی اور سے راضی ہوا وہ نامرادرہا''

ہمارے لئے اس سلسلہ میں اس تربیت کرنے والی خاتون کا واقعہ نقل کرنا بہتر ہے جس کو شیخ حسن البنا نے اپنی کتاب ''مذاکرات الدعوۃ والداعیۃ'' میں نقل کیا ہے۔حسن البنّا کہتے ہیں: شیخ سلبی (مصر کے علم عرفان اور اخلاق کی بڑی شخصیت) کو خداوند عالم نے ان کی آخری عمر میں ایک بیٹی عطا کی شیخ اس سے بہت زیادہ محبت کرتے تھے یہاں تک کہ آپ اس سے جدا نہیں ہوتے تھے وہ جوں جوں جوان اور بڑی ہورہی تھی شیخ کی اس سے محبت میں اضافہ ہوتا جارہا تھا شیخ بنّا نے اپنے کچھ ساتھیوں کے ہمراہ ایک شب پیغمبر اکرم کی شب ولادت شیخ شلبی کے گھر کے نزدیک ایک خوشی کی محفل سے لوٹنے کے بعد شیخ شلبی سے ملاقات کی جب وہ چلنے لگے تو شیخ نے مسکرا کر کہا: انشاءاللہ کل تم مجھ سے اس حال میں ملاقات کروگے کہ جب ہم روحیہ کو دفن کرینگے۔

روحیہ ان کی وہی اکلوتی بیٹی تھی جو شادی کے گیارہ سال بعد خداوند عالم نے ان کو عطا کی تھی اور جس سے آپ کام کرتے وقت بھی جدا نہیں ہوتے تھے اب وہ جوان ہو چکی تھی اس کا نام روحیہ اس لئے رکھا تھا کیونکہ وہ ان کیلئے روح کی طرح تھی۔

بنّا کہتے ہیں کہ: ہم نے اُن سے روتے ہوئے سوال کیا کہ اس کا انتقال کب ہوا؟ شیخ نے شلبی نے کہا آج مغرب سے کچھ دیر پہلے۔ہم نے عرض کیا: تو آپ نے ہم کو کیوں نہیں بتایا تا کہ ہم دوسرے گھر سے تشیع کی جماعت کے ساتھ نکلتے۔؟ شیخ نے کہا: کیا ہوا؟ ہمارا رنج وغم کم ہو گیا غم خوشی میں بدل گیا۔کیا تم کو اس سے بڑی نعمت چاہئے تھی؟

گفتگو شیخ کے صوفیانہ درس میں تبدیل ہوگئی اور وہ اپنی بیٹی کی وفات کی وجہ یہ بیان کرنے لگے کہ خداوند عالم ان کے دل پر غیرت سے کام لینا چاہتا تھا کیونکہ خداوند عالم کو اپنے نیک بندوں کے دلوں کے سلسلہ میں اسی بات سے غیرت آتی ہے کہ وہ کسی دوسرے سے وابستہ ہوں یا کسی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دوسرے کی طرف متوجہ ہوں۔انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی مثال پیش کی جن کا دل اسماعیل علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوند عالم نے ان کو اسماعیل کو ذبح کرنے کا حکم دیدیا اور حضرت یعقوب علیہ السلام جن کا دل حضرت یوسف علیہ السلام میں لگ گیا تھا تو خداوند عالم نے حضرت یوسفؑ کو کئی سال تک دور رکھا اس لئے انسان کے دل کو خداوند عالم کے علاوہ کسی اور سے وابستہ نہیں ہونا چاہئے ورنہ وہ محبت کے دعوے میں جھوٹا ہوگا۔

پھر انھوں نے فضیل بن عیاض کا قصہ چھیڑا جب انھوں نے اپنی بیٹی کے ہاتھ کا بوسہ لیا تو بیٹی نے کہا بابا کیا آپ مجھے بہت زیادہ دوست رکھتے ہیں؟ تو فضیل نے کہا: ہاں۔بیٹی نے کہا: خدا کی قسم میں آج سے پہلے آپ کو جھوٹا نہیں سمجھتی تھی۔فضیل نے کہا: کیسے اور میں نے کیوں جھوٹ بولا؟ بیٹی نے کہا کہ: میں سوچتی تھی کہ آپ خداوند عالم کے ساتھ اپنی اس حالت کی بنا پر خدا کے ساتھ کسی کو دوست نہیں رکھتے ہوں گے۔تو فضیل نے رو کر کہا کہ: اے میرے مولا اور آقا چھوٹے بچوں نے بھی تیرے بندے کی ریاکاری کو ظاہر کر دیا۔ایسی باتوں کے ذریعہ شیخ شلبی ہم سے روحیہ کے غم کو دور کرنا چاہتے تھے اور اس کی مصیبت کے درد والم سے ہونے والے غم کو ہم سے برطرف کرنا چاہتے تھے ہم نے ان کو خدا حافظ کہا اور اگلے دن صبح کے وقت روحیہ کو دفن کر دیا گیا ہم نے گریہ وزاری کی کوئی آواز نہ سنی بلکہ صرف صبر وتسلیم ورضا کے مناظر کا مشاہدہ کیا۔

## اللہ کیلئے اور اللہ کے بارے میں محبت

اب ہم مندرجہ ذیل سوال کا جواب بیان کریں گے اللہ کیلئے خالص محبت کے یہ معنی فطرت انسان کے خلاف ہیں چونکہ اللہ نے انسان کو متعدد چیزوں سے محبت اور متعدد چیزوں سے کراہت کرنے والی فطرت دے کر خلق کیا ہے اور اس معنی میں اللہ سے خالص محبت کرنے کا مطلب یہ ہے انسان کی اس فطرت کے خلاف محافظت کرے جس فطرت پر اللہ نے اس کو خلق کیا ہے؟

جواب: اللہ سے خالص محبت کرنے کا مقصد انسانی فطرت کا انکار کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



مطلب یہ ہے کہ جن چیزوں سے اللہ محبت کرتا ہے اور جن چیزوں کو ناپسند کرتا ہے ان کی محبت اور کراہت کی توجیہ کرنا ہے لہٰذا پروردگار عالم اپنے بندے اور کلیم حضرت موسیٰ بن عمران سے ان کے اہل کی محبت ان کے دل سے نکلوانا نہیں چاہتا ہے بلکہ خداوند عالم یہ چاہتا ہے کہ ان کے اہل وعیال کی محبت خداوند عالم کی محبت کے زیر سایہ ہو اور ہر محبت کیلئے بندے کے دل میں وہی ایک منبع ومصدر ہونا چاہئے دوسرے لفظوں میں: بیشک پروردگار عالم اپنے بندے اور کلیم موسیٰ بن عمران سے یہ چاہتا ہے کہ ہر محبت کو اللہ کی محبت کے منبع اور مصدر سے مربوط ہونا چاہئے اس وقت بندے کی اپنے اہل وعیال سے محبت تعظیم کیلئے ہوگی یہی اس کا دقیق مطلب ہے اور تربیت کا بہترین اور عمدہ طریقہ ہے اور اسی طریقہ تک صرف اسی کی رسائی ہوسکتی ہے جس کو اللہ نے اپنی محبت کیلئے مخصوص کرلیا ہے اور اس کو منتخب کرلیا ہے بیشک رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ پاک وپاکیزہ اور طیب وطاہر تھے آپ کا فرمان ہے میں دنیا کی تین چیزوں سے محبت کرتا ہوں: عورت خوشبو اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز ہے۔(۱)

بیشک یہ وہ محبت ہے جو اللہ کی محبت کے زیر سایہ جاری رہتی ہے اور ان تینوں میں رسولؐ خدا سب سے زیادہ نماز سے محبت کرتے تھے اس لئے کہ نماز ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے بیشک نماز سے رسول اللہ ﷺ کی محبت اللہ کی محبت کے زیر سایہ جاری تھی۔

پس اللہ سے محبت کرنے میں انسان کی فطرت میں کوئی خلل واقع نہیں ہوتا ہے جس فطرت پر اللہ نے انسان کو خلق کیا ہے۔ بلکہ جدید معیار وملاک کے ذریعہ حیات انسانی میں محبت اور عداوت کے نقشہ کو اسی نظام کے تحت کرنا ہے جس کو اسلام نے بیان کیا ہے۔

انسان کی فطری محبت خود اسکے مقام پر باقی ہے لیکن جدید طریقہ کی وجہ سے اللہ کی تعظیم وتکریم کرنا ہے۔

---

(۱) الخصال صفحہ/۱۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس بنیاد پر اللہ کیلئے محبت اور اللہ کے سلسلہ میں محبت کی قیمت کیلئے اسلامی روایات میں بہت زیادہ زور دیا گیا ہے۔

حضرت امیرالمومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿المحبّة للّٰه اقرب نسب﴾(۱)

''خدا سے محبت سب سے نزدیکی رشتہ داری ہے''

اور حضرت علی علیہ السلام کا ہی فرمان ہے:

﴿المحبّة في اللّٰه آكد من وشيج الرحم﴾(۲)

''خدا سے محبت خونی رشتہ داری سے بھی زیادہ مضبوط ہے''

یہ تعبیر بہت دقیق ہے اور ایک اہم فکر کی طلبگار ہے۔ بیشک لوگوں کے اپنی زندگی میں بہت گہری رشتہ داری اور تعلقات ہوتے ہیں۔ ان تمام تعلقات میں رشتہ داری کے تعلقات بہت زیادہ معتبر ہیں، اور اللہ تعالی کی محبت کی رشتہ داروں کی محبت سے زیادہ محبت کی تاکید کی گئی ہے جب انسان اپنی محبت اور تعلقات رشتہ داری کے ذریعہ قائم کرلے۔ اسی محبت سے اور عداوت کی وجہ سے رشتہ داری کامل اور ناقص ہوگی۔

رشتہ داروں کی محبت پر اس لئے زیادہ زور دیا گیا ہے کہ جب اللہ کے علاوہ کسی اور سے محبت ہوگی تو اس محبت میں تغیر و تبدل ہوگا اور خلل واقع ہوگا۔ اسی وجہ سے بعض لوگوں کے تاثرات دوسرے بعض لوگوں سے مختلف ہوتے ہیں لیکن جب انسان اپنے بھائی سے اللہ کیلئے محبت کرے گا تو وہ بہت زیادہ قوی محبت ہوگی اور یہ محبت مختلف اور ایک دوسرے کیلئے متضاد محبت سے کہیں زیادہ مؤثر ہوگی۔

---

(۱) میزان الحکمۃ جلد۲ ص ۲۲۳۔

(۲) میزان الحکمۃ جلد۲ صفحہ ۲۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اللہ کیلئے خالص محبت صرف انسان کے فطری تعلقات کی نفی نہیں کرتی بلکہ انسان پر اس بات پر زور دیتی ہے اور اس کے ذہن میں یہ بات راسخ کرتی ہے کہ اس محبت کو ایک بڑے منبع کے تحت منظّم کرے جس کو ہر صدیق اور ولی خدا نے منظّم و مرتب کیا ہے۔ پس اللہ کے نزدیک لوگوں میں وہ شخص زیادہ افضل ہوگا جو اپنے بھائی سے اللہ کی محبت کے زیر سایہ محبت کرے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے:

﴿ما التقی مؤمنان قط الا کان افضلهما اشدّهما حبّا لاخیه﴾(۱)

''مومن جب بھی آپس میں ملیں گے تو ان میں وہ افضل ہوگا جو اپنے بھائی سے بہت زیادہ محبت کرتا ہو''

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہی فرمان ہے:

﴿انّ المتحابین فی اللّٰه یوم القیامة علی منابر من نور، قد اضاء نور اجسادهم ونور منابرهم کلّ شیء حتی یُعرفوا به، فیُقال: هؤلاء المتحابّون فِي اللّٰه﴾(۲)

''اللہ کی محبت میں فنا ہوجانے والے قیامت کے دن نور کے منبروں پر ہوں گے ان کے اجساد اور ان کے منبروں کے نور کی روشنی سے ہر چیز روشن ہوگی یہاں تک کہ ان کا تعارف بھی اسی نور کے ذریعہ ہوگا۔ پس کہا جائیگا: یہ لوگ اللہ کی محبت میں فناء فی اللہ ہوگئے ہیں''

روایت کی گئی ہے کہ پروردگار عالم نے موسیٰ بن عمران علیہ السلام سے کہا:

﴿هل عملت لي عملاً؟ قال: صلّیت لک وصمت، وتصدّقت وذکرت لک، فقال اللّٰه تبارک وتعالیٰ: امّا الصلاة فلک برهان، والصوم جُنّة، والصدقة ظلّ، والذکر نور، فأي عمل عملت لی؟ قال موسیٰ: دلّنی علی العمل الذي هو

---

(۱) بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۳۹۸

(۲) بحار الانوار جلد ۷۴ ص ۳۹۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



لک. قال: یاموسیٰ، هل والیت لي ولیّاوهل عادیت لي عدوّاًقطّ؟فعلم موسیٰ انّ افضل الاعمال الحبّ فی اللّٰه والبغض في اللّٰه﴾(۱)

''کیاتم نے میرے لئے کوئی عمل انجام دیا ہے؟ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا: میں نے تیرے لئے نماز پڑھی ہے، روزہ رکھا ہے، صدقہ دیا ہے اور تجھ کو یاد کیا ہے پروردگار عالم نے فرمایا: نماز تمہارے لئے دلیل ہے، روزہ سپر ہے صدقہ سایہ اور ذکر نور ہے پس تم نے میرے لئے کونسا عمل انجام دیا ہے؟ حضرت موسیٰ نے عرض کیا: ہر وہ چیز جس پر عمل کا اطلاق ہوتا ہے وہ تیرے لئے ہے خداوند عالم نے فرمایا: کیاتم نے کسی کو میرے لئے ولی بنایا اور کیا تم نے کسی کو میرا دشمن بنایا ہرگز؟ تو موسیٰؑ کو یہ معلوم ہوگیا کہ سب سے افضل عمل اللہ کی محبت اور بغض میں فنا ہو جانا ہے''

حدیث بہت دقیق ہے نماز کیلئے امکان ہے کہ انسان اسکو اللہ کی محبت کے عنوان سے پیش کرے یا ممکن ہے نماز کو اپنے لئے جنت میں دلیل کے عنوان سے پیش کرے۔ روزہ کو ممکن ہے انسان اللہ کی محبت کیلئے مقدم کرے اور ممکن ہے اسکو اپنے لئے جہنم کی آگ سے سپر قرار دے لیکن اولیاء اللہ کی محبت اور اللہ کے دشمنوں سے برائت اللہ کی محبت کے بغیر نہیں ہوسکتی ہے۔

## محبت کا پہلا سرچشمہ

ہم اللہ کی محبت کیلئے کہاں سے سیراب ہوں؟ ہماری اس بحث میں یہ سوال بہت اہم ہے۔ جب ہم اللہ کی محبت کی قیمت سے متعارف ہوگئے تو ہمارے لئے اس چیز سے متعارف ہونا بھی ضروری ہے کہ ہم اس محبت کو کہاں سے اخذ کریں اور اسکا سرچشمہ ومنبع کیا ہے؟

اس سوال کا مجمل جواب یہ ہے کہ اس محبت کا سرچشمہ ابتدا وانتہاء اللہ تبارک وتعالیٰ ہے۔

اس مجمل جواب کی تفصیل بیان کرنا ضروری ہے اور تفصیل یہ ہے:

---

(۱) بحارالانوار جلد ۶۹ ص ۲۵۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## ا۔اللہ اپنے بندوں کودوست رکھتا ہے

بیشک اللہ اپنے بندوں کودوست رکھتا ہے،ان کورزق دیتا ہے،ان کوکپڑا پہناتا ہے،ان کو بے انتہا مال ودولت عطا کرتا ہے،ان کومعاف کرتا ہے،ان کی توبہ قبول کرتا ہے،ان کوسیدھا راستہ دکھاتا ہے،ان کوتوفیق عطا کرتا ہے،ان کواپنے صراط مستقیم کی طرف ہدایت کرتا ہے،ان کواپنی رعایا کا ولی بناتا ہے اوران پرفضیلت دیتا ہے،ان سے برائی اورشرکودورکرتا ہے یہ سب محبت کی نشانیاں ہیں۔

## ۲۔ان کواپنی محبت والفت عطا کرتا ہے

اللہ کی بندوں کیلئے یہ محبت ہے کہ وہ ان (بندوں) سے محبت کرتا ہے اوران کواپنی محبت کا رزق عطا کرتا ہے۔محبت کا یہ حکم بڑا عجیب وغریب ہے بیشک محبت کادینے والا وہ خدا ہے جواپنے بندوں سے محبت سے ملاقات کرتا ہے ان کوجذبہ عطا کرتا ہے پھراس جذبہ کے ذریعہ ان کومجذوب کرتا ہے۔

ہم یہ مشاہدہ کرچکے ہیں کہ ماثورہ روایات اوردعاؤں میں اس مطلب کی طرف متعددمرتبہ ارشارہ کیا گیا ہے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام بارہویں مناجات میں فرماتے ہیں:

﴿اِلٰهي فَاجْعَلْنَامِنَ الَّذِيْنَ تَرَسَّخَتْ اَشْجَا رُالشَّوْقِ اِلَيْکَ فِيْ حَدَائِقِ صُدُوْرِهِمْ وَاَخَذَتْ لَوْعَتُ مُحَبَّتِکَ بِمَجَامِعِ قُلُوْبِهِمِ﴾

''خدایا!ہمیں ان لوگوں میں قرار دے جن کے دلوں کے باغات میں تیرے شوق کے درخت راسخ ہوگئے ہیں اورتیری محبت کے سوز وگداز نے جن کے دلوں پرقبضہ کرلیا ہے''

ہم اس دعا کی پہلے شرح بیان کرچکے ہیں۔

چودھویں مناجات میں آیا ہے:﴿اَسْأَلُکَ اَنْ تَجْعَلَ عَلَيْنَاوَاقِيَةً تُنْجِيْنَا مِنَ الْهَلَکَاتِ،وَتُجَنِّبُنَامِنَ الْآفَاتِ،وَ تُکِنُّنَامِنْ دَوَاهِيِ الْمُصِيبَاتِ،وَاَنْ تُنْزِلَ عَلَيْنَامِنْ سَکِيْنَتِکَ،وَاَنْ تُغَشِّيَ وُجُوهَنَابِاَنْوَارِمَحَبَّتِکَ،وَاَنْ تُؤْوِيَنَااِلٰی شَدِيدِرُکْنِکَ،وَاَنْ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تَحُوِيۡنَا فِي اَكۡنَافِ عِصۡمَتِكَ، بِرَاْفَتِكَ وَرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرّٰاحِمِيۡنَ﴾

''ہمارے لئے وہ تحفظ قرار دیدے جو ہمیں ہلاکتوں سے بچا لے اور آفتوں سے محفوظ کر کے مصیبتوں سے اپنی پناہ میں رکھے۔ ہم پر اپنا سکون نازل کردے اور ہمارے چہروں پر اپنی محبت کی تابانیوں کا غلبہ کردے۔ ہم کو اپنے مستحکم رکن کی پناہ میں لے لے اور ہم کو اپنی مہربانیوں کی عصمت کے زیر سایہ محفوظ بنادے''

پندرھویں مناجات (زاہدین) میں آیا ہے:

﴿اِلٰهِي فَزَهِّدۡنَا فِيۡهَا وَسَلِّمۡنَا مِنۡهَا بِتَوۡفِيۡقِكَ وَعِصۡمَتِكَ، وَانۡزِعۡ عَنَّا جَلاَبِيۡبَ مُخَالَفَتِكَ، وَتَوَلَّ اُمُوۡرَنَا بِحُسۡنِ كِفَايَتِكَ، وَاَجۡمِلۡ صِلاَتِنَا مِنۡ فَيۡضِ مَوَاهِبِكَ، وَاَغۡرِسۡ فِيۡ اَفۡئِدَتِنَا اَشۡجَارَ مَحَبَّتِكَ وَاَتۡمِمۡ لَنَا اَنۡوَارَ مَعۡرِفَتِكَ، وَاَذِقۡنَا حَلاَوَةَ عَفۡوِكَ وَلَذَّةَ مَغۡفِرَتِكَ، وَاَقۡرِرۡ اَعۡيُنَنَا يَوۡمَ لِقَائِكَ بِرُؤۡيَتِكَ، وَاَخۡرِجۡ حُبَّ الدُّنۡيَا مِنۡ قُلُوۡبِنَا كَمَا فَعَلۡتَ بِالصَّالِحِيۡنَ مِنۡ صَفۡوَتِكَ، وَالۡاَبۡرَارِ مِنۡ خَاصَّتِكَ بِرَحۡمَتِكَ يَا اَرۡحَمَ الرّٰاحِمِيۡنَ﴾

''خدایا ہم کو اس دنیا میں زہد عطا فرما اور اس کے شر سے محفوظ فرما اپنی توفیق اور عصمت کے ذریعہ ہم سے اپنی مخالفت کے لباس اتروادے اور ہمارے امور کا تو ہی ذمہ دار بن کران کی بہترین کفایت فرما اپنی وسیع رحمت سے مزید عطا فرما اور اپنے بہترین عطایا سے ہمارے ساتھ اچھے اچھے برتاؤ کرنا اور ہمارے دلوں میں اشجار محبت بٹھادے اور ہمارے لئے انوار معرفت کو مکمل کردے اور ہمیں اپنی معافی کی حلاوت عطا فرما اور ہمیں مغفرت کی لذت سے آشنا بنادے ہماری آنکھوں کو روز قیامت اپنے دیدار سے ٹھنڈا کردینا اور ہمارے دلوں سے دنیا کی محبت نکال دینا جیسے تو نے اپنے نیک اور منتخب اور تمام مخلوقات میں نیک کردار لوگوں کے ساتھ سلوک کیا ہے اور اپنی رحمت کے سہارے اے ارحم الراحمین''

آخر میں ہم اس مطلب کی تکمیل کیلئے سید ابن طاوٴس کی نقل کی ہوئی روز عرفہ پڑھی جانے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



والی امام حسین علیہ السلام کی دعا نقل کررہے ہیں:

﴿کیف یستدل علیک بماھو فی وجودہ مفتقر الیک اَیَکُوْنُ لِغَیْرِکَ مِنَ الظُّهُوْرِمَالَیْسَ لَکَ حتیٰ یَکُوْنَ هُوَالْمُظْهِرَلَکَ مَتیٰ غِبْتَ حَتّیٰ تَحْتَاجَ اِلیٰ دَلِیْلٍ یَدُلُّ عَلَیْکَ وَمَتیٰ بَعُدَتْ حَتیٰ تَکُوْنَ الآثَارُهِیَ الَّتِیْ تُوْصِلُ اِلَیْکَ عَمِیَتْ عَیْنٌ لَاتَرَاکَ عَلَیْهَارَقِیْباًوَخَسِرَتْ صَفْقَتُهُ عَبْدٍلَمْ تَجْعَلْ لَهُ مِنْ حُبِّکَ نَصِیْبا...فَاهْدِنِیْ بِنُوْرِکَ اِلَیْکَ،وَاَقِمْنِیْ بِصِدْقِ الْعُبُوْدِیَّةِ بَیْنَ یَدَیْکَ...وَصُنّیْ بِسِتْرِکَ الْمَصُوْنِ...وَاسْلُکْ بِیْ مَسْلَکَ اَهْلَ الْجَذْبِ،اِلٰهِیْ اَغْنِنِیْ بِتَدْبِیْرِکَ لِیْ عَنْ تَدْبِیْرِیْ،وَبِاخْتِیَارِکَ عَنْ اِخْتِیَارِیْ وَاَوْقِفْنِیْ عَنْ مَرَاکِزِ اِضْطِرَارِیْ...أَنْتَ الَّذِیْ اَشْرَقْتَ الْاَنْوَارَفِیْ قُلُوْبِ أَوْلِیَائِکَ حَتّٰی عَرَفُوْکَ وَوَحَّدُوْکَ .وَاَنْتَ الَّذِیْ أَزَلْتَ الْاَغْیَارَعَنْ قُلُوْبِ اَحِبَّائِکَ حَتّیٰ لَمْ یُحِبُّوْاسِوَاکَ وَلَمْ یَلْجَوُْااِلیٰ غَیْرِکَ اَنْتَ الْمُوْنِسُ لَهُمْ حَیْثُ اَوْحَشَتْهُمُ الْعَوَالِمُ وَاَنْتَ الَّذِیْ هَدَیْتَهُمْ حَیْثُ اِسْتَبَانَتْ لَهُمُ الْمَعَالِمُ .مَاذَاوَجَدَمَنْ فَقَدَکَ ؟وَمَاالَّذِیْ فَقَدَ مَنْ وَجَدَکَ ؟لَقَدْ خَابَ مَنْ رَضِیَ دُوْنَکَ بَدَلاً،وَلَقَدْخَسِرَمَنْ بَغیٰ عَنْکَ مُتَحَوِّلاً کَیْفَ یُرْجیٰ سِوَاکَ وَاَنْتَ مَاقَطَعْتَ الْاِحْسَانَ؟وَکَیْفَ یُطْلَبُ مِنْ غَیْرِکَ وَاَنْتَ مَا بَدَّلْتَ عَادَةَ الْاِمْتِنَانِ ؟یَامَنْ اَذَاقَ اَحِبَّائَهُ حَلَاوَةَ الْمُوَانَسَةَ فَقَامُوْابَیْنَ یَدَیْهِ مُتَمَلِّقِیْنَ وَیَامَنْ اَلْبَسَ اَوْلِیَائَهُ مَلْبَسَ هَیْبَتِهِ فَقَامُوْابَیْنَ یَدَیْهِ مُسْتَغْفِرِیْنَ...اِلٰهِیْ اَطْلُبْنِیْ بِرَحْمَتِکَ حَتّیٰ اَصِلَ اِلَیْکَ،وَاجْذُبْنِیْ بِمَنِّکَ حَتّیٰ اُقْبِلَ عَلَیْکَ﴾(۱)

---

(۱) بحار الانوار ج ۹۸ ص ۲۲۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"میں ان چیزوں کو کس طرح راہنما بناؤں جو خود ہی اپنے جود میں تیری محتاج ہیں کیا تیرے کسی شئی کو تجھ سے بھی زیادہ ظہور حاصل ہے کہ وہ دلیل بن کر تجھ کو ظاہر کر سکے تو کب ہم سے غائب رہا ہے کہ تیرے لئے کسی دلیل اور راہنمائی کی ضرورت ہو، اور کب ہم سے دور رہا ہے کہ آثار تیری بارگاہ تک پہنچانے کا ذریعہ بنیں وہ آنکھیں اندھی ہیں جو تجھے اپنا نگراں نہیں سمجھ رہی ہیں اور وہ بندہ اپنے معاملاتِ حیات میں سخت خسارہ میں ہے جسے تیری محبت کا کوئی حصہ نہیں ملا... تو اپنی طرف اپنے نور سے میری ہدایت فرما، اور مجھ کو اپنی سچی بندگی کے ساتھ اپنی بارگاہ میں حاضری کی سعادت کرامت فرما... اور اپنے محفوظ پردوں سے میری حفاظت فرما... اور جذب وکشش رکھنے والوں کے مسلک پر چلنے کی توفیق عطا فرما اپنی تدبیر کے ذریعہ مجھے میری تدبیر سے بے نیاز کر دے اور اپنے اختیار کے ذریعہ میرے اختیار اور انتخاب سے مستغنی بنا دے اور اضطرار واضطراب کے مواقع کی اطلاع اور آگاہی عطا فرما... تو ہی وہ ہے جس نے اپنے دوستوں کے دلوں میں انوار الوہیت کی روشنی پیدا کر دی تو وہ تجھے پہچان گئے اور تیری وحدانیت کا اقرار کرنے لگے اور تو ہی وہ ہے جس نے اپنے محبوں کے دلوں سے اغیار کو نکال کر باہر کر دیا تو اب تیرے علاوہ کسی کے چاہنے والے نہیں ہیں، اور کسی کی پناہ نہیں مانگتے تو نے اس وقت ان کا سمان فراہم کیا جب سارے عالم سبب وحشت بنے ہوئے تھے اور تو نے ان کی اس طرح ہدایت کی کہ سارے راستے روشن ہو گئے پروردگار جس نے تجھ کو کھو دیا اس نے کیا پایا؟ اور جس نے تجھ کو پالیا اس نے کیا کھویا؟ جو تیرے بدل پر راضی ہو گیا وہ نامراد ہو گیا، اور جس نے تجھ سے روگردانی کی وہ گھاٹے میں رہا، تیرے علاوہ غیر سے امید کیوں کی جائے جبکہ تو نے احسان کا سلسلہ روکا نہیں اور تیرے علاوہ دوسرے سے مانگا ہی کیوں جائے جبکہ تیرے فضل وکرم کی عادت میں فرق نہیں آیا ہے وہ پروردگار جس نے اپنے دوستوں کو انس ومحبت کی حلاوت کا مزہ چکھا دیا ہے تو اس کی بارگاہ میں ہاتھ پھیلائے کھڑے ہوئے ہیں اور اپنے اولیاء کو ہیبت کا لباس پہنا دیا ہے تو اس کے سامنے استغفار کرنے کے لئے استادہ ہیں... میرے معبود مجھ کو اپنی رحمت سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



طلب کر لے تا کہ میں تیری بارگاہ تک پہونچ جاؤں اور مجھے اپنے احسان کے سہارے اپنی طرف کھینچ لے تا کہ میں تیری طرف متوجہ ہو جاؤں"

## ۳۔ بندوں سے خداوند عالم کا اظہار دوستی

خداوند عالم اپنے بندوں سے دوستی کا اظہار کرتا ہے اور بندوں کو اپنی ذات سے محبت کرانے کیلئے نعمتوں سے مالا مال کر دیتا ہے بیشک پروردگار عالم دلوں پر نعمت اس لئے نازل کرتا ہے کہ خداوند عالم نے جن پر نعمت نازل کی ہے وہ اللہ کو دوست رکھیں۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے دعائے سحر میں آیا ہے:

﴿تَتَحَبَّبُ اِلَیْنَابِالنِّعَمِ وَنُعَارِضُکَ بِالذُّنُوْبِ خَیْرُکَ اِلَیْنَانَازِلٌ وَشَرُّنَا اِلَیْکَ صَاعِدٌ وَلَمْ یَزَلْ وَلَایَزَالُ مَلَکٌ کَرِیْمٌ یَاْتِیْکَ عَنَّابِعَمَلٍ قَبِیْحٍ فَلَا یَمْنَعُکَ ذٰلِکَ مِنْ اَنْ تَحُوْطَنَابِرَحْمَتِکَ وَتَتَفَضَّلُ عَلَیْنَابِآلَائِکَ فَسُبْحَانَکَ مَااَحْلَمَکَ وَاَعْظَمَکَ وَاَکْرَمَکَ مُبْدِئاًوَمُعِیْداً﴾(۱)

"تو نعمتیں دے کر ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم گناہ کر کے اس کا مقابلہ کرتے ہیں تیرا خیر برابر ہماری طرف آرہا ہے اور ہمارا شر برابر تیری طرف جارہا ہے فرشتہ برابر تیری بارگاہ میں ہماری بد اعمالیوں کا دفتر لے کر حاضر ہوتا ہے لیکن اس کے باوجود تیری نعمتوں میں کمی نہیں آتی اور تو برابر فضل و کرم کر رہا ہے تو پاک پاکیزہ ہے تو تجھ جیسا حلیم عظیم اور کریم کون ہے ابتدا اور انتہا میں تیرے نام پاکیزہ ہیں"

اللہ کا اپنے بندے پر نعمت فضل، بھلائی عفو اور ستر (عیب پوشی) نازل کرنے اور بندہ کی طرف سے اللہ کی طرف سے جو برائی اور شر صعود کرتا ہے ان دونوں کے درمیان مقائسہ سے اس بات

---

(۱) بحار الانوار جلد ۹۸ صفحہ ۸۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کا پتہ چلتا ہے کہ بندہ اپنے مولا سے شرمندہ ہے، وہ اللہ کی طرف سے اس محبت اور دوستی کا روگردانی اور دشمنی کے ذریعہ جواب دیتا ہے۔

انسان کتنا شقی اور بد بخت ہے کہ اللہ کی محبت اور دوستی کا جواب روگردانی اور دشمنی سے دیتا ہے۔

امام زمانہ حضرت حجۃ علیہ السلام کے دعاء افتتاح میں ان کلمات کے سلسلہ میں غور وفکر کریں

﴿اِنَّکَ تَدْعُوْنِیْ فَأُوَلِّيْ عَنْکَ وَتَتَحَبَّبُ اِلَيَّ فَاَتَبَغَّضُ اِلَیْکَ،وَتَتَوَدَّدُاِلَيَّ فَلااَقْبَلُ مِنْکَ،کَاَنَّ لِیَ التَّطَوُّلَ عَلَیْکَ،فَلَمْ یَمْنَعُکَ ذٰلِکَ مِنَ الرَّحْمَةِلِي وَ الاِحْسَانِ اِلَيَّ وَالتَّفَضُّلِ عَلَيَّ﴾(۱)

''اے پروردگار بیشک تو نے مجھ کو دعوت دی اور میں نے تجھ سے روگردانی کی اور تو نے محبت کی اور میں نے تجھ سے بغض وعناد رکھا اور تو میرے ساتھ دوستی کرتا ہے تو میں اس کو قبول نہیں کرتا ہوں گویا کہ میرا تیرے اوپر حق ہے اور اس کے باوجود اس نے تجھ کو میرے اوپر احسان کرنے اور فضل کرنے سے نہیں روکا''

﴿خیرک الینانازل وشرُّنااِلَیْکَ صَاعِدٌ﴾(۲)

''تیرا خیر برابر ہماری طرف آرہا ہے اور ہمارا شر برابر تیری طرف جارہا ہے''

---

(۱)مفاتیح الجنان دعائے افتتاح۔

(۲)بحارالانوار جلد ۱۸ صفحہ ۸۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com
Presented By: www.jafrilibrary.com
Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں

# دعاؤں کے مصادر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں دعاؤں کے مصادر

ہمارے پاس ائمہ اہل بیت علیہم السلام کی احادیث میں مناجات اور دعاؤں کا صاف شفاف اور طیب وطاہر دولت کا بہت بڑا ذخیرہ موجود ہے۔

## اصحاب ائمہ علیہم السلام اور تدوین حدیث کا اہتمام

ائمہ علیہم السلام اپنے اصحاب سے دعاؤں کے سلسلہ میں جو کچھ وصیت فرماتے تھے تو وہ ان کو لکھنے کے بڑے پابند تھے۔

سید رضی الدین علی بن طاوؤس نے کتاب مہج الدعوات میں امام موسیٰ بن جعفرؑ سے منسوب دعائے جوشن صغیر کو نقل کرتے وقت یہ تحریر کیا ہے کہ امام کاظم علیہ السلام کے صحابی ابو وصاح محمد بن عبداللہ بن زید النھشلی نے اپنے والد بزرگوار عبداللہ بن زید سے نقل کیا ہے کہ عبداللہ بن زید کا کہنا ہے کہ ابوالحسن کاظمؑ کے اہل بیت علیہم السلام اور ان کے شیعوں کی ایک خاص جماعت تھی جو مجلس میں اپنے ساتھ غلاف میں بڑی نرم ونازک آبنوس کی تختیاں لیکر حاضر ہوا کرتے تھے جب بھی آپ اپنی زبان اقدس سے کوئی کلمہ ادا فرماتے تھے یا کوئی فتویٰ صادر فرماتے تھے تو وہ قوم جو کچھ سنا کرتی تھی اس کو لکھ لیا کرتی تھی۔اسی بنیاد پر عبداللہ نے کہا کہ ہم نے آپ کو دعا میں یہ فرماتے سنا ہے اور اس

---

(۱) مہج الدعوات مؤلف سید رضی الدین علی بن طاؤس۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سلسلہ میں مشہور و معروف دعا ''جوشن صغیر'' موسیٰ بن جعفر علیہ السلام سے ذکر فرمائی ہے۔

## حدیث کے سلسلہ میں (اصول اربعمأۃ) چار سو اصول

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اصحاب نے آپ کی احادیث کی تدوین چار سو کتابوں میں کی ہے جو اصول اربعمأت کے نام سے مشہور ہوئیں۔ شیخ امین الاسلام طبرسی (متوفی ۵۴۸ھ) نے اعلام الوریٰ میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے کہ آپ کے چار ہزار اہل علم شاگرد مشہور تھے اور آپ نے ان کے جوابات میں مسائل کے سلسلہ میں چار سو کتابیں تحریر کیں جن کو اصول اربعماۃ کہا جاتا ہے اور اصحاب اصول کا طریقہ کار ائمہ علیہم السلام سے سنی جانے والی تمام چیزوں کو لکھنا اور تدوین کرنا تھا۔

شیخ بہائی کتاب الشمسین میں تحریر کرتے ہیں: ''ہمارے بزرگان سے یہ بات ہم تک پہنچی ہے کہ اصحاب اصول کی یہ عادت تھی کہ وہ جب بھی کسی امام سے کوئی حدیث سنتے تھے تو وہ اس حدیث کو اپنے اصول میں درج کرنے کیلئے سبقت کرتے تھے کہ ہم کہیں دنوں کے گذرنے کے ساتھ ساتھ اس پوری حدیث یا بعض حصہ کو فراموش نہ کردیں'' اس لئے یہ اصول اصحاب کی طرف سے مورد وثوق تھے جب وہ ان سے کوئی روایت نقل کرتے تھے تو اس کے صحیح ہونے کا حکم لگاتے تھے اور اس پر اعتماد کرتے تھے۔

جناب محقق داماد اصول اربعمأت نقل کرنے کے بعد انتیسویں نمبر پر ذکر کرتے ہیں: یہ بات جان لینی چاہئے کہ معتمد اصول مصححہ کو اخذ کرنا روایت کو صحیح قرار دینے کا ایک رکن ہے''۔

ائمہ علیہم السلام کے اصحاب کی بڑی تعداد نے اصول کی کتابت کے سلسلہ میں کہا ہے کہ ان اصول کا پورا کرنا اور ان اصول سے مکمل طور پر استفادہ کرنا ممکن نہیں ہے جناب شیخ طوسی اپنی کتاب فہرست کی ابتدا میں تحریر فرماتے ہیں:

ہم ان اصول کے مکمل ہونے کی ضمانت نہیں لے سکتے چونکہ ہمارے اصحاب کی تصانیف اور

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ان کے اصول اکثر شہروں میں منتشر ہونے کی وجہ سے صحیح طور پر ضبط نہ ہو سکے لیکن ہاں کتاب الذریعہ میں آقائے بزرگ طہرانی کے قول کے مطابق ان کی تعداد چارسو سے کم نہیں ہے۔

محقق داماد اپنے مذکورہ تلخیص نمبر میں تحریر کرتے ہیں: یہ مشہور ہے کہ اصول اربعمأت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے شاگردوں کے ذریعہ تحریر کئے گئے ہیں جبکہ ان کے جلسوں میں شریک ہونے اور ان سے روایت نقل کرنے والے راویوں کی تعداد تقریباً چار ہزار ہے اور ان کی کتابیں اور تصنیفات بہت زیادہ ہیں لیکن ان میں سے قابل اعتماد یہی چارسو اصول ہیں"

## میراث اہل بیت علیہم السلام اور طغرل بیگ کی آتش زنی

اہل بیت علیہم السلام کی میراث میں سے یہ اصول متعدد طائفوں کے پاس تھے ان ہی میں سے دعاؤں کی کتابیں بھی تھیں جو کتابوں کے اس مخزن کے جلنے کی وجہ سے تلف ہو گئیں تھیں جس کو وزیر ابونصر سابور بن اردشیر (شیعہ وزیر جس کو بہاء الدولہ نے وزارت دی تھی) نے وقف کیا تھا یہ اس دور میں کتابوں کا سب سے بڑا مخزن شمار کیا جاتا تھا۔ یاقوت حموی نے معجم البلدان جلد ۲ صفحہ ۳۴۲ پر مادہ بین سورین میں کہا ہے کہ: بیشک بین السورین کرخ بغداد میں آبادی کے لحاظ سے سب سے اچھا محلّہ تھا" اس میں کتابوں کا مخزن تھا جس کو ابونصر سابور بن اردشیر وزیر کو بہاء الدولہ بویہی کے وزیر نے وقف کیا تھا، دنیا میں اس سے اچھی کتابیں کہیں نہیں تھیں تمام کتابیں معتبر ائمہ اور ان کے محرز اصول کے تحت تحریر کی گئی تھیں جب محلّہ کرخ کو جلایا گیا تو اس میں یہ تمام کتابیں جل کر راکھ ہو گئیں اور انھیں کتابوں میں جن کو طغرل بیگ نے جلایا اہل بیت علیہم السلام سے ماثورہ دعاؤں کی کتابیں بھی تھیں۔

محقق، طہرانی کتاب یاقوت میں، حموی کے کلام کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں: "ہم کو اس بات کا گمان ہے کہ بغداد کے محلّہ کرخ میں شیعوں کیلئے وقف کی گئی اس لائبریری کی کچھ کتابیں وہی دعائی اصول ہیں جن کو ائمہ کے قدیم اصحاب نے ائمہ سے نقل کیا ہے اور بزرگان رجال نے ان سے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہر ایک کی سوانح عمری میں صاف صاف کہا ہے کہ یہ کتابیں انھیں کی ہیں اس کو کتاب ادعیہ بھی کہا ہے نیز اس کتاب کے اس کے مولف سے نقل کرنے کی روش کو بھی ذکر کیا ہے"(۱)

## اہل بیت علیہم السلام کی محفوظ رہ جانے والی میراث

ان اصول کی کچھ کتابیں شیخ الطائفہ، شیخ ابو جعفر طوسی ؒ کی کتاب "التہذیب" اور الاستبصار مؤلف کے پاس تھیں ۔اس وقت بغداد میں امہات اصول کے نام سے بھرے ہوئے دو کتاب خانہ تھے ان میں سے ایک کتابخانہ سابور تھا جس کے بانی شیعہ علماء تھے جو بغداد میں کرخ کی طرف بنایا گیا تھا اور دوسرا کتابخانہ ان کے استاد محترم شریف مرتضٰی کا تھا جس میں اسّی ہزار کتابیں تھیں وہ کتابیں ابن ادریس حلی کے زمانہ تک باقی رہیں جن میں سے "مستطرفات السرائر" کا استخراج کیا گیا۔

## دعاؤں کے کچھ مصادر کا تلف ہونے سے محفوظ رہنا

محقق بزرگ طہرانی کتاب الذریعہ میں تحریر کرتے ہیں: منجملہ دعائی اصول جو شاپور کتاب خانہ میں یا خاص عناوین کے تحت موجود تھے یاقوت حموی کی تشریح کے مطابق سب کے سب جل کر راکھ ہو گئے لیکن ان میں سے جو کچھ شخصی طور پر دوسروں کے پاس موجود تھے، وہ محفوظ رہ گئے ادعیہ، اذکار اور زیارتوں کے مطالب ہم تک اسی طرح پہنچے ہیں جس طرح ان اصول میں مندرج تھے چونکہ کتاب خانہ کے جلائے جانے سے چند سال پہلے متعدد علماء اعلام نے ادعیہ، اعمال اور زیارتوں کی کتابیں تالیف کی تھیں اور جو کچھ ان کتابوں میں دعاؤں کے اصول موجود تھے ان کو اخذ کر لیا تھا۔

ان اصول سے تالیف کی گئیں کتابیں کتاب خانہ کے جلائے جانے سے پہلے اسی طرح موجود تھیں اور آج بھی موجود ہیں ، جیسے کتاب دعا مولف شیخ کلینیؒ متوفی ۳۲۹ھ ق۔ کتاب

---

(۱) الذریعہ جلد ۸ صفحہ ۱۷۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کامل الزیارات۔ مولف قولویہ متوفی ۳۶۰ھ ق، کتاب الدعا والمزار مولف شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ، کتاب المزار مولف شیخ مفید متوفی ۴۱۲ق اور کتاب روضۃ العابدین مولف کراجکی متوفی ۴۴۹ھ ق۔

## کتاب مصباح المتہجد کے ذریعہ محفوظ رہنے والی دعائیں

وہ دعائیہ مصادر جو ان قدیمی اصول سے اخذ کئے گئے ہیں ان میں سے کتاب مصباح المتہجد ہے جو شیخ الطائفہ طوسی ؒ متوفی ۴۶۰ھ ق) کی تالیف ہے آپ نے ۴۰۸ھ ق میں عراق آنے کے بعد ان قدیم اصول کو اخذ کیا جو کتابخانہ شاہ پور اور کتاب خانہ شریف مرتضی کے ماتحت موجود تھے آپ نے احادیث احکام کے سلسلہ میں تہذیب الاحکام اور استبصار تالیف کی اور دعا واعمال کے متعلق مصباح المتہجد نام کی کتاب تحریر کی ہے اور اس میں ان ہی مقدار میں ان اصول کو تحریر کیا ہے جن کو عباد متہجدین سے آسانی سے اخذ کر سکیں۔

## سید ابن طاؤس تک پہنچنے والے دعاؤں کے کچھ مصادر

دعاؤں کے کچھ وہ مصادر جو ساتویں ہجری تک کرخ میں شاپور کتاب خانہ کے جل جانے سے بچ گئے اور وہ سید رضی الدین ابن طاؤس متوفی ۶۶۴ھ ق کے ہاتھوں میں آئے۔

وہ اپنی کتاب کشف المحجہ جس کو اپنے فرزند کیلئے تالیف کیا تھا اسکی بیالیسویں فصل میں اس طرح تحریر کرتے ہیں: خداوند بزرگ و تعالی نے میرے سامنے تمہارے لئے متعدد کتابیں لکھنے کا موقع فراہم کیا ... اور اللہ نے میرے لئے ''دعوات'' کی ساٹھ جلدوں سے زیادہ جلدیں لکھنے کا موقع فراہم کیا۔(۱)

جب سید ابن طاؤس نے کتاب مہج الدعوات تحریر کی تو آپ کے پاس دعاؤں کی ستّر سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔

---

(۱) کشف المحجہ ثمرۃ المہجہ مولف ابن طاؤس۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



آپ کتاب مہج الدعوات کے آخر میں اس طرح تحریر فرماتے ہیں: یہ میری زندگی کی آخری کتاب ہے...

سید ابن طاؤوس اپنی زندگی کی آخری کتاب الیقین میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی کی اس آخری کتاب کو اس وقت تحریر کیا ہے جب میرے پاس دعاؤں کی ستّر سے زیادہ کتابیں موجود تھیں۔(۱)

## سید ابن طاؤوس کے پاس حدیث اور دعا کے پندرہ سو مصادر

جب سید نے دعا کے سلسلہ میں اپنی بڑی کتاب ''اقبال'' تحریر کی تو شہید کے اپنے مجموعہ میں جبعی کے نقل کے مطابق ان کے پاس ان کی اپنی پندرہ سو کتابیں موجود تھیں اور یہ ۶۵۰ھ ق کی بات ہے جب سید رضی الدین ابن طاؤوس کتاب اقبال لکھ کر فارغ ہوئے۔

شہید تحریر کرتے ہیں ۶۵۰ھ ق میں آپ کی ملکیت میں چھ سو پچاس کتابیں تھیں۔(۲)

## سید ابن طاؤوس کی ادعیہ اور اذکار کے سلسلہ میں پندرہ کتابیں

سید ابن طاووس اپنی کتاب ''فلاح السائل'' میں تحریر کرتے ہیں کہ میں نے جب دعاؤں کے سلسلہ میں اپنے جد شیخ ابو جعفر طوسی ؒ کی کتاب ''المصباح الکبیر'' پڑھی تو ہم کو اس میں بہت سے اہم مطالب نظر آئے جن کو شیخ طوسیؒ نے اپنی کتاب میں ملحق نہیں فرمایا تھا لہٰذا ہم نے کتاب ''المصباح الکبیر'' پر پندرہ جلدوں میں ''تتمات مصباح المتہجد ومھمات فی صلاح المتعبد'' نامی کتاب مستدرک تحریر کی ہے۔وہ کتاب فلاح السائل کے مقدمہ میں تحریر کرتے ہیں:

ہم نے اللہ کی مدد سے چند جلد کتابیں مرتب و منظم کی ہیں جن کو اہم اور تتمہ کے عنوان سے

---

(۱) الذریعہ جلد ۲ ص ۲۶۵۔

(۲) الذریعہ جلد ۲ ص ۲۶۴۔۲۶۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



شمار کیا جاتا ہے۔

پہلی جلد: جس کا نام "فلاح السائل" ہے جو رات اور دن کے اعمال کے سلسلہ میں ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔

تیسری جلد: اس کتاب کا نام "زھرۃ الربیع فی ادعیۃ الاسابیع"۔

چوتھی جلد: اس کتاب کا نام جمال الاسبوع بکمال العمل المشروع"۔

پانچویں جلد: اس کتاب کا نام "الدروع الواقیۃ من الاخطار"۔

چھٹی جلد: اس کتاب کا نام "المضمار للسباق واللحاق"۔

ساتویں جلد: اس کتاب کا نام "السالک المحتاج الیٰ معرفۃ مناسک الحجاج"۔

آٹھویں اور نویں جلد: ان دونوں کتابوں کا نام "الاقبال بالاعمال الحسنة فيما نذكره مما يعمل ميقاتا واحداً كل سنة"۔

دسویں جلد: اس کتاب کا نام السعادات بالعبادات التي ليس لها وقت محتوم و معلوم في الروايات بل وقتها بحسب الحادثات المقتضية والادوات المتعلقة بها

جب ہم اللہ کے فضل و کرم سے ان کتابوں کو لکھ کر فارغ ہوئے تو ہم کو محسوس ہوا کہ ہم سے پہلے اس طرح کے علوم سے پُر کتابیں کسی نے نہیں لکھیں اور یہ انسان کی ضروریات میں سے ہے کہ انسان مرنے سے پہلے جزا کے طور پر اپنی عبادات کو قبول کرانے اور قیامت میں سرخرو ہونے کی استعداد کا ارادہ رکھتا ہے:

پہلا حصہ: "فلاح السائل ونجاح السائل في عمل يوم و ليلة".

دوسرا حصہ: "زهرة الربيع في ادعية الاسابيع".

تیسرا حصہ: كتاب الرجوع في زيارات وزيادات صلوات ودعوات الاسبوع في الليل والنهار.

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



چوتھا حصہ: ''الاقبال'' وہ اعمال حسنہ جن کوانسان ہرسال میں ایک مرتبہ انجام دیتا ہے۔

پانچواں حصہ: ''اسرار الصلوات وانوار الدعوات ''اگر پروردگار نے مجھے اس کی تالیف کی مہلت دی تو میں اس کو پوری زندگی میں محفوظ رکھوں گا مگر یہ کہ خداوند عالم ایسے شخص کواذن دے جس کومیری وفات سے قبل اس میں تصرف کرنے کا حق حاصل ہو''(۱)

## سیدابن طاووس سے متأخر دعاؤں کے مصادر

آقا بزرگ محقق تہرانیؒ تحریر کرتے ہیں: پھرعلماء نے سید بن طاووسؒ کی مدون کتابوں میں ان ادعیہ واذکار کا اضافہ کیا جوائمہ علیہم السلام سے منسوب تھے اور جو پرانی دعاؤں کی کتابوں میں درج تھے اوروہ کتابیں سیدابن طاووس کے پاس موجودنہیں تھیں اوروہ جلنے،غرق ہونے، زمیں بوس ہونے اور دیمک کے کھانے سے محفوظ رہ گئیں تھیں یہاں تک کہ وہ ہم تک پہونچیں،تو ہم نے ان دعاؤں کوان کی دعا کی کتابوں میں درج کردیا۔

ان افراد میں سے شیخ سعید محمد بن مکی ہیں جو ۷۸۶ھ میں شہید ہوئے؛

شیخ جمال السالکین موجودہ کتاب ''المزار'' کے مؤلف ہیں،

ابو العباس احمد بن فہد حلی مؤلف کتاب ''عدۃ الداعی''اور کتاب ''التحصین فی صفات العارفین''متوفی ۸۴۱ھ۔

شیخ تقی الدین ابراھیم الکفعمی متوفی ۹۰۵ھ،انھوں نے کتاب''جنۃ الامان الواقیہ''،''بلد الامین''،محاسبۃ النفس اور ائمہ علیہم السلام سے دوسری تمام ماثورہ دعائیں اوراذکار تحریر کئے ہیں انھوں کتاب''الجنۃ''کے شروع میں یہ تحریر کیا ہے کہ یہ کتاب معتمداور صحیح السند کتابوں سے اخذ شدہ مطالب سے تحریر کی گئی ہے اور کتاب''الجنۃ''اور''البلد''کے دوسو سے زیادہ مصادر شمار

---

(۱)فلاح السائل صفحہ۷۔۹طبع ۱۳۷۲ھ شمسی۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کئے ہیں اوران میں اصل متن کتاب کو بھی نقل کیا ہے اوران میں اکثر دعاؤں کی قدیم کتابیں ہیں:

جیسے کتاب ''روضۃ العابدین'' مؤلف کراجکی، متوفی ۴۴۹ھ۔

کتاب ''مفتاح الفلاح مؤلف شیخ بہائی متوفی ۱۰۳۱ھ۔

کتاب ''خلاصۃ الاذکار مؤلف محدث فیض کاشانی متوفی ۱۰۹۱ھ۔

اور علامہ مجلسیؒ متوفی ۱۱۱۱ھ۔انھوں نے عربی زبان میں بحارالانوار تحریر کی ہے اور ''زاد المعاد''، ''تحفۃ الزائر''، مقباح المصابیح''، ربیع الاسابیع''اور مفاتح الغیب''فارسی زبان میں تحریر کی ہیں۔(۱)

---

(۱) الذریعہ الی تصانیف الشیعہ جلد ۸/۱۷۹۔۱۸۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا

# اور قضا و قدر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# دعا اور قضا وقدر

دعا اور قضاء وقدر خداوند عالم نے ہر چیز کیلئے قضا وقدر قرار دیا ہے اور انسان ان دونوں سے کسی صورت میں نہیں بچ سکتا ہے وہ خداوند عالم کا حتمی ویقینی ارادہ ہے تو دعا کے موقع پر انسان کیا کرے؟

کیا جس چیز سے مشیت الٰہی اور اس کا علم یقینی طور پر متعلق ہو گیا ہو کیا دعا اس کو بدل سکتی ہے؟

اور جب دعا میں اتنا اثر ہے کہ وہ قضا وقدر الٰہی میں ردوبدل کر سکتی ہے تو یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

اس سوال کے جواب کیلئے قضا وقدر کی بحث کا چھیڑنا لازم وضروری ہے... اگرچہ ہم اس بحث کو چھیڑنے سے دعا کی بحث سے دور ہو کر فلسفہ کی بحث میں داخل ہو جائیں گے لہٰذا ہم اپنی ضرورت کے مطابق اس سوال سے متعلق بحث کو مختصر طور پر بیان کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

## تاریخ اور کائنات میں قانون علیت

تاریخ اور کائنات کی حرکت کے مطابق یقینی اور عام طور پر بغیر کسی استثناء کے قانون علیت جاری وساری ہے۔

﴿لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمَاوَاتِ وَالْاَرْضِ یَخْلُقُ مَایَشَاءُ﴾(۱)

---

(۱) سورۂ شوریٰ آیت ۴۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''بیشک آسمان وزمین کا اختیار صرف اللہ کے ہاتھوں میں ہے وہ جو کچھ چاہتا ہے پیدا کرتا ہے''

﴿اِنَّ اللّٰہَ یَفْعَلُ مَایُرِیْدُ﴾(۱)

''اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے''

﴿اِنَّ رَبَّکَ فَعَّالٌ لِمَایُرِیْدُ﴾(۲)

''بیشک تمہارا پروردگار جو بھی چاہے کرسکتا ہے''

﴿اِنَّمَاقَوْلُنَالِشَیْءٍ اِذَااَرَدْنَاہُ اَنْ نَقُوْلَ لَہُ کُنْ فَیَکُوْنُ﴾(۳)

''ہم جس چیز کا ارادہ کر لیتے ہیں اس سے فقط اتنا کہتے ہیں کہ ہو جا پھر وہ ہو جاتی ہے''

﴿وَلَوْشَاءَ اللّٰہُ لَذَھَبَ بِسَمْعِھِمْ وَاَبْصَارِھِمْ﴾(۴)

''خدا چاہے تو ان کی سماعت وبصارت کو بھی ختم کرسکتا ہے''

﴿وَاللّٰہُ یَخْتَصُّ بِرَحْمَتِہِ مَنْ یَّشَاءُ﴾(۵)

''اللہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت کے لئے مخصوص کر لیتا ہے''

﴿یَرْزُقُ مَنْ یَّشَاءُ بِغَیْرِ حِسَابٍ﴾(۶)

''وہ جسے چاہتا ہے رزق بے حساب عطا کر دیتا ہے''

---

(۱)سورۂ حج آیت/۱۴۔

(۲)سورۂ ھود آیت/۱۰۷۔

(۳)سورۂ نحل آیت/۴۰۔

(۴)سورۂ بقرہ آیت/۲۰۔

(۵)سورۂ بقرہ آیت/۱۰۵۔

(۶)سورۂ آل عمران آیت/۳۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿وَاللهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَنْ يَشَاءُ﴾(۱)

''اور اللہ جسے چاہتا ہے اپنا ملک دیدیتا ہے''

﴿قُلِ اللّٰهُمَّ مَالِكَ الْمُلْكِ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾(۲)

''پیغمبر آپ کہہ دیجئے کہ خدا تو صاحب اقتدار ہے جس کو چاہتا ہے اقتدار دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے سلب کر لیتا ہے۔ جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ذلیل کرتا ہے سارا خیر تیرے ہاتھ میں ہے اور تو ہی ہر شئی پر قادر ہے''

﴿اِنْ يَّشَاْ يُذْهِبْكُمْ اَيُّهَا النَّاسُ وَيَاْتِ بِآخَرِيْنَ﴾(۳)

''وہ چاہے تو سب کو اٹھا لے جائے اور دوسرے لوگوں کو لے آئے''

یہ آیات اور ان آیات کے مانند آیات قرآن کریم میں بہت زیادہ موجود ہیں اور ان آیات سے یہ صاف طور پر واضح ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا ئنات پر سلطان مطلق ہے اس کی کوئی حدو حدود نہیں ہے اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی اور نہ کوئی چیز اس کیلئے مانع ہو سکتی ہے۔

وہ ہر چیز پر قادر ہے وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے وہ جو بھی چاہے کر سکتا ہے، اس سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا اور اُن سے سوال کیا جائیگا اور اس کو کوئی چیز عاجز نہیں کر سکتی ہے۔

یہودیوں کا یہ نظریہ ہے کہ خداوند عالم کا ارادہ اس عام نظام علیت کا محکوم ہے جو کائنات اور تاریخ پر حکم کرتا ہے، اور خداوند عالم (یہودیوں کی نظر میں) کائنات اور تاریخ کو خلق کرنے کے بعد ان پر بادشاہت نہیں رکھتا ہے۔

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۴۷۔

(۲) سورۂ آل عمران آیت ۲۶۔

(۳) سورۂ نساء آیت ۱۳۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



قرآن کریم اس بارے میں فرما تا ہے:

﴿وَقَالَتِ الْيَهُودُ يَدُ اللَّهِ مَغْلُولَةٌ غُلَّتْ أَيْدِيهِمْ وَلُعِنُوا بِمَا قَالُوا بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ﴾(۱)

''اور یہودی کہتے ہیں کہ خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں جبکہ اصل میں انھیں کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں اور یہ اپنے قول کی بنا پر ملعون ہیں اور خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں''

ہم نے جو کچھ بیان کیا ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے اور اس بارے میں قرآن کریم صاف طور پر بیان کر رہا ہے اور یہودیوں نے جو کچھ کہا ہے اس کا باطل ہونا خود بخود ظاہر ہے۔

## خداوند عالم کے ارادہ کا قانون علیت سے رابطہ

ہم اس قدرت اور حکومت کی روشنی میں جس کو قرآن کریم نے الٰہی ارادہ کے تحت کائنات، تاریخ اور معاشرہ میں مقرر کیا ہے تو فطری طور پر یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ قانون علیت سے خدا کا کیا رابطہ ہے؟

کیا یہ تعطیل ہے؟ یعنی الٰہی ارادہ قانون علیت کو معطل کر دیتا ہے جب خداوند عالم اس کا ارادہ کرنا چاہے۔

اس کا جواب بغیر کسی شک و شبہ کے نفی میں ہے۔

اللہ نے علت کو خلق کیا ہے اور اس کے علاوہ کسی نے علت کی تخلیق نہیں کی ہے، علت کا خلق کرنا علیت کو بالضرورہ خلق کرنے کے برابر ہے۔ جس طرح اس نے آگ کو پیدا کیا اسی طرح اس میں حرارت کو بھی پیدا کیا اور آگ کو حرارت کے بغیر پیدا کرنا زوج کو زوجیت (۱)

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

(۲) اس میں بہت کم فرق ہے پہلا وجود کیلئے ضروری ہے اور دوسرا ماھیت کیلئے لازم ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے بغیر پیدا کرنے کے مانند ہے۔ یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ اللہ آگ کو اس کے بغیر پیدا کرے کہ وہ حرارت کیلئے علت ہو ہاں وہ آگ کے علاوہ اس کو ایسی چیز میں تو تبدیل کر سکتا ہے جو آگ کے مشابہ ہے۔ پس اس قول کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کائنات اور تاریخ پر ارادۂ الٰہیہ کے حاکم ہونے سے قانون علیت کا معطل ہو جانا ہے۔

پس ارادۂ الٰہیہ اور قانون علیت میں کیا رابطہ ہے؟

## ارادۂ الٰہیہ قانون علیت پر بنفس نفیس قانون کی طرح حاکم ہے

قرآن کریم نے اس علاقہ ورابطہ کی متعدد مقامات پر وضاحت کی ہے اور بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ حاکم مطلق ہے اور اسے اس قانون پر خود اس قانون کے بالکل اپنی جگہ پر باقی رہتے ہوئے مطلق تسلط حاصل ہے قرآن اللہ کے ارادہ کو معطل نہیں کرتا جیسا یہودیوں نے کہا ہے اور نہ نظام علت کو معطل کرتا ہے جیسا کہ اشاعرہ نے کہا ہے بلکہ یہ تو اس کائنات اور اس قانون پر اللہ کی حاکمیت کو مقرر کرتا ہے جب وہ کسی قوم پر نعمت نازل کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس قوم پر ہواؤں کو رحمت کی بشارت کیلئے رواں دواں کرتا ہے:

﴿هُوَ الَّذِىْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ بُشْراً بَيْنَ يَدَيْهِ رَحْمَتِهِ﴾(۱)

"اور وہی وہ ہے جس نے ہواؤں کو رحمت کی بشارت کے لئے رواں کر دیا ہے"

﴿اللّٰهُ الَّذِىْ اَرْسَلَ الرِّيَاحَ فَتُثِيْرُ سَحَاباً﴾(۲)

"اللہ وہی ہے جس نے ہواؤں کو بھیجا تو وہ بادلوں کو منتشر کرتی ہیں"

﴿وَاَرْسَلْنَا الرِّيَاحَ لَوَاقِحَ فَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً﴾(۳)

---

(۱) سورۂ فرقان آیت/۴۸۔

(۲) سورۂ فاطر آیت/۹۔

(۳) سورۂ حجر آیت/۲۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''اور ہم نے ہواؤں کو بادلوں کا بوجھ اٹھانے والا بنا کر چلایا ہے پھر آسمان سے پانی برسایا ہے''
پاک و پاکیزہ ہے وہ ذات جو بادلوں کا بوجھ اٹھانے والی ہواؤں کو بھیج کر آسمان سے پانی برساتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو اپنی رحمت کی بشارت دینا چاہتا ہے تو وہ اس پر ہواؤں کو رحمت کی بشارت دینے کے لئے رواں کرتا ہے تا کہ وہ بادلوں کو لیجائیں اور ان پر آسمان سے پانی برسائے تا کہ ان کی زمین ہری بھری ہو جائے جس میں اللہ نے اپنی رحمت ودیعت کی ہے۔

اللہ جس پر اپنی نعمتیں نازل کرنا چاہتا ہے اپنی نعمت کے ان ہی اسباب کے ذریعہ نعمتیں نازل کرتا ہے جس طرح وہ جب کسی قوم سے اس کے برے عمل کی وجہ سے انتقام لینا چاہتا ہے عذاب کے اسباب کے ذریعہ انتقام لیتا ہے خداوند عالم آل فرعون کی تنبیہ کے سلسلہ میں ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَقَدْ اَخَذْنا آلَ فِرْعَوْنَ بِالسَّنِينَ وَنَقْصٍ مِنَ الثَّمَراتِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُونَ﴾(۱)

''اور ہم نے آل فرعون کو قحط اور ثمرات کی کمی کی گرفت میں لے لیا کہ وہ شاید اسی طرح نصیحت حاصل کرسکیں''

آل فرعون کے عذاب اور ان کی تنبیہ کا اختتام قحط اور خشک سالی پر ہوا اور ''سنون'' ''سنۃ'' کی جمع ہے جس کا مطلب قحط اور خشک سالی ہے۔

جب خداوند عالم کسی قوم پر نعمت نازل کرنا چاہتا ہے تو اسباب نعمت کے ذریعہ اس پر نعمت نازل کرتا ہے اور اسباب نعمت سے ہوا اور بادل ہیں۔ جب کسی قوم پر عذاب نازل کرنا چاہتا ہے تو اسباب عذاب کے ذریعہ اس پر عذاب نازل کرتا ہے اور اسباب عذاب میں سے قحط اور بہت کم بارش ہونا ہے۔

## قانون تسبیب

قانون تسبیب سے مراد یہ ہے کہ خداوند عالم جس چیز کو چاہتا ہے اس کو اخذ کر لیتا ہے اور

---

(۱) سورۂ اعراف آیت/۱۳۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جس چیز میں چاہتا ہے اپنی مشیت کے اسباب متحقق کر دیتا ہے قرآن کریم میں اس مطلب کے سلسلہ میں بہت زیادہ شواہد موجود ہیں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿فَمَنْ يُرِدِ اللّٰهُ اَنْ يَهْدِيَهُ يَشْرَحْ صَدْرَهُ لِلْاِسْلَامِ وَمَنْ يُرِدْ اَنْ يُّضِلَّهُ يَجْعَلْ صَدْرَهُ ضَيِّقاً حَرَجاً كَاَنَّمَا يَصَّعَّدُ فِي السَّمَاءِ﴾(۱)

"پس خدا جسے ہدایت دینا چاہتا ہے اس کے سینہ کو اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جسے گمراہی میں چھوڑنا چاہتا ہے اس کے سینہ کو ایسا تنگ اور دشوار گذار بنا دیتا ہے جیسے آسمان کی طرف بلند ہو رہا ہو وہ اسی طرح بے ایمانوں پر ان کی کثافت کو مسلط کر دیتا ہے"

اور جس مطلب کا ہم اوپر تذکرہ کر چکے ہیں اس مطلب کو یہ آیت مکمل طور پر واضح کر رہی ہے بیشک خداوند عالم کسی قوم کی اس کے اعمال کے ذریعہ ہدایت یا اس کو گمراہ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے تو اگر ہدایت کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے یا ان کا سینہ اسلام کے لئے کشادہ کر دیتا ہے اور جب وہ کسی قوم کو گمراہ کرنا چاہتا ہے تو اس کے محقق ہونے کے اسباب فراہم کرتا ہے اور اس قوم کے سینہ کو تنگ بنا دیتا ہے اور فرماتا ہے:

﴿وَاِذَا اَرَدْنَا اَنْ نُّهْلِكَ قَرْيَةً اَمَرْنَا مُتْرَفِيْهَا فَفَسَقُوْا فِيْهَا فَحَقَّ عَلَيْهَا الْقَوْلُ فَدَمَّرْنَاهَا تَدْمِيْراً﴾(۲)

"اور ہم نے جب بھی کسی قریہ کو ہلاک کرنا چاہا تو اس کے ثروتمندوں پر احکام نافذ کر دئے اور انھوں نے ان کی نافرمانی کی تو ہماری بات ثابت ہوگئی اور ہم نے اسے مکمل طور پر تباہ کر دیا"

جب خداوند عالم کسی معاشرہ کو (ان کے اعمال کے سبب) ہلاک کرنا چاہتا ہے تو تو اسی سبب

---

(۱) سورۂ انعام آیت/۱۲۵۔

(۲) سورۂ اسراء آیت/۱۶۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کا انتخاب کرتا ہے جو اس کے فاسد ہونے کا سبب ہوتا ہے تو وہ اس کو آرام میں ڈال دیتا ہے اور یہ آرام آہستہ آہستہ ان کے فسق و نافرمانی کا سبب ہو جاتا ہے پھر خداوند عالم ان پر اپنا عذاب نازل کر دیتا ہے۔خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمَاتِهِ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكَافِرِيْنَ﴾(۱)

''اور تم چاہتے تھے کہ وہ طاقت والا گروہ نہ ہو اور اللہ اپنے کلمات کے ذریعہ حق کو ثابت کرنا چاہتا ہے اور کفار کے سلسلہ کو منقطع کر دینا چاہتا ہے''

جب خداوند عالم رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہنے والے مسلمانوں کے لئے حقانیت کو ثابت کرنا چاہتا ہے تو جاہ و حشم اور شان و شوکت کے اسباب فراہم کر دیتا ہے۔

جیسا کہ پروردگار عالم نے ذات شوکت کے طریقہ کو مسلمانوں کے تکامل کا سبب قرار دیا ہے اور زمین پر لوگوں کے لئے ان کو قیموم اور ان کا امام قرار دیا ہے اسی طرح خداوند عالم نے لوگوں کے ہلاک کرنے کے لئے آزمائش و امتحان و آرام قرار دیا ہے۔خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿فَلَا تُعْجِبْكَ اَمْوَالُهُمْ وَلَا اَوْلَادُهُمْ اِنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ بِهَا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَتَزْهَقَ اَنْفُسُهُمْ وَهُمْ كَافِرُوْنَ﴾(۲)

''تمہیں ان کے اموال و اولاد حیرت میں نہ ڈال دیں بس اللہ کا ارادہ یہی ہے کہ انھیں کے ذریعہ ان پر زندگانی دنیا میں عذاب کرے اور حالت کفر ہی میں ان کی جان نکل جائے''

خداوند عالم نے ان کے اموال اور اولاد کو ان کے عذاب اور ہلاکت کا سبب قرار دیا ہے

---

(۱)سورۂ الانفال آیت ۷۔

(۲)سورۂ توبہ آیت ۵۵۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



## قانون توفیق

قانون توفیق قانون تسبیب سے قریب ہے یعنی خداوند عالم بندہ کے ذریعہ اسباب خیر کو نافذ کرا دیتا ہے جب خداوند عالم کسی مریض کو شفا دینے کا ارادہ کرتا ہے تو ایک ایسے طبیب کی طرف راہنمائی کرتا ہے جو اس بندہ کے مرض کی علت کو پہچانتا ہے اور وہ دوائیں فراہم کر دیتا ہے جس سے وہ مریض کا علاج کرتا ہے۔

جب کسی بندہ کے خیر کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو اسباب ہدایت اور خیر کی طرف ہدایت کر دیتا ہے، جب کسی بندہ کو رزق دینے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لئے اسباب رزق فراہم کر دیتا ہے اور جب اس کے خلاف ارادہ کرتا ہے تو اسباب رزق کے مابین پردے حائل کر دیتا ہے۔

## کائنات میں سلطان مطلق اللہ کا ارادہ

ہر چیز اللہ کے ہاتھ میں ہے اور وہ اس کی حکمت اور بادشاہت کے سامنے خاضع ہے:

﴿مَا یَفْتَحِ اللّٰہُ لِلنَّاسِ مِنْ رَحْمَۃٍ فَلاَ مُمْسِکَ لَھَا وَمَا یُمْسِکْ فَلاَ مُرْسِلَ لَہُ مِنْ بَعْدِہِ وَھُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ﴾(۱)

”اللہ انسانوں کے لئے جو رحمت کا دروازہ کھول دے اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس کو روک دے اس کا کوئی بھیجنے والا نہیں ہے وہ ہر شے پر غالب اور صاحب حکمت ہے“

﴿اِنَّ اللّٰہَ بَالِغُ اَمْرِہِ﴾(۲)

”بیشک خدا اپنے حکم کا پہنچانے والا ہے“

اِنْ یَنْصُرْکُمُ اللّٰہُ فَلاَ غَالِبَ لَکُمْ وَاِنْ یَخْذُلْکُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِیْ یَنْصُرُکُم

---

(۱)سورۂ فاطر آیت ۲۔

(۲)سورۂ طلاق آیت ۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



من بَعْدِهِ﴾(۱)

''اللہ تمہاری مدد کرے گا تو کوئی تم پر غالب نہیں آسکتا اور وہ تمہیں چھوڑ دے گا تو اس کے بعد کون مدد کرے گا''

﴿وَاِذَا اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْءً فَلَا مَرَدَّ لَهُ وَمَا لَهُمْ مِنْ دُوْنِهِ مِنْ وَّالٍ﴾(۲)

''اور جب خدا کسی قوم پر عذاب کا ارادہ کر لیتا ہے تو کوئی ٹال نہیں سکتا ہے اور نہ اس کے علاوہ کوئی کسی کا والی وسرپرست ہے''

﴿اِنَّ رَبَّكَ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ﴾(۳)

''بیشک تمہارا پروردگار جو چاہتا ہے کر ہی کے رہتا ہے''

﴿اِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ﴾(۴)

''اللہ جو چاہتا ہے انجام دیتا ہے''

﴿اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ﴾(۵)

''وہ بادشاہ، پاکیزہ صفات، بے عیب، امان دینے والا، نگرانی کرنے والا ہے''

## خداوند عالم کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین رابطہ

اللہ کے ارادہ اور قانون علیت کے مابین حتمی نظریہ فیصلہ کن قول یہ ہے کہ قانون علیت

---

(۱)سورۂ آل عمران آیت ۱۶۰۔

(۲)سورۂ رعد آیت ۱۱۔

(۳)سورۂ ہود آیت ۱۰۷۔

(۴)سورۂ حج آیت ۱۴۔

(۵)سورۂ حشر آیت ۲۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کائنات میں یقینی اور عام طور پر نافذ ہوتا ہے۔

مگر یہ قانون اللہ کی مشیت کے سامنے محکوم ہے حاکم نہیں ہے اور اللہ کا ارادہ اس پر حاکم ہے اللہ کے ارادہ کے حاکم ہونے کا مطلب اس قانون کو ملغیٰ اور معطل قرار دینا نہیں ہے اور کیسے خدا اس قانون کو ملغیٰ قرار دے سکتا ہے جبکہ اسی نے اس کو خلق فرمایا ہے لیکن خداوند عالم ان اسباب میں سے جس کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جن کو چاہتا ہے قائم و دائم رکھتا ہے اور اس کائنات میں جیسے چاہتا ہے تصرف کرتا ہے جس کو چاہتا ہے اسباب عزت کے ذریعہ عزت دیتا ہے اور جس کو چاہتا ہے اسباب ذلت کے ذریعہ ذلیل کرتا ہے۔

اس بنا پر یہ انسان کے بس کی بات نہیں ہے کہ وہ اسباب وعلل کے ذریعہ کائنات اور تاریخ کے مستقبل کا مطالعہ کر سکے چونکہ ہر امر میں اللہ کی مشیت کا دخل ہے لہٰذا یہ اسباب وعلل جس طرح اللہ چاہتا ہے اسی طرح متغیر ہو جاتے ہیں۔

کبھی طاقتور اور کمزور لشکر ایک دوسرے سے ٹکراتے ہیں جب ہم میں سے کوئی ایک ان دونوں کے مستقبل کا مطالعہ کرتا ہے تو وہ یہی خبر دیتا ہے کہ طاقتور لشکر کو فتح نصیب ہوگی اور کمزور لشکر کو شکست کا سامنا کرنا پڑے گا مگر جب خداوند عالم چھوٹے گروہ کو بڑے لشکر پر غالب کرنا چاہتا ہے تو ایسے اسباب فراہم کر دیتا جن کا گمان بھی نہیں ہوتا ہے وہ بڑے گروہ کے دلوں میں رعب وخوف پیدا کر دیتا ہے اور چھوٹے گروہ کے دلوں میں طاقت اور عزم و ارادہ کو محکم کر دیتا ہے اور اس چھوٹی جماعت کے کارنامہ کو مضبوط کر دیتا ہے لیکن بڑے گروہ کے اس فعل کو مضبوط نہیں کرتا (یعنی ان کے دلوں میں خوف ورعب اسی طرح باقی رہتا ہے) اور بڑی جماعت کو عسکری غلطیوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور چھوٹے گروہ کو مضبوط ومحکم کر دیتا ہے اور امور کو اسی کے مطابق انجام دیتا ہے: ﴿فتنصر الفئة القليلة على الفئة الكثيرة اذا شاء الله﴾

''پس چھوٹے گروہ کو بڑے گروہ پر کامیاب کر دیتا ہے جب وہ چاہتا ہے''

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



چھوٹے اور بڑے گروہ کے جنگ کے راستہ کو ایک نہیں قرار دیتا جیسا کہ اللہ پر ایمان نہ لانے والے افراد گمان کرتے ہیں، اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کثرت اسباب مدد میں سے نہیں ہے اور اقلیت اسباب شکست میں سے نہیں ہے۔ بیشک ہمارا یہ کہنا ہے کہ مدد کے دوسرے اسباب بھی ہیں اسی طرح شکست کے بھی دوسرے اسباب ہیں، جب خداوند عالم کسی چھوٹے گروہ کی مدد کرنے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کیلئے فتح کے اسباب مہیا کر دیتا ہے اور یہ اس کے قبضۂ قدرت میں ہے اور جب کسی بڑے گروہ کو شکست سے دوچار کرنا چاہتا ہے تو اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے اور یہ بھی اسی کے قبضۂ قدرت میں ہے:

﴿قَالَ الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلاقُوْا اللهِ كَمْ مِنْ فِئَةٍ قَلِيْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِيْرَةً بِاِذْنِ اللهِ وَاللهُ مَعَ الصَّابِرِيْنَ﴾(۱)

''اور ایک جماعت جس نے خدا سے ملاقات کرنے کا خیال کیا تھا کہا کہ اکثر چھوٹے چھوٹے گروہ بڑی بڑی جماعتوں پر حکم خدا سے غالب آجاتے ہیں اور اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے''

## تکوین (موجودات) میں بداء

کائنات میں بداء کا مطلب یہ ہے: کائنات اور تاریخ میں جو حادثات رونما ہونے والے ہیں ان کے راستہ کو بدل دینا۔ اگر قانون علیت لوگوں کی زندگی پر حاکم ہوتا تو بہت سے مقامات ایسے آئے ہیں جہاں پر انسان پستی کے گڑھے میں گرنے والا تھا تو اس موقع پر مشیت الٰہی نے بڑھ کر اس کو سہارا دیا اور پستی کے گڑھے میں گرنے سے اس کو نجات دی۔۔۔ جو قانون علیت کی حرکت کے خلاف ہے۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ یہ قانون ملغیٰ (بے کار) ہے اور اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے

---

(۱) سورۂ بقرہ آیت ۲۴۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بلکہ خداوند عالم کی جانب سے یہ قانون محکوم ہے اور اس کے محکوم ہونے کے وہ نتائج ہیں جو لوگوں کی سمجھ کے خلاف ہیں اور لوگ ان کو اسباب و مسببات اور علل و معلولات کا تسلسل کہتے ہیں۔

قانون علیت میں یہ تحکم الٰہی جو لوگوں کو چونکا دیتا ہے اور ان کے حسابات میں تغیر و تبدل کر دیتا ہے اسے بداء کہا جاتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی بہت سی روایات میں بیان کیا گیا ہے۔

"بداء" کے ذریعہ کائنات، تاریخ اور معاشرہ میں تغیر واقع ہو جاتا ہے وہ حادثات واقع ہو جاتے ہیں جن کو انسان شمار نہیں کر سکتا، لوگوں کی توقع کے خلاف مدد ہو جاتی ہے، وہ لوگ شکست کھا جاتے ہیں جو کبھی شکست کے بارے میں سوچ بھی نہیں سکتے تھے، کمزور باشاہ بن جاتا ہے اور بادشاہ ذلیل ہو جاتے ہیں۔

## محو اور اثبات

محو اور اثبات کے معنی میں بداء کے یہی معنی قرآن کریم میں بیان ہوئے ہیں:

﴿یَمْحُو اللّٰہُ مَایَشَاءُ وَیُثْبِتُ وَعِنْدَہُ اُمُّ الْکِتَابِ﴾(۱)

"اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے یا برقرار رکھتا ہے کہ اصل کتاب اسی کے پاس ہے"

"اُمّ الکتاب" سے مراد اللہ تعالیٰ کا علم ہے جس کو روایات کی زبان میں "لوح محفوظ" سے تعبیر کی گئی ہے جس میں محو اور تغییر واقع نہیں ہوتا اور نہ ہی خداوند عالم ایسا ہے کہ وہ پہلے ایک چیز سے نا آگاہ ہو اور بعد میں اس کو اس چیز کا علم حاصل ہو۔

شیخ صدوقؒ نے کتاب "اکمال الدین" میں ابو بصیر اور سماعۃ سے اور انھوں نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

---

(۱) سورۂ رعد آیت ۳۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿من زعم انّ اللّٰہ عزّوجلّ یبدؤلہ في شيءٍ لم یعلمہ امس فابرؤو امنہ﴾(۱)

''جوشخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ عزوجل کیلئے ایسی چیز کا علم حاصل ہوتا ہے جس کو وہ کل نہیں جانتا تھا تو اسے ہم سے برائت کرنا چاہئے''

محو''کتاب تکوین''میں تو جاری ہوسکتا ہے لیکن''اُمّ الکتاب''جوخداوند عالم کا علم ہے اس میں جاری نہیں ہوسکتا ہے۔

خداوند عالم کا علم ثابت ہے اس میں کسی قسم کی ردوبدل اور تغیر وتبدل واقع نہیں ہوسکتا ہے اور تغیر وتبدل کائنات، مجتمع اور تاریخ میں ان اسباب کے ذریعہ واقع ہوتا ہے جن کو خداوند عالم نے ان کیلئے فراہم کررکھا ہے۔عیاشی نے ابن سنان سے اور انھوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

﴿انّ اللّٰہ یقدِّم مایشاء ویؤخر مایشاء،ویمحو مایشاء ویثبت مایشاء وعندہ امّ الکتاب وقال فکل امریریدہ اللّٰہ فھو فِيْ علمہ قبل ان یصنعہ لیس شي ء یبدولہ الّاوقدکان فِيْ علمہ، انّ اللّٰہ لایبدولہ من جھل﴾(۲)

بیشک خداوند عالم جس چیز کو چاہتا ہے مقدم کردیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے موخر کردیتا ہے جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے ثابت (برقرار) رکھتا ہے اس کے پاس اُمّ الکتاب ہے اور ہر وہ امر جس کا خداوند عالم ارادہ کرتا ہے وہ اس سے پہلے کہ اس چیز کو موجود کرے اس کے علم میں ہے کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کی وہ ابتدا کرے وہ اس کے علم میں نہ ہو،بیشک خداوند عالم کسی چیز کی ابتدا کرنے سے ناآگاہ نہیں ہے''

---

(۱)بحارالانوار جلد۴صفحہ۱۱۱۔

(۲)بحارالانوار جلد۴صفحہ۱۲۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



عماربن موسیٰ نے امام جعفرصادق علیہ السلام سے نقل کیا ہے:

"جب حضرت امام جعفرصادق علیہ السلام سے یمحو الله کے سلسلہ میں سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا:

﴿اِنَّ ذلک الکتاب کتاب یمحوالله مایشاء ویثبت،فمن ذلک یَرُدُّ الدعاء القضاء وذالک الدعاء مکتوب علیه الّذي یُرَدُّبه القضاء حتّٰی اذاصارالیٰ اُمِّ الکتاب لم یغن الدعاء فیه شیئاً﴾(۱)

"بیشک وہ کتاب ایسی کتاب ہے جس میں سے اللہ جو چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے جو شخص دعا کے ذریعہ قضا کو رد کرنا چاہتا ہے تو وہ دعا خداوند عالم کے پاس لکھی ہوئی ہے جس کے ذریعہ سے قضا ٹل جاتی ہے یہاں تک کہ جب وہ ام الکتاب تک پہنچتی ہے تو دعا اس میں کچھ نہیں کرسکتی ہے"

خداوند عالم کائنات کے نظام میں قانون علیت کے ذریعہ جس چیز کو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے اور جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔کبھی ایک معین و مشخص مرض صاحب مرض کی طبیعی اسباب کے ذریعہ موت کا سبب ہوتا ہے تو خداوند عالم اس کو اپنے اذن وامر سے اس کیلئے برقرار رکھتا ہے اور جب چاہتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اور صاحب مرض کی شفاء کے اسباب فراہم کردیتا ہے۔اسباب کے معطل کرنے کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تکوین میں تو قانون محو جاری ہوجاتا ہے لیکن ام الکتاب میں نہ محو جاری ہوتا ہے نہ کوئی تغیر و تبدل ہوتا ہے اور نہ ہی خداوند عالم کسی چیز سے ناآگاہ ہونے کے بعد اس کا عالم ہوتا ہے۔

کتاب تکوین میں یہ محو اسباب و مسببات کے نظام کیلئے خداوند عالم کی "حکمت" اور "رحمت' کی بنا پر جاری ہوتے ہیں۔جب خداوند عالم کی "حکمت" اور "رحمت' کائنات اور معاشرہ میں کسی چیز

---

(۱)بحارالانوار

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے حادث ہونے کا تقاضا کرتی ہے تو خداوند عالم اس کے اسباب فراہم کر دیتا ہے اور جو کچھ کائنات اور معاشرہ میں ہوتا ہے اس کو مٹا دیتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کی مشیت، اسباب اور مسببات کے نظام کی باعث نہ ہو۔ یہ نظام ''محو'' اور ''اثبات'' کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے امر کا خاضع ہے، اللہ تعالیٰ کی بادشاہت اس پر نافذ ہے۔ جب خداوند عالم اپنے اذن اور امر سے اس کا اثبات چاہتا ہے تو وہ ثابت رہتا ہے اور جب اللہ اس میں تغیر تبدل اور اس کو مٹانا چاہتا ہے تو وہ اس کے حکم اور بادشاہت سے بدل جاتے ہیں۔

## ''بداء'' پر ایمان کی تردید

ہمیت کے اعتبار سے بداء پر ایمان رکھنا خداوند عالم پر ایمان رکھنے کے بعد آتا ہے؛ بداء کے انکار کرنے کا مطلب کائنات اور معاشرہ کی حرکت اور اس کی دیکھ بھال کرنے سے خداوند عالم کے ارادہ کو معزول کرنا اور نظام علیت وسبیت میں اللہ کے ارادہ کو محکوم کرنا ہے جیسا کہ یہود کہتے ہیں:

﴿یَدُ اللهِ مَغْلُوْلَةٌ﴾(۱)

''خدا کے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں''

بلکہ ہمارا قول یہ ہے:

﴿بَلْ یَدَاهُ مَبْسُوْطَتَانِ﴾(۲)

''بلکہ خدا کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں''

خداوند عالم کی بادشاہت کی کوئی انتہا نہیں ہے اس کا ہاتھ پوری کائنات اور معاشرہ پر پھیلا ہوا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ پر مسلمان انسان کے عقیدہ رکھنے کی یہ پہلی پناہ گاہ ہے اور دوسری پناہ گاہ

---

(۱) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

(۲) سورۂ مائدہ آیت ۶۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اللہ تعالیٰ سے رابطہ رکھنا ہے۔ بیشک اللہ تعالیٰ پر ایمان نظام میں اسباب و مسببات میں ہر حال میں جو تغیر و تبدل ہوتا ہے وہ اس کی دسترس میں ہے بندہ اپنی تمام حاجتوں میں اسی سے پناہ چاہتا ہے اور اکثر انسان کو جو چیز اللہ سے متمسک کرتی ہے وہ حاجتوں اور رنج و غم کے وقت خداوند عالم سے دعا کرنے کا وقت ہے۔

جب انسان اللہ تعالیٰ کے قضا اور قدر میں تغیر و تبدل کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی اور وہ حادثوں کے واقع ہونے کے وقت دعا کرنے میں کوئی فائدہ نہیں دیکھتا تو انسان اپنی حاجت اور اہم کام کے وقت خداوند عالم سے پناہ نہیں مانگتا ہے۔ اللہ کی پناہ تو وہ لوگ مانگتے ہیں جن کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی دو قضا ہیں خداوند عالم کی ایک قضا وہ ہے جو ام الکتاب میں لکھی گئی ہے جس میں تغیر و تبدل کا کوئی امکان ہی نہیں ہے۔ دوسری قضا وہ ہے جس میں جب اللہ چاہتا ہے تو تغیر و تبدل واقع ہو جاتا ہے تو اس وقت بندے اپنی حاجتوں اور دعاؤں کے قبول ہونے کے لئے اس کی پناہ مانگتے ہیں۔

## دعا اور بداء

جو امور اسباب و حوادث کی رفتار بدلنے میں خداوند عالم کے ارادہ کے دخل انداز ہونے کا سبب ہوتے ہیں وہ بہت زیادہ ہیں جیسے ایمان اور تقویٰ، خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَلَوْاَنَّ اَهْلَ الْقُرىٰ آمَنُوْا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ﴾(۱)

"اور اگر اہل قریہ ایمان لے آتے اور تقویٰ اختیار کر لیتے تو ہم ان کیلئے زمین و آسمان کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے"

شکر: ﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيْدَنَّكُمْ﴾(۲)

---

(۱) سورۂ اعراف آیت/۹۶۔

(۲) سورۂ ابراہیم آیت/۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"اگر تم ہمارا شکریہ ادا کرو گے تو ہم نعمتوں میں اضافہ کردیں گے"

استغفار کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ﴾(۱)

"حالانکہ اللہ ان پر اس وقت تک عذاب نہیں نازل کرے گا جب تک "پیغمبر" آپ ان کے درمیان ہیں اور خدا ان پر عذاب کرنے والا نہیں ہے اگر یہ توبہ اور استغفار کرنے والے ہو جائیں"

دعا اور ندا کے سلسلہ میں خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَنُوحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَنَجَّيْنَاهُ وَاَهْلَهُ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيمِ﴾(۲)

"اور نوح کو یاد کرو جب انھوں نے پہلے ہی ہم کو آواز دی اور ہم نے ان کی گزارش قبول کر لی اور انھیں اور ان کے اہل کو بہت بڑے کرب سے نجات دلا دی"

﴿وَاَيُّوبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهُ اَنِّي مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِينَ فَاسْتَجَبْنَا لَهُ فَكَشَفْنَا مَا بِهِ مِنْ ضُرٍّ وَآتَيْنَاهُ اَهْلَهُ وَمِثْلَهُمْ مَعَهُمْ رَحْمَةً مِنْ عِنْدِنَا وَذِكْرٰى لِلْعَابِدِينَ﴾(۳)

"اور ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ مجھے بیماری نے چھو لیا ہے اور تو بہترین رحم کرنے والا ہے تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کر لیا اور ان کی بیماری کو دور کر دیا اور انھیں ان کے اہل و عیال دیدئے کہ یہ ہماری طرف سے خاص مہربانی تھی اور یہ عبادت گزار بندوں کے لئے ایک یاددہانی ہے"

---

(۱) سورۂ انفال آیت/۳۳۔

(۲) سورۂ انبیاء آیت/۷۶۔

(۳) سورۂ انبیاء آیت/۸۳۔۸۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿وَ ذَاالنُّونِ اِذْذَهَبَ مُغَاضِبًافَظَنَّ اَنْ لَنْ نَقْدِرَعَلَيْهِ فَنَادىٰ فِي الظُّلُمَاتِ اَنْ لاَ اِلٰهَ اَلّاَ اَنْتَ سُبْحَانَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَالَهُ وَنَجَّيْنَاهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِکَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾(۱)

''اور یونس کو یاد کرو کہ جب وہ غصہ میں آ کر چلے اور یہ خیال کیا کہ ہم ان پر روزی تنگ نہیں کریں گے اور پھر تاریکیوں میں جا کر آواز دی کہ پروردگار تیرے علاوہ کوئی خدا نہیں ہے تو پاک و بے نیاز ہے اور میں اپنے نفس پر ظلم کرنے والوں میں سے تھا، تو ہم نے ان کی دعا کو قبول کرلیا اور انھیں غم سے نجات دلا دی اور ہم اسی طرح صاحبان ایمان کو نجات دلاتے رہتے ہیں''

مطلق طور پر پوری کائنات کا نظام خداوندعالم کے قبضۂ قدرت میں ہے کائنات میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو اس کی سلطنت کو محدود کرے اور اس کو عاجز کردے۔ یہ بادشاہت اس کے ذاتی اسباب کے ذریعہ جاری رہتی ہے اور اس کا مطلب اسباب و مسببات کو معطل کرنا نہیں ہے خداوندعالم اس نظام کائنات میں اپنی بادشاہت، حکم اور امر سے جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے اور اپنے اذن سے جس چیز کو چاہتا ہے برقرار رکھتا ہے یہ محو اور اثبات فقط کتاب تکوین میں جاری ہوتا ہے اور ''ام الکتاب' میں ایسا نہیں ہے۔ خداوندعالم تکوین میں اپنی حکمت اور رحمت سے کسی چیز کو محو کرتا ہے اور اس محو کرنے کو ہی بداء کہا جاتا ہے جو اہل بیت علیہم السلام سے مروی متعدد روایات میں آیا ہے اور خداوندعالم متعدد اسباب کے ذریعہ بداء کو جاری کرتا ہے، جیسے استغفار، تقویٰ، ایمان، شکر اور دعا وغیرہ

دعا بداء کے اہم اسباب میں سے ہے: ﴿اُدْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لَکُمْ﴾(۲)

''اور تمہارے پروردگار کا ارشاد ہے کہ مجھ سے دعا کرو میں قبول کرونگا''

---

(۱)سورۂ انبیاء آیت/۸۸۔

(۲)سورۂ مومن آیت/۶۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# زیارت کے توحیدی اور سیاسی پہلو

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

# تاریخ میں خاندان توحید

قرآن کریم میں ایک ہی خاندان توحید کا تذکرہ ہوا ہے

اس خاندان کے رائد (چلانے والے) اور پدر ابراہیم خلیل الرحمٰن علیہ السلام تھے خدا فرماتا ہے:

﴿هُوَ اجْتَبَاكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّينِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هَٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾(۱)

"...اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے۔ یہی تمہارے بابا ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو..."

اس خاندان کی آخری کڑی حضرت رسول اللہ خاتم الانبیاء تھے، آپ ہی پر رسالت کا خاتمہ ہوا، یہی خاندان شجرہ طیبہ ہے، اسکی شاخیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اسکی شاخیں مبارک، پھل پاک و پاکیزہ ہیں تاریخ میں مستمر ہیں اور قرآن کریم کے بیان کے مطابق ایک ہیں:

---

(۱) سورۂ حج آیت ۷۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنَ﴾(۱)

''بیشک یہ تمہارا دین ایک ہی دین اسلام ہے اور میں تم سب کا پروردگار ہوں لہٰذا میری ہی عبادت کرو''

﴿وَاِنَّ هٰذِهٖ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنَ﴾(۲)

''اور تمہارا سب کا دین ایک دین ہے اور میں ہی سب کا پروردگار ہوں لہٰذا بس مجھ سے ڈرو''

قرآن کریم نے اس خاندان کی وحدت و یکپارچگی کے گوشت و پوست اور اجزاء کے مابین علاقہ و تعلق کو محکم و مضبوط کیا ہے اور اس خاندان کے درمیان گہرا تعلق پیدا کیا ہے۔

یہ اہتمام اسلامی تربیت کی راہ اس خاندان کے اتحاد نیز اس خاندان کی طرف منسوب وحی کی گہرائی کے تعلق کو بیان کرنے کے لئے ہے اور اس خاندان کے رموز اور صالح افراد کو منظر عام پر لانا لوگوں کی زندگی کیلئے نمونہ ہیں۔

اسی طرح یہ اہتمام نسل درنسل اس خاندان میں توحید کی وراثت اس کی ارزش کو باقی رہنے اور اس خاندان کی تمام نسلوں اور اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ کو مضبوط کرنے کے لئے ہے۔

## اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تسلسل

قرآن کریم نے اس خاندان کی نسلوں کے درمیان رابطہ اور تعلق کو کتنی اہمیت دی ہے اس سلسلہ میں ہم مندرجہ ذیل آیات ذکر کر رہے ہیں:

۱۔اس خاندان کے درمیان ایک دوسرے کی شناخت ،اس خاندان کے نیک ارکان کا

---

(۱)سورۂ انبیاء آیت ۹۲۔

(۲)سورۂ مومنون آیت ۵۲۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تذکرہ، ان کے اسماء کی تعظیم، ان کا تذکرہ کر کے ان کو مشہور کرنا قرآن کریم میں اس امر کا بڑا اہتمام کیا گیا ہے ہم اس اہتمام کے شواہد ذیل میں پیش کر رہے ہیں:

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مَرْيَمَ إِذِ انْتَبَذَتْ مِنْ أَهْلِهَا مَكَانًا شَرْقِيًّا﴾ (۱)

"اور اے پیغمبر اپنی کتاب میں مریم کو یاد کرو کہ جب وہ اپنے گھر والوں سے الگ مشرقی سمت کی طرف چلی گئیں"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِبْرَاهِيمَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾ (۲)

"اور کتاب خدا میں ابراہیم کا تذکرہ کرو کہ وہ ایک صدیق پیغمبر تھے"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ مُوسَىٰ إِنَّهُ كَانَ مُخْلَصًا وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا﴾ (۳)

"اور اپنی کتاب میں موسیٰ کا تذکرہ کرو کہ وہ میرے مخلص بندے اور رسول و نبی تھے"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِسْمَاعِيلَ إِنَّهُ كَانَ صَادِقَ الْوَعْدِ﴾ (۴)

"اور اپنی کتاب میں اسماعیل کا تذکرہ کرو کہ وہ وعدے کے سچے تھے"

﴿وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا﴾ (۵)

"اور اپنی کتاب میں ادریس کا بھی تذکرہ کرو کہ وہ بہت زیادہ سچے پیغمبر تھے"

﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا دَاوُدَ ذَا الْأَيْدِ﴾ (۶)

"اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کریں جو صاحب طاقت بھی تھے"

---

(۱) سورۂ مریم آیت/۱۶۔

(۲) سورۂ مریم آیت۔۴۱۔

(۳) سورۂ مریم آیت/۵۱۔

(۴) سورۂ مریم آیت/۵۴۔

(۵) سورۂ مریم آیت/۵۶۔

(۶) سورۂ ص آیت/۱۷۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿وَاذْكُرْ عَبْدَنَا أَيُّوبَ إِذْ نَادَىٰ رَبَّهُ أَنِّي مَسَّنِيَ الشَّيْطَانُ بِنُصْبٍ وَعَذَابٍ﴾(۱)

''اور ہمارے بندے ایوب کو یاد کرو جب انھوں نے اپنے پروردگار کو پکارا کہ شیطان نے مجھے بڑی تکلیف اوراذیت پہنچائی ہے''

﴿وَاذْكُرْ عِبَادَنَا إِبْرَاهِيمَ وَإِسْحَاقَ وَيَعْقُوبَ أُولِي الْأَيْدِي وَالْأَبْصَارِ إِنَّا أَخْلَصْنَاهُمْ بِخَالِصَةٍ ذِكْرَى الدَّارِ﴾(۲)

''اور پیغمبر ہمارے بندے ابراہیم، اسحاق، اور یعقوب کا ذکر کیجئے جو صاحبان قوت اور صاحبان بصیرت تھے۔ہم نے ان کو آخرت کی یاد کی صفت سے ممتاز قرار دیا تھا''

﴿وَاذْكُرْ إِسْمَاعِيلَ وَالْيَسَعَ وَذَا الْكِفْلِ وَكُلٌّ مِنَ الْأَخْيَارِ﴾(۳)

''اور اسماعیل اور الیسع اور ذوالکفل کو بھی یاد کیجئے اور یہ سب نیک بندے تھے''

۲۔صلح وسلامتی کی بنیاد پر اس خاندان کی کڑیوں کے مابین رابطہ ایجاد کرنا،اس خاندان کی نسلوں سے حسد اور کینہ دور کرنا زمانۂ حال کو ماضی سے مربوط کرنا اولاد کو باپ داداؤں سے ملحق کرنا خلف کو صلح کی بنیاد پر اسی خاندان کے سلف صالح سے ملحق کرنا اور صلح وسلامتی کا رابطہ اس خاندان کے درمیان سب سے بہترین اور برجستہ رابطہ ہے۔خداوند عالم فرماتا ہے:

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِينَ سَلَامٌ عَلَىٰ نُوحٍ فِي الْعَالَمِينَ إِنَّا كَذَٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِينَ إِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُؤْمِنِينَ﴾(۴)

---

(۱)سورۂ ص آیت/۴۱۔

(۲)سورۂ ص آیت ۴۵۔۴۶۔

(۳)سورۂ ص آیت/۴۸۔

(۴)سورۂ الصافات آیت/۷۸۔۸۱۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"اوران کے تذکرے کو آنے والی نسلوں میں برقرار رکھا۔ساری خدائی میں نوح پر ہمارا سلام،ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں وہ ہمارے ایماندار بندوں میں سے تھے"

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ سَلَامٌ عَلٰى إِبْرَاهِيْمَ﴾(۱)

"اوراس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہوابراہیم پر"

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ سَلَامٌ عَلٰى مُوْسٰى وَهَارُوْنَ﴾(۲)

"اوراس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہوموسیٰ اور ہارون پر"

﴿وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْآخِرِيْنَ سَلَامٌ عَلٰى إِلْ يَاسِيْنَ﴾(۳)

"اوراس کا تذکرہ آخری دور تک باقی رکھا ہے۔سلام ہوآل یاسین پر"

﴿وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ﴾(۴)

"اور ہمارا سلام تمام مرسلین پر ہے اور ساری تعریف اس اللہ کیلئے ہے جو عالمین کا پروردگار ہے"

اور صلح وسلامتی کے رابطہ کا تقاضا،رہنما کا ایک ہونا،مقصد کا ایک ہونا،راستہ کا ایک ہونا،اس غرض ومقصد تک پہنچنے کے سلسلہ میں وسیلہ کا ایک ہونا،روش کا ایک ہونا نیز رفتار اور نظریہ کا ایک ہونا ہے۔

اوراس مجموعی وحدت کے علاوہ صلح ودوستی کے اور کوئی معنی نہیں ہیں۔

۳۔اس خاندان کی نسل درنسل میں میراث کا رابطہ ہے خلف صالح اپنے سلف سے توحید کی ارزشوں اور توحید کی طرف دعوت دینے کو میراث میں پاتا ہے۔

---

(۱)سورۂ الصافات آیت/۱۰۸۔۱۰۹۔

(۲)سورۂ الصافات آیت/۱۱۹۔۱۲۰

(۳)سورۂ الصافات آیت/۱۳۰۔

(۴)سورۂ الصافات آیت/۱۸۱۔۱۸۲

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



خداوند عالم ارشاد فرماتا ہے:

﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَاالْکِتَابَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَامِنْ عِبَادِنَا﴾(۱)

''پھر ہم نے اس کتاب کا وارث ان لوگوں کو قرار دیا جنھیں اپنے بندوں میں سے چُن لیا''

﴿وَلَقَدْآتَیْنَامُوْسیٰ الْهُدیٰ وَاَوْرَثْنَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ الْکِتَابَ﴾(۲)

''اور یقیناً ہم نے موسیٰ کو ہدایت عطا کی اور بنی اسرائیل کو کتاب کا وارث بنایا ہے''

﴿وَالَّذِیْنَ عَلیٰ صَلاتِهِمْ یُحَافِظُوْنَ اُولٰئِکَ هُمُ الْوَارِثُوْنَ﴾(۳)

''اور جو اپنی نمازوں کی پابندی کرنے والے ہیں درحقیقت یہ وہی وارثان جنت ہیں''

﴿وَالَّذِیْنَ یُمَسِّکُوْنَ بِالْکِتَابِ وَاَقَامُواالصَّلاةَ اِنَّالاٰنُضِیْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِیْنَ﴾(۴)

''اور جو لوگ کتاب سے تمسک کرتے ہیں اور انھوں نے نماز قائم کی ہے تو ہم صالح اور نیک کردار لوگوں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے ہیں''

اسی رابطہ کی وجہ سے خلف (فرزند) سلف سے توحید کی ارزشوں کو حاصل کرتا ہے، تاکہ ان ارزشوں کو اپنے بعد والی نسلوں تک منتقل کر سکے۔

۴۔اس خاندان کا اسلام سے گہرا رابطہ ہے خداوند عالم نے ہر موحد کیلئے اس خاندان کے رائد (قائد) حضرت ابراہیم علیہ السلام کو باپ کہا ہے اور ان کو جناب ابراہیمؑ کے فرزند قرار دیا ہے۔

﴿هُوَاجْتَبَاکُمْ وَمَاجَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِیْکُمْ اِبْرَاهِیْمَ هُوَ

---

(۱)سورۂ فاطر آیت۳۲۔

(۲)سورۂ غافر آیت۵۳۔

(۳)سورۂ مومنون آیت۹۔۱۰۔

(۴)سورۂ اعراف آیت۱۷۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سَمّٰاكُمُ الْمُسْلِمِينَ مِنْ قَبْلُ وَفِي هٰذَا لِيَكُونَ الرَّسُولُ شَهِيداً عَلَيْكُمْ وَتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ﴾(۱)

"...اس نے تم کو منتخب کیا ہے اور دین میں کوئی زحمت نہیں قرار دی ہے۔یہی تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اس نے تمہارا نام پہلے بھی اور اس قرآن میں بھی مسلم اور اطاعت گذار رکھا ہے تاکہ رسول تمہارے اوپر گواہ رہے اور تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو..."

۵۔خداوند عالم نے اس خاندان کی تمام نسلوں کو اسی خاندان کے گذشتہ اور موجودہ انبیاء، مرسلین صالحین اور صدیقین کی اقتداء کرنے کا حکم دیا ہے۔

ارشاد خداوند قدوس ہے:

﴿وَلَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(۲)

"مسلمانو! تمہارے واسطے تو خود رسول اللہ کا (خندق میں بیٹھنا) ایک اچھا نمونہ تھا"

﴿قَدْ كَانَتْ لَكُمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِي إِبْرَاهِيمَ وَالَّذِينَ مَعَهُ﴾(۳)

"تمہارے لئے بہترین نمونۂ عمل ابراہیم اور ان کے ساتھیوں میں ہے"

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيهِمْ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ﴾(۴)

"مسلمانو! ان لوگوں (کے افعال) تمہارے واسطے جو خدا اور روز آخرت کی امید رکھتا ہے اچھا نمونہ ہے"

قرآن کریم انبیائے الٰہی اور اس کے اولیائے صالحین کی کچھ تعداد بیان کرنے کے بعد ان

---

(۱) سورۂ حج آیت/۷۸۔

(۲) سورۂ احزاب آیت/۲۱۔

(۳) سورۂ ممتحنہ آیت/۶۔

(۴) سورۂ ممتحنہ آیت/۶

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کی اقتدا کرنے کا حکم دیتا ہے۔خداوند عالم نے ان کو جونور کا رزق عطا کیا ہے اس سے ہدایت اور اقتباس کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرماتا ہے:

﴿وَتِلْکَ حُجَّتُنَا آتَیْنَاهَا اِبْرَاهِیْمَ عَلٰی قَوْمِهِ نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَنْ نَّشَاءُ اِنَّ رَبَّکَ حَکِیْمٌ عَلِیْمٌ وَوَهَبْنَا لَهُ اِسْحَاقَ وَیَعْقُوْبَ کُلًّا هَدَیْنَا وَنُوْحًا هَدَیْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّیَّتِهِ دَاوُدَ وَسُلَیْمَانَ وَاَیُّوْبَ وَیُوْسُفَ وَمُوْسٰی وَهَارُوْنَ وَکَذٰلِکَ نَجْزِی الْمُحْسِنِیْنَ وَزَکَرِیَّا وَیَحْیٰی وَعِیْسٰی وَاِلْیَاسَ کُلٌّ مِنَ الصَّالِحِیْنَ وَاِسْمَاعِیْلَ وَالْیَسَعَ وَیُوْنُسَ وَلُوْطًا وَکُلًّا فَضَّلْنَا عَلَی الْعَالَمِیْنَ وَمِنْ آبَائِهِمْ وَذُرِّیَّاتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ وَاجْتَبَیْنَاهُمْ وَهَدَیْنَاهُمْ اِلٰی صِرَاطٍ مُسْتَقِیْمٍ...اُوْلٰئِکَ الَّذِیْنَ هَدَی اللّٰهُ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهْ﴾(۱)

"یہ ہماری دلیل ہے جسے ہم نے ابراہیم کو ان کی قوم کے مقابلہ میں عطا کیا اور ہم جس کو چاہتے ہیں اس کے درجات کو بلند کر دیتے ہیں۔ بیشک تمہارا پروردگار صاحب حکمت بھی ہے اور باخبر بھی ہے اور ہم نے ابراہیم کو اسحاق و یعقوب دئے اور سب کو ہدایت بھی دی اور اس کے پہلے نوح کو ہدایت دی اور پھر ابراہیم کی اولاد میں داؤد، سلیمان، ایوب، یوسف، موسیٰ اور ہارون قرار دئے اور ہم اسی طرح نیک عمل کرنے والوں کو جزا دیتے ہیں۔اور زکریا یحیٰی، عیسیٰ اور الیاس کو بھی رکھا جو سب کے سب نیک کرداروں میں تھے۔اور اسماعیل، الیسع، یونس اور لوط بھی بنائے اور سب کو عالمین سے بہتر اور افضل بنایا۔اور پھر ان کے باپ دادا، اولاد اور برادری میں سے اور خود انھیں بھی منتخب کیا اور سب کو سیدھے راستہ کی ہدایت کر دی ہے...یہی وہ لوگ ہیں جنھیں اللہ نے ہدایت دی ہے لہٰذا آپ بھی اسی ہدایت کے راستہ پر چلیں"

---

(۱)سورۂ انعام آیت/۸۳۔۹۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



۶۔دعا کا رابطہ: آنے والی نسل کا گذشتہ نسل کیلئے دعا کرنا، خلف اور سلف کے درمیان سب سے بہتر اور محکم رابطہ ہے۔موجودہ نسل کا گذشتہ افراد کی سابق الایمان ہونے کی گواہی دینا ہے اور اللہ سے ان کی مغفرت اور رحمت کیلئے دعا کرنا ہے:

﴿وَالَّذِیْنَ جَاؤُوْمِنْ بَعْدِهِمْ،یَقُوْلُوْنَ رَبَّنَااغْفِرْلَنَاوَلِاِخْوَانِنَاالَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ،وَلَاتَجْعَلْ فِیْ قُلُوْبِنَاغِلًّا لِلَّذِیْنَ آمَنُوْا...رَبَّنَااِنَّکَ رَؤُفٌ رَحِیْمٌ﴾(۱)

''اور جو لوگ ان کے بعد آئے اور ان کا کہنا یہ ہے کہ خدایا ہمیں معاف کردے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی جنھوں نے ایمان میں ہم پر سبقت کی ہے اور ہمارے دلوں میں صاحبان ایمان کے لئے کسی طرح کا کینہ نہ قرار دینا کہ تو بڑا مہربان اور رحم کرنے والا ہے''

معلوم ہوا سلف صالح سے رابطہ برقرار رکھنا تربیت کے لحاظ سے اس دین کے راستہ کا اصل جزء ہے۔

نسلوں کے درمیان باہمی رابطہ کے سلسلہ میں قرآن کریم کی ایسی ممتاز ثقافت موجود ہے جس کے ذریعہ قرآن کریم مومنین کو ایسے مسلمان خاندان کے درمیان نسلیں گذر جانے کے باوجود ارتباط کی دعوت دیتا ہے یہ رابطہ عہد ابراہیم سے بلکہ حضرت نوحؑ کے زمانہ سے لیکر آج تک برقرار ہے۔جبکہ انبیائے عظام میں اولوا العزم پیغمبر بھی ہیں جیسے موسیٰ بن عمران ،عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اور انھیں میں آخری نبی پیغمبر خدا ہیں ۔یہ باہمی رابطہ اس خاندان توحید کی سب سے اہم خصوصیت ہے۔

## زیارت

اس بات سے واقفیت کے بعد کہ تمام نسلوں میں میراث،تسالم،محبت اور ملاقات کا رابطہ

---

(۱)سورۂ حشر آیت ۱۰/۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس دین کی خصوصیات میں سے ہے۔۔ہم کو یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ وہ وسائل کیا ہیں جن کی وجہ سے یہ رابطہ پیدا ہوتا ہے اور گذشتہ نسلوں کے لئے موجودہ نسل کے احساسات کا پتہ چلتا ہے ... یہ وسائل اس مقصد تک پہنچنے کیلئے اسلامی تربیتی پہلو کی راہ ہموار کرنے میں مؤثر شمار ہوتے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور ان کے خلفاء، اولیائے الٰہی اور اللہ کے صالح بندوں کی قبروں کی زیارت کرنا، ان پر سلام بھیجنا، ان کیلئے دعا کرنا، ان کیلئے نماز قائم کرنا، زکواۃ ادا کرنا اور امر بالمعروف کرنے کی گواہی دینا مومنین کی نسلوں کے درمیان اس ملاقات اور رابطہ کے اہم اسباب ہیں۔

ان زیارتوں میں جن سے مومنین اولیاء اللہ اور مومنین کی قبروں کی زیارت نیز اس سے متصل سلام و دعا و شہادت کے ذریعہ مانوس ہوتے ہیں مومنین کی اس جماعت کے سلسلہ میں اپنے احساسات بیان کرتے ہیں جو ان سے پہلے ایمان لا چکے، نمازیں قائم کر چکے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کر چکے، ان سے پہلے توحید کی جانب دعوت کے پیغام کیلئے قیام کر چکے خدا کی جانب ان کیلئے راستہ ہموار کر چکے لوگوں کو خداوند عالم کا عبادت گذار بنا چکے ان سے پہلے لوگوں کے درمیان کلمہ توحید کو بلند کر چکے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

اس احسان کیلئے زیارت کو وفا سے تعبیر کیا گیا ہے یعنی اولاد کا اپنے آبا واجداد سے وفاداری کا اظہار کرنا اس دور رائد میں توحید، نماز قائم کرنے اور زکات ادا کرنے کی جانب دعوت دینے کیلئے گواہی کی ضرورت ہے اور زیارت کا مطلب ہی فرزندوں کا آباؤ واجداد کے سلسلہ میں اور موجودہ نسل کا گذشتگان کیلئے گواہی دینا ہے۔

زیارت میں صلح وسلامتی اور محبت سے مراد گذشتہ نسلوں سے رابطہ برقرار رکھنا ہے اور حقیقت میں ملاقات، رابطہ اور ایک دوسرے پر رحم، صالحین کی پیروی ان کی یاد سے متعلق ذکر الٰہی کو مجسم کرتا ہے۔

مومنین اپنی زندگی میں فطری طور پر انبیاء صالحین بلکہ تمام مومنین کی قبروں سے مانوس

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوتے ہیں اور رسول خدا ﷺ کے اصحاب، اُحد کے شہیدوں اور حمزہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کیا کرتے تھے جیسا کہ صحیح روایات میں وارد ہوا ہے کہ حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا رسول اللہ ﷺ جناب حمزہ علیہ السلام کی قبر کی زیارت کرنا ضروری سمجھتی تھیں اور یہ زیارتیں اکثر نماز، دعا، ذکر اور اللہ کی بارگاہ میں حاضری کے ساتھ انجام پاتی ہیں اور ماثورہ زیارات میں یہ تمام باتیں ذکر ہوئی ہیں۔

تعجب ہے بعض اسلامی مذاہب مسلمانوں کو انبیاء ائمہ المسلمین اور صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے اور ان کی قبروں کے نزدیک دعا اور نماز پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور اسلام کی اس عمومی روش سے اپنے کو الگ قرار دیتے ہیں جو صالحین کی قبروں کی زیارت کرنے جاتے ہیں ان کو قبروں کے نزدیک دعا نماز اور ذکر کرنے سے منع کرتے ہیں اور اس فعل کو اللہ کے بارے میں شرک سے تعبیر کرتے ہیں۔

ہم اس کا سبب تو نہیں جانتے ہیں البتہ یہ کہہ سکتے ہیں کہ انھوں نے اسلام کے ظاہری امر اور مفاہیم نیز ان اقدار کو اچھی طرح نہیں سمجھا ہے جو زیارات کے سلسلہ میں بیان کی گئی ہیں۔

اور ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ یہ برائی کس طرح کی برائی ہے جس سے مسلمانوں نے نہیں روکا جبکہ نصف صدی سے بڑی شدت کے ساتھ مسلمانوں کو اس چیز سے منع کیا جا رہا ہے۔

یا تو ہم نصف صدی سے سختی سے روکنے والوں کو غلطی سے متہم کریں۔

یا ہم ان پر توحید اور شرک کو صحیح نہ سمجھنے کا الزام لگائیں یعنی ان دونوں باتوں کو صحیح طریقہ سے درک نہیں کر پائیں ہیں۔

خداوند عالم سب کو راہ راست کی ہدایت فرمائے اور اپنے صراط مستقیم پر اپنی خوشنودی کی جانب ہماری دستگیری فرمائے۔

## زیارتوں کی عبارات میں آنے والے معانی و مفاہیم کا جائزہ

رسول خدا اور ائمہ معصومین علیہم السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اہل بیت سے وارد ہونے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



والی روایات میں ہم افکار کے مختلف نہج پاتے ہیں ہم ان میں سے ذیل میں دونمونے ذکر کررہے ہیں:

پہلا نہج: وہ افکار جن کا امام اورامت کے درمیان سیاسی تعلق ہوتا ہے۔

دوسرا نہج: وہ افکار جن کا زائر اورامام کے درمیان ذاتی تعلق ہوتا ہے۔

ہم عنقریب ان دونوں طریقوں کے سلسلہ میں زیارتوں میں وارد ہونے والے مضامین بیان کریں گے۔

## زیارتوں میں سیاسی اورانقلابی پہلو

### ا۔زیارت کا عام سیاسی دائرہ سے رابطہ

اہل بیت علیہم السلام سے زیارتوں کے سلسلہ میں وارد ہونے والی روایات میں عقیدتی اور سیاسی قضیہ کا بہت وسیع میدان ہے اور سیاسی قضیہ سے ہماری مراد رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد امامت اور ولایت کا مسئلہ ہے اور یہ وہ معتبر وسیلہ ہے جو بنی امیہ اور بنی عباس کے دور میں نیز اس کے بعد بھی سیاست دور میں اسلام کے اصل راستہ سے منحرف ہوجانے کے بعد جاری وساری رہا ہے۔

اسلامی حکومتوں پر ایسے افراد نے بھی حکومت کی ہے جو اسلام اور عالم اسلام کی نظر میں قابل اطمینان نہیں تھے انھوں نے اسلام اور مسلمانوں کو بہت نقصان پہنچایا اہل بیت علیہم السلام نے اپنے دور کی اس طرح کی حکومتوں کا مقابلہ کیا۔

اموی اور عباسی، مضبوط حکومتوں سے ٹکراتے رہنے کی بنا پر شیعہ ادب اور ثقافت میں واضح آثار رونما ہوئے اور اسی وقت سے اہل بیت علیہم السلام کی اتباع کرنے والے شیعوں کو رافضہ کے نام سے پہچانا جانے لگا چونکہ انھوں نے بنی امیہ اور بنی عباس کے خلفا کی ولایت کا انکار کیا تھا۔

شیعی سیاسی فکر اور شیعی سیاسی ادب کو اس وقت سے رفض کا رنگ دیا گیا جب معاویہ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے مختلف بہانوں اور مکاریوں سے حکومت لی اور یہ رنگ بنی عباس کی

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



حکومت کے اختتام تک باقی رہا۔

اس سیاسی جنگ اور سیاسی معارضہ کی اہل بیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں واضح طور پر عکاسی کی گئی ہے خاص طور سے امام امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی زیارت میں چونکہ ان دونوں اماموں کا دور تاریخ اسلام میں مقابلہ اور ٹکراؤ کا سب سے سخت دور تھا۔

اور شاید اسی سبب کو حضرت امیر المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے فرزند ارجمند حضرت امام حسین علیہ السلام سے مروی زیارتوں میں کثرت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔

اور ان دونوں اماموں سے وارد ہونے والی زیارتوں کا دوسرے تمام ائمہ سے وارد ہونے والی زیارتوں سے مقدار اور کیفیت میں فرق ہے۔

اس سیاسی قضیہ کا خلاصہ زیارتوں میں بیان ہوا ہے جیسا کہ ہم نے اس کا شہادت اور موقف کے عنوان میں تذکرہ کیا ہے جن میں پہلا شہادت کے بارے میں ہے اور دوسرا سیاست کے متعلق ہے۔

ہم موقف کو شہادت کے بعد بیان کریں گے۔

بیشک سیاسی موقف ہر جنگ اور اختلاف کے موقع پر قضاوت کے دائرہ کا خلاصہ ہوتا ہے قضاوت حق دو جھگڑا کرنے والوں کے درمیان قاطع حکم کا نام ہے، اس وقت اس حکم کی روشنی میں جس کو قضاوت معین کرتی ہے اس سے سیاسی موقف معین ہوتا ہے۔

ایسے میں سب سے انصاف کرنے والا خود انسان کا ضمیر ہوتا ہے وہ انصاف جس کو خدا نے انسان کی فطرت میں ودیعت کیا ہے۔

اسی طرح اس الٰہی محکمہ میں اہل بیت علیہم السلام کے زائر کو یہ گواہی دینی پڑے گی کہ حق اہل بیت علیہم السلام کا حصہ ہے اور انھیں کے ساتھ ہے، اور اہل بیت علیہم السلام کے دشمنوں کے خلاف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ گواہی دے کہ وہ حق سے منحرف اور باطل کی طرف رجحان رکھنے والے تھے۔

پھراس گواہی کے راستہ پر ولایت، برائت، روگردانی وسلام ولعنت کا موقف معین ہوتا ہے اب ہم ذیل میں شہادت اور موقف میں سے ہر ایک کے سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام سے منقولہ زیارات کی چند عبارتوں کا تذکرہ کرتے ہیں:

## الف:شہادت

### مقابلہ کے پہلے مرحلہ میں رسالت کی گواہی

جناب عمار کی زبانی جنگ کی دوقسمیں ہیں،ایک جنگ جوتنزیل قرآن پر ہوئی جو بدر اور احد میں ہوئی تھی اوردوسری جنگ تاویل قرآن پر ہوئی جو جمل،صفین اور کربلا میں ہوئی تھی یہ دونوں جنگیں آج تک قائم ہیں اور یہ آخر تک قائم رہیں گی۔ہم پہلی جنگ کے سلسلہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

﴿اشهد یارسول الله مع کل شاهدو اتحمّلها عن کلّ جاد:انک قد بلّغت رسالات ربّک،ونصحت لامتک،وجاهدت فی سبیل ربّک،واحتملت الاذیٰ في جنبه،ودعوت الیٰ سبیله بالحکمة والموعظة الحسنة الجمیلة،وادّیت الحقّ الذي کان علیک ،وانّک قد رؤفت بالمؤمنین وغلظت علیٰ الکافرین، وعبدت اللّٰه مخلصاًحتیّٰ اتاک الیقین،فبلغ اللّٰهُ بک اشرف محل المکرمین،واعلیٰ منازل المقرّبین،وارفع درجات المسلمین حیث لایلحقک لاحق،ولایفوقک فائق،ولایسبقکَ سابق،ولایطمع فی ادراکک طامع.“

”میں شہادت دیتاہوں اے خدا کے رسول تمام شاہدوں کے ساتھ اورتمام منکروں کے مقابلہ میں کہ آپ نے اپنے پروردگار کے پیغامات کوپہنچایا،اپنی امت کونصیحت کی،راہ خدا میں جہاد

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کیا، اس کی راہ میں ہر زحمت کو برداشت کیا، لوگوں کو راہ خدا کی دعوت دی حکمت اور موعظہ حسنہ کے ساتھ اور وہ سب کچھ ادا کر دیا جو آپ کے ذمہ تھا، آپ نے مومنین پر مہربانی کی اور کافروں پر سختی کی اور خلوص سے اللہ کی عبادت کی یہاں تک کہ زندگانی کا خاتمہ ہو گیا خدا آپ کو بزرگ بندوں کی عظیم ترین منزل تک پہونچائے اور آپ کو مقربین کے بلند ترین مرتبہ پر فائز کرے اور مرسلین کے عظیم ترین درجہ تک پہنچا دے جہاں تک کوئی پہونچنے والا نہ پہنچ سکے اور کوئی اس سے بالاتر نہ جا سکے اور کوئی اس سے آگے نہ نکل سکے اور کسی میں اس منزل کو حاصل کرنے کی طمع بھی نہ ہو سکے"

احد کے شہیدوں کی قبروں کی زیارت کے سلسلہ میں پڑھتے ہیں:

﴿واشهد کم انکم قدجاهدتم فی الله حقّ جهاده و ذببتم عن دين الله وعن نبيه، وجدتم بانفسكم دونه، واشهد انكم قُتِلْتُمْ علىٰ منهاج رسول الله، فجزاكم اللّه عن نبيه وعن الاسلام واهله افضل الجزاء، وعرفنا وجوهكم في رضوانه مع النبيين والصديقين والشهداء والصالحين وحسن اولٰئک رفيقاً﴾

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ حضرات نے راہ خدا میں جہاد کا حق ادا کیا اور دین خدا اور رسول خدا سے دفاع کیا اور اپنی جان قربان کر دی اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ لوگ رسول اللہ کے طریقہ پر دنیا سے گئے خدا آپ کو اپنے پیغمبر اور اسلام اور اہل اسلام کی طرف سے بہترین جزا دے اور ہمیں محل رضا اور محل اکرام میں آپ کی زیارت نصیب کرے جہاں آپ انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے جو بہترین رفقاء ہیں"

## مقابلہ کے دوسرے مرحلہ میں امام علیہ السلام کی گواہی

اس گواہی کو زائر تاویل قرآن پر جنگ کرکے دائرۂ حدود میں ثبت کرتا ہے ہم ان فقروں کو امام امیر المومنین علیہ السلام کی زیارت کے سلسلہ میں اس طرح پڑھتے ہیں:

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَشْھَدُاَنَّہُ قَدْبَلَّغَ عن رسولک ماحمّل ورعیٰ مااستحفظ،وحفظ ماستودع،وحلل حلالک،وحرّم حرامک،واقام احکامک،و جاھد الناکثین فی سبیلک،والقاسطین فی حکمک،والمارقین عن امرک،صابراً،محتسباًلاتاخذہ فیک لومۃ لائمٍ"۔

"خدایا میں گواہی دیتا ہوں کہ امیر المومنین نے تیرے رسول کی طرف سے دیے گئے بار کو پہونچادیا اوراس کی رعایت کی جس کی حفاظت چاہی گئی اور جوامانت رکھی گئی تھی اس کی حفاظت کی اور تیرے حلال کو حلال اور تیرے حرام کو حرام باقی رکھا اور تیرے احکام کو قائم کیا اور ناکثین (طلحہ اور زبیر) کے ساتھ تیری راہ میں جہاد کیااور قاسطین اور مارقین کے ساتھ تیرے حکم سے صبراور تحمل کے ساتھ جہاد کیااور تیری راہ میں ملامت کرنے والوں کی ملامت کی کوئی پرواہ نہیں کی"

رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت کے دن سے مخصوص زیارت میں اس طرح پڑھتے ہیں:

کنت للمومنین ابارحیماً...وعلیٰ الکافرین صباوغلظۃ وغیظاً،وللمؤمنین غیثاوخصباوعلما،لم تفلل حجّتک،ولم یزغ قلبک،ولم تضعف بصیرتک ولم تجبن نفسک کنت کالجبل،لاتحرّکہ العواصف،ولاتزیلہ القواصف،کنت کماقال رسول اللّٰہ قویافی بدنک،متواضعاًفی نفسک،عظیماًعند اللّٰہ،کبیراًفي الارض،جلیلاًفي السماء،لم یکن لاحد فیک مھمزولالخلق فیک مطمع ولا لاحد عنک ھوادہ،یوجد الضعیف الذلیل عندک قویاعزیزاًحتیّٰ تاخذلہ بحقہ والقوي العزیزعندک ضعیفاًحتیّٰ تاخذ منہ الحقّ "۔

"آپ مومنین کیلئے رحم دل باپ تھے... آپ کافروں کے لئے سخت عذاب اوردردناک سزا تھےاورمومنوں کیلئے باران رحمت ہریالی اورعلم کی حیثیت سے تھےآپ کی حجت کند نہیں ہوئی اور آپ کا دل کج نہیں ہوا آپ کی بصیرت کمزورنہیں ہوئی آپ کا نفس ڈرانہیں آپ اس پہاڑ کے مانند

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تھے جس کو تیز ہوا ہلا نہیں سکتی اور آندھیاں اس کو ہٹا نہیں سکتیں آپ ویسے قوی بدن تھے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا اور اپنے نفس میں متواضع تھے اور خدا کے نزدیک عظیم تھے، زمین میں کبیر تھے اور آسمان میں جلیل تھے آپ کے بارے میں کسی کے لئے نکتہ چینی کا مقام نہیں ہے اور نہ کسی کہنے والے کیلئے اشارہ ہے اور آپ کے بارے میں کسی مخلوق کو غلط طمع ہے اور نہ کسی کیلئے بیجا امید ہے اپ کے نزدیک ہر ضعیف و کمزور و ذلیل قوی اور عزیز رہتا ہے یہاں تک کہ آپ اس کیلئے اس کا حق لے لیں اور قوی عزت دار آپ کے نزدیک کمزور ہوتا ہے یہاں تک کہ اپ اس سے حق لے لیں؛

## دوسرے مرحلہ میں تاویل قرآن پر جنگ کرنے کی گواہی

اس کا پہلا حصہ تاویل کے دائرۂ میں جنگ صفین سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ کربلا سے متعلق ہے اور کربلا میں اس سلسلہ کی جنگ واضح و آشکار طور پر واقع ہوئی اس میں قلب سلیم رکھنے والے کیلئے کوئی شک وشبہ نہیں ہے اس کا ہر وہ شخص گواہ ہے جس کے پاس دل ہے یا جو قوت سماعت کا مالک ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

اس جنگ میں امام حسین علیہ السلام اپنے ساتھ اپنے اہل بیت اور اصحاب میں سے بہتر افراد نیز ایسی مومن جماعت کے ساتھ کھڑے ہوئے جو میدان کربلا میں کسی وجہ سے یا بلا وجہ غیر حاضر ہے ...اور دوسری طرف یزید آل امیہ اوران کی شامی اور عراقی فوج نے قیام کیا۔

اس جنگ میں کسی شک وشبہ کے بغیر دونوں طرف کے محاذ اچھی طرح واضح ہو جاتے ہیں چنانچہ امام حسین علیہ السلام نبوت کی ہدایت کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور یزید سرکشوں، جباروں اور متکبروں کی بری شکلوں میں ظاہر ہوتا ہے۔

کربلا ان دونوں جنگوں کے مابین حد فاصل ہے واقعۂ کربلا سے لیکر آج تک کسی پر اس جنگ کا امر و مقصد مخفی نہیں رہا ہے اور وہ حق و باطل کی شناخت نہ کرسکا ہو مگر اللہ نے جس کی آنکھوں کا نور چھین لیا اس کے دلوں اور آنکھوں پر مہر لگا دی اوران کی آنکھوں پر پردے ڈالدئے ہیں۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اس جنگ کے دائرہ حدود میں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام فرزند رسول کیلئے نماز قائم کرنے زکات ادا کرنے اور ﴿فی سبیل اللہ﴾ جھاد کرنے کی گواہی دیتا ہے اور اس کے بعد اس جنگ کے پس منظر کو برقرار رکھتے ہوئے اس سلسلہ کو واقعہ کربلا کے بعد خدا کی طرف سے امامت ولایت اور قیادت سے متصل کرتا ہے ہم اس گواہی کے سلسلہ میں بہت سے فقرے حضرت امام حسین السلام کی زیارت میں پڑھتے ہیں: ﴿اشهدانک قد بلغت عن اللّٰهِ مَاامرک به ولم تخش احدا غيره،وجاهدت في سبيله،وعبدته،مخلصاًحتيّٰ اتاک اليقين.واشهد انک كلمة التقويٰ،والعروة الوثقيٰ،والحجة عليٰ مَن يبقيٰ.واشهد انک عبد الله وامينه،بلّغت ناصحاًواديت اميناً،وقُتلتَ صدّيقاً،ومضيت عليٰ يقين،لم تؤثرعميٰ عليٰ هديً،ولم تُمل من حق اليٰ باطل.اشهد انک قد اقمت الصلاة ،وآتيت الزكاة ،وامرت بالمعروف ونهيت عن المنكرواتبعت الرسول وتلوت الكتاب حقّ تلاوته و دعوت اليٰ سبيل ربک بالحكمة والموعظة الحسنة .اشهد انک كنت عليٰ بيّنة من ربک قدبلّغت مااُمرت به وقمت بحقّهِ،وصدّقت مَن قبلک غيرواهن ولا موهن.اشهد ان الجهاد معک،وان الحقّ معک واليک وانت اهله و معدنه،و ميراث النبوة عندک".

"اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ نے اللہ کے اس پیغام کو پہنچایا جس کا اس نے آپ کو حکم دیا تھا اور آپ خدا کے علاوہ کسی سے خائف نہیں ہوئے اور آپ نے راہ خدا میں جہاد کیا اور اس کی خلوص کے ساتھ عبادت کی یہاں تک کہ آپ کو موت آ گئی میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کلمہٴ تقویٰ اور عروۂ وثقیٰ اور اہل دنیا پر حجت ہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندہ اور اس کے امین ہیں، آپ نے ناصحانہ انداز میں پیغام حق پہنچایا اور امانت کو ادا کیا آپ صدیق شہید کئے گئے، اور یقین پر دنیا سے گئے، ہدایت کے بارے میں کبھی گمراہی کو ترجیح نہیں دی اور کبھی حق سے باطل کی طرف مائل نہیں ہوئے میں گواہی دیتا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوں کہ آپ نے نماز قائم کی، اور زکوۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا برائیوں سے روکا اور رسول کا اتباع کیا اور قرآن کی تلاوت کی جو تلاوت کا حق تھا اور حکمت اور موعظہ حسنہ کے ذریعہ اپنے رب کی راہ کی طرف بلایا، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اپنے رب کی طرف سے ہدایت یافتہ تھے اور جو آپ کو حکم دیا گیا تھا آپ نے اسی کو پہنچایا، اس کے حق کے ساتھ قیام کیا جس نے آپ کو قبول کیا اس کی آپ نے اس طرح تصدیق کی کہ نہ اس کی کوئی توہین ہو اور نہ آپ کی توہین ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ جہاد آپ کے ساتھ ہے اور حق آپ کی طرف ہے آپ ہی اس کے اہل اور اس کا معدن ہیں"

## وارثت کی گواہی

یہی وہ امامت ہے جس کی ہم نے اس زیارت میں گواہی دی ہے اور وہ امامت حضرت امام حسین علیہ السلام کے بعد آپ کی نسل در نسل باقی رہے گی یہ امامت درمیان میں منقطع ہونے والی نہیں ہے یہ امامت ائمۂ توحید کی امامت ہے جو تاریخ میں حضرت امام حسین علیہ السلام سے مستقر ہوئی ہے حضرت آدم حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت علیؑ اور امام حسنؑ تک پہنچی ہے حضرت امام حسین علیہ السلام اس امامت کی تمام ارزشوں اور ذمہ داریوں کے وارث ہیں:

﴿اِنَّ اللهَ اصْطَفٰى آدَمَ وَنُوحًا وَّآلَ اِبْرٰهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ﴾(۱)

"اللہ نے آدم، نوح اور آل ابراہیم اور آل عمران کو منتخب کر لیا ہے یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے اور اللہ سب کی سننے والا اور جاننے والا ہے"

حضرت امام حسین علیہ السلام کربلا میں اس وارثت کے عہدہ دار تھے: امام حسین علیہ السلام اس عظیم میراث کو کربلا تک لے گئے تاکہ لوگ اس کے ذریعہ دلیل پیش کریں اس کا دفاع کریں اس

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۳۳،۳۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کی مخالفت کرنے والوں سے جنگ کریں یہ بلاغ المبین اسی رسالت کیلئے ہے جس میراث کو حضرت امام حسین علیہ السلام نے آل ابراہیم اور آل عمران سے پایا تھا۔

اس معرکہ کے وسط میں زائر حضرت امام حسین علیہ السلام کیلئے گواہی دیتا ہے:

۱۔اس مقام پر واضح طور پر یہ ثابت ہو جاتا ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السلام کی یزید سے جنگ اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے نمرود سے مقابلہ اسی طرح حضرت موسیٰؑ کا فرعون سے ٹکراؤ اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ابوسفیان سے مخالفت نیز حضرت علیؑ کی معاویہ سے جنگ میں کوئی فرق نہیں ہے۔

۲۔تمام مرحلوں میں اس جنگ کا محور، روح توحید ہے۔

۳۔جو میراث حضرت امام حسین علیہ السلام کو آل ابراہیم اور آل عمران سے ورثہ میں ملی جس کیلئے آپ نے کربلا کے میدان میں قیام کیا وہ میراث آپ کے بعد آپ کی ذریت میں موجود رہی انصار جنھوں نے امام حسین علیہ السلام کا اتباع کیا اسی طرح یہ میراث ان کے تابعین جو آل ابراہیم اور آل عمران کی راہ سے ہدایت حاصل کرتے رہے ان میں باقی رہی۔

ہم صالحین کی وراثت کے سلسلہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام کی شہادت کیلئے زیارت وارثہ کے جملے پڑھتے ہیں:

﴿السلام علیک یاوارث آدم صفوۃ اللّٰہ،السلام علیک یاوارث نوح نبي اللّٰہ السلام علیک یاوارث ابراھیم خلیل اللّٰہ ،السلام علیک یاوارث موسیٰ کلیم اللّٰہ،السلام علیک یاوارث عیسیٰ روح اللّٰہ،السلام علیک یاوارث محمّد حبیب اللّٰہ،السلام علیک یاوارث امیر المؤمنین ولي اللّٰہ﴾

''سلام آپ پر اے آدم صفی اللہ کے وارث ،سلام آپ پر اے نوح نبی خدا کے وارث، سلام آپ پر اے ابراہیم خلیل خدا کے وارث،سلام آپ پر اے موسیٰ کلیم اللہ کے وارث،سلام آپ پر اے عیسیٰ روح اللہ کے وارث ،سلام ہو آپ پر اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ حبیب خدا محمد مصطفےٰ کے

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



وارث، سلام ہو آپ پر اے امیرالمومنین ولی اللہ کے وارث“

آل ابراہیم اور آل عمران کی اس وراثت کی اگرچہ قرآن کی آیت کے مطابق ایک نسل ذریت کی طرف نسبت دی گئی ہے:

﴿ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِنْ بَعْضٍ﴾(۱)

”یہ ایک نسل ہے جس میں ایک کا سلسلہ ایک سے ہے“

مگر یہ کہ یہ رسول خداﷺ اور مولائے کائنات کی جانب فرزندی کی طرف ذریتی انتساب کے عنوان کے علاوہ ایک اور عنوان ہے کیونکہ یہ عنوان براہ راست اس شہادت کے بعد وارد ہوا ہے:

”السلام علیک یابن محمّد المصطفیٰ، السلام علیک یابن علی المرتضیٰ السلام علیک یابن فاطمة الزهراء السلام یابن خدیجة الکبری“

”سلام آپ پر اے محمد مصطفیٰ کے فرزند سلام آپ پر اے علی مرتضیٰ کے دلبند سلام آپ پر اے فاطمہ زہرا کے لخت جگر سلام آپ پر اے خدیجۃ الکبریٰ کے فرزند“

## شاہد و مشہود

زیارتوں میں گواہی سے متعلق روایات میں شاہد اور مشہود کے درمیان کوئی ربط نہیں ہے ان گواہیوں میں زائر جس کی زیارت کر رہا ہے اس کی گواہی دیتا ہے:

﴿انّک قد اقمت الصلاة و آتیت الزکاة و امرت بالمعروف ونهیت عن المنکر و جاهدت فی سبیل الله حقّ جهاده﴾

”بیشک آپ نے نماز قائم کی زکوٰۃ ادا کی اور نیکیوں کا حکم دیا اور برائیوں سے روکا اور اللہ کی

---

(۱) سورۂ آل عمران آیت ۳۴۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



راہ میں جہاد کیا جو جہاد کا حق تھا“

پس زائر شاہد اور جس کی زیارت کر رہا ہے وہ مشہود لہ ہے اور اس کا عکس بھی صحیح ہے

بیشک اللہ کے انبیاء علیہم السلام اس کے رسول اور ان کے اوصیاء امتوں پر شاہد ہیں اور رسول اللہ ﷺ ان کے اوصیاء اس امت کے شاہد ہیں۔

خداوند عالم کا ارشاد ہے: ﴿وَیَومَ نبعثُ فی کُلّ اُمّةٍ شهیداً علیهم مِن انفُسِهِم وَ جِئنابک شهیداً علیٰ هٰؤلاء﴾(۱)

”اور قیامت کے دن ہم ہر گروہ کے خلاف انھیں میں کا ایک گواہ اٹھائیں گے اور پیغمبر آپ کو ان سب کا گواہ بنا کر لے آئیں گے...“

﴿یاایُّهاالنَّبیُّ اِنَّآارْسَلْنَاکَ شَاهِداًوَمُبَشِّراًوَنَذِیراً﴾(۲)

”اے پیغمبر ہم نے آپ کو گواہ، بشارت دینے والا، عذاب الٰہی سے ڈرانے والا“

﴿کَذٰلِکَ جَعَلْنَاکُمْ اُمَّةً وَسَطاًلِتَکُونُواشُهَدَاءَ عَلیٰ النَّاسِ وَیَکُونَ الرَّسُولُ عَلَیْکُمْ شَهِیداً﴾(۳)

”اور تحویل قبلہ کی طرح ہم نے تم کو درمیانی امت قرار دیا ہے تاکہ تم لوگوں کے اعمال کے گواہ رہو اور پیغمبر تمہارے اعمال کے گواہ رہیں“

﴿وَلِیَعْلَمَ اللّٰهُ الَّذِینَ آمَنُواوَیَتَّخِذَمِنْکُمْ شُهَدَاءَ﴾(۴)

---

(۱) سورۂ نحل آیت/۸۹۔

(۲) سورۂ احزاب آیت/۴۵۔

(۳) سورۂ بقرہ آیت/۱۴۳۔

(۴) سورۂ آل عمران آیت/۱۴۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"تاکہ خدا صاحبان ایمان کو دیکھ لے اور تم میں سے بعض کو شہداء قرار دے اور وہ ظالمین کو دوست نہیں رکھتا ہے"

﴿فَأُولٰئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِينَ﴾(۱)

"وہ ان لوگوں کے ساتھ رہے گا جن پر خدا نے نعمتیں نازل کی ہیں انبیاء، صدیقین، شہداء اور صالحین"

پس زائرین شاہد کی منزل سے مشہود کی منزل میں پہونچ جاتے ہیں اسی طرح مشہودلہ جن کے لئے ہم نماز زکات، امر بالمعروف اور جہاد کی گواہی دیتے ہیں وہ شاہد بن جاتے ہیں۔

زیارتوں میں وارد ہوا ہے:

﴿انتم الصراط الاقوم وشهداء دار الفناء وشفعاء دار البقاء﴾

اور حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی آٹھویں زیارت میں آیا ہے:

﴿مضيت للذى كنت عليه شهيداً وشاهداً ومشهوداً﴾

"اور جس مقصد پر آپ تھے اسی پر شہید ہوئے اور شاہد و مشہود ہوئے"

## ب: الموقف

شہادت کے فیصلہ میں حکم کا تابع ہے۔

اور حکم سیاست میں موقف کا تابع ہوتا ہے۔

موقف کو واضح وصاف شفاف اور قوی ہونا چاہئے نیز نفس کو قربانی اور فداکاری کے لئے آمادہ ہونا چاہئے۔

---

(۱) سورۂ نساء آیت/۶۹۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



اور مسلمانوں کی تاریخ صفین اور کربلا جیسے واقعات میں ان افراد سے مخصوص نہیں ہے جو اس حادثہ کے زمانہ میں موجود تھے بلکہ یہ موقف خوشنودی، رضایت، محبت اور دشمنی کا لحاظ ان افراد کے لئے بھی ہوگا جو اُس حادثہ کے زمانہ میں موجود نہیں تھے۔

تاریخ میں یہ ایام فرقان کی خصوصیات میں سے ہے جن میں لوگ دو ممتاز محاذوں میں تقسیم ہو جاتے ہیں اور ان میں سے ہر ایک سے اختلاف برطرف ہو جاتا ہے جس کی بناء پر حق اور باطل کسی شخص پر مخفی نہیں رہ جاتا مگر یہ کہ اللہ نے اس کے دل، کان اور آنکھ پر مہر لگا دی ہو۔

یہ ایام لوگوں کو دو حصوں میں تقسیم کرتے رہے ہیں اور اُن کو تاریخ میں خوشنودگی ناراضگی، محبت اور دوستی کی بنا پر دو حصوں میں تقسیم کرتے رہے ہیں اور تیسرے فریق کو میدان میں چھوڑتے رہے ہیں صفین اور کربلا انھیں میں سے ہے۔

جو شخص بھی دونوں برسر پیکار فریقوں کو درک کر کے بدر، صفین اور کربلا کے واقعہ کا جائزہ لے وہ یا تو اِس فریق کی طرفداری کرے گا اور اس محاذ میں داخل ہو جائیگا یا دوسرے فریق کی طرفداری کرے گا اور دوسرے محاذ میں داخل ہو جائیگا اس کو ان دونوں میں سے کسی ایک سے مفر نہیں ہے اور یہی موقف ہے۔

خداوند عالم سید حمیری پر رحم کرے جنھوں نے اس تاریخی پہلو کو حق اور باطل کے درمیان ہونے والی جنگ کو اشعار میں بیان کیا ہے:

انی ادین بما دان الوصی به    یوم الربیضة من قتل المحلینا
وبالذی دان یوم النهر دنت له    وصافحت کفه کفی بصفینا
تلک الدماء جمیعاربّ فی عُنُقی    ومثله معه آمین آمینا

''میں جنگ جمل کے دن اسی موقف کا حامل ہوں جس کو مولائے کائنات نے اختیار کیا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



تھا یعنی مخالفین کو قتل کرنا“

”اور نہروان کے دن بھی ایسے ہی موقف کا حامل ہوں اور میرا یہی حال صفین کے سلسلہ میں ہے“

”پروردگار وہ سارے خون میری گردن پر ہیں اور مولائے کائنات کے ساتھ ایسے وقائع میں ہمراہی کیلئے میں ہمیشہ آمین کہتا رہتا ہوں“

جو کچھ صفین اور کربلا کی جنگ میں رونما ہوا وہ حقیقی اور آمنے سامنے کی جنگ تھی جو مصاحف کے اٹھ جانے اور حکمین کے صفین میں حکم کرنے اور کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اصحاب کے شہید ہو جانے سے منقطع نہیں ہوئی بلکہ صفین اور کربلا کو مخصوص طور پر یاد کیا جانے لگا اس لئے کہ یہ ہمارے نظریہ کے مطابق تاریخ اسلام میں حق اور باطل کے درمیان فیصلہ کرنے والی جنگیں تین ہیں جنگ بدر، صفین اور کربلا تاریخ اسلام میں ان ہی تینوں کو ایام فرقان کہا جاتا ہے۔

یہ جنگ آج بھی فریقین کے درمیان اسی طرح باقی و ساری ہے ... یہ تاریخ ہے۔ اگر چہ تاریخ موجودہ امت کیلئے یہی سیاسی اور متمدن تاریخ کی ترکیب شدہ شکل ہے اور ماضی (گزرے ہوئے زمانہ) اور موجودہ زمانہ میں فاصلہ ڈالنا نہ ممکن ہے اور نہ ہی صحیح ہے۔ چونکہ فرزند اپنے آباء و اجداد سے ”مواقع“ اور ”مواقف“ میں میراث پاتے ہیں۔ موقف سے ہماری مراد تاریخ میں حادث ہونے والے واقعات ہیں اور واقعہ حادث ہونے کے وقت انسان پر اپنے رفتار و گفتار سے عکس العمل دکھانا واجب ہے اس کو موقف کہا جاتا ہے۔ تو جب یہ جنگ ثقافتی جنگ تھی اور سمندر کے کسی جزیرہ یا زمین کے کسی ٹکڑے سے مخصوص نہیں تھی تو یہ جنگ یقیناً ایک نسل سے دوسری نسل کی طرف منتقل ہوگی ماضی کو پارہ کر کے حال سے متصل ہو جائیگی اور اس کو اولاد اپنے آباء و اجداد سے میراث میں پائیگی ایسی صورت میں موقف کو موقع سے جدا کرنا ممکن نہ ہوگا جس کی بناء پر یہ مواقع موجودہ نسل کی طرف

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دونوں برسر پیکار فریقوں میں سے ہر ایک کے موقف کی حمایت کی بناء پر منتقل ہوجائیں گے۔

یہ میراث ایک فریق سے مخصوص نہیں ہے بلکہ جس طرح مواقع ومواقف سے صالحین کو صالحین کی میراث ملتی ہے اسی طرح مستکبرین اوران کی اتباع کرنے والے مستکبرین کے مواقع اور مواقف کی میراث پاتے ہیں۔ہم اہل بیت علیہم السلام سے مروی روایات میں واضح طور پر مواقف کی میراث کامختلف صورتوں میں زیارتوں میں مشاہدہ کرتے ہیں ہم ذیل میں ان کے کچھ نمونے پیش کرتے ہیں:

## ولایت وبرائت

اس کا آشکار نمونہ اولیاء اللہ سے دوستی اور خدا کے دشمنوں سے دشمنی کرنا ہے اس دوستی اور دشمنی کا مطلب ان جنگوں اور ٹکراؤ سے خالی ہونا نہیں ہے بلکہ یہ تو اس کا ایسا جزء ہے جو اِن جنگوں میں سیاسی موقف سے جدانہیں ہوسکتا جس کو اسلام نے دوحصوں میں تقسیم کردیا ہے ہم دوستی کے سلسلہ میں زیارت جامعہ معروفہ میں پڑھتے ہیں:

﴿اشهد الله واشهدكم انی مؤمن بكم وبماآمنتم به،كافربعدوكم وبما كفرتم به مستبصربكم وبضلالةمن خالفكم،موال لكم ولاوليائكم مبغض لاعدائكم ومعادٍلهم،سلم لمن سالمكم وحرب لمن حاربكم محقق لماحققتم، مبطل لماابطلتم﴾

”میں خدا کواور آپ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں آپ پراور ہر اس چیز پر ایمان رکھتا ہوں جس پر آپ کا ایمان ہے،آپ کے دشمن کا اور جس کا آپ انکار کردیں سب کا منکر ہوں آپ کی شان کواور آپ کے دشمن کی گمراہی کو جانتا ہوں۔آپ کا اور آپ کے اولیاء کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں اوران سے عداوت رکھتا ہوں اس سے میری صلح ہے جس سے آپ نے صلح کی ہے اور جس سے آپ کی جنگ ہے اس سے میری جنگ ہے جسے آپ حق کہیں وہ میری نظر میں بھی حق

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہے اور جس کو آپ باطل کہیں وہ میری نظر میں بھی باطل ہے"

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام میں پڑھتے ہیں:

﴿لعن اللہ امة اسست اساس الظلم والجور علیکم اهل البیت، ولعن اللہ امة دفعتکم عن مقامکم وازالتکم عن مراتبکم التی رتبکم اللہ فیها﴾

"خدایا! اس قوم پر لعنت کرے جس نے آپ کے اہل بیت پر ظلم و جور کئے اور اس قوم پر لعنت کرے جس نے آپ کو آپ کے مقام سے ہٹا دیا اور اس جگہ سے گرا دیا جس منزل پر خدا نے آپ کو رکھا تھا"

اور

﴿اللهم العن اول ظالم ظلم حقّ محمّد و آل محمّد و آخر تابع له علی ذلک، اللهم العن العصابة التی جاهدت الحسین و شایعت و تابعت علی قتله اللهم العنهم جمیعا﴾

"خدایا! اس پہلے ظالم پر لعنت کر جس نے محمد و آل محمد پر ظلم کیا ہے اور اس کا اتباع کرنے والے ہیں۔ خدایا! اس گروہ پر لعنت کر جس نے حسینؑ سے جنگ کی اور جس نے جنگ پر اس سے اتفاق کر لیا اور قتل حسین پر ظالموں کی بیعت کر لی"

زیارت عاشوراء غیر معروفہ میں آیا ہے:

﴿اللّهم و هذا یوم تجدد فیه النقمة و تنزل فیه اللعنة علی یزید و علی آل زیاد و عمر بن سعد و الشمر. اللّهم العنهم والعن مَن رضي بقولهم و فعلهم من اول و آخر لعناً کثیرا و اصلهم حر نارک و اسکنهم جهنم و ساء ت مصیرا، و اوجب علیهم و علی کلّ مَن شایعهم و بایعهم و تابعهم و ساعدهم و رضي بفعلهم لعناتک التي لعنت بها کل ظالم و کل غاصب و کل جاحد، اللهم العن یزید و آل زیاد و بنی مروان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



جمیعا،اللّھم وضاعف غضبک وسخطک وعذابک ونقمتک علی اوّل ظالم ظلم اھل بیت نبیک،اللّھم والعن جمیع الظالمین لھم وانتقم منھم انک ذونقمۃمن المجرمین﴾

''خدایا! یہ وہ دن ہے جب تیرا غضب تازہ ہوتا ہے اور تیری طرف سے لعنت کا نزول ہوتا ہے یزید، آل زیاد، عمر بن سعد اور شمر پر۔خدایا ان سب پر لعنت کر اور ان کے قول وفعل پر راضی ہوجانے والوں پر بھی لعنت کر چاہے اولین میں ہوں یا آخرین میں سے کثیر لعنت فرما اور انھیں آتش جہنم میں جلا دے اور دوزخ میں ساکن کردے جو بدترین ٹھکانا ہے اور ان کے لئے اور ان کے تمام اتباع اور پیروی کرنے والوں اور ان کے فعل سے راضی ہوجانے والوں کے لئے ان لعنتوں کے دروازے کو کھول دے جو تو نے کسی ظالم، غاصب، کافر، مشرک اور شیطان رجیم یا جبار وسرکش پر نازل کی ہے۔خدا لعنت کرے یزید وآل یزید اور بنی مروان پر خدایا اپنے غضب اپنی ناراضگی اور اپنے عذاب وعقاب کو مزید کردے اس پہلے ظالم پر جس نے اہل بیت پیغمبر پر ظلم کیا ہے اور پھر ان کے تمام ظالموں پر لعنت کر اور ان سے انتقام لے کہ تو مجرمین سے انتقام لینے والا ہے''

## رضا اور غضب

دوستی اور دشمنی میں رضا اور غضب بھی داخل ہے: رضا یعنی جس سے اولیاء اللہ راضی ہوتے ہیں غضب جن سے اولیاء اللہ غضب ناک ہوتے ہیں۔

خوشی اور غضب، محبت اور عداوت ایمان کی واضح نشانیاں ہیں اور ان کے ستون میں سے ہیں یہ سیاسی موقف کیلئے عمیق فکر ہے ان دونوں (رضا اور غضب) کے بغیر سیاسی موقف مضمحل اور پائیدار نہیں ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



یہ وہ رابطہ اور ذاتی ایمان ہے جو سیاسی موقف کو عمق، مقاومت اور استحکام عطا کرتا ہے رضا اور غضب کے سلسلہ میں زیارت صدیقہ فاطمۃ الزہرا علیہا السلام میں آیا ہے:

﴿اشهد الله ورسله وملائكته اني راض عمّن رضيت عنه ساخط على مَن سخطت عليه، متبرء ممن تبرّئت منه موالٍ لمن واليت معادٍ لمَن عاديت مبغض لمن ابغضت، محبّ لمن احببت﴾

''میں اللہ، رسول اور ملائکہ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں اس شخص سے راضی ہوں جس سے آپ راضی ہیں اور ہر اس شخص سے ناراض ہوں جس سے آپ ناراض ہیں ہر اس شخص سے بیزار ہوں جس سے آپ بیزار ہیں آپ کے چاہنے والوں کا چاہنے والا آپ کے دشمنوں کا دشمن، آپ سے بغض رکھنے والوں کا دشمن اور آپ سے محبت کرنے والوں کا دوست ہوں''

اور زیارت کے دوسرے فقرے میں آیا ہے:

﴿اشهد اني ولي لمن والاك وعدو لمن عاداك وحرب لمن حاربك﴾

''میں آپ کے دوستوں کا دوست ہوں اور آپ کے دشمنوں کا دشمن ہوں جو آپ سے جنگ کرنے والے ہیں اس سے ہماری جنگ ہے''

## سلم اور تسلیم

موقف کی خصوصیات میں سے سلم اور تسلیم ہے تسلیم کا سلم وصلح سے بلند مرتبہ ہے لہٰذا موقف میں سب سے پہلے مسالحت صلح ہونی چاہئے اور سلم میں اللہ، رسول اور اولیاء اللہ اور اس کے صالحین بندوں کی اتباع کی جائے:

﴿یَااَیُّهَاالَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَافَّةً﴾(۱)

---

(۱) سورۂ بقرۃ آیت/۲۰۸۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



''ایمان والوتم سب مکمل طریقہ سے اسلام میں داخل ہو جاؤ''

اس سے چیلنج کو شامل نہ کیا گیا ہو:

﴿اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّهُ مَنْ يُحَادِدِاللّٰهَ وَرَسُوْلَهُ فَاَنَّ لَهُ نَارَ جَهَنَّمَ خَالِدًا فِيْهَا﴾(۱)

''کیا یہ نہیں جانتے ہیں کہ جو خدا اور رسول سے مخالفت کرے گا اس کیلئے آتش جہنم ہے اور اسی میں ہمیشہ رہنا ہے''

نہ اللہ کے سامنے سرکشی اور استکبار کیا جائے:

﴿وَلَاتَطْغَوْا فِيْهِ فَيَحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبِيْ﴾(۲)

''اور اس میں سرکشی اور زیادتی نہ کرو کہ تم پر میرا غضب نازل ہو جائے''

مخالفت نہ ہو:

﴿وَاِنَّ الظَّالِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍ بَعِيْدٍ﴾(۳)

''اور ظالمین یقیناً بہت دوررس نافرمانی میں پڑے ہوئے ہیں''

دوسرے مرحلہ میں اس موقف کو رسول اور مسلمین کے امور کے سرپرستوں سے تسلیم کی اطاعت پر قائم ہونا چاہئے صلح اور تسلیم میں سے ہر ایک کو انسان کی نیت، قلب، عمل اور رفتار میں ایک ہی وقت میں رچ بس جانا چاہئے صلح، تسلیم اور پیروی دل سے ہونی چاہئے اور جب ایسی صورت حال ہو اور سیاسی موقف، نیت، عمل اور باطن وظاہر میں صلح وتسلیم سے متصف ہو تو لوگ اکٹھا ہو کر اس موقف کو اختیار کریں اور اس موقف کے لوگ اس کے خلاف موقف والوں کے ساتھ جمع نہیں ہو سکتے۔ایسی صورت میں مومن انسان اکیلا ہی ایک امت شمار ہوگا جو امت کا پیغام لیکر قیام کرتا ہے اور وہ امت کی

---

(۱)سورۂ توبہ آیت/۶۳۔

(۲)سورۂ طٰہٰ آیت/۸۱۔

(۳)سورۂ حج آیت ۵۳۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



طرح پائیدار اور مضبوط ہوگا جیسا کہ ہمارے باپ ابوالانبیاء جناب ابراہیم علیہ السلام اکیلے ہی قرآن کی نص کے مطابق ایک امت تھے:

﴿اِنَّ اِبْرَاهِيمَ كَانَ اُمَّةً قَانِتاً لِلّٰهِ حَنِيفاًوَلَمْ يَکُ مِنَ الْمُشْرِكِينَ﴾(۱)

''بیشک ابراہیم ایک مستقل امت اور اللہ کے اطاعت گذار اور باطل سے کترا کر چلنے والے تھے اور مشرکین میں سے نہیں تھے''

اور صلح وسلامتی کے بغیر تاریخ میں کوئی موقف رونما نہیں ہوتا اور اگر ہم موقف کو صلح وسلامتی سے خالی کر دیں تو موقف کالعدم ہو جائیگا صلح تسلیم خدا ورسول اور مسلمانوں کے پیشواؤں کی ہر بیعت کی جان ہے کیونکہ بیعت کا مطلب یہ ہے کہ انسان خداوند عالم کی عطا کردہ ہر چیز منجملہ محبت، نفرت، جان، مال اور اولاد کو یکبارگی خداوند عالم کے ہاتھوں فروخت کردے اور وہ دل خداوند عالم کیلئے ہر چیز سے خالی ہو جائے، پھر اس کے بعد اپنے معاملہ پر نہ حسرت کرے اور نہ ہی اپنے کام میں شک کرے کیونکہ وہ اب ہر چیز خداوند عالم کے ہاتھوں بیچ چکا ہے اور اس کی قیمت لے چکا ہے لہٰذا نہ معاملہ فسخ کرسکتا ہے اور نہ فسخ کرنے کا مطالبہ کرسکتا ہے اور یہ سودمند معاملہ ہے یہ امور مسلمین کے سرپرستوں اور مومنین کے پیشواؤں کے موقف کی جان ہے جنھوں نے اس سلسلہ میں اہل بیت علیہم السلام ج(و مسلمانوں کے امام ہیں) کی زیارت میں آنے والی عبارتوں پر غور کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں آیا ہے:

﴿فَقَلبِي لَكُم مُسَلِّمٌ ونصرتي لكم معدة حتّىٰ يحكم اللهُ بدينه فمعكم معكم لامع عدوكم﴾

''میرا دل آپ کے سامنے سراپا تسلیم ہے اور میری نصرت آپ کیلئے حاضر ہے یہاں تک

---

(۱) سورۂ نحل آیت/۱۲۰۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کہ پروردگار اپنے دین کا فیصلہ کردے تو میں آپ کے ساتھ ہوں آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں"

حضرت امام حسن علیہ السلام کی زیارت میں وارد ہوا ہے:

﴿لبیک داعي اللّٰه ان کان لم یجبک بدني عنداستغاثتک ولساني عند استنصارک قد اجابک قلبي وسمعي وبصري﴾

"میں نے خداوند عالم کی دعوت پر لبیک کہی اے اللہ کی طرف بلانے والے اگر چہ میرے جسم نے آپ کے استغاثہ کے وقت لبیک نہیں کہی اور میری زبان نے آپ کے طلب نصرت کے وقت جواب نہیں دیا لیکن میرے دل، کان اور آنکھ نے لبیک کہی"

زیارت حضرت ابوالفضل العباس:

﴿وقلبي لکم مسلّم واناالکم تابع ونصرتي لکم معدةحتی یحکم اللّٰہ وهو خیر الحاکمین﴾

"میرا دل آپ کے سامنے جھکا ہے اور تابع فرمان ہے اور میں آپ کا تابع ہوں اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ خدا فیصلہ کردے اور وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے"

زیارت حضرت امام حسین علیہ السلام روز اربعین:

﴿وقلبي لقلبکم سلم،وامري لامرکم متبع،ونصرتي لکم معدة،حتّیٰ یاذن اللّٰہ لکم،فمعکم معکم لامع عدوکم﴾

"اور میرا دل آپ کے سامنے سراپا تسلیم ہے اور میرا امر آپ کے امر کے تابع ہے اور میری مدد آپ کے لئے تیار ہے یہاں تک کہ اللہ آپ کو اجازت دے تو ہم آپ کے ساتھ ہیں اور آپ کے دشمنوں کے ساتھ نہیں ہیں"

یہ معیت جس کو زائر اپنے موقف اور ائمہ مسلمین سے دوستی کے ذریعہ آمادہ و تیار کرتا ہے یہ موقف اور دوستی کی روح ہے۔ان کی خوشی و غم،صلح و جنگ آسانی عافیت اور سختی و مشکل میں ساتھ رہنا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



دنیا میں ان کے ساتھ رہنا انشاء اللہ آخرت میں ان کے ساتھ رہنا ہے۔

## انتقام کیلئے مدد کی دعا

موقف کے مطالبوں میں سے ایک مطالبہ مدد کیلئے دعا مانگنا ہے۔ جب موقف کا سرچشمہ سچا دل ہوگا تو انسان اللہ سے مسلمانوں کے امام اور مسلمانوں کی مدد کیلئے ہر وسیلہ سے دعا مانگے گا دعا کے ان وسائل میں سے ایک وسیلہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر دعا مانگنا ہے اور دعا ان وسائل میں سے سب سے افضل اور بہترین وسیلہ ہے مگر دعا عمل، عطا اور قربانی دینے سے مستغنی نہیں ہے۔

سیاسی موقف کے ستون کے لئے اس مضمون کی دعا اہلبیت علیہم السلام سے وارد ہونے والی دعاؤں میں ہے اور ہم ذیل میں اس دعا کے چند نمونے پیش کرتے ہیں:

ہم آل محمد علیہم السلام سے مہدی منتظر عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہیں:

﴿اللّھم انصرہ وانتصربہ لدینک، وانصربہ اولیائک، اللّھم واظھربہ العدل، وایّدہ بالنصر، وانصر ناصریہ واخذل خاذلیہ، واقصم بہ جبابرۃ الکفر واقتل الکفار والمنافقین واملابہ الارض عدلاً واظھربہ دین نبیک﴾

”خدایا! اپنے ولی کی نصرت فرما اور ان کے ذریعہ دین کی مدد فرما اپنے اولیاء اور ان کے اولیاء کی مدد فرما... اور ان کے ذریعہ عدل کو ظاہر فرمانا اور اپنی نصرت سے ان کی تائید فرمانا ان کے ناصروں کی مدد کرنا اور ان کو رسوا کرنے والوں کو ذلیل کرا اور دشمنوں کی کمر توڑ دے تمام جابر کافروں کی کمر توڑ دے تمام کفار و منافقین اور تمام ملحدین کو فنا کردے... اور ان کے ذریعہ زمین کو عدل سے بھر دے اور ان کے ذریعہ اپنے نبی کے دین کو غالب فرما“

حضرت امام مہدی عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کیلئے دعاؤں کے چند نمونے:

﴿اللّھم انک ایدت دینک في کل اوان بامام أقمتہ لعبادک ومنارافي بلادک، بعدان اوصلت حبلہ بحبلک، وجعلتہ الذریعۃالی رضوانک...اللھم

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



فاوزع لولیک شکر ماانعمت به علیه،واوزعنامثله فیه،وآته مِن لدنک سلطانا نصیرا،وافتح له فتحایسیراًوأعنه برکنک الاعز،واشددازره،وقوّعضده وراعه بعینک،واحمه بحفظک،وانصره بملائکتک وامدد،بجندک الاغلب،واقم به کتابک وحدودک وشرائعک وسنن رسولک واحیی به ماامانته الظّالمون من معالم دینک،واجل به صداألجورعن طریقک،وابن به الضراء من سبیلک،وازل به الناکبین عن صراطک وامحق به بغاةقصدک عوجاً،والن جانبه لاولیائک،وابسط یده علی اعدائک،وهبّ لنارافته ورحمته وتعطفه وتحنّنه،واجعلناله سامعین مطیعین،وفی رضاه ساعین والی نصرته والمدافعةعنه مکنفین﴾

"بارالہا! تو نے اپنے دین کی، ہر زمانہ میں ایسے امام کے ذریعہ نصرت کی ہے جس کو تو نے اپنے بندوں کیلئے منصوب فرمایا اپنی مملکت میں منارۂ ہدایت قرار دیا اس کے بعد جبکہ تو نے اس کو اپنی رضا تک پہنچنے کا ذریعہ قرار دیا بارالہا لہٰذا اپنے ولی کو اپنے اوپر نازل ہونے والی نعمتوں کا شکریہ ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اور اس سلسلہ میں ہم کو بھی شکر ادا کرنے کی توفیق عطا فرما اپنی جانب سے اس امام کو کامیاب حکومت عطا فرما آسانی کے ساتھ فتح و نصرت عطا فرما اپنے مضبوط ارکان کے ذریعہ اس کی مدد فرما اس کو ہمت دے، اس کو قوی کر، اس کی نگرانی کر، اپنے ملائکہ کے ذریعہ اس کی مدد کر، اپنے فاتح لشکر کے ذریعہ ظفریاب کر، اس کے ذریعہ اپنی کتاب، حدود شریعت اور اپنے رسول کی سنتوں کو قائم کر، اس کے ذریعہ اپنے دین کی ان نشانیوں کو زندہ کر جن کو ظالمین نے مردہ کر دیا ہے، اس کے ذریعہ اپنی راہ سے انحراف کی جلا بخش، اس کے ذریعہ اپنی تاریک راہ کو روشن کر، اس کے ذریعہ اپنی راہ سے دوری اختیار کرنے والوں کو نابود کر، اس کے ذریعہ تیرا بیجا طور پر قصد کرنے والوں کو فنا کر دے، اس کو اپنے دوست داروں کیلئے خوش اخلاق کر دے اس کو اپنے دشمنوں پر مسلّط کر دے اس کی محبت

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



سے ہم کو بہرہ مند فرما، ہم کو اس کا اطاعت گذار قرار دے اس کی رضا کے سلسلہ میں کوشش کرنے والا قرار دے اس کی مدد اور دفاع کرنے کے سلسلہ میں آمادہ کر دے“

نیز زیارت امام صاحب الزمان عجل اللہ تعالیٰ فرجہ الشریف کی زیارت میں پڑھتے ہے:

﴿اللّهم انجز لوليك ماوعدته،اللّهم اظهر كلمته واعل دعوته وانصره على عدوه وعدوك،اللّهم انصره نصراعزيزاً،وافتح له فتحايسيراً،اللّهم واعزّبه الدين بعدالخمول،واطلع به الحق بعدالافول،واجل به الظلمة،واكشف به الغمة، وآمن به البلاد واهدبه العباد،اللّهم املأبه الارض عدلاً وقسطاً كماملئت ظلماًوجوراً﴾

”خدایا! جس کا تو نے وعدہ کیا ہے اسے اپنے نبی کیلئے پورا کر دے خدایا! اس کے کلمہ کو ظاہر کر دے اور اس کی دعوت کی آواز کو بلند کر اور اس کے اور اپنے دشمن کے مقابلہ میں اس کی مدد فرما... خدایا! اس کی غلبہ عطا کرنے والی مدد سے مدد کر اور اس کو آسانی سے مکمل فتح عطا کر خدایا! اس کے ذریعہ سے گمنامی کے بعد دین کو غلبہ عطا کر اور اس کے ذریعہ حق کو ڈوبنے کے بعد طالع کر اور اس کے ذریعہ سے ظلمت کو نورانیت عطا کر اور اس کے ذریعہ مشکلات کو دور فرما اور خدایا اس کے ذریعہ شہروں کو امن عطا کر اور بندوں کی ہدایت کر خدایا اس کے ذریعہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر دے جبکہ وہ ظلم و جور سے بھر چکی ہو“

## انتقام اور خون خواہی کیلئے دعا

”انتقام“ اور انتقام کیلئے دعا مانگنا موقف کا جزء ہے حضرت ابراہیمؑ بلکہ حضرت نوحؑ سے لیکر آج تک خاندان توحید کا ایک ہی موقف ہے۔ ان کا راستہ اور ان کی غرض وغایت و مقصد ایک ہے اور یہ موقف حضرت ابراہیم سے لیکر امام مہدی کے ظہور تک اس طرح باقی رہے گا تا کہ خداوند عالم ان

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



کے ذریعہ اس خون واشک کے فتوحات، اور مشکلات کی راہ میں ان کو فتح ونصرت عطا کرے اور خدا ان لوگوں سے جنھوں نے ان کو شہید کیا، ان پر ظلم وستم کیا اس راستہ میں ظلم وستم کرنے والوں کی قیادت کی، ان کے رہبر، ان کی نسل اور جنھوں نے اللہ کے دین سے روکا ان سے انتقام لے۔

اس خاندان پر سب سے زیادہ ظلم وستم، مصائب، پیاس قتل وغارت کربلا کے میدان میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور ان کے اہل بیت علیہم السلام اور اصحاب پر ڈھائے گئے۔

ہم خداوند قدوس سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہم کو ان لوگوں سے انتقام لینے والوں میں سے قرار دے جنھوں نے ظلم وستم ڈھائے، اس روش پر برقرار رہے، ان کی اتباع کی اور جو ان کے اس فعل پر راضی رہے۔

﴿اللّهم واجعلنامن الطالبين بثأره مع امام عدل تعزّبه الاسلام و أهله يارب العالمين﴾

''خدایا! ہم کو امام حسین علیہ السلام کے خون کا بدلہ لینے والوں میں امام عادل (امام زمانہ) کے ساتھ قرار دے جس کے ذریعہ تو اسلام اور اہل اسلام کو عزت دے گا اے عالمین کے پروردگار''

## ا۔رسول اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام کیلئے دعا

ان پر درود اور خداوند عالم کی جانب سے ان کیلئے طلب رحمت:

﴿اللّهم صلّ على محمّدو آله صلوات تجزل لهم بهامن نحلک و كرامتک، وتكمل لهم الاشياء من عطاياک و نوافلک، وتوفّرعليهم الحظ من عوائدک وفواضلک﴾

''خدایا! محمد وآل محمد پر ایسے درود بھیج جس کے ذریعہ تو ان کیلئے اپنی بزرگواری اور کرم کو وافر مقدار میں ان کو عطا کر اور ان کیلئے اپنی بخششیں کامل کر اور ان پر بکثرت اپنی نعمتیں نازل فرما''

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



﴿اللّھم صلّ علی محمّد وبارک علی محمّد وآل محمّد، کأفضل ماصلّیت وبارکت وترحمت وتحنّنت وسلّمت علی ابراھیم وآل ابراھیم﴾

"خدایا محمد اور آل محمد پر درود بھیج اور محمد وآل محمد پر برکت نازل فرما جس طرح کہ تو نے صلوات وبرکت ورحمت، مہربانی اور سلام ابراہیم اور آل ابراہیم پر قرار دیا ہے۔"

۲۔ رسول کیلئے دعا: رسول اور اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ میں یہ دعا خدا ان کو اپنے بندوں کیلئے اپنی رحمت تک پہنچنے کا ذریعہ اور شفیع قرار دے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں آیا ہے:

﴿اللّھم اعط محمداً الوسیلة والشرف والفضیلة والمنزلة الکریمة اللھم اعط محمّداً اشرف المقام وحباء السلام وشفاعة الاسلام، اللّھم الحقنابه غیر خزایا ولا ناکثین ولا نادمین﴾

"خدایا! محمد کو وسیلہ، شرف اور فضیلت اور کریم منزلت عطا فرما خدایا تو محمد کو بہترین مقام اور سلام کا تحفہ اور شفاعت اسلام عطا کر خدایا ہم کو ان سے اس طرح ملا کہ نہ رسوا وذلیل ہوں نہ عہد کے توڑنے والے اور نہ شرمندہ ہوں"

اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں آیا ہے: ﴿اللھم واعطه الدرجة والوسیلة من الجنة وابعثه المقام المحمود، یغبطه به الاوّلون والآخرون﴾

"خدایا! ان کو بلند درجہ عطا کر اور وسیلۂ جنت عطا کر اور ان کو مقام محمود پر مبعوث کر کہ ان پر اولین وآخرین غبطہ کریں"

۳۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل بیت علیہم السلام سے اللہ کے اذن سے توسل کرنا:

﴿فاجعلني اللّھم بمحمّد واھل بیته عندک وجیھاً فی الدنیا والآخرة، یا رسول اللہ انّي اتوجه بک الی اللہ ربّک وربي لیغفرلي ذنوبي ویتقبل مني عملي

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ویقضي لي حوائجي فكن لي شفيعاًعندربّک وربي فنعم المسؤول المولیٰ ربي و نعم الشفيع أنت يامحمّدعليک وعلی أهل بيتک السلام﴾

”بارالٰہا! پس مجھ کو محمد اوران کے اہل بیت کے نزدیک دنیا اورآخرت میں سرخرو قرار دے یا رسول اللہ بیشک میں آپ کے اوراپنے پروردگار کی طرف آپ کے وسیلہ سے متوجہ ہوتا ہوں تاکہ وہ میرے گناہ بخش دے اور مجھ سے میرا عمل قبول کرے اورمیری حاجتیں پوری کرے،لہٰذا آپ اپنے اورمیرے پروردگار کے نزدیک میرے شفیع ہوجایئے کیونکہ پروردگار بہت اچھا آقا اورسوال کرنے کے لائق ہے اوراے محمد! آپ بہترین شفیع ہیں آپ پراورآپ کے اہل بیت پردرودوسلام ہو“

زیارت ائمہ اہل بقیع علیہم السلام میں آیا ہے:

﴿وهذامقام مَن اسرف وأخطأواستكان،وأقرّبماجنیٰ،ورجیٰ بمقامه الخلاص...فكونوالی شفعاء فقدوفدت اليكم اذ رغب عنكم أهل الدنياواتخدوا آيات اللهٰهزواًواستكبرواعنها﴾

”آپ کے سامنے وہ شخص کھڑا ہے جس نے زیادتی کی ہے غلطی کی ہے مسکین ہے،اپنے گناہوں کا معترف ہے اوراب نجات کا امیدوار ہے...آپ اہل بیت اس کی بارگاہ میں میرے شفیع بن جائیں کہ میں آپ کی بارگاہ میں اس وقت آیا ہوں جب اہل دنیا آپ سے کنارہ کش ہوگئے اورانھوں نے آیات خدا کا مذاق اڑایا ہے“

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ علیہ السلام کی زیارت میں آیا ہے:

﴿اتيتک من شقةطالب فكاک رقبتي من النار وقدأوقرت ظهري ذنوبي وآتيت ماأسخط ربي ولم أجدأحداًافزع اليه خيراًلي منكم أهل بيت الرحمه فكن لي شفيعاً﴾

”میں بہت دور سے آیا ہوں میرا مقصد یہ ہے کہ اللہ میری گردن کو جہنم سے آزاد کردے کہ

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



گناہوں نے میری کمر توڑ دی ہے اور میں نے وہ کام کئے ہیں جنھوں نے میرے خدا کو ناراض کردیا ہے اور اب کوئی نہیں ہے جس کے سامنے فریاد کروں یا آپ سے بہتر ہو آپ اہل بیت رحمت ہیں لہٰذا روز فقر و فاقہ میری شفاعت فرمائیں''

۴۔اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب اہل بیت علیہم السلام کی ہمنشینی قیامت میں ان کی ہمسائیگی اور دنیا میں ان کی ہدایت اور ان کے راستہ پر ثابت قدمی کا سوال کر کے متوجہ ہونا اور یہ کہ ہم دنیا میں انھیں کی طرح زندہ رہیں اور ہم کو انھیں کی طرح موت آئے اور ہم آخرت میں اُن ہی کے گروہ بلکہ ان ہی کے ساتھ محشور کئے جائیں جیسے اللہ نے مجھے دنیا میں ان کی ہدایت اور ان سے محبت کرنے کی توفیق عطا کی ہے۔

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت میں وارد ہوا ہے:﴿اللّهم وأعوذبكرم وجهك أن تقيمني مقام الخزي والذّل يوم تهتك فيه الأستار وتبدوفيه الأسرار،وترعدفيه الفرائص ويوم الحسرةوالندامة،يوم الآفكة،يوم الآزفة،يوم التغابن،يوم الفصل،يوم الجزاء،يوماً كان مقداره خمسين الف سنة،يوم النفخة،يوم ترجف الراجفة،تتبعهاالرادفة،يوم النشر،يوم العرض، يوم يقوم الناس لربّ العالمين،يوم يفرّالمرء من اخيه وامّه وأبيه وصاحبته وبنيه، يوم تشقق الارض واكناف السماء،يوم تأتي كلّ نفس تجادل عن نفسها،يوم يُردون الى اللهفيُنبؤهم بماعملوا،يوم لايغني مولىً عن مولىً﴾

''اور میں تیری کریم ذات کی پناہ میں آیا ہوں کہ تو مجھ کو ذلت و رسوائی کی منزل میں کھڑا نہ کرنا اس دن جس دن تمام پردے چاک ہو جائیں گے اور تمام راز ظاہر ہو جائیں گے اور بند بند کانپیں گے اور وہ دن حسرت و ندامت کا دن ہوگا وہ دن برائیوں کے کھل جانے کا اور انسان کے خسارہ کا دن ہوگا ،جس دن فیصلہ بھی ہوگا اور جزاء بھی دی جائیگی جو دن پچاس ہزار سال کے برابر

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



ہوگا، جب صور پھونکا جائیگا جب زمین لرز جائے گی اور اسے مسلسل جھٹکے لگیں، نامۂ اعمال نشر ہوگا، معاملات پیش ہوں گے اور بندے رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے، جب ہر شخص اپنے بھائی، ماں، باپ، بیوی اور بچوں سے بھاگ رہا ہوگا زمین شق ہو جائے گی آسمان پھٹ جائیگا اور ہر شخص اپنے سے دفاع کرنے کی کوشش کریگا، تمام لوگ اللہ کی بارگاہ میں پلٹا دئے جائیں گے تو اور وہ لوگوں کو ان کے اعمال سے باخبر کریگا جب کوئی دوست کسی کے کام نہ آئے گا"

اور اس کے بعد قیامت کے خوفناک دن میں رسول خدا ﷺ اور اللہ کے اولیاء کی مصاحبت طلب کرنا:

﴿اللّهم ارحم موقفي في ذلک اليوم ولاتخزني في ذلک الموقف بما جنيت على نفسي، واجعل يارب في ذلک اليوم مع اولئک منطلقي وفي زمرة محمّدأهل بيته محشري واجعل حوضه موردي... واعطني كتابي بيميني﴾

"خدایا! اس دن کے موقف میں مجھ پر رحم کرنا آج کے اس موقف کے طفیل میں تو مجھے اس موقف میں رسوانہ کرنا ان زیادتیوں کی بنا پر جو میں نے اپنے اوپر کی ہیں اور اے خدا اس دن مجھے اور میری منزل کو اپنے اولیاء کے ساتھ قرار دینا اور مجھے اپنے پیغمبر اور اہل بیت کے زمرہ میں محشور کرنا ان کے حوض کوثر پر وارد کرنا... اور نامۂ اعمال داہنے ہاتھ میں دینا"

زیارت حضرت ابوالفضل العباس میں آیا ہے:

﴿فجمع الله بيننا وبينک وبين رسوله واوليائه﴾

"اللہ ہمیں اور آپ کو اپنے رسول اور اولیاء کے ساتھ بلندترین منزل میں قرار دے"

بعض زیارات کی نصوص میں وارد ہوا ہے:

﴿وثبّت لي قدم صدق مع الحسين واصحاب الحسين الذين بذلوا مهجهم دون الحسين﴾

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



"خدایا! مجھے روز قیامت ثبات قدم دینا حسین اور اصحاب حسین کے ساتھ جنھوں نے تیرے حسینؑ کے سامنے اپنی جانیں قربان کردی ہیں"

زیارت عاشوراء کے بعد دعاء علقمہ میں آیا ہے:

﴿اللهم احيني حياة محمّد وذرية محمّد وامتني مماتهم وتوفني على ملّتهم واحشرني في زمرتهم ولاتفرّق بيني وبينهم طرفة عين ابداً في الدنيا والآخره﴾

"خدایا! مجھ کو محمد اوران کی ذریت کی حیات اور انھیں کی موت عطا فرما انھیں کی ملت پر اٹھانا اور انھیں کے زمرہ میں محشور کرنا اور میرے اوران کے درمیان دنیا اور آخرت میں ایک لحظہ کی جدائی نہ ہونے دینا"

زیارت عاشورا غیر معروفہ میں آیا ہے:

﴿اللّهم فصلِّ علىٰ محمّد وآل محمّد واجعل محياي محياهم ومماتي مماتهم، ولاتفرّق بيني وبينهم في الدنيا والآخرة انّک سميع الدعاء﴾

"خدایا! محمد آور آل محمد پر رحمت نازل فرما اور میری زندگی کو ان کی جیسی زندگی اور میری موت کو ان کی جیسی موت بنادے اور میرے اوران کے درمیان دنیا اور آخرت میں جدائی نہ ہونے دینا تو دعاؤں کا سننے والا ہے"

زیارت جامعہ میں آیا ہے:

﴿فثبتني الله ابداً ماحييت على موالاتكم ومحبتكم و، وفقني لطاعتكم، و رزقني شفاعتكم وجعلني من خيار مواليكم التابعين لمادعوتم اليه وجعلني ممن يقتص آثاركم ويسلک ويهتدي بهداكم ويحشر في زمرتكم، ويكرّ في رجعتكم ويملک في دولتكم، ويشرف في عافيتكم ويمكن في ايامكم وتقرّعينه غدا

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com



بُرؤیتکم﴾.

''اللہ مجھے تا حیات آپ کی محبت آپ کی موالات اور آپ کے دین پر ثابت رکھے آپ کی اطاعت کی توفیق دے آپ کی شفاعت نصیب کرے اور آپ کے بہترین غلاموں میں، آپ کی دعوت کا اتباع کرنے والوں میں قرار دے اور ان میں قرار دے جو آپ کے آثار کا اتباع کریں اور آپ کے راستہ پر چلیں، آپ سے ہدایت حاصل کریں اور قیامت میں آپ کے ساتھ محشور ہوں، آپ کی رجعت میں واپس ہوں، آپ کی حکومت میں حاکم بنیں اور آپ کی عافیت کا شرف حاصل کریں اور آپ کے زمانہ میں اختیار حاصل کریں''

زیارت حضرت ابوالفضل العباسؑ میں آیا ہے:

﴿فجمع اللہ بیننا وبینک وبین رسولہ واولیائہ فی منازل المخبتین﴾

''اللہ ہمیں اور آپ کو درمیان اپنے رسول اور اولیاء کے ساتھ بلند ترین منزل میں قرار دے''

اس طرح زیارت کرنے والے اور زیارت کئے جانے والے شخص کے درمیان رابطہ کامل ہو جاتا ہے یہ دوطرفہ رابطہ ہے جس میں دعا اور زائر کی جانب سے زیارت کی جانے والی ہستی پر درود وسلام، اس میں خداوند عالم سے دعا ہے کہ زیارت کئے جانے والی ہستی کی شفاعت اور قیامت میں اس کی ہمنشینی حاصل ہو یہاں زائر اور جس کی زیارت کی جائے دونوں کے مابین رابط خدا ہے اسی لئے وہ ابتداء اور انتہاء دونوں ہی میں توجہ کا مرکز ہے۔

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com
Presented By: www.jafrilibrary.com
Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

786/550

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com

Presented By: www.jafrilibrary.com